

جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ الطاہرین

کمال الدین (جلد دوم)

باب (۳۳) غیبت امام قائم علیہ السلام کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات

[شیخ فقیہ] ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی رحمہ اللہ اس کتاب کے مؤلف عرض کرتے ہیں کہ

۱۔ بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد بن ادریسؒ نے ان سے ان کے والدؒ نے ان سے ایوب بن نوح نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے صفوان بن مہران نے اور ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمام ائمہ کا اقرار کرے اور مہدی کا انکار کرے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کا اقرار کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا۔ کسی نے آپؑ سے پوچھا: فرزند رسول آپؑ کی اولاد میں مہدی کون ہیں؟ فرمایا: ساتویں کا پانچواں (فرزند) جو تمہاری نظروں سے غائب ہوگا اور تمہارے لئے اس کا نام لینا جائز نہیں ہوگا۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے حسن بن علی زیتونی اور محمد بن احمد بن ابی قتادہ نے ان سے احمد بن ہلال نے ان سے امیّہ بن علی نے ان سے ابی ہیثم بن ابی حبّہ نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب ان تین ناموں کے اشخاص ایک کے بعد ایک آجائیں محمد و علی و حسن (علیہم السلام) تو ان کا چوتھا قائمؑ ہوگا۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے ان سے ابو علی محمد بن ہمام نے ان سے احمد بن مابنداذ نے ان سے احمد بن ہلال نے ان سے امیّہ بن علی قیسی نے ان سے ابی ہیثم تمیمی نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہ تین نام محمد و علی و حسن (علیہم السلام) آجائیں تو چوتھا قائم ہوگا۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد دقاقؒ نے ان سے محمد بن عبداللہ کوفی نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی

نے ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نوفلی نے ان سے مفضل بن عمر نے کہ میں اپنے آقا جعفر بن محمد علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مولا کیا آپؑ اپنے بعد کسی امام کے لئے ہم سے عہد لیں گے؟ آپؑ نے فرمایا اے مفضل میرے بعد میرا بیٹا موسیٰ امام ہوگا اور آخری امام منتظر "م ح م د" ابن حسن بن علی بن محمد بن علی موسیٰ علیہم السلام ہے۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن عبداللہ بن ابو عبداللہ برقی نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد احمد بن ابی عبداللہ نے ان سے ان کے والد محمد بن خالد نے ان سے محمد بن سنان اور ابو علی زرّاد نے ان سے ابراہیم کرخی نے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو اس وقت بچے تھے تشریف لائے پس میں ان کے احترام میں اٹھا ان کے بوسے لئے اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے ابراہیم یہ میرے بعد تمہارے صاحب (امور) ہیں۔ ان کے بارے میں (امر امامت میں) کئی لوگ گمراہی میں پڑ کر ہلاک ہوجائیں گے۔ اور کئی ہدایت پائیں گے۔ پس اللہ کی لعنت ہو ان کے قاتل پر اور اس کے لئے دوگنا عذاب ہو۔ ان کے صلب سے اللہ ایک زمانے میں بہترین شخص کو ظاہر کرے گا۔ جس کا نام ہمارے جدؐ کے نام پر ہوگا وہ آنجنابؐ کے علم واحکام و فضائل کا وارث ہوگا۔ وہ امامت کا معدن۔ راس الحکمہ ہوگا وہ بنو فلاں کے جابروں کو قتل کرے گا اس کے فضائل سے لوگ حسد کریں گے لیکن اللہ اپنے امر کو پورا کرے گا چاہے مشرکین کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ اللہ اس کے صلب سے بارہ ائمہ کی تکمیل امام مہدی کو ظاہر کرے گا۔ اس کو اپنی کرامت سے مخصوص کرے گا اور اس کے لئے مقام مقدس کو حلال کرے گا۔ بارہویں امام کا انتظار کرنے والا ایسا ہے جیسے رسول اللہؐ کی طرف سے تلوار چلائے اور آپؐ کا دفاع کرے۔

ابراہیم کہتے ہیں اتنے میں بنوامیہ کا ایک حلیف آپؑ کی خدمت میں آیا پس آپؑ نے اپنی گفتگو منقطع کردی۔ اس کے بعد میں امام کی خدمت میں گیارہ مرتبہ حاضر ہوا کہ امام اپنا کلام مکمل کریں مگر ایسا موقع پھر حاصل نہ ہوسکا۔ کافی عرصہ کے بعد جب میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے آپؑ نے فرمایا اے ابراہیم وہ (امام قائم علیہ السلام) شیعوں کے طویل کرب و پریشانی اور خوف و غم میں مبتلاء رہنے کے بعد ظہور کرے گا۔ پس طوبیٰ ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کے زمانے کو پائیں۔ اے ابراہیم اتنا تمہارے لئے کافی ہے۔ ابراہیم کہتا ہے اس دن جو کچھ میں لے کر واپس لوٹا وہ میرے دل کے لئے مسرت کا باعث اور آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوا اور ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ماجیلویہؒ اور محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے محمد بن حسن صفار نے ان سے ابو طالب عبداللہ بن الصلت قمی نے ان سے عثمان بن عیسیٰ نے ان سے سماعہ بن مہران نے کہ میں ابو بصیر اور امام محمد باقر علیہ السلام کا غلام محمد بن عمران مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ محمد بن عمران نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ فرماتے ہیں ہم بارہ ہادی ہیں۔ ابوبصیر نے اس سے کہا کہ اللہ

کی قسم کھاؤ کہ تم نے ایسا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا۔ پس اس نے ایک یا دو مرتبہ قسمیہ کہا کہ میں نے ایسا سنا ہے۔ ابو بصیر بولے لیکن ایسا میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے۔

اسی طرح کی ایک حدیث محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے بیان کی ہے ان سے محمد بن حسن صفّار نے ان سے ابو طالب عبداللہ بن الصلت قمی نے ان سے عثمان بن عیسیٰ نے اور ان سے سماعہ بن مہران نے۔

۷۔ بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد بن ادریسؒ نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن حسین بن یزید الزیات نے ان سے حسن بن موسیٰ خشّاب نے ان سے ابن سماعہ نے ان سے علی بن حسن بن رباط نے ان سے ان کے والد نے ان سے مفضّل بن عمر نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے مخلوق کو خلق کرنے سے چودہ ہزار سال پہلے چودہ نور خلق کئے اور یہ ہماری ارواح تھیں۔ کسی نے پوچھا: مولا یہ چودہ کون ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد میں سے ائمہ جن میں آخری قائم ہوگا۔ جو غیبت کے بعد قیام کرے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ اور زمین کو ظلم و جور سے پاک کرے گا۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن حسین بن ابوالخطّاب نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے علی بن رئاب نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت **یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفساً ایمانھا لم تکن امنت من قبل** (سورۂ انعام آیت ۱۵۸) "جس دن آئے گی ایک نشانی تیرے رب کی تو جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا اب اس کا ایمان لانا اس کو فائدہ نہیں پہنچائے گا" کے بارے میں دریافت کیا گیا تو امامؑ نے فرمایا: اس میں آیات سے مراد ائمہ ہیں اور آیت منتظرہ امام قائم (علیہ السلام) ہیں کہ ان کے قیام بالسیف کے بعد کسی کا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا۔ اگرچہ کہ وہ پہلے ان کے آباء پر ایمان رکھتا ہو۔

۹۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطّان، علی بن احمد بن محمد دقّاق، علی بن عبداللہ ورّاق، عبداللہ محمد صائغ اور محمد بن احمد شیبانی رضی اللہ عنہم نے ان سے احمد بن یحییٰ بن زکریا قطّان نے ان سے بکر بن عبداللہ بن حبیب نے ان سے تمیم بن بہلول نے ان سے عبداللہ بن ابی الہذیل نے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہیں اور ان کی کیا علامات ہیں جن کے لئے امامت واجب ہے۔ آپؑ نے فرمایا: امامت پر دلیل اور مسلمانوں پر حجت وہ فرد ہے جو امور مسلمین کا قائم کرنے والا ناطق بالقرآن اور احکام کا عالم ہے (ان میں پہلا فرد) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ان کی امت پر ان کے خلیفہ اور وصی اور ولی ہیں۔ ان کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہے جیسے ہارونؑ کو موسیٰؑ سے نسبت تھی۔ ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس طرح فرض کیا ہے۔ **یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم** (سورہ نساء آیت ۵۹) "اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا حکم مانو رسول کا اور صاحبانِ امر کا جو تم میں سے ہوں" نیز ارشاد ہوا

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون (سورۃ مائدہ آیت ۵۵) " بے شک تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور جو ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں نماز پر اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں " کہہ کر ان کی ولایت کی طرف دعوت دی گئی ان کی امامت کو غدیر خم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح ثابت کیا، کیا میں تمہارے نفوس پر حاکم نہیں ہوں ؟ سب نے کہا: بے شک۔ آپؐ نے فرمایا: پس جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ اے اللہ اس سے محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے۔ اس کو چھوڑ دے جو اس کو چھوڑ دے۔ اس کی اعانت کر جو اس کی اعانت کرے۔ یہ علی ابن ابی طالب امیرالمومنین، امام المتقین، قائد الغرا لمحجلین وافضل الوصیین، رسول اللہؐ کے بعد تمام خلق میں بہترین ہے۔ ان کے بعد حسنؑ پھر حسینؑ فرزندانِ رسولؐ اور جناب فاطمۃ الزہرا (صلوٰۃ اللہ علیہا) کے دل بند ہیں پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی پھر جعفر بن محمد پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر ابن حسن بن علی صلوات اللہ علیہم۔ ہمارے اس دن تک ایک کے بعد ایک۔ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عترت ہیں جن کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وصیت ہے۔ امام ہر زمانے ہر دور اور ہر وقت کے لئے ہے۔ یہ " عروۃ الوثقیٰ " ہیں۔ یہ ائمہ ہدیٰ ہیں۔ یہ اہل دنیا پر اللہ کی حجت ہیں کیونکہ اللہ نے زمین اور جو کچھ اس پر ہے اسکا انہیں وارث قرار دیا۔ پس جس نے ان کی مخالفت کی وہ گمراہ ہوا اور حق وہدایت کو چھوڑ بیٹھا۔ یہ ہی قرآن کی تعبیر اور حضورؐ کے احکام کو بیان کرنے والے ہیں۔ یہ وہی شخصیات ہیں کہ جن کی معرفت کے بغیر کوئی مرجائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ انہی میں تقویٰ و عفت و صدق و صلاح اور اجتہاد کی صفات ہیں یہی امانت کو اس کے اہل کی طرف لوٹاتے ہیں چاہے وہ نیک ہو یا فاجر۔ یہ ہی سجدے کو طویل اور رات کو قیام کرتے ہیں۔ یہ ہی محارم سے اجتناب کرتے ہیں۔ یہ کشادگی وقت کا صبر کے ساتھ انتظار کرتے ہیں۔ ان کی صحبت اور ان کی ہمسائیگی بہتر ہے۔ پھر تمیم بن بہلول کہتے ہیں کہ ایسی ہی حدیث محمد سے ابو معاویہ نے بھی بیان کی ان سے اعمش نے اور ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

۱۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے ابراہیم بن ہاشم نے ان سے محمد بن خالد نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے مفضل بن عمر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ اللہ کے مقرب بندے وہ ہیں اور اللہ ان بندوں سے راضی ہوتا ہے کہ جب اللہ کی حجت ان کی نظروں کے سامنے سے غائب ہوجائے اور وہ اس کے مقام کو جانتے بھی نہ ہوں مگر ان کو اس کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی حجت کبھی باطل نہیں ہوتی (چنانچہ) وہ صبح وشام اس کا انتظار کرتے ہیں۔ اور اللہ کا غضب اپنے ان دشمنوں پر شدید ہوتا ہے کہ جب اللہ کی حجت ان کی نظروں سے غائب ہوجائے تو وہ شک اور انکار میں مبتلاء ہوجاتے ہیں

اللہ جانتا تھا کہ اس کے خاص بندے اس سلسلے میں شک و شبہ میں مبتلاء نہیں ہوں گے اور اگر ایسی بات ہوتی تو وہ اپنی حجت کو ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے پوشیدہ نہیں رکھتا ۔ یہ ہی لوگ شر پسند لوگوں کے سردار ہوتے ہیں ۔

۱۱ ۔ انہی اسناد سے مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی شخص اس حالت میں مرے کہ وہ امام زمانہ کی آمد کا منتظر ہو تو اس کا مرتبہ ایسا ہے جیسے وہ اس امام کے ساتھ ان کے خیمہ میں قیام پذیر تھا۔ نہیں بلکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تلوار سے جہاد کیا ۔

۱۲ ۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن دقاقؒ نے ان سے محمد بن ابو عبداللہ کوفی نے ان سے سہل بن زیاد آدمی نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے عبدالعزیز عبدی نے ان سے عبداللہ بن ابی یعفور نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے میرے آباء کرام علیہم السلام اور میری اولاد میں سے (تمام کی) امامت کا اقرار کیا اور میرے بیٹے مہدی کی امامت کا انکار کیا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انبیاء کی نبوت کا اقرار کیا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کردیا ۔ میں نے پوچھا مولا آپؑ کی اولاد میں سے مہدی کون ہوگا ؟ آپؑ نے فرمایا ہماری (نسل سے) ساتویں پشت سے پانچواں جو تمہاری نظروں سے غائب ہوگا ۔ اور جس کا نام لینا تمہارے لئے جائز نہ ہوگا ۔

۱۳ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانیؒ نے ان سے احمد بن محمد ہمدانی نے ان سے ابو عبداللہ عاصمی نے ان سے حسین بن قاسم بن ایوب نے ان سے حسن بن محمد بن سماعہ نے ان سے ثابت صائغ نے ان سے ابو بصیر نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم بارہ ائمہ میں سے مہدی ہوگا ۔ چھ ائمہ آچکے اور چھ ائمہ باقی ہیں ۔ (ان باقی چھ ائمہ میں) چھٹے کے ذریعہ اللہ وہ امور ظاہر کرے گا جو وہ چاہے گا ۔

۱۴ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے ان سے احمد بن محمد ہمدانی نے ان سے ابو عبداللہ عاصمی نے ان سے حسین بن قاسم بن ایوب نے ان سے حسن بن محمد بن سماعہ نے ان سے وہیب نے ان سے ذریح نے ان سے ابو حمزہ نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ہم بارہ (ائمہ) میں سے مہدی ہوگا ۔

۱۵ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن براہیم بن اسحاقؒ نے ان سے احمد بن محمد ہمدانی نے ان سے جعفر بن عبداللہ نے ان سے عثمان بن عیسیٰ نے ان سے سماعہ بن مہران نے کہ میں، ابو بصیر اور محمد بن عمران جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے غلام تھے، مکہ میں ایک گھر میں تھے ۔ محمد بن عمران نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ۔ (آپؑ نے فرمایا): ہم بارہ مہدی ہیں ۔ ابو بصیر نے دو مرتبہ قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں نے بھی یہ بات جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنی ہے ۔

۱۶۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے محمد بن خالد برقی نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے مفضل بن عمر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے مقرب بندے وہ ہیں اور اللہ ان بندوں سے راضی ہوتا ہے کہ جب اللہ کی حجت ان کی نظروں کے سامنے سے غائب ہوجائے اور وہ اس کے مقام اور مکان کو جانتے بھی نہ ہوں (کہ اس حجت تک پہنچ سکیں) مگر انہیں اس کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی حجت کبھی باطل نہیں ہوتی اور وہ صبح اور شام اس کا انتظار کرتے ہیں۔ اور اللہ کا غضب اس کے ان دشمنوں پر شدید ہوتا ہے کہ جب اللہ کی حجت ان کی نظروں سے غائب ہوجائے تو وہ شک اور انکار میں مبتلاء ہوجاتے ہیں وہ (اللہ) جانتا تھا کہ اس کے خاص بندے اس سلسلے میں شک و شبہ میں مبتلاء نہیں ہوں گے اور اگر ایسی بات ہوتی تو وہ اپنی حجت کو ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے پوشیدہ نہیں رکھتا۔ اور اس میں شک و شبہ برے لوگوں کے دل و دماغ پر سوار ہوگا اور یہ ہی لوگ شر پسند لوگوں کے سردار ہوجاتے ہیں۔

۱۷۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے محمد بن نعمان نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے مقرب بندے وہ ہیں اور اللہ ان بندوں سے راضی ہوتا ہے کہ جب اللہ کی حجت ان کی نظروں کے سامنے سے غائب ہوجائے اور وہ اس کے مقام و مکان کو جانتے بھی نہ ہوں۔ (کہ اس حجت تک پہنچ سکیں) مگر انہیں اس کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی حجت کبھی باطل نہیں ہوتی اور وہ صبح اور شام اس کا انتظار کرتے ہیں۔ اور اللہ کا غضب اس کے دشمنوں پر شدید ہوتا ہے کہ جب اللہ کی حجت ان کی نظروں سے غائب ہوجائے تو وہ شک اور انکار میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ وہ (اللہ) جانتا تھا کہ اس کے خاصے بندے اس سلسلے میں شک و شبہ میں مبتلاء نہیں ہوں گے اور اگر ایسی بات ہوتی تو وہ اپنی حجت کو ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے پوشیدہ نہ رکھتا۔

۱۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ [اور محمد بن حسنؒ] نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے معلّی بن محمد بصری نے ان سے محمد بن جمہور وغیرہ نے ان سے [محمدؒ] بن ابی عمیر نے ان سے عبداللہ بن سنان نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قائم کے لئے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی ایک خصوصیت ہے میں نے پوچھا وہ کیا؟ آپؑ نے فرمایا۔ ولادت کا مخفی ہونا اور اپنی قوم سے غائب ہونا۔ میں نے عرض کی۔ جناب موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنی قوم سے کتنے عرصہ غائب رہے۔ آپؑ نے فرمایا اٹھائیس سال۔

۱۹۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے عمر بن عبدالعزیز نے ان سے ہمارے علماء میں سے کئی افراد نے ان افراد سے داؤد بن کثیر رقّی نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت **الذین یومنون بالغیب** (سورۃ بقرۃ آیت ۳) " جو کہ یقین

کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا" کے بارے میں فرمایا(یہ آیت ان لوگوں کے لئے ہے) جنہوں نے ہمارے قائم کے ظہور کو حق جانا۔

۲۰۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد دقاق نے ان سے احمد بن ابی عبداللہ کوفی نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نے ان سے علی بن ابو حمزہ نے ان سے یحییٰ بن ابوالقاسم نے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان آیات کے بارے میں دریافت کیا " **الم O ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین O الذین یومنون بالغیب** (سورۃ بقرہ آیات ۱ تا ۳) " ال م ۔ وہ کتاب ہے جس میں شک نہیں ۔ متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور جو لوگ غیب پر یقین رکھتے ہیں " تو آپؑ نے فرمایا: متقیوں سے مراد حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں اور غیب سے مراد امام غائب ہیں ۔اس کی دلیل میں یہ ارشاد رب العزت ہے ۔

ویقولون لولا انزل علیه آیة من ربه فقل انما الغیب لله فانتظروا انی معکم من المنتظرین (سورۃ یونس آیت ۲۰) "اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کی رب سے ۔ سو کہہ دو کہ غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو ۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں "۔

۲۱۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن ہلال نے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نجران نے ان سے فضالہ بن ایوب نے ان سے سدیر نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قائم کی مثال یوسف علیہ السلام جیسی ہے ۔ میں نے عرض کیا: گویا آپؑ ان کے بارے میں یا ان کی غیبت کے بارے میں کچھ فرمارہے ہیں ۔ پس مجھ سے فرمایا: اس امت کے سوّروں سے مشابہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں ۔ یقیناً برادران یوسف پیغمبروں کی اولاد میں سے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ سودا اور معاملہ کیا وہ ان کے بھائی تھے مگر ان کو نہ پہچانا یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ظاہر کیا کہ میں یوسف ہوں تو یہ امت کیوں انکار کرتی ہے کہ خدا اپنی حجت کو جس وقت چاہے لوگوں سے پوشیدہ کردے ۔ بے شک حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر تھے اور ان کے اور ان کے باپ کے درمیان اٹھارہ روز کی راہ تھی اگر خدا چاہتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے آپ کو حضرت یعقوب علیہ السلام پر ظاہر کردیں تو وہ اس پر قادر تھے ۔ خدا کی قسم حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے فرزند خوش خبری کے بعد صحرا کی راہ سے نو روز میں مصر پہنچے تو یہ امت کیوں انکار کرتی ہے کہ حق تعالیٰ اپنی حجت کے بارے میں وہ کردے گا جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں اس نے کیا کہ وہ لوگوں کے پاس سے بازاروں میں گزرے اور فرش پر ان کے ساتھ بیٹھے اور وہ لوگ ان کو نہ پہچانے جب تک کہ خدا نے اجازت نہ دی کہ وہ اپنے کو پہچنوائیں جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اجازت دی جس وقت کہ انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا **قال**

ھل علمتم ما فعلتم بیوسف و اخیہ اذ انتم جاھلون O قالوا ء انک لانت یوسف قال انا یوسف و ھذا اخی (سورۃ یوسف آیت ۸۹ / ۹۰) "کہا کچھ تم کو خبر ہے کہ کیا، کیا تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ۔ جب تم کو سمجھ نہ تھی۔ بولے کیا تو ہی یوسف ہے؟ کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔"

۲۲۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابراہیم بن ہاشم نے ان سے محمد بن ابو عمیر نے ان سے صفوان بن مہران جمّال نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم تم سے تمہارا مہدی غیبت اختیار کرے گا یہاں تک کہ جاہل کہہ اٹھیں گے کہ اب اللہ کو آل محمد علیہم السلام کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ ظاہر ہوگا جیسے شہاب ثاقب ظاہر ہوتا ہے۔ اور دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

۲۳۔ بیان کیا مجھ سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطارؒ نے ان سے علی بن قتیبہ نیشاپوری نے ان سے حمدان بن سلیمان نے ان سے محمد بن اسماعیل بن بزیع نے ان سے حیّان السرّاج نے ان سے سید بن محمد حمیری نے ایک طویل حدیث میں بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ فرزند رسول ہم تک آپؑ کے آباء علیہم السلام کی احادیثِ غیبت اور اس واقعہ کے صحیح ہونے کے بارے میں پہنچی ہیں۔ آپؑ اس بارے میں کچھ بیان فرمایئے۔ آپؑ نے فرمایا: میری اولاد میں چھٹے (امام) کے لئے غیبت واقع ہوگی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ائمہ ہدیٰ میں بارہواں فرد ہوگا۔ ان میں کا پہلا فرد امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور آخری قائم بالحق ہیں۔ جو زمین پر بقیۃ اللہ ہیں اور صاحب زمان ہیں۔ خدا کی قسم اگر امام غیبت میں اتنے عرصے رہیں جتنے عرصہ نوح اپنی قوم میں رہے تو بھی اللہ اس دنیا کو اس وقت تک ختم نہیں کرے گا جب تک آپؑ ظاہر نہ ہو جائیں۔ پس آپؑ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

۲۴۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے عثمان بن عیسیٰ کلابی نے ان سے خالد بن نجیح نے ان سے زرارہ بن اعین نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے قائم (علیہ السلام) کے لئے قیام سے پہلے غیبت ہے میں نے پوچھا وہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: دشمنوں کے خوف سے اور آپؑ نے اپنے بطن مبارک کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا: اے زرارہ وہ منتظر ہے اس کی ولادت کے بارے میں لوگ شک کریں گے کچھ لوگ کہیں گے کہ اس کا حمل قرار پایا تھا کچھ سال پہلے پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ غیبت کے ذریعہ شیعوں کا امتحان لے گا اور باطل پرست شک کریں گے۔ زرارہ کہتے ہیں میں آپؑ پر فدا۔ اگر میں اس زمانہ غیبت میں موجود ہوں تو کون سا عمل میرے لئے بہتر ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ اگر تم اس زمانہ غیبت میں ہو تو ہر وقت یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ ، فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِیَّکَ ، اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ ، اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ (اے اللہ تو مجھے اپنی معرفت عطا کر کیونکہ میں نے تیری معرفت حاصل نہیں کی تو تیرے نبیؐ کی معرفت حاصل نہیں کر سکوں گا۔ اے اللہ مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر میں تیرے رسول کی معرفت حاصل نہ کرسکا تو تیری حجت کو نہیں پہچان سکوں گا۔ اے اللہ مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر مجھے تیری حجت کی معرفت عطا نہیں ہوئی تو میں دین سے گمراہ ہوجاؤں گا)۔

پھر فرمایا: اے زرارہ بے شک اس وقت مدینہ میں ایک نوجوان قتل کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا: میں آپؑ پر فدا کیا اس نوجوان کو سفیانی کا لشکر قتل کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ فلاں قبیلے کا لشکر قتل کرے گا۔ وہ لشکر مدینہ میں داخل ہوگا۔ اور اس نوجوان کو پکڑ کر قتل کردے گا۔ پس اس کا قتل حدودِ خدا سے بغاوت و سرکشی اور ظلم پر مبنی ہوگا اور اب اللہ مزید مہلت نہیں دے گا۔ اس وقت امام علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔

اسی حدیث کو ہم سے محمد بن اسحاقؒ نے بیان کیا ان سے ابو علی محمد بن ہمام نے ان سے احمد بن محمد بن نوفلی نے ان سے احمد بن ہلال نے ان سے عثمان بن عیسیٰ کلابی نے ان سے خالد بن نجیح اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔

اسی حدیث کو ہم سے محمد بن حسنؒ نے بیان کیا ہے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے علی بن محمد حجّال نے ان سے حسن بن علی بن فضّال نے ان سے عبداللہ بن بکیر نے ان سے زرارہ بن اعین نے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "قائم کے لئے قیام سے پہلے غیبت ہے"۔ اور اسی کے مثل حدیث بیان فرمائی۔

۲۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے صالح بن محمد نے ان سے ہانی تمّار نے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحب امر کے لئے غیبت ہے۔ پس بندے کو چاہیئے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور اس کے دین سے تمسک رکھے۔

۲۶۔ بیان کیا مجھ سے اسحاق بن عیسیٰ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے علی بن حکم نے ان سے سیف بن عمیرہ نے ان سے داؤد بن فرقد نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی غیبت میں رہے۔ یہاں تک کہ کوئی حضور اکرمؐ (کے امر رسالت) کو نہیں جانتا تھا سوائے حضرت علی علیہ السلام کے۔

۲۷۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ

اور علی بن اسماعیل بن عیسیٰ نے ان سے محمد بن عمرو بن سعید زیات نے [ان سے جریری نے] ان سے عبدالحمید بن ابی دیلم طائی نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالحمید بن ابی دیلم ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ۔ ان میں سے کچھ نے اپنی رسالت کا اعلان کیا اور کچھ نے اپنی رسالت کو مخفی رکھا ۔ پس جو سوال اعلان رسالت کرنے والے رسول کے حق میں ہوگا وہی امر رسالت مخفی رکھنے والوں کے حق میں ہوگا (یعنی اعلان کرنا یا مخفی رکھنا دونوں اللہ کے حکم کے تابع ہیں) ۔

۲۸ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ و محمد بن حسن صفار نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب اور محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے عبداللہ بن مسکان نے ان سے محمد بن علی حلبی نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں پانچ سال تک خوف کی بناء پر (امر رسالت کو) مخفی رکھا ۔ اور امر رسالت سوائے حضرت علی علیہ السلام اور جناب خدیجہؑ کے کسی پر ظاہر نہیں تھا ۔ پھر جب اللہ کا حکم ہوا تو آپؐ نے امر رسالت کو ظاہر کیا ۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے مکہ میں تین سال تک امر رسالت کو مخفی رکھا ۔

۲۹ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری اور محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ بن حسین بن ابی خطاب اور ابراہیم بن ہاشم نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے علی بن رئاب نے ان سے عبیداللہ بن علی حلبی نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے ۔ جس میں تین سال آپؐ نے امر رسالت کو دشمنوں کے خوف سے مخفی رکھا اور کسی پر ظاہر نہیں کیا ۔ یہاں تک کہ خدا کا حکم پہنچا اور آپؐ نے اعلانِ نبوت کیا ۔

۳۰ ۔ بیان کیا مجھ سے ہمارے اصحاب (علماء) کی ایک جماعت نے ان سے محمد بن ہمام نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک فزاری نے ان سے جعفر بن اسماعیل ہاشمی نے ان سے محمد بن علی نے ان سے عبدالرحمن بن حماد نے ان سے عمر بن سالم صاحب السابری نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا **اصلها ثابت و فرعها فی السماء** (سورۃ ابراہیم آیت ۲۴) " اس کی جڑ مضبوط ہے ۔ اور شاخیں آسمانوں میں ہیں ۔ " تو آپؐ نے فرمایا: اس کی جڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تنا جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔ اور حسن و حسین علیہما السلام اس کے پھل ہیں اور حسینؑ کی اولاد سے نو ائمہ اس کی شاخیں ہیں ۔ اور شیعہ اس کے پتے ہیں ۔ خدا کی قسم جب کوئی شیعہ مرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتہ جھڑ جاتا ہے ۔ میں نے اس آیت کے بارے میں پوچھا ؟ **توتی اکلها کل حین باذن ربها** (سورۃ ابراہیم آیت ۲۵) " ہر وقت اپنے

رب کے حکم سے پھل لاتا ہے ؟ تو آپؑ نے فرمایا تم جو کچھ ہر سال حج و عمرہ بجالاتے ہو وہ امام کے علم میں ہوتا ہے ۔

۳۱ ۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد بن عمرانؒ نے ان سے محمد بن عبداللہ کوفی نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نوفلی نے ان سے حسن بن علی ابن ابی حمزہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابو بصیر نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء کی حیات میں جو غیبت سے متعلق امور ظاہر ہوئے وہ ہی امام قائم کے لئے بھی ہوں گے جو ہم اہل بیت میں سے ہوگا ۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا:فرزند رسول آپ اہل بیت میں سے قائم کون ہوگا ؟آپ نے فرمایا:اے ابو بصیر وہ موسیٰ (کاظم علیہ السلام) کی پشت میں پانچواں امام ہوگا ۔وہ کنیزوں کی ملکہ (جناب نرجس خاتون) کا فرزند ہے اس کی غیبت کے بارے میں باطل پرست شک کریں گے ۔ پھر اللہ عزوجل اس کو ظاہر کرے گا اور اس کے ہاتھوں پر مشرق و مغرب کی فتح نصیب کرے گا اور حضرت عیسیٰ کو نازل کرے گا جو اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے ۔ رب کے نور سے زمین منور ہوجائے گی ۔ زمین پر کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جہاں غیر اللہ کی عبادت کی جائے گی ۔ بلکہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوگی دین کُل کا کُل اللہ کے لئے ہوجائے گا اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناگوار گزرے ۔

۳۲ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے علی بن ابراہیم نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن فضیل نے ان سے ان کے والد نے ان سے منصور نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے منصور یہ امر (ظہورِ امام) واقع نہ ہوگا مگر مایوسی کے بعد ۔ خدا کی قسم یہ امر واقع نہ ہوگا مگر تمہارے درمیان انتشار پیدا ہونے کے بعد قسم بخدا یہ امر واقع نہ ہوگا مگر آزمائش کے بعد ۔ قسم بخدا یہ امر واقع نہ ہوگا مگر اس وقت تک جب شقی سے شقاوت اور سعید سے سعادت ظاہر نہ ہوجائے ۔

۳۳ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے ان سے محمد بن حسن صفّار نے ان سے احمد بن حسین نے ان سے عثمان بن عیسیٰ نے ان سے خالد بن نجیح نے ان سے زرارہ بن اعین نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:میرے بیٹے (امام قائم) کے لئے قیام سے پہلے غیبت ہے ۔ میں نے عرض کی:میں آپؑ پر قربان وہ کس لئے ؟آپؑ نے فرمایا: خوف کے باعث پھر آپؑ نے ہاتھ سے اپنے بطن مبارک اور گردن کی طرف اشارہ کیا۔پھر فرمایا:وہ منتظر ہوگا جس کی ولادت کے بارے میں لوگ شک کریں گے ۔ کچھ کہیں گے کہ جب اس کے والد کا انتقال ہوا تو وہ بھی مرگیا اور ان کے والد کی کوئی اولاد نہیں رہی ۔ کچھ کہیں گے کہ وہ اپنے والد کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوا پس اللہ تعالیٰ (امام کی غیبت کے ذریعہ) اپنی مخلوق کا امتحان لے گا ۔ اور باطل پرست شک میں مبتلا ہوجائیں گے ۔

۳۴ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ، محمد بن حسن، محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ، محمد بن علی ماجیلویہؒ اور احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے جعفر بن محمد

بن مالک فزاری کوفی نے ان سے اسحاق بن محمد صیرفی نے ان سے یحییٰ بن مثنیٰ عطار نے ان سے عبداللہ بن بکیر نے ان سے عبید بن زرارہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (ایک وقت ایسا آئے گا جب لوگوں کی نظروں سے) امام غائب ہوجائے گا پس وہ امام حج پر آنے والوں کی گواہی دے گا۔ وہ انہیں دیکھے گا مگر لوگ اسے نہیں دیکھ سکیں گے۔

۳۵۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے اور محمد بن حسنؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے صالح بن محمد نے ان سے ہانی تمار نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امر (قیام بالسیف) کے صاحب کے لئے غیبت ہے۔ (اس غیبت میں) دین سے متمسک رہنا ایسا ہے جیسے قتاد (ایک طرح کا درخت ہے جس میں سوئی کی طرح کے کانٹے ہوتے ہیں) کے کانٹے اور چھلکے کو ہاتھ سے الگ کرنا۔ پھر آپ نے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا اور فرمایا اس طرح۔ پھر فرمایا بے شک اس امر کے صاحب کے لئے غیبت ہے۔ پس بندے کو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور اس کے دین سے متمسک رہے۔

۳۶۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ، عبداللہ بن جعفر حمیری اور احمد بن ادریس نے ان سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ، محمد بن حسین بن ابی خطاب، محمد بن عبدالجبار اور عبداللہ بن عامر بن سعد اشعری نے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نجران نے ان سے محمد بن مساور نے ان سے مفضل بن عمر جعفی نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں چاہیئے کہ اپنے مذہب کی تشہیر نہ کرو۔ خدا کی قسم تمہارا امام قائم ایک لمبے عرصہ تک غائب رہے گا اور بے شک تم آزمائے جاؤ گے۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ وہ مرگیا یا کسی وادی میں ہلاک ہوگیا۔ مومنین کی آنکھیں اس کے لئے روئیں گی۔ لوگوں کے دل فتنوں کی شدت سے اس طرح مضطرب اور متزلزل ہوں گے جیسے سمندر کی موجوں میں سفینے۔ کوئی نجات نہ پاتے گا مگر وہ جن سے اللہ نے عہد لیا ان کے قلب پر ایمان کو لکھ دیا اور اپنی رحمت سے ان کی تائید کی۔ اس وقت بارہ عَلَم بلند ہوں گے اور سب ایک دوسرے سے مشابہ ہوں گے کہ معلوم نہ ہوسکے گا کہ کون سا عَلَم حق کا ہے (یعنی ان بارہ میں کونسا لشکر حق پر ہے) میں یہ سن کر رونے لگا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اباعبداللہ کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کی مولا کیوں نہ روؤں۔ جبکہ آپؑ فرماتے ہیں کہ بارہ عَلَم بلند ہوں گے جو سب ایک دوسرے سے مشابہ ہوں گے۔ پس ہم کیسے تمیز کرسکیں گے (کہ ہمیں کس عَلَم کے ساتھ ہونا چاہیئے) آپؑ نے فرمایا پس سورج کی طرف دیکھنا وہ کس لشکر پر روشن ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا مولا یہی سورج؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ اے اباعبداللہ کیا تم نے اس سورج کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم ہمارے امور اس سورج سے زیادہ روشن ہیں۔

۳۷۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطّاب نے ان

سے محمد بن اسماعیل بن بزیع نے ان سے عبدالرحمٰن اصم نے ان سے حسین بن مختار قلانسی نے ان سے عبدالرحمٰن بن سیابہ نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم بغیر امام ہدیٰ کے ہوگے (یعنی امام غیب میں ہوں گے) اور تم کو ان کا علم نہ ہوگا۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے بے زار ہوگے۔ آپس میں انتشار کا شکار ہوگے اور ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوگے اور جدائی اختیار کر رہے ہوگے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ تم میں سنت کے معاملے میں اختلاف ہوگا۔ دن کے آغاز پر قتل و غارتگری شروع ہوگی جو دن کے آخر تک جاری رہے گی۔

۳۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور یعقوب بن یزید نے ان سے حسن بن علی بن فضال نے ان سے جعفر بن محمد بن منصور نے ان سے عمر بن عبدالعزیز نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم اس حالت میں صبح اور شام کرو کہ تمہارا امام تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہو تو میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں جو تم (شیعوں) سے محبت رکھے اور اس شخص سے نفرت و بغض رکھتا ہوں جو تم سے بغض رکھے۔

۳۹۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے یونس بن یعقوب نے ان سے کسی نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عمر کا کچھ حصہ باقی ہوگا اور تم اپنے امام کو نہ پاسکو گے؟ کسی نے عرض کیا:مولا اس وقت ہم کیا کریں؟ آپؑ نے فرمایا:حکم اول سے تمسک رکھو (یعنی جو کچھ تمہارے دین اور امام کے بارے میں تمہیں بتایا گیا ہے اور تزلزل، تحیّر اور انکار میں ہلکان نہ ہو۔ اولاً اس پر ایمان لاؤ جس کی دعوت تمہیں دی گئی کہ وہ حجت خدا ہیں) یہاں تک کہ تمہارے لئے معاملہ ظاہر ہوجائے۔

۴۰۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے ان سے محمد بن حسن صفّار نے ان سے عبّاس بن معروف نے ان سے علی بن مہزیار نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے حمّاد بن عیسیٰ نے ان سے اسحاق بن جریر نے ان سے عبداللہ بن سنان نے بیان کیا کہ میں اور میرے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے فرمایا: اس وقت تم کیسے زندگی گزاروگے جب تم اپنے امام کو نہیں دیکھ سکو گے اور نہ ہی ان کا پتہ پاسکو گے اور اس سے نجات صرف ان لوگوں کو ملے گی جو دعائے غریق پڑھیں گے۔ میرے والد نے عرض کیا کہ حضور اس وقت ہم کیا کریں؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب ایسا وقت آئے تو دین پر ثابت قدم رہنا۔ یہاں تک کہ امر تمہارے لئے واضح ہوجائے۔

۴۱۔ بیان کیا مجھ سے جعفر بن علی بن حسن بن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوفی نے ان سے ان کے جد حسن بن علی نے ان سے عباس بن عامر قصبانی نے ان سے عمر بن ابان کلبی نے ان سے ابان بن تغلب نے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ایک زمانہ لوگوں پر ایسا بھی آئے گا جب " سبطہ " (ایسا زمانہ جس میں امام غائب ہوں) ہوگا۔ اس وقت دو مسجدوں یعنی مکہ اور مدینہ کے درمیان کئی عَلَم بلند ہوں گے (جیسے سانپ اپنے بلوں میں سے نکلتے ہیں) اس وقت اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے ستارہ طلوع کرے گا۔ میں نے پوچھا: ایسا زمانہ جس میں امام غائب ہوں کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: تمہارے امام کی فترت اور غیبت۔ میں نے عرض کیا: اس وقت ہم کیا کریں؟ آپؑ نے فرمایا اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ستارہ کو طلوع کردے (یعنی حق واضح کردے)۔

۴۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب نے ان سے موسیٰ بن سعدان نے ان سے عبداللہ بن قاسم نے ان سے مفضل بن عمر نے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جابر کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا کہ ایسی باتیں کم فہم لوگوں کو نہ بتایا کرو کیونکہ وہ اس کو پھیلائیں گے۔ کیا تم نے اللہ کی کتاب میں یہ آیت نہیں پڑھی۔ **فاذا نقر فی الناقور** (سورۃ مدثر آیت ۸) "پھر جب صور پھونکا جائے گا"۔ تو آپؑ نے فرمایا: ہم اہل بیت میں سے ایک امام ہوگا جو پوشیدہ ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ ظاہر ہو تو اس کے دل میں ایک نکتہ بیدار کردے گا پس وہ ظاہر ہوجائے گا اور حکمِ خدا نافذ کرے گا۔

۴۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسن بن ولیدؒ نے ان سے محمد بن حسن صفار نے ان سے محمد بن حسن بن ابی خطاب اور محمد بن عیسیٰ بن عبید یقطینی نے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نجران نے کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے ماموں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: اگر ایسا وقت آئے (جس میں اللہ آپ کے دیدار سے مجھے محروم کردے) تو کس کی اطاعت کروں؟ آپؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے عرض کیا: ان کے بعد؟ آپؑ نے فرمایا: اس کے بیٹے کی طرف۔ میں نے کہا: ان کے صاحب زادے کی وفات ہوجائے اور انہوں نے اپنے پیچھے صغیر سن بیٹا اور کبیر سن بھائی چھوڑا ہو تو پھر کس کی طرف رجوع کروں؟ آپ نے فرمایا: اس کے بیٹے کی طرف پھر فرمایا: "اسی طرح ہمیشہ"۔ میں نے عرض کیا: اگر ایسا وقت آجائے کہ میں وقت کے امام کو نہ پہچان سکوں اور نہ ہی ان کا پتہ مل سکے تو پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: اس وقت یہ دعا پڑھا کرو۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَلّٰی مَنْ بَقِیَ مِنْ حُجَجِکَ مِنْ وُلْدِ الْاِمَامِ الْمَاضِیْ** (اے اللہ میں گذشتہ امام کی اولاد میں سے جو بھی تیری حجت باقی ہے اس سے تمسک اختیار کرتا ہوں) پس یہ تمہارے لئے کافی ہوگا۔

۴۴۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے ایوب بن نوح نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے جمیل بن دراج نے ان سے زرارہ نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں

پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب ان سے ان کا امام پوشیدہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: اس وقت کے لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا: اپنے عقیدے پر قائم رہیں یہاں تک کہ ان کے لئے حق ظاہر ہوجائے۔

۴۵۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ابو محمد بن مسعود نے ان سے احمد بن علی بن کلثوم نے ان سے حسن بن علی دقاق نے ان سے محمد بن احمد بن ابی قتادہ نے ان سے احمد بن ہلال نے ان سے ابن ابی عمیر نے ان سے سعید بن غزوان نے ان سے ابوبصیر نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد نو ائمہ ہیں ان کا دسواں امام قائم ہے۔

۴۶۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علویؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد محمد بن مسعود عیاشی نے ان سے علی بن محمد بن شجاع نے ان سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے یونس نے ان سے علی بن ابی حمزہ نے ان سے ابو بصیر نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحب امر کے لئے انبیاء کی سنتیں ہیں۔ ان کے لئے موسیٰ بن عمران، عیسیٰ، یوسف علیہم السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ پس موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرح ان کے لئے خوف اور غیبت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کے لئے بھی وہ کہا جائے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح اللہ ان کے اور خلق کے درمیان حجاب ڈال دے گا۔ لوگ انہیں دیکھیں گے مگر پہچان نہ سکیں گے۔ اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل کریں گے۔

۴۷۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن مسعود سے مروی ہے کہ ان سے جبرئیل بن احمد نے بیان کیا ان سے موسیٰ بن جعفر بن وھب بغدادی نے ان سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے حسین بن سعید نے ان سے قاسم بن محمد نے ان سے ابان نے ان سے حارث بن مغیرہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا لوگوں پر ایسا بھی وقت آئے گا کہ وہ اپنے امام کو نہ پہچان سکیں گے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: پھر ایسے وقت لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا: اپنے عقیدے پر قائم رہنا چاہیئے یہاں تک کہ ان کے لئے امر حق ظاہر کردیا جائے۔

۴۸۔ انہی اسناد کے ساتھ موسیٰ بن جعفر سے مروی ہے کہ ان سے موسیٰ بن قاسم نے بیان کیا ان سے علی بن جعفر نے ان سے موسیٰ بن جعفر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت **قل ارء یتم ان اصبح ماؤکم غوراً فمن یاتیکم بماءٍ معین** (سورۃ ملک آیت ۳۰) "کہو کہ اگر صبح کو تمہارا پانی خشک ہوجائے تو تمہارے پاس ستھرا ہوا پانی کون لائے گا؟" کے بارے میں فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو کہ اگر تمہارا امام تم سے غائب ہوجائے تو کون ہے جو تمہارے لئے نیا امام لائے؟۔

۴۹۔ انہی اسناد کے ساتھ موسیٰ بن جعفر بن وھب بغدادی نے بیان کیا ان سے حسن بن محمد صیرفی نے ان سے

یحییٰ بن مثنیٰ عطار نے ان سے عبداللہ بن بکیر نے ان سے عبید بن زرارہ نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں سے ان کا امام پوشیدہ ہو جائے گا اور اس کی علامات اس کے وجود کی گواہی دیں گی۔ پس وہ لوگوں کو دیکھے گا مگر لوگ اسے نہیں دیکھ سکیں گے۔

۵۰۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن مسعود سے مروی ہے ان کو جبرئیل بن احمد کے خط سے معلوم ہوا ان سے عبیدی محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے ان سے عبداللہ بن سنان نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا عنقریب تم لوگ شبہ کا شکار ہوجاؤ گے اور حق کی نشانی کو نہیں دیکھ پاؤ گے اور نہ ہی ہدایت کرنے والا امام ظاہر ہوگا۔ ایسے میں شبہ سے نجات نہیں پائے گا مگر وہ جو دعائے غریق پڑھتا رہے گا۔ میں نے عرض کیا: مولا دعاء غریق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ (اے اللہ۔ اے رحمن۔ اے رحیم۔ اے دلوں کے پھیرنے والے، پھیر دے میرے دل کو اپنے دین کی طرف) میں نے اس دعا کو اس طرح پڑھا يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ (اے اللہ۔ اے رحمن۔ اے رحیم۔ اے دلوں اور نظر کے پھیرنے والے، پھیر دے میرے دل کو اپنے دین کی طرف) آپ نے فرمایا بے شک اللہ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ ہے مگر تم اسی طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں۔ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔

۵۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی بن حاتم نوفلی المعروف بہ کرمانی نے ان سے ابوالعباس احمد بن عیسیٰ وشاء بغدادی نے ان سے احمد بن طاہر (قمی) نے ان سے محمد بن بحر بن سہل شیبانی نے ان سے علی بن حارث نے ان سے سعید بن منصور جواشنی نے ان سے احمد بن علی بدیلی نے ان سے، ان کے والد نے ان سے سدیر صیرفی نے بیان کیا کہ میں، مفضل بن عمر، ابوبصیر اور ابان بن تغلب اپنے آقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ خاک پر تشریف فرما ہیں، بالوں والی خیبری چادر اوڑھے ہوئے، گریبان بستہ اور کوتاہ آستین۔ درحالیکہ آپ اس طرح گریہ فرما رہے تھے گویا ایک اکلوتے بیٹے کی ماں اپنے لخت جگر کی لاش پر رو رہی ہو۔ غم و اندوہ کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے عیاں ہو رہے تھے اور اس کے اثرات آپ کے رخساروں پر چھائے ہوئے تھے، آنسوؤں نے آپ کے آنکھوں کے حلقوں کو تر کیا ہوا تھا اور آپ فرما رہے تھے: اے میرے آقا آپ کی غیبت نے میری نیند حرام کر دی ہے، مجھ پر زمین تنگ کر دی ہے، مجھ سے قرار دل چھین لیا ہے، اور میرے غم واندوہ کو ابدی بنادیا ہے۔ ایک کے بعد دوسرے کا فقدان ہماری جمعیت اور تعداد کو کم کر رہا ہے۔ پس کوئی ایسے آنسو نہیں جو میری آنکھوں سے ٹپکیں یا آہ و فریاد میرے سینے سے بلند ہو مگر یہ کہ اس کے اسباب سے زیادہ سخت مصائب اور سختیاں جھیلنا پڑتی ہیں اور یہ کہ میری آنکھوں کے سامنے وہ مستقبل اور آنے والا دور ہے جس میں تم ان تمام مظالم کا انتقام لو گے اور دشمنوں پر تمہارے

غضب کی تلواریں چلیں گی۔

سدیر کہتے ہیں کہ امام کی یہ حالت دیکھ کر ہم پریشان ہوگئے اور آپؑ کے بین سن کر ہمارے دل پگھلنے لگے اور ہم نے سمجھا کہ شاید آپؑ کے ساتھ کوئی دلخراش واقعہ پیش آیا ہے یا زمانے کے کسی ناگوار حادثے نے آپؑ کو پریشان کردیا ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے بہترین مخلوق کے فرزند خدا آپ کو کبھی نہ رلائے کس حادثہ کی وجہ سے آپ کے آنسو ٹپک رہے ہیں اور آپؑ شدید گریہ فرمارہے ہیں اور کس وجہ سے آپؑ یوں غم زدہ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا: تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ آج میں نے کتاب جعفر کا مطالعہ کیا یہ وہ کتاب ہے جو موت، آزمائش اور مصیبت پر مشتمل ہے اس میں قیامت تک کے ہونے والے تمام حالات کا تذکرہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد آنے والے ائمہ سے مخصوص کئے ہیں۔ اس میں، میں نے ان حالات کا مطالعہ کیا جو ہمارے قائمؑ کے سلسلے میں وقوع پذیر ہوں گے اور جو ان کی غیبت اور ان کے طویل عمر میں وقوع پذیر ہوں گے۔ اور اس زمانے میں مومنین پر مصائب نازل ہوں گے اور لوگوں کے دلوں میں غیبت کے طویل ہونے کی بناء پر شکوک پیدا ہوں گے۔ یہاں تک کہ اکثر لوگ اپنے دین سے منحرف ہوجائیں گے۔ اور اسلام یعنی ولایت کے طوق کو اپنے گلے سے اتار دیں گے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر واجب کیا **وکل انسان الزمنه طٰئِرہ فی عنقه** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۳) "ہر انسان کا عمل ہم نے اس کے گلے کا ہار کردیا ہے"۔ پس اس بات نے مجھے مضمحل کردیا۔ ہم نے کہا: فرزند رسولؐ آپؑ نے جو کچھ مطالعہ فرمایا اس میں سے کچھ ہمیں بھی عطا فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائمؑ کے لئے اپنے تین انبیاء کی خصوصیات عطا کی ہیں۔ اس کی ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت جیسی۔ اس کی غیبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غیبت جیسی۔ اس کے ظہور میں تاخیر حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کی تاخیر جیسی اور اس کے بعد عبدِ صالح کی عمر عطا کی یعنی خضر علیہ السلام کی عمر۔ ہم نے عرض کیا: مولا کچھ وضاحت فرمایئے۔ آپؑ نے فرمایا: ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تشبیہ اس طرح ہے کہ جب فرعون نے کاہنوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ پس ان لوگوں نے اس کو ان کے نسب سے آگاہ کردیا اور یہ بتایا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہوں گے اور اس کی سلطنت بنواسرائیل میں پیدا ہونے والے بچے کے ہاتھوں زائل ہوجائے گی تو فرعون نے حکم دیا کہ بنواسرائیل کی تمام حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرکے بچے قتل کردیئے جائیں۔ یہاں تک کہ بیس ہزار سے زائد بچے قتل کرادیئے گئے مگر پھر بھی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ پاسکا اور اللہ نے فرعون کے ہاتھوں سے جناب موسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھا۔ اسی طرح بنوامیہ اور بنو عباس یہ جانتے ہیں کہ ان کی حکومت اور تمام ظالموں کی حکومت ہمارے قائمؑ کے ہاتھوں ختم ہوجائے گی اس لئے وہ ہماری عداوت میں بڑھ گئے ہیں۔ اور اپنی تلواروں

کو آلِ رسولؐ کے قتل کے لئے تیار رکھتے ہیں ۔ تاکہ نسلِ رسولؐ کو ختم کردیں اور قائم (علیہ السلام) نہ آسکے مگر اللہ اپنے فیصلے کو ہر ایک ظالم پر ظاہر کرے گا اور اپنے نور کو تمام کرے گا اگرچہ کہ مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے ۔

غیبت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ اس طرح ہے کہ یہود و نصاریٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیئے گئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کی تردید ان الفاظ میں کی **وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم** (سورۂ نساء۔ آیت ۱۵۷) ۔ اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن (ایک شخص) ان کی صورت بنا دیا گیا تو اسی طرح ہمارے قائمؑ کی غیبت واقع ہوگی کچھ لوگ طولِ غیبت کی وجہ سے ان کے وجود کا ہی انکار کردیں گے اور جو قائل ہوں گے وہ کہیں گے کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے اور کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ امامت تیرہ یا اس سے زیادہ تک جائے گی اور کچھ لوگ یہ کہہ کر اللہ کے گناہ گار ہوں گے کہ امام عصرؑ کی روح کسی اور کے بدن میں حلول کر کے گفتگو کرے گی ۔

حضرت نوح علیہ السلام سے شباہت اس طرح ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے اپنی قوم کے لئے عذاب طلب کیا تو خدا نے روح الامینؑ کو سات دانہ خرما کے ساتھ بھیجا انہوں نے آکر کہا اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ لوگ میرے پیدا کئے ہوئے اور سب میرے بندے ہیں ۔ میں ان کو اپنے برقِ غضب سے ہلاک نہ کروں گا جب تک کہ تاکید کے ساتھ ان کو دعوت حق نہ دی جائے ۔ اور ان پر حجت پوری طرح تمام نہ ہوجائے ۔ لہٰذا اپنی قوم کی ہدایت کی کوشش میں مشقت و تکلیف برداشت کرنے کے لئے پھر مشغول ہوجاؤ جس کی وجہ سے میں تم کو ثواب عطا کروں گا ۔ ان خرموں کو بوؤ ۔ جب یہ اگیں اور بڑے ہوکر بارآور ہوں اس وقت یقیناً تمہاری اور تمہاری قوم کی نجات اور رہائی ہوگی ۔ اس بات سے مومنین کو بھی آگاہ کردو جو تمہارے فرمانبردار ہیں ۔

غرض جب ایک زمانہ کے بعد درخت اگے بڑھے اور ان میں پھل اور پختہ ہوگئے تو نوحؑ نے خدا سے دعا کی کہ اپنے وعدے کو وفا کرے ۔ خدا نے حکم دیا کہ ان درختوں کے خرموں کے بیج دوسری مرتبہ پھر بوئیں اور اپنی قوم پر تبلیغِ رسالت میں کوشش ، تاکید اور تکلیفوں پر صبر کرنے میں پھر مشغول ہوں ۔ یہ خبر حضرت نوحؑ نے مومنوں کو پہنچائی تو ان میں سے تین سو اشخاص مرتد ہوگئے اور کہنے لگے کہ نوحؑ جو کچھ دعوے کرتے تھے اگر وہ حق ہوتا تو ان کے پروردگار کا وعدہ غلط نہ ہوتا ۔

اسی طرح ہر مرتبہ جب درختوں میں پھل پیدا ہوتے تھے حق تعالیٰ ان کو حکم دیتا تھا کہ ان کے بیج بوئیں یہاں تک کہ سات مرتبہ ایسا ہوا اور ہر مرتبہ ان میں سے ایک گروہ جو ایمان لائے ہوئے تھا ، مرتد ہوجاتا تھا ۔ آخر میں صرف ستر اور چند اشخاص باقی رہ گئے تھے ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اب حق کو نورانی صبح باطل کی تاریک رات سے ظاہر ہوئی اور خالص حق رہ گیا اور اس سے غبار کفر ان لوگوں کے مرتد ہونے سے

جن کی طینتیں خبیث تھیں دفع ہوگیا اگر میں کافروں کو ہلاک کر دیتا اور ان لوگوں کو جو مرتد ہوگئے چھوڑ دیتا تو یقیناً وہ وعدہ سابق سچ نہ ہوتا جو میں نے ان مومنین سے کیا تھا جو تمہاری قوم سے مجھ پر خالص طور سے ایمان لائے تھے اور انہوں نے تمہاری نبوت کی رسی کو پکڑا تھا۔ وہ وعدہ یہ تھا کہ ان کو زمین میں خلیفہ قرار دوں گا۔ ان کے لئے ان کے دین کو برقرار رکھوں گا اور خوف کو امن سے تبدیل کر دوں گا تاکہ ان کے دلوں سے شک برطرف ہو اور میرے لئے خالص عبادت ہو لہذا ان کی موجودگی میں کیونکر خلیفہ قرار دیتا۔ اور صاحب مرتبہ کرتا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا جب کہ میں مرتدین کے یقین کی کمزوری، ان کی طینتوں کی خباثتوں اور ان کے نیتوں کی خرابیوں سے واقف تھا جو نفاق اور گمراہ سوچ کا نتیجہ تھیں۔ وہ جماعت اس بادشاہی کی مجھ سے تمنا رکھتی تھی تو میں مومنوں کو خلافت کے دوران عطا کرنے والا ہوں۔ جب ان کے دشمنوں کو ہلاک کروں گا تو وہ لوگ ان کی صفات کی نشانیوں کو دیکھ لیں گے۔ اور یقیناً اس خلافت کی وہ لوگ طمع کرتے اور ان کا پوشیدہ نفاق مضبوط ہوتا اور اس بارے میں ان کے دلوں میں گمراہی اور ضلالت مستحکم ہوتی اور وہ خالص مومنوں سے عداوت کا اظہار کرتے اور سرداری حاصل کرنے کے لئے ان سے جھگڑتے اور امرونہی سے انحراف کے لئے ان لوگوں سے جنگ و جدال کرتے۔ پھر دین کا قیام عمل میں نہ آتا اور مومنوں کے درمیان ان لڑائیوں اور فتنوں کے سبب دین حق منتشر ہوتا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے نوح کو حکم دیا کہ کشتی تیار کریں۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمارے قائم کی غیبت کے عرصہ کو طویل کردے گا تاکہ حق واضح ہوجائے، ایمان ارتداد کی کدورت سے خالص ہوجائے اور وہ جن کی طینت خبیث ہے وہ ہمارے مخلص شیعوں سے جدا ہوجائیں جو ان کے نفاق سے ڈرتے ہیں تاکہ قائم علیہ السلام کے دور میں مخلص شیعوں کو خلافت، غلبہ اور امن میسر آئے۔

مفضّل کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا فرزند رسول اس ایت **وعداللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاؤلیک ھم الفاسقون** (سورہ نور آیت ۵۵) " ان سب لوگوں میں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان لوگوں کو اس زمین میں جانشین بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ضرور ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کرلیا ہے ان کی خاطر سے پائیدار کردے گا اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ اس وقت وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا پس وہی نافرمان ہیں" کے بارے

میں ناصبیوں کا کہنا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ناصبیوں کے دلوں کو نورِ ہدایت سے منور نہ کرے۔ اس امت میں وہ دین جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو انتشار سے کب پائیدار ہوا؟ اور ان میں سے کسی ایک کے دور میں امت کے دلوں سے خوف دور اور شکوک رفع ہوئے؟ حضرت علی علیہ السلام کا عہد حکومت تو فتنوں سے پُر اور ارتداد مسلمین سے بھرا ہوا تھا اور کفار اور ان کے درمیان گھمسان کی لڑائیاں ہوتی رہیں پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **حتی اذا استئیس الرسل وظنوآ انھم قد کذبوا جاء ھم نصرنا** (سورۃ یوسف آیت ۱۱۰) "یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا تو پہنچی ان کو ہماری مدد"۔

اور جہاں تک عبدالصالح حضرت خضر علیہ السلام سے شباہت کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر کو کار نبوت کے باعث طویل نہیں کیا اور نہ ہی اس لئے کہ ان پر کتاب نازل کرنی تھی اور نہ ہی شریعت کے نزول کے باعث کہ جسے اپنے سے قبل کے انبیاء کی شریعتوں کو منسوخ کرنا تھا اور نہ ہی امامت کے باعث جس کی اقتداء اور اطاعت لوگوں پر لازم تھی بلکہ اللہ کے علم میں تھا کہ حضرت قائم علیہ السلام کی طویل غیبت واقع ہونی ہے اور لوگ ان کی غیبت کا طول عمر کے باعث انکار کریں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے عبد صالح (حضرت خضر علیہ السلام) کو طولِ عمر عطا فرمائی تاکہ وہ حضرت قائم علیہ السلام کی عمر کے لئے دلیل بنے اور معاندین کے لئے حجتِ قاطع ہو۔ اور انسانوں کی اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت قائم نہ ہو۔

۵۲۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ان سے محمد بن جعفر بن مسعود اور حیدر بن محمد بن نعیم سمرقندی نے ان دونوں سے محمد مسعود عیاشی نے ان سے علی بن محمد بن شجاع نے ان سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے ان سے علی بن ابو حمزہ نے ان سے ابو بصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت **یوم یاتی بعض آیات ربک لاینفع نفساً ایمانھا لم تکن امنت من قبل اوکسبت فی ایمانھا خیراً** (سورہ انعام آیت ۱۵۹) "جس دن آئے گی ایک نشانی تیرے رب کی کام نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا جو کہ پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان کی حالت میں کچھ نیکی نہ کی تھی" کے بارے میں ارشاد فرمایا: اس سے مراد ہمارے قائم کا خروج ہے۔ پھر فرمایا: اے ابو بصیر طوبیٰ ہے ہمارے شیعوں کے لئے جو ہمارے قائم کی غیبت میں اس کے ظہور کے منتظر ہوں گے اور ظہور کے وقت اس کے مطیع ہوں گے یہ ہی اولیاء اللہ ہیں جن کے اوپر نہ خوف ہوگا نہ حزن۔

۵۳۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے محمد بن مسعود عیاشی نے ان سے جعفر بن احمد نے ان سے عمرکی بن علی بوفکی نے ان سے حسن بن علی بن فضال نے ان

سے مروان بن مسلم نے ان سے ابو بصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا طوبیٰ ہے اس کے لئے جس نے غیبتِ قائم کے بارے میں ہمارے امر سے تمسک اختیار کیا اور ہدایت کے بعد اس کا دل منقلب نہ ہوا۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان مولا طوبیٰ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں ہے اور ہر مومن کے گھر میں اس کی شاخیں ہیں اور اسی طرح قول خدا بھی ہے۔ **طوبیٰ لهم و حسن مآب** (سورۃ رعد آیت ۲۹) "خوشحالی ہے ان کے لئے اور اچھا ٹھکانہ"۔

۵۴۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد بن عمران دقاق نے ان سے محمد بن ابو عبداللہ کوفی نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے ان سے ابو بصیر نے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اے فرزند رسول میں نے آپؑ کے والد سے یہ حدیث سنی ہے کہ قائم کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا انہوں نے کہا تھا کہ بارہ مہدی ہوں گے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ امام ہوں گے بلکہ یہ ہمارے شیعوں میں وہ قوم ہوگی جو لوگوں کو ہماری ولایت اور ہمارے حق کی معرفت کی طرف بلائے گی۔

۵۵۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد بن عمران دقاق نے ان سے حمزہ بن قاسم علوی عباسی[1] نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک کوفی فزاری نے ان سے محمد بن حسین بن زید الزیات نے ان سے محمد بن زیاد ازدی نے ان سے مفضل بن عمر نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا تھے؟ **واذا بتلی ابراہیم ربه بکلمات فاتمهن** (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴) "اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں پھر اس نے وہ پوری کیں"۔ آپؑ نے فرمایا: ان کلمات سے مراد وہی کلمات ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے حاصل کئے تھے اور ان کی توبہ قبول ہوئی تھی اور وہ کلمات یہ ہیں۔ **اَسْاَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِیٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ اِلَّاتُبْتَ عَلَیَّ** "میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کہ میری توبہ قبول کر"۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور وہ توّاب الرحیم ہے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول " **فاتمهن** " سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے جو نو ائمہ ہیں ان کو ملا کر حضرت قائم علیہ السلام تک کل بارہ ائمہ پورے کئے۔

مفضل کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا فرزند رسول مجھے اس آیت کے بارے میں کچھ بتایئے **وجعلها کلمة**

---

(۱) حمزہ بن قاسم، ابوالفضل العباس بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کے پوتوں میں ہیں۔ طف میں شہید ہوئے۔ ہمارے علماء میں جلیل القدر ہیں اور ان سے کثیر روایات مروی ہیں۔ (علی اکبر غفاری)

باقية في عقبه (سورہ زخرف آیت ۲۸) "اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں " آپ نے فرمایا: امامت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں تاقیامت باقی رہے گی ۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول ایسا کیوں ہے کہ امامت کو امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں قرار دیا اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں قرار نہیں دیا جبکہ یہ دونوں فرزند رسول تھے اور جوانانِ جنت کے سردار ؟ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں نبی اور رسول اور بھائی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو صلب ہارونؑ میں قرار دیا اور صلب موسیٰؑ میں نہیں ۔ اور کسی نے بھی نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا ۔ امامت زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت کا نام ہے اور کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ اللہ نے صلب حسن علیہ السلام کے بجائے صلب حسینؑ میں کیوں قرار دیا ۔ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں حکمت ہے **لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون** (سورہ انبیاء آیت ۲۳) " اس کے کاموں کی بابت سوال نہیں کیا جاسکتا ۔ ہاں وہ بندوں کے افعال کے بارے میں پوچھے گا ۔"

باب (۳۴) حضرت قائم علیہ السلام ، ان کی غیبت اور ان کی امامت کے بارے میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ارشادات

۱ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے حسن بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن جعفر نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد محمد بن علی نے ان سے علی بن جعفر نے ان سے ان کے بھائی موسیٰؑ بن جعفرؑ نے ارشاد فرمایا: جب ساتویں کی اولاد میں پانچواں غیبت اختیار کرے تو خدا کے لئے تم لوگ اپنے دین کی حفاظت کرنا تم میں سے کوئی اپنے دین سے برگشتہ نہ ہوجائے ۔ اے فرزند (بھائی کو محبت سے فرزند کہا ہے) اس صاحبِ امر کے لئے غیبت ضروری ہے یہاں تک کہ وہ لوگ بھی اس سے پلٹ جائیں گے جو یہ کہا کرتے ہوں گے کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے ۔ اس نے اپنے بندوں کا امتحان لیا ہے ۔ اور تمہارے آباؤ اجداد کے علم میں کوئی اور دین ہوتا جو اس سے زیادہ صحیح اور بہتر ہوتا تو وہ اسی کی پیروی کرتے ۔ میں نے عرض کیا: مولا یہ بتائیں کہ ساتویں کی اولاد میں پانچواں کون ہے ؟ فرمایا: اے فرزند تمہاری عقلیں چھوٹی ہیں یہ اس میں نہیں سما سکتی ۔ تمہاری سمجھ اتنی تنگ ہے کہ اس کو برداشت نہیں کر سکتی ۔ لیکن اگر تم لوگ زندہ رہے تو ضرور اس کو پاؤ گے ۔

۲ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے حسن بن موسیٰ خشاب نے ان سے عباس بن عامر قصبانی نے کہا کہ حضرت ابوالحسن موسیٰؑ بن جعفرؑ نے فرمایا کہ صاحبِ امر (علیہ السلام) کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے موسیٰ بن قاسم نے ان سے معاویہ بن وھب بجلی اور ابو قتادہ علی بن محمد بن حفص نے ان سے علی بن جعفر نے انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفرؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا **قل ارء یتم ان اصبح ماؤکم غوراً فمن یاتیکم بماء معین** (سورۃ الملک آیت ۳۰) "کہہ دو بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی خشک ہوجائے پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس تھرا ہوا پانی" تو آپؑ نے فرمایا: جب تمہارا امام غائب ہوجائے گا تو اس کو دیکھ نہ پاؤ گے پھر کیا کرو گے؟

۴۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے بیان کیا ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن برقی نے ان سے علی بن حسان نے ان سے داؤد بن کثیر رقی نے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے صاحب امر کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ اور اپنے اہل سے غائب رہے گا اور اپنے شہید باپ کا وارث ہوگا۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے صالح بن سندی نے ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے فرزند رسول کیا آپ قائم بالحق ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: میں ضرور قائم بالحق ہوں۔ لیکن وہ قائم جو زمین کو خدا کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی وہ میری اولاد میں سے پانچواں ہے۔ اس کے لئے غیبت ہے جو اتنی طویل ہوگی کہ کئی قومیں مرتد ہوجائیں گی۔ اور کچھ لوگ دین پر ثابت قدم رہیں گے۔

پھر فرمایا: ہمارے شیعوں کے لئے طوبیٰ ہے جو ہمارے قائم کی غیبت میں ہم سے متمسک رہیں اور ہماری ولایت پر ثابت قدم رہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار رہیں وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے۔ ان سے ائمہ راضی اور وہ ائمہ سے راضی ہیں۔ پس ان کے لئے طوبیٰ اور پھر طوبیٰ ہے خدا کی قسم وہ ہمارے ساتھ قیامت کے روز ہمارے درجے میں ہوں گے۔

مؤلف کتاب عرض کرتا ہے کہ غیبت کے واقع ہونے کی ایک وجہ خوف بھی ہے جیسا کہ حدیث میں تذکرہ ہوا ہے۔ خود امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی اپنے امور امامت کو غیروں کے سامنے ظاہر نہیں فرماتے تھے اور شیعہ جو آپؑ کی امامت پر متفق تھے مگر زمانے کے خوف سے آپؑ کی امامت کا چرچا نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہشام بن حکم سے جب یحییٰ بن خالد کے دربار میں پوچھا گیا کہ اس وقت امام کون ہے؟ تو انہوں نے تقیہ اختیار کرتے ہوئے فرمایا صاحب قصر امیرالمومنین ہارون الرشید۔ اس وقت ہارون رشید چھپا ہوا یہ گفتگو سن رہا تھا پس کہا: خدا کی قسم اللہ نے ہم پر سخت

دل حاکم مسلط کردیا ہے۔ جب ہشام کو اس کا علم ہوا کہ ہارون نے اس کو طلب کیا ہے تو وہ کوفہ فرار ہوگئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کا جنازہ کناسہ کی شاہراہ پر رکھ دیا گیا اور ہاتھ میں ایک پرچہ رکھ دیا گیا جس پر لکھا تھا یہ ہشام بن حکم ہے جس کو حاکم وقت نے طلب کیا ہے۔ قاضی اور حکومت کے دیگر اہل کاروں نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد اس سرکش نے ان کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا۔

ہشام بن الحکمؒ کا مناظرہ

بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد ہمدانیؒ اور حسین بن ابراہیم بن ناتانہ نے، ان سے علی بن ابراہیم بن ہشام نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابو عمیر نے ان سے علی اسواری نے بیان کیا کہ یحییٰ بن خالد ہفتہ میں ایک دن اپنے گھر ایک محفل مناظرہ کا اہتمام کیا کرتا تھا جس میں تمام فرقوں اور ملت کے علماء شرکت کرتے اپنے اپنے مذہب کا اثبات کرتے اور مخالف کا رد پیش کرتے تھے۔ یہ خبر ہارون رشید تک پہنچی تو اس نے یحییٰ بن خالد سے پوچھا کہ اے عباسی تیرے گھر میں یہ کس قسم کی محفل ہوتی ہے جس میں شریک ہونے والے گفتگو کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا: اے امیرالمومنین جو کچھ عزت و مقام اور بلندی آپ نے مجھے عطا کی ہے۔ اس میں سے یہ محفل سب سے زیادہ رفعت اور بلندی کا نمونہ ہے میں تمام مذاہب کے لوگوں کو جمع کرتا ہوں تاکہ وہ ایک دوسرے کی رد پیش کریں اور اس طرح ان سب کے مذہب کا بطلان ثابت ہو۔

ہارون رشید نے کہا: میں بھی اس محفل میں شریک ہونا چاہوں گا اور اس مناظرے کو سنوں گا مگر حاضرین مجلس کو میری آمد کا علم نہیں ہونا چاہیے ورنہ میرے خوف سے لوگ کھل کر بات نہیں کرسکیں گے۔ یحییٰ نے کہا: جیسا امیرالمومنین چاہیں گے ویسے ہی انتظامات ہوجائیں گے۔ (ہارون رشید نے کہا): پس اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو کہ ان لوگوں کو میری موجودگی کا علم نہیں ہوگا چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ اس بات کی خبر کسی طرح معتزلہ کو ہوگئی پس انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کی مرتبہ ہم ہشام بن حکم سے امامت کے موضوع پر بات کریں گے تاکہ ہارون رشید کو اس کا علم ہوجائے کہ اس کا عقیدہ امامت کیا ہے۔ پس مقررہ دن سب لوگ جمع ہوئے جن میں ہشام بن حکم بھی تھے اور عبداللہ بن یزید اباضی بھی جو سب سے زیادہ سچ بولنے والا تھا، خوارج کے مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور ہشام کے ساتھ تجارت میں شریک تھا۔ جب ہشام محفل میں آئے تو انہوں نے عبداللہ بن یزید کو سلام کیا یحییٰ بن خالد بن عبداللہ نے عبداللہ بن یزید سے کہا اے عبداللہ ہشام سے امامت کے موضوع پر بات کرو۔

ہشام نے کہا اے وزیر یہ اس موضوع پر بات نہیں کرسکتے کیونکہ یہ لوگ ایک فرد کی امامت پر ہمارے ساتھ متفق تھے پھر بغیر علم و معرفت کے یہ ہم سے جدا ہوگئے اور جب وہ اس مسئلے میں ہم سے جدا ہوگئے تب بھی نہ جان سکے کہ کس لئے جدا ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے پاس ہمارے خلاف نہ کوئی اعتراض ہے نہ کسی اعتراض کا جواب اب یہ ہم

سے کیا بات کریں گے۔

بنان جو حروریہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا کہنے لگا: اے ہشام یہ بتاؤ حکمین کے دن جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کی فوج میں تھے وہ مومن تھے یا کافر۔ کہا: اس میں تین طرح کے لوگ تھے۔ مومن، مشرک اور گمراہ۔ مومن وہ تھے جو کہتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کی طرف سے امام ہیں۔ اور معاویہ امامت کا اہل نہیں۔ پس وہ اس بات پر ایمان لائے جو اللہ نے علی علیہ السلام کے لئے مقرر کی۔

دوسرے مشرک جن کا کہنا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام امام ہیں اور معاویہ میں بھی امامت کی اہلیت ہے۔ پس انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ معاویہ کو بھی امامت میں شریک قرار دیا۔

تیسرے گمراہ جو اپنے قوم و قبائل کی عصبیت کے باعث ساتھ ہوئے تھے اور انہیں کسی بات کا علم نہیں تھا اور یہ لوگ جاہل تھے۔

پھر سوال کیا کہ معاویہ کے اصحاب کے بارے میں کیا رائے ہے ہشام نے کہا: ان کی بھی تین قسمیں ہیں کافر، مشرک اور ضلال۔

کافر وہ جو کہتے ہیں کہ معاویہ امام ہے اور علی علیہ السلام میں امامت کی اہلیت نہیں ہے۔ پس انہوں نے دو طرح سے کفر کیا ایک کفر اللہ کی طرف سے علیؑ کے لئے مقررہ امامت کا انکار کر کے اور دوسرے اپنی جانب سے کسی فرد کا امامت کے لئے تقرر کر کے۔

مشرک وہ جو کہتے تھے کہ معاویہ امام ہے اور علی علیہ السلام میں بھی امامت کی اہلیت ہے۔ پس انہوں نے معاویہ کو علیؑ کے ساتھ امامت میں شریک قرار دیا۔

اور ضلال یا گمراہ وہ افراد جو محض اپنی خاندانی عصبیت کے باعث معاویہ کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تھے پس اس طرح بنان (کا کلام) قطع ہوا۔

ضرار بولا: ہشام مجھے اس بارے میں تم سے سوال کرنا ہے۔ ہشام نے کہا: تم سوال نہیں کر سکتے۔ پوچھا: کیوں؟ کہا: اس لئے کہ تم سب میرے صاحب کی امامت کا انکار کرتے ہو تو وجہ انکار مجھے پوچھنی چاہیئے اور تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ دوسرا سوال کرو اور مجھے اے ضرار اس بارے میں تمہارے مذہب کا نکتہ نظر معلوم کرنا چاہیئے۔ ضرار نے کہا: پوچھو۔ کہا: کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عادل ہے، ظلم نہیں کرتا۔ کہا: ہاں وہ عادل ہے اور ظلم نہیں کرتا۔ کہا: اگر اللہ کسی معذور کو مسجد جانے اور جہاد کرنے کا حکم دے۔ کسی اندھے کو صحیفے اور کتابیں پڑھنے کا حکم دے تو کیا یہ عدل ہوگا یا ظلم؟ ضرار بولا: اللہ ایسا حکم نہیں دیتا۔ ہشام بولے: یہ جان لینے کے بعد کہ اللہ اس طرح حکم نہیں دیتا تو کیا مباحثہ و مناظرہ کے سلسلے میں یہ حکم دے سکتا ہے کہ ایسی چیز کو ثابت کیا جائے جس کے اثبات اور ادائیگی کی کوئی دلیل و حجت

نہ ہو۔ ضرار بولا: اگر ایسا حکم دے گا تو وہ ظالم کہلائے گا۔

ہشام بولے: مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ نے تمام بندوں کو ایک دین پر مکلف کیا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان سے صرف وہی دین قابل قبول ہوگا جس پر ان کو مکلف کیا ہوگا۔ اس نے کہا: ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ فرمایا: اس دین کے وجود کے لئے کوئی دلیل بھی مقرر کی یا بغیر دلیل کے ہی مکلف کر دیا۔ اسی طرح جیسے اندھے کو کتاب پڑھنے اور معذور کو مسجد آنے اور جہاد کرنے کا حکم دیا جائے؟ ضرار ایک لمحہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر بولا: لازماً دلیل ہے۔ مگر یہ دلیل تمہارے امام کی امامت کے لئے نہیں ہے۔ ہشام مسکرائے اور بولے: تم نے خود امامت کے وجود کو تسلیم کر لیا۔ اب صرف میرے اور تمہارے درمیان جھگڑا امام کے تعین پر ہے۔ ضرار بولا: اب میں تمہارے قول کو تم پر لوٹاتے ہوئے تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔ ہشام نے کہا: ہاں بولو ضرار بولا: یہ بتاؤ عقدِ امامت کیسے ہوتا ہے؟ کہا: جیسے عقدِ نبوت ہوتا ہے۔ پوچھا: تو کیا امام نبی ہوتا ہے۔ ہشام نے کہا: نہیں کیونکہ نبوت کا فیصلہ اہل سماء میں ہوتا ہے اور امامت کا فیصلہ اہل زمین پر۔ نبوت ملائکہ کے ذریعے مقرر کی جاتی ہے اور امامت نبی کے ذریعہ اور یہ دونوں عہد اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں۔ پوچھا: اس کی کیا دلیل ہے۔ فرمایا: امامت کی ضرورت خود دلیل ہے۔ پوچھا: کس طرح؟ ہشام بولے: یہ بات تین وجوہات سے خالی نہیں۔ یا تو یہ کہہ کہ اللہ نے رسولؐ کے بعد خلق پر سے تکلیف دین اٹھالی۔ پس اب وہ نہ مکلف ہیں نہ ان کے لئے کوئی امر ہے اور وہ حیوانات کی منزل پر آگئے۔ جن کے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اے ضرار کیا تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ رسول کے بعد انسانوں سے تکلیف اٹھالی گئی۔ ضرار بولا: میں ایسا نہیں کہتا۔ ہشام نے کہا: دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انسان مکلف ہو پھر لازمی ہے کہ رسول کے بعد ایسے علماء ہوں جو علم دین میں رسول کی مثل ہوں اور ان کے علم کے وارث ہوں اور وہ علم میں کسی کے محتاج نہ ہوں اور احکام میں وہ حق پر فیصلہ کر سکیں۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ یہ جو تمہیں علماء نظر آتے ہیں ان کا علم مثلِ علمِ رسول ہے اور وہ کسی کے محتاج نہیں۔ ضرار بولا میں یہ نہیں کہتا بلکہ یہ علماء مسائل علمی میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ ہشام بولے: اب تیسری وجہ باقی رہ گئی اور وہ یہ کہ لازم ہے کہ اس عالم کو رسول مقرر کریں جو سہو اور غلطی نہ کرے۔ اور گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہو لوگ اس کے محتاج ہوں وہ لوگوں کا محتاج نہ ہو۔ ضرار بولا: تمہارے پاس اس پر کیا دلیل ہے۔ ہشام بولے: آٹھ دلیلیں ہیں جن میں چار فضیلتِ نسب اور چار فضیلتِ نفس پر۔

چار فضیلتِ نسب یہ ہیں کہ وہ معروف قوم، معروف قبیلہ، معروف گھر سے اور صاحب ملت و دعوت ہو اور ضروری ہے کہ اس دین اور اس دعوت کے بانی کی طرف سے اس کی طرف اشارہ اور علامتیں بتائی گئی ہوں۔ پس اللہ کی مخلوق میں عرب سے زیادہ مشہور کوئی قوم نہیں جس میں صاحب ملت و دعوت ہیں جن کے نام کو روزانہ پانچ مرتبہ عبادت گاہوں سے بلند آواز سے پکارا جاتا ہے۔

اشھدان لا الہ الا اللّٰہ ، واشھدان محمداً رسول اللّٰہ پس ان کی دعوت پر نیک و بد ، عالم ، جاہل ، اقرار کرنے والے اور منکر ، مشرق و مغرب سب جگہ پہنچتی ہے ۔ اگر حجت خدا کا اس معروف قوم کے علاوہ کسی اور قوم میں ہونا جائز ہوتا تو لازم آتا کہ مکلف اس کو تلاش کرتا پھرے اور وہ اسے نہ مل سکے اور وہ اسے عرب و غیر عرب میں تمام مخلوق میں تلاش کرے اور لازم آتا کہ اللہ اپنی حجت کے ذریعہ جو اصلاح کرنا چاہتا ہے وہ اصلاح کے بجائے فساد کا باعث بنتی اور یہ بات حکمت و عدلِ الٰہی کے برخلاف ہے کہ وہ انسانوں پر ایسا فریضہ عائد کرے جس کی ادائیگی ممکن نہیں ۔ پس لازم ہے کہ حجت کا تعلق اس قوم سے ہو جو صاحبِ ملت و دعوت (یعنی حضورؐ) کی قوم ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ اس قوم میں سے حجت خدا کا تعلق اس قبیلہ سے ہو جو صاحبِ دعوت کا قبیلہ یعنی قریش ہے اور کیونکہ اس قبیلہ میں بہت گھر ہیں تو اس کا تعلق اس گھر سے ہو جو صاحبِ ملت و دعوت کا گھر ہے ۔ اور کیونکہ اس کے گھر میں بہت سے افراد رہتے ہیں اس لئے لازم ہے کہ صاحبِ ملت و دعوت بعینہ ان افراد کا نام و نسب سے تعین کردے تاکہ دوسرے افراد اس منصب کی طمع نہ کریں ۔

اور وہ چار فضیلتیں جو نفس سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں ۔ وہ فرائض و سنت اور احکام دین میں تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہو ۔ اور کوئی چھوٹا یا بڑا مسئلہ اس سے پوشیدہ نہ ہو ۔ وہ تمام گناہوں سے پاک ہو ۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہو ۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ سخی ہو ۔

عبداللہ بن یزید اباضی نے کہا آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہو ؟ کہا اس لئے کہ اگر وہ تمام حدود اللہ اور احکام و شرائع و سنن کو نہ جانتا ہوگا تو وہ ان کو نافذ نہ کرسکے گا ۔ پس جس پر تعزیر واجب ہوگی وہ حد جاری کروے گا اور جس پر حد واجب ہوگی اس کے لئے تعزیر کا حکم دے گا اور اس طرح احکام الٰہی نافذ نہ ہوں گے اور وہ اصلاح کے بجائے فساد کا باعث بنے گا ۔

پوچھا : آپ نے یہ کیسے کہا کہ اس کا معصوم ہونا لازم ہے کہا : اس لئے کہ اگر وہ معصوم نہ ہوگا تو خطاء کرے گا پس ہم اس پر اعتماد نہیں کرسکتے کہ اس کی خطائیں خود اس پر اور اس کے دوستوں اور مقربین پر پوشیدہ رہیں ۔ اور خطاء اور گناہ کے باعث اللہ اس کے ذریعہ اپنی خلق پر حجت قائم نہیں کرسکتا ۔

پوچھا یہ کیسے کہا کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ شجاع ہو ؟ کہا اس لئے کہ مسلمانوں کا لشکر جنگ میں اس کی طرف رجوع کرے گا ۔ پس ارشاد رب العزت ہے **ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الی فئة فقد باء بغضب من اللّٰہ** (سورۃ انفال آیت ۱۶) ۔ اور جو کوئی پیٹھ پھیر لے اس دن سوائے اس کے کہ لڑائی کے لئے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو ، وہ یقیناً غضبِ خدا میں گرفتار ہوگا ۔ پس اگر وہ شجاع نہیں ہوگا تو جنگ سے فرار کرے گا اور اس طرح اللہ کے غضب کا حق دار قرار پائے گا ۔

اور جو خدا کے غضب کا حق دار ہوگا وہ خلق پر حجت نہیں ہو سکتا۔

پوچھا: اچھا یہ بتائیں کہ یہ کیسے ضروری ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ سخی ہو؟ کہا: اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے اموال کا خازن ہوتا ہے۔ اگر وہ سخی نہ ہوگا تو اموال کو لوگوں پر خرچ کرنے میں تنگ دلی محسوس کرے گا۔ اور ان کے اموال کو اپنے تصرف میں رکھے گا اور اس طرح خائن قرار پائے گا اور یہ جائز نہیں کہ اللہ کی حجت خائن ہو۔

پس ضرار بولا: یہ بتائیں اس وقت ان صفات کا حامل کون ہے؟ فرمایا: صاحب القصر امیر المومنین۔ ہارون رشید جو پردہ کے پیچھے بیٹھا یہ ساری باتیں سن رہا تھا جعفر بن یحییٰ سے جو اس کے ساتھ تھا۔ بولا: خدا کی قسم اس شخص کی زبان میں کیسی کاٹ ہے۔ اے جعفر۔ امیر المومنین سے اس کا اشارہ کس کی طرف ہے؟ جعفر نے کہا: اس کا اشارہ موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کی طرف ہے۔ (ہارون رشید نے) کہا: اس نے اسی کو اس لقب سے نوازا جو اس کی اہلیت رکھتا ہے۔ پھر اپنے لبوں کو دانتوں سے دبایا اور کہا یہ شخص ایک لمحہ کے لئے بھی میری مملکت میں زندہ نہیں چاہیئے۔ خدا کی قسم اس کی زبان لوگوں کے قلب پر ایک لاکھ تلواروں سے زیادہ زوداثر ہے۔ یحییٰ کو علم ہوا کہ ہارون رشید ہشام کے بارے میں سخت غیض میں ہے تو پردے میں داخل ہوا تو ہارون نے پوچھا: اے عباسی یہ شخص کون ہے؟ یحییٰ بولا: امیر المومنین آپ اپنے غصہ کو قابو میں رکھیں۔ اور باہر آکر ہشام کو آنکھوں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ ہشام اس طرح اٹھے کہ لوگ سمجھیں کہ یہ رفع حاجت کے لئے جارہے ہیں پس انہوں نے چپل پہنی اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئے اور وہاں سے کوفہ کی طرف چلے گئے۔ اور بشر نبال کے گھر میں چھپ گئے اور انہیں واقعہ سے باخبر کردیا۔ بشیر نبال امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ پھر ہشام شدید بیمار ہوئے بشیر نبال نے طبیب بلوانے کو کہا تو بولے: نہیں اب میں مرنے والا ہوں۔ جب تم میری تکفین سے فارغ ہونا تو آدھی رات کو میرے جنازے کو کناسہ کی شاہراہ پر رکھ دینا اور ایک رقعہ لکھ کر میرے ہاتھ پر رکھ دینا کہ یہ ہشام بن حکم ہے جس کو امیر المومنین طلب کرتے تھے وہ اپنی طبعی موت خود مرگیا۔

اور ہارون نے ان کے بھائیوں اور ساتھیوں کی طرف کسی کو بھیجا۔ پس لوگ اس کے اردگرد جمع ہوگئے اور صبح ہوگئی تو اہل کوفہ نے اس کو دیکھا اور قاضی شہر کے علاوہ گورنر کا مددگار۔ اور خود حاکم کوفہ اور کوفہ کے معتبر لوگ جمع ہوگئے اور ہارون الرشید کو اس بارے میں لکھا گیا تو اس نے کہا: خدا کا شکر کہ اس نے اس کے کام کو خود کردیا اور ہمیں اس میں ملوث ہونے سے بچایا۔ اس کے بعد ان لوگوں کو رہا کردیا گیا جو پکڑے گئے تھے۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابو احمد محمد بن زیاد ازدی نے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اللہ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا **واسبغ علیکم نعمه ظاهرة و باطنة** (سورۃ لقمان آیت ۲۰) "اور پوری کردیں تم پر

اپنی نعمتیں کھلی ہوئی اور چھپی ہوئی۔ تو آپؑ نے فرمایا نعمت ظاہرہ سے مراد امام ظاہر اور نعمت باطنہ سے مراد امام غائب ہیں۔ میں نے عرض کیا: مولا کیا ائمہ طاہرین علیہم السلام میں سے کوئی امام غیبت اختیار کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ خود لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا مگر اس کا ذکر مومنین کے قلوب میں رہے گا۔ وہ ہم میں سے بارہواں ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مشکل کو آسان اور ہر سختی کو سہل کردے گا۔ اس کے لئے زمین کے خزانے ظاہر ہوں گے ہر فاصلہ قربت میں بدل جائے گا۔ ہر جابر ہلاک ہوجائے گا۔ اس کے ہاتھوں تمام شیاطین ہلاک ہوجائیں گے کنیزوں کی ملکہ (نرجس خاتون) کے فرزند کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ اس کو ظاہر کردے گا اور وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں میں نے یہ حدیث صرف احمد بن زیاد ابن جعفر ہمدانی سے حج سے واپسی پر ہمدان میں سنی یہ ایک ثقہ، دین دار اور فاضل شخص تھے۔ اللہ کی رحمت اور رضوان ان پر ہوں۔

باب (۳۵) امام قائم علیہ السلام، ان کی غیبت اور ان کی امامت پر حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ارشادات گرامی

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے ان سے محمد بن حسن صفّار نے ان سے یعقوب بن یزید نے ان سے ایّوب بن نوح نے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپؑ صاحبِ امر ہیں اور یہ امر آپؑ کے پاس بغیر شمشیر زنی کے آیا ہے۔ آپؑ کی بیعت ولی عہدی بھی ہوئی اور آپؑ کے نام کا سکہ بھی بن گیا۔ آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی امام ایسا نہیں ہوا کہ جس سے مومنین نے خط و کتابت نہ کی ہو، مسائل اس سے دریافت نہ کئے گئے ہوں اور اموال اس کی طرف بھیجے نہ گئے ہوں مگر یہ کہ اس کو زہر دیا گیا ہے یا وہ اپنے فرش پر مرا ہے یہاں تک کہ خدا اس امر امامت کے لئے ہم میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کی ولادت اور پرورش خفیہ طور پر ہوگی اور اس کا نسب غیر مخفی ہوگا۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک فزاری نے ان سے علی بن حسن بن فضّال نے ان سے ریّان بن الصلت نے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے حضرت قائم علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کا جسم نظروں سے غائب ہوگا اور اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن ہلال عبرتائی نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک شدید آزمائش کا آنا

لازم ہے جس میں تمام بھید ساقط ہوجائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب میرے تیسرے فرزند کو شیعہ کھو بیٹھیں گے اس پر اہل آسمان و زمین نوحہ کریں گے اور تمام دیدار کے پیاسے مرد اور عورت اور تمام غم زدہ اور مصیبت زدہ روئیں گے۔ پھر فرمایا میرے اس فرزند کا نام میرے جد کے نام پر ہوگا وہ میرے اور موسیٰ بن عمران کی شبیہ ہوگا اس کے لئے اللہ نور قرار دے گا جس سے تمام عالم منور ہوگا اس کی موت پر اہل زمین و آسمان غمزدہ ہوں گے۔ اس کی غیبت پر مومنین و مومنات غمگین و حیران ہوں گے یہاں تک کہ (اس کی آمد کی) نداء آئے گی جو دور اور قریب ہر طرف سنائی دے گی (یہ نداء) مومنین کے لئے رحمت اور کافرین کے لئے عذاب ہوگی۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن احمد نے ان سے محمد بن مہران نے ان سے ان کے ماموں احمد بن زکریا نے ان سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے دریافت فرمایا: تم بغداد میں کس جگہ رہتے ہو؟ اس نے کہا: کرخ میں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ جگہ زیادہ پرسکون ہے۔ اور ایک وقت ایسا آئے گا جب ایک شدید فتنہ اٹھے گا جب ہر بھید ساقط ہوجائے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب میرے تیسرے فرزند کے شیعوں کا فقدان ہوگا۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے علی بن معبد نے ان سے حسین بن خالد نے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے: جس کے پاس پرہیزگاری نہیں اس کے لئے دین نہیں جس کے پاس تقیہ نہیں اس کے لئے ایمان نہیں۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے وہ مکرم ہے جو تقیہ پر زیادہ عمل کرتا ہے۔ کسی نے پوچھا: فرزند رسول کب تک؟ فرمایا: وقت معلوم تک اور وہ دن ہوگا جس دن ہم اہلبیت کا قائم خروج کرے گا۔ پس جس نے ہمارے قائم کے خروج سے پہلے تقیہ ترک کردیا وہ ہم میں سے نہیں۔ عرض کیا گیا: فرزند رسول آپ اہلبیت میں سے قائم کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کنیزوں کی ملکہ (نرجس خاتون) کا فرزند۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے زمین کو ظلم و جور سے پاک کرے گا اور پاکیزہ کرے گا ہر ظلم سے۔ لوگ اس کی ولادت کے بارے میں شک کریں گے۔ وہ خروج سے پہلے غیبت اختیار کرے گا جب وہ خروج کرے گا تو زمین اس کے نور سے منور ہوجائے گی۔ وہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کرے گا اور کوئی کسی پر ظلم نہیں کرسکے گا۔ اس کے لئے فاصلے سمٹ جائیں گے اس کا سایہ نہ ہوگا۔ آسمان سے ایک منادی اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا جسے تمام اہل زمین سنیں گے۔ وہ منادی کہے گا آگاہ ہو کہ اللہ کی حجت بیت اللہ کے پاس ظاہر ہوئی ہے۔ پس اس کا اتباع کرو حق اس کے ساتھ ہے اور اس میں ہے اور اس کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے **ان نشا ننزل علیہم من السماء آیۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین** (سورۃ الشعراء آیت ۴) "اگر ہم چاہیں ان پر آسمان سے ایک نشانی اتاریں پھران کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں"۔

۶۔　بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے ان سے علی بن ابراہیم نے ان سے ان کے والد نے ان سے عبدالسلام بن صالح ہروی نے کہ دعبل بن علی خزاعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا اس کی ابتداء اس شعر سے ہوئی تھی۔

مدارس آیات خلت من تلاوة　　و منزل وحی مقفر العرصات

اللہ کی نشانیوں کی درسگاہیں تلاوت سے خالی ہوگئیں۔　　اور وحی کا مقام نزول خالی پڑا ہوا ہے۔

پس جب میں ان اشعار پر پہنچا۔

خروج امام لامحالة خارج　　یقوم علی اسم اللہ البرکات

ایک امام کا ظہور یقینی ہے وہ ظاہر ہوگا　　اللہ کے نام کے ساتھ اٹھے گا

یمیز فینا کلّ حقٍّ و باطل　　ویجزی علی النعماء و النقمات

ہمارے درمیان ہر حق و باطل کو جدا کرے گا　　اور نعمتوں سے نوازے گا اور دشمنوں کو سزا دے گا

یہ اشعار سن کر حضرت امام علی رضا علیہ السلام گریہ فرمانے لگے پھر میری طرف رخ کر کے فرمایا: اے خزاعی ان دو اشعار کے ذریعہ تیری زبان پر روح القدس کا کلام جاری ہوا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ امام کون ہے اور کب قیام کرے گا۔ میں نے عرض کیا: مولا نہیں مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ اہل بیت میں سے ایک امام خروج کرے گا جو زمین کو فساد سے پاک کر دے گا اور عدل سے بھر دے گا۔ [جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی]۔

آپؑ نے فرمایا: اے دعبل میرے بعد میرے فرزند محمدؑ امام ہوں گے۔ ان کے بعد ان کے فرزند علیؑ امام ہوں گے ان کے بعد ان کے فرزند حسنؑ امام ہوں گے۔ حسنؑ کے بعد ان کے فرزند حجت قائمؑ منتظر امام ہوں گے۔ جو غیبت اختیار کریں گے۔ اور جب ظاہر ہوں گے تو آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ اس کو اتنا طویل کر دے گا کہ امام خروج کریں اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کب قیام کریں گے تو میرے والد نے اپنے آباء سے روایت کی ہے کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یا رسول آپ کی ذریت میں سے قائم کب ظہور کریں گے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے خروج کا وقت قیامت کی طرح ہے (جس کا علم صرف اللہ کو ہے) جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **لایجلیھا لوقتھا الا ھو ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتة** (سورۃ اعراف آیت ۱۸۷) "وہی کھول دکھائے گا اس کو اس کے وقت پر وہ بھاری بات ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جب تم پر آئے گی بے خبری میں آئے گی"۔

دعبل بن علی خزاعی سے متعلق ایک اور روایت ہے جو ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے احمد بن علی بن ابراہیم بن ہاشمؒ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد ابراہیم بن ہاشم نے ان سے عبدالسلام بن صالح ہروی نے کہ دعبل بن علی خزاعیؒ مرو کے مقام پر حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فرزند رسول میں نے آپ اہل بیت کے بارے میں ایک قصیدہ کہا ہے اور قسم کھائی ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو نہیں سناؤں گا۔ آپؑ نے فرمایا سناؤ۔ تو انہوں نے یہ اشعار سنائے۔

مدارس آیات خلت من تلاوة و منزل وحی مقفر العرصات

اللہ کی نشانیوں کی درسگاہیں تلاوت سے خالی ہو گئیں۔ اور وحی کا مقام نزول خالی پڑا ہوا ہے۔

اری فیئهم فی غیر هم متقسّماً وأیدیهم من فیئهم صفرات

ان کے املاک دوسروں کے درمیان بٹے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھ اپنے ہی جائیدادوں سے خالی ہیں

حضرت امام علی رضا علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا اے خزاعی تو نے سچ کہا۔ پس جب دعبل اس شعر پر پہنچا۔

إذا وتروا مدّوا إلی واتریهم أکفّاً عن الأوتار منقبضات

جب ان کے ساتھ ظلم وستم کیا جاتا ہے تو اپنے دشمنوں کی طرف ایسے ہاتھوں کو بڑھاتے ہیں جو کمان کو پکڑنے سے قاصر ہیں۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے ہاتھ ملنے لگے پھر فرمایا خدا کی قسم میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ جب دعبل اس شعر پر پہنچا۔

لقد خفت فی الدنیا و أیام سعیها وإنی لأرجو الأمن بعد وفاتی

اور یقیناً میں دنیا اور گردش زمانہ سے خوفزدہ رہا پس امید رکھتا ہوں امن وامان کی اپنی وفات کے بعد

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اے دعبل اللہ تجھے قیامت کے دن اپنی امان میں رکھے۔ جب دعبل نے قصیدے کا آخری شعر پڑھا۔

وقبر ببغداد لنفس زکیّة تضمّنه الرحمٰن فی الغرفات

اور ایک روضہ بغداد میں ایک پاک ہستی کا ہے جس کو اللہ نے باغات بہشت میں جگہ دی ہے

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا اے دعبل کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم اپنے اس قصیدے کے آخر میں دو اشعار کا اضافہ کرو۔ دعبل نے عرض کیا یقیناً یا ابن رسول اللہ۔ آپؑ نے فرمایا

وقبر بطوس یالها من مصیبة توقّد فی الا حشاء بالحرقات

اور ایک روضہ طوس میں ہوگا جس کی مصیبت کہ بدن کے اندرونی حصے آگ سے جل جائیں گے

إلى الحشر حتى يبعث الله قائماً يفرّج عنّا الهمّ والكربات

اور حشر تک یہ سلسلہ رہے گا یہاں تک کہ اللہ ایک قائم کو ظاہر کرے گا اس کے ذریعہ ہم سے غم واندوہ اور مصیبتوں کو ٹال دے گا

دعبل نے عرض کیا: فرزند رسول طوس میں کس کی قبر ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: میری ۔ میں جلد طوس جاؤں گا جہاں میری قبر میرے شیعوں کے لئے زیارت گاہ بنے گی ۔ پس جس نے میری غربت میں طوس میں میری زیارت کی وہ میرے ساتھ قیامت کے دن ہوگا اور اس کی مغفرت ہوگی ۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام دعبل کے اشعار سن کر گھر میں تشریف لے گئے ۔ کچھ دیر بعد آپؑ کا خادم ایک سو دینار رضویہ لے کر آیا اور دعبل سے کہا: یہ مولا نے تمہارے زاد سفر کے لئے دیئے ہیں ۔ دعبل نے کہا: مجھے اس کی طلب نہیں اور نہ ہی میں نے یہ قصیدہ کسی لالچ میں کہا تھا ۔ ہاں البتہ امام علیہ السلام سے عرض کرو کہ اپنا پہنا ہوا کوئی کپڑا مجھے دے دیں تاکہ وہ میرے لئے باعث برکت و شرف ہو ۔ آپؑ نے دعبل کو اپنا ایک جبہ بھجوایا اور دینار بھی دیدیئے کہ یہ رکھ لو کام آئیں گے ۔ پس دعبل نے وہ دونوں چیزیں لیں اور مرو سے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہوا ۔ جب قافلہ قوہان (نیشاپور کے قریب ایک قریہ) کے مقام پر پہنچا تو ڈاکوؤں نے قافلہ کو لوٹ لیا اور تمام مسافروں کو قید کرلیا ۔ اور آپس میں لوٹ کا مال تقسیم کرنے لگے ان ڈاکوؤں میں سے ایک شخص دعبل کا یہ شعر گنگنا رہا تھا ۔

ارى فيئهم في غيرهم متقسّماً وأيديهم من فيئهم صفرات

میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے املاک غیروں میں بانٹے جارہے ہیں اور ان کے ہاتھ جائیدادوں سے خالی ہیں

دعبل نے اس سے پوچھا: یہ کس کا شعر ہے ۔ اس نے کہا خزاعہ قبیلے کے ایک شخص دعبل بن علی کا ۔ دعبل نے کہا: میں ہی دعبل ہوں جس نے یہ قصیدہ کہا ہے اور یہ میرا ہی شعر ہے ۔ یہ سن کر وہ شخص دعبل کو اپنے سردار کے پاس لے گیا جو ایک ٹیلے کی چوٹی پر نماز پڑھ رہا تھا اور وہ شیعوں میں سے تھا ۔ اس نے اپنے سردار کو باخبر کردیا تو وہ بذات خود آیا اور دعبل کے پاس کھڑا ہوگیا ۔ اس نے پوچھا: کیا تم دعبل ہو ۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں ۔ اس نے کہا اس قصیدے کو دوبارہ پڑھو ۔ انہوں نے اسے دوبارہ پڑھا تو اس نے دعبل اور قافلہ کے تمام افراد کو رہا کردیا اور جو کچھ ان سے چھینا تھا دعبل کے احترام میں واپس کردیا ۔ پس دعبل قم پہنچے اور اہل قم میں اعلان کیا گیا کہ دعبل اپنا نو تصنیف قصیدہ مسجد میں پڑھیں گے ۔ وقت مقرر پر لوگ جامع مسجد میں جمع ہوئے دعبل منبر پر گئے اور قصیدہ پیش کیا قصیدہ سن کر لوگوں نے مال و اسباب نذر کئے ۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ دعبل کے پاس حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا جبہ ہے تو انہوں نے ایک ہزار دینار میں خریدنے کی پیش کش کی مگر دعبل نے انکار کردیا ۔ تو انہوں نے کہا

اچھا اس جبہ کا کچھ حصہ ہمیں ایک ہزار دینار میں دے دو۔ مگر دعبل نے انکار کیا اور قم سے چلے گئے۔ ابھی شہر سے نکلے ہی تھے کہ عرب کے ایک قبیلہ نے حملہ کرکے وہ جبہ چھین لیا۔ دعبل واپس آئے اور جبہ کا مطالبہ کیا مگر ان لوگوں نے جبہ دینے سے انکار کردیا اور اس کے بدلے آٹھ ہزار دینار کی پیش کش کی دعبل نے انکار کردیا۔ مگر جب دعبل مایوس ہوگئے تو انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس جبہ کا کچھ حصہ ہی مجھے دے دو تو ان لوگوں نے اس جبہ کا کچھ حصہ پھاڑ کر دعبل کو دیا اور آٹھ ہزار دینار بھی دے دیئے۔ دعبل اپنے وطن کی طرف لوٹے راستے میں ڈاکوں نے گھیر لیا اور جو کچھ بھی تھا لوٹ لیا اور صرف وہ ایک سو دینار رہ گئے جو امامؑ نے دیئے تھے۔ دعبل نے ان سو دیناروں سے درہم خریدے ایک دینار کے سو درہم ملے اس طرح آپ کے پاس دس ہزار درہم ہوگئے۔ اس وقت دعبل کو امامؑ کا قول یاد آیا کہ دعبل تمہیں ان پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔ دعبل کے ساتھ ان کی ایک کنیز بھی تھی جو سخت بیمار ہوگئی۔ طبیبوں نے کہا کہ اس کی سیدھی آنکھ ضائع ہوچکی ہے۔ البتہ بائیں آنکھ کا علاج ممکن ہے دعبل کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا اور بہت روئے۔ پھر انہیں یاد آیا کہ ان کے پاس جبہ کا ایک ٹکڑا ہے انہوں نے رات کے اول حصے میں کنیز کی آنکھوں پر وہ ٹکڑا مس کیا صبح کو اس کنیز کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور مولا ابی الحسن الرضا کی برکت سے مرض کے آثار بھی باقی نہ رہے۔

۷۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے ان سے علی بن ابراہیم نے ان سے ان کے والد نے ان سے ریان بن الصلت نے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ صاحبِ امر ہیں؟ فرمایا: ہاں میں صاحب امر ہوں مگر میں وہ امام نہیں ہوں جو دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ میں وہ امام کیسے ہوسکتا ہوں جبکہ تم دیکھتے ہو کہ مجھ پر ضعفِ بدنی طاری ہے۔ قائمؑ وہ ہوگا کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو عمر اس کی شیوخ کی ہوگی۔ مگر نظر جوان آئے گا۔ طاقت جسمانی ایسی ہوگی کہ اگر وہ چاہے گا تو بڑے سے بڑے درختوں کو ہاتھ سے جڑ سمیت اکھاڑ پھینکے اور پہاڑوں کو ہموار کردے۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ میری اولاد میں چوتھا فرد ہوگا اللہ اس پر غیبت کا پردہ ڈال دے گا پھر اسے ظاہر کرے گا۔ تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

باب (۳۶) امام زمانہ علیہ السلام اور ان کی غیبت کے بارے میں حضرت امام محمد بن علی (محمد تقی) جواد علیہ السلام کے ارشادات گرامی

۱۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن موسیٰ دقاق نے ان سے محمد بن ہارون صوفی نے ان سے ابوتراب عبداللہ موسیٰ رویانی نے ان سے عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن حسن بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام نے کہ میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپؑ سے امام قائم علیہ السلام کے بارے میں سوال کروں۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوالقاسم۔ قائم (علیہ السلام) ہم میں سے ہوگا وہ مہدی ہوگا جس کی غیبت میں اس کا انتظار اور اس کے ظہور میں اس کی اطاعت واجب ہوگی۔ وہ میری اولاد میں سے تیسرا امامؑ ہوگا۔ قسم اس ذات کی کہ جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور ہم کو امامت سے مخصوص کیا اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا طویل کردے گا کہ امام قائمؑ (علیہ السلام) ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اور اللہ ان کے امور کی ایک رات میں اصلاح کردے گا۔ جس طرح اپنے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امور کی کی تھی جب کہ وہ اپنی زوجہ کے لئے آگ لینے گئے تھے اور جب چلئے تو رسول اور نبی تھے۔ پھر امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارے شیعوں کا بہترین عمل انتظارِ ظہور (امام علیہ السلام) ہے۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد شیبانیؒ نے ان سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے ان سے سہل بن زیاد آدمی نے ان سے عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی نے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلامؑ سے عرض کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپؑ ہی امام قائم علیہ السلام ہیں۔ جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوالقاسم ہم میں سے ہر ایک امام اللہ کے حکم سے قائم ہے۔ اور دین کی طرف ہدایت کرتا ہے مگر وہ قائم جو زمین کو کافروں اور منکروں سے پاک کرے گا اور عدل و انصاف سے بھر دے گا وہ امام ہوگا جس کی ولادت لوگوں پر مخفی ہوگی وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ اس کا نام لینا حرام ہوگا۔ اس کا نام اور کنیت رسول اللہ کا نام اور کنیت ہوگی۔ اس کے لئے زمین کے فاصلے سمٹ جائیں گے ہر سختی اور مشکل اس کے لئے آسان ہوجائے گی اس کے اصحاب کی تعداد اہل بدر کے برابر یعنی تین سو تیرہ ہوگی اور یہ ہی ارشاد پروردگار ہے۔ **این ما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا ان اللہ علی کل شی قدیر** (سورہ بقرہ آیت ۱۴۸) "جہاں کہیں بھی تم ہوگے کر لائے گا تم کو اللہ اکٹھا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ پس جب یہ اہل اخلاص جمع ہوجائیں گے تو اللہ اپنے حکم کو ظاہر کرے گا اور جب دس ہزار افراد کا لشکر تیار ہوجائے گا تو وہ اللہ کے حکم سے خروج کرے گا اور اس وقت تک دشمنانِ خدا

کو قتل کرے گا۔ جب تک اللہ راضی نہ ہوجائے۔

عبدالعظیم کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: مولا یہ کیسے علم ہوگا کہ اللہ راضی ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے دل میں رحم ڈالے گا۔ پس جب مدینہ میں داخل ہوگا تو لات و عزیٰ کو نکالے گا اور ان دونوں کو جلا دے گا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے عبدالواحد بن محمد عبدوس عطار نے ان سے علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے ان سے حمدان بن سلیمان نے ان سے صقر بن ابی دلف نے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا علیؑ (نقی) امام ہوگا اس کا حکم میرا حکم، اس کا قول میرا قول، اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حسنؑ (عسکری) امام ہوگا۔ اس کا حکم اس کے والد کا حکم، اس کا قول اس کے والد کا قول، اس کی اطاعت اس کے والد کی اطاعت ہے۔ پھر آپؑ خاموش ہوگئے۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول حسنؑ (عسکری) کے بعد کون امام ہے۔ آپؑ یہ سن کر رونے لگے۔ پھر فرمایا: حسنؑ (عسکری) کے بعد اس کا بیٹا قائم بالحق منتظر امام ہوگا۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول ان کو قائم کیوں کہتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ اس وقت قیام کرے گا۔ جب اس کا ذکر مٹ چکا ہوگا۔ اور اس کی امامت کے ماننے والوں کی اکثریت اپنے مذہب سے دور ہوچکی ہوگی۔ میں نے عرض کیا: منتظر کس سبب سے کہتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: کیونکہ اس کی غیبت کی مدت طویل ہوگی اور مخلص لوگ اس کے خروج کا انتظار کریں گے۔ شکی لوگ اس کا انکار کریں گے۔ منکرین مذاق اڑائیں گے اور جھٹلائیں گے اور عجلت پسند لوگ اس کے معاملے میں ہلاک ہوں گے اور (صرف) ثابت قدم نجات پائیں گے۔

باب (۳۷) امام قائم علیہ السلام اور ان کی غیبت کے بارے میں حضرت امام علی (نقی) بن محمد علیہما السلام کے ارشادات گرامی

۱۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن موسیٰ دقاقؒ اور علی بن عبداللہ وراقؒ نے ان دونوں سے محمد بن ہارون صوفی نے ان سے ابوتراب عبداللہ بن موسیٰ رویانی نے ان سے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے آقا علی بن محمد علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھے دیکھ کر کہا: مرحبا اے ابوالقاسم تم ہمارے دوست ہو۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول میں چاہتا ہوں کہ آپؑ کے سامنے اپنے دین و عقیدے کا اظہار کروں پس اگر وہ پسندیدہ ہو تو آپ اس کا اثبات کریں تاکہ میں اللہ عزوجل سے (حالت اطمینان میں) ملاقات کروں۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں کہو میں نے عرض کیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اس کی کوئی مثل نہیں وہ ہر قسم کی تشبیہ سے پاک ہے۔ نہ اس کا جسم ہے اور نہ اس کی صورت نہ وہ عرض ہے نہ جوہر بلکہ وہ اجسام کو تشکیل دینے والا، صورت بنانے والا اور عرض و

جوہر کو خلق کرنے والا ہے۔ وہ ہر شے کا رب، مالک، بنانے والا اور ابتداء کرنے والا ہے۔ محمدؐ اس کے بندے اور رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور ان کے بعد قیامت تک کوئی شریعت نہیں آئے گی۔

میرا عقیدہ ہے کہ ان کے بعد امام خلیفہ اور صاحب امر امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں پھر حضرت امام حسن علیہ السلام پھر حضرت امام حسین علیہ السلام پھر حضرت علیؑ بن حسین (امام زین العابدین علیہ السلام) پھر محمد بن علی (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) پھر جعفر بن محمد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) پھر موسیٰ بن جعفر (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) پھر علی بن موسیٰ (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) پھر محمد بن علی (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) پھر آپؑ امام ہیں۔امام نے فرمایا:میرے بعد میرا فرزند حسن (عسکریؑ) امام ہے۔ اس کے بعد اس کا فرزند جس کی امامت لوگوں کے لئے عجیب ہوگی۔میں نے عرض کیا:وہ کیسے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ خروج کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ میں نے عرض کیا:میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور عقیدہ رکھتا ہوں کہ ان ائمہ کے دوست اللہ کے دوست، ان کے دشمن اللہ کے دشمن، ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت، ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ نیز میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ معراج حق ہے، قبر میں سوال وجواب حق ہے، جنت حق ہے، نار حق ہے، صراط حق ہے، میزان حق ہے، قیامت حق ہے، قبور سے اٹھایا جانا حق ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ ولایت کے بعد فرائضِ واجبہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کے لئے کہنا اور برائی سے روکنا) حق ہے۔

پس آپؑ نے فرمایا: اے ابوالقاسم خدا کی قسم یہ ہی اللہ کا دین ہے۔ جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ اللہ تم کو اس دین پر ثابت قدم رکھے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے محمد بن عمر کاتب نے ان سے علی بن محمد صیمری نے ان سے علی بن مہزیار نے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں ان سے ظہور قائم علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب تمہارا امام قائم ظالموں کے شہر سے غائب ہوگا تو ظہور کی توقع کرنا۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے ابراہیم بن مہزیار نے ان سے ان کے بھائی علی بن مہزیار نے ان سے علی بن محمد بن زیاد نے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں ظہور کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب تمہارا صاحب (امام قائم علیہ السلام) ظالموں کے شہر سے غائب ہوجائے تو ظہور کی توقع کرو۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن عبداللہ بن ابی غانم قزوینی نے ان سے ابراہیم بن محمد بن فارس نے کہ میں [اور نوح] اور ایوب بن نوح مکہ جارہے تھے۔ ہم نے زبالہ کی وادی میں قیام کیا۔ ہم بیٹھے باتیں کررہے تھے تو ایوب بن نوح نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت (امام علی نقی علیہ السلام) کی طرف چند سوالات بھیجے تو آپؑ نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب تمہارا امام درمیان سے اٹھ جائے (غائب ہوجائے) تو کشادگی تمہارے قدموں کے درمیان ہوگی (تمہیں ظالموں کے شر سے نجات مل جائے گی)۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے ابو جعفر محمد بن احمد بن علوی نے ان سے ہاشم داؤد بن قاسم جعفری نے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد میرا بیٹا حسنؑ (عسکری) امام ہوگا اس کے بعد اس کے فرزند کی امامت تمہارے لیے کیسی ہوگی؟ میں نے عرض کیا: وہ کیوں؟ میں آپ پر قربان۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم اس کو دیکھ نہ پاؤ گے۔ اور اس کا نام لینا تمہارے لئے جائز نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: پھر ہم ان کا تذکرہ کیسے کریں گے؟ آپؑ نے فرمایا: اسے لوگ حجتِ آلِ محمدؑ کہیں گے۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے اور محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے حسن بن موسیٰ خشاب نے ان سے اسحاق بن محمد بن ایوب نے ان سے حضرت امام (نقی) علی بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ اس امر (غیبت) کا صاحب (امام) وہ ہوگا جس کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔

۷۔ یہ حدیث ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق نے بیان کی ان سے محمد بن معقل نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک نے ان سے اسحاق بن محمد بن ایوب نے بیان کیا کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امر کا صاحبؑ وہ ہے جس کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفرؒ نے ان سے علی بن ابراہیم نے ان سے ان کے والد نے ان سے علی بن صدقہ نے ان سے علی بن عبدالغفار نے کہ جب ابو جعفر ثانی (حضرت امام محمد تقی) علیہ السلام کا انتقال ہوا تو شیعوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے امر امامت کے بارے میں خط لکھ کر سوال کیا۔ تو آپؑ نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا کہ امر امامت جب تک میں زندہ ہوں میرے لئے ہے۔ پھر جب پیغام اجل آئے گا تو یہ امر میرے خلف (بیٹے) کے لئے ہوگا اور کیا حال ہوگا تمہارا میرے جانشین کے جانشین کی امامت میں؟

۹۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے ان سے علی بن ابراہیم نے ان سے عبداللہ بن احمد موصلی نے ان سے صقر بن ابی دلف نے بیان کیا ہے کہ جب متوکل نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو قید کیا تو میں امامؑ کا حال احوال معلوم کرنے قید خانہ کی طرف گیا۔ متوکل کے دربان نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا: اے صقر کیا حال چال ہے؟ میں نے کہا: اے استاد خیر ہے۔ بولا: بیٹھو اور بات چیت کرنے لگا۔ پھر بولا: اے صقر یہاں تم

کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا: تم سے ملنے ۔ کہنے لگا: شاید تم اپنے مولا سے ملنے آئے ہو ۔ میں نے کہا: میرا مولا کون ہے؟ میرا مولا تو حاکم وقت ہے ۔ بولا: خاموش ہوجاؤ تمہارے مولا امام حق ہیں ۔ مجھ سے مت ڈرو ۔ میں بھی تمہارے مذہب پر ہوں ۔ میں نے کہا: **الحمدللہ** بولا کیا: تم ان کو دیکھنا پسند کرو گے؟ میں نے کہا: ہاں اس نے کہا: یہاں بیٹھو جب بادشاہ کا قاصد چلا جائے گا تو ملوادوں گا ۔ میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ قاصد چلا گیا ۔ پھر اس نے ایک غلام سے کہا کہ صقر کا ہاتھ پکڑ کر اس حجرہ میں لے جاؤ ۔ جہاں ایک علوی قید ہے ۔ اور اس کے پاس چھوڑ دو وہ مجھے ایک حجرہ میں لے گیا اور ایک کوٹھری کی طرف اشارہ کیا میں اس کوٹھری میں داخل ہوا تو دیکھا کہ امام علیہ السلام بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے ایک قبر کھدی ہوئی ہے ۔ میں نے سلام کیا ۔ آپؑ نے جواب سلام دیا اور بیٹھنے کو کہا ۔ میں بیٹھ گیا تو آپؑ نے فرمایا: اے صقر کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا: مولا آپؑ کا حال احوال معلوم کرنے آیا ہوں ۔ پھر میں نے قبر دیکھی اور رونے لگا ۔ امامؑ نے مجھ سے کہا: اے صقر فکر نہ کرو وہ ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے ۔ میں نے کہا: **الحمدللہ** پھر میں نے عرض کیا: مولا ایک حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جس کے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے ۔ آپؑ نے فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے ۔ میں نے عرض کیا: حضورؐ نے فرمایا: **لاتعادوا الایام فتعادیکم** "ایام کے ساتھ دشمنی نہ کرو کیونکہ پھر وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے" کے کیا معنی ہے ۔

آپؑ نے فرمایا: ایام سے مراد ہم ہیں ۔ ہمارے ذریعے آسمان اور زمین قائم ہے ۔ پس سبت (ہفتہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے ۔ احد (اتوار) جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔ اثنین (پیر) جناب حسنین (امام حسن و حسین علیہما السلام) ہیں ۔ ثلثاء (منگل) علی بن حسین (امام زین العابدین علیہ السلام) اور محمد بن علی (امام محمد باقر علیہ السلام) اور جعفر بن محمد (امام جعفر صادق علیہ السلام) ہیں ۔ اربعاء (بدھ) موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) اور علی بن موسیٰ (امام علی رضا علیہ السلام) اور محمد بن علی (امام محمد تقی علیہ السلام اور میں ہوں ۔ خمیس (جمعرات) میرا بیٹا حسن (عسکری علیہ السلام) ہے اور جمعہ میرے بیٹے کا فرزند ہے جس کے پاس اہل حق جمع ہوں گے اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور یہ ایام کے معنی ہیں ۔ دنیا میں ایام سے دشمنی نہ کرو ۔ ورنہ آخرت میں وہ تم سے دشمنی کریں گے ۔ پھر فرمایا: اب تم جاؤ کیونکہ یہاں تمہارا رہنا ٹھیک نہیں ہے ۔

۱۰ ۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے ان سے علی بن ابراہیم نے ان سے عبداللہ بن احمد موصلی نے ان سے صقر بن ابی دلف نے بیان کیا ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسنؑ امام ہوگا اس کے بعد اس کا فرزند قائم امام ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا ۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی ۔

باب (۳۸) امام زمانہ اور ان کی غیبت کے بارے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ارشادات

۱۔ بیان کیا مجھ سے علی بن عبداللہ وراقؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن اسحاق بن سعد اشعری نے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپؑ کے بعد آپؑ کے جانشین کے بارے میں معلوم کر سکوں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے خود ہی ابتداء کی اور فرمایا: اے احمد بن اسحاق آدمؑ کی خلقت سے لے کر قیامت تک اللہ زمین کو اپنی حجت سے خالی نہ چھوڑے گا۔ انہی کے ذریعے بلاؤں کو اہل زمین سے ٹال دے گا انہی کے طفیل بارش ہوتی ہے، اور انہی کی برکت سے زمین اپنے خزانے ظاہر کرتی ہے۔

میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ آپؑ کے بعد خلیفہ اور امام کون ہوگا؟ آپؑ اٹھے اور اندرون خانہ تشریف لے گئے پھر باہر آئے تو آپؑ کی گود میں ایک تین سالہ بچہ تھا۔ جس کا چہرہ ماہ کامل کی طرح چمک رہا تھا۔ فرمایا: اے احمد بن اسحاق اگر اللہ تم کو مکرم نہ کرتا تو میں یہ بچہ تمہیں نہ دکھاتا۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام اور کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور کنیت ہے۔ یہ وہ ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق اس کی مثال اس امت میں خضر علیہ السلام اور ذوالقرنین کی سی ہے۔ خدا کی قسم اللہ اس کو غائب کرے گا اور اس کی غیبت میں ہلاکت سے صرف وہ لوگ نجات پائیں گے جو عقیدہ امامت پر ثابت قدم رہیں گے اور اس کے تعجیلِ فرج کی دعا کریں گے۔

پس احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کوئی ایسی علامت ہے جس سے میرا دل مطمئن ہوجائے پس وہ بچہ فصیح عربی میں گویا ہوا: میں زمین پر بقیۃ اللہ ہوں میں خدا کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔ اے احمد بن اسحاق آنکھوں سے دیکھنے کے بعد علامت طلب نہ کرو۔

احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں امام علیہ السلام کے پاس سے بڑا مسرور اور مطمئن نکلا۔ دوسرے دن میں پھر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: فرزند رسول آپؑ نے جو احسان کیا اس سے میں بہت مسرور ہوں۔ پس یہ فرمائیں کہ قائمؑ کے لئے حضرت خضر اور ذوالقرنین کی کون سی سنت جاری ہوگی۔ فرمایا: اے احمد طولِ غیبت۔ میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ ان کی غیبت کتنی طویل ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اتنی طویل کہ اس کی امامت کے قائلین کی اکثریت مرتد ہوجائے گی۔ صرف وہ لوگ اپنے قول پر ثابت قدم رہیں گے جن سے اللہ نے ہماری ولایت کا عہد لیا

ہے۔ جن کے دلوں پر ایمان لکھ دیا اور جن کی اپنی رحمت سے مدد کی۔

اے احمد بن اسحاق یہ اللہ کے امور میں سے ایک امر ہے۔ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور اللہ کے غیوب میں سے ایک غیب ہے۔ پس میں نے جو تمہیں (راز) دیا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور چھپاؤ اور شکر گزار بنو تو کل تم ہمارے ساتھ علیین میں ہو گے۔

اس کتاب کے مؤلفؒ عرض کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث صرف علی بن عبداللہ وراقؒ سے سنی اور انہی کی تحریر میں پایا تو اس کے بارے میں، میں نے ان سے پوچھا انہوں نے میرے لئے سعد بن عبداللہؒ سے روایت کی ان سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا جو میں نے ذکر کیا۔

وہ روایات جو جناب خضر علیہ السلام کے بارے میں آئی ہیں

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے ان سے عبدالعزیز بن یحییٰ بصری نے ان سے محمد بن عطیہ نے ان سے ہشام بن جعفر نے ان سے حماد نے ان سے عبداللہ بن سلیمان نے کہ میں نے بعض کتب سماوی میں پڑھا ہے کہ ذوالقرنین خدا کے صالح بندے تھے اللہ نے انہیں اپنے بندوں پر حجت بنایا تھا لیکن نبی نہیں بنایا تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کو ملکوں پر غلبہ دیا اور اسباب ان کے واسطے طے ہوئے اور ان کے سامنے چشمہ حیات کی تعریف بیان کی گئی اور ان کو بتلایا گیا کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک صور کی آواز نہیں سن لے پس وہ اس چشمہ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اس کے مقام تک پہنچے۔ اس جگہ تین سو ساٹھ چشمے تھے۔حضرت خضر علیہ السلام ان کے لشکر کے سردار اور ہر اول تھے (۱)۔ ان کو ذوالقرنین تمام اصحاب سے زیادہ دوست رکھتے تھے ان کو ایک

(۱) ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذوالقرنین کی فوج کے ہراول دستہ میں تھے اور یہ بات عجیب ہے۔ کیونکہ اگر حضرت خضرؑ حضرت موسیٰ کے دور کے ہیں تو یہ دور تقریباً پندرہ سو سال قبل مسیح کا ہے اور ذوالقرنین خواہ سکندر ہوں یا کورش، حضرت موسیٰ کے دور کے صدیوں بعد نمودار ہوئے ہیں۔ سکندر تین سو تیس سال قبل مسیح اور کورش پانچ سو پچاس قبل مسیح کے ہیں۔ پس شاید یہاں ذوالقرنین سے مراد کوئی اور شخص ہے۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف میں وھب ابن منبہ سے نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین اسکندریہ کا رہنے والا ایک شخص تھا اس کا نام اسکندروس تھا۔ اس نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ وہ سورج کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اور اتنا اس سے قریب ہوگیا کہ اس کے دونوں کنارے یعنی مشرق و مغرب کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔ اس نے اس خواب کے بارے میں اپنے قوم کے لوگوں کو بتایا تو انہوں نے اسی وقت اس کا نام ذوالقرنین رکھ اور اس کا دور حضرت عیسیٰ کے بعد کا ہے، بہرحال ذوالقرنین اور حضرت خضر کا واقعہ نہایت کمزور اور ناقابل اعتماد سہاروں پر کھڑا ہے اور ہم ان دونوں کے بارے میں وہی کچھ کہیں گے جو کہ قرآن اور قرآن کے موافق احادیث بتاتی ہیں اور اس سے زیادہ کو افسانہ پرست لوگوں کے لئے چھوڑ دیں گے (علی اکبر غفاری)

نمک آلود مچھلی دی پھر اپنے تمام اصحاب میں سے ہر ایک کو نمک آلودہ خشک مچھلی دی اور کہا ان چشموں میں جاؤ اور ہر ایک اپنی مچھلی کو ایک چشمہ میں دھوئے کوئی دوسرا اس چشمہ میں نہ دھوئے ۔ یہ سن کر سب الگ الگ ہوگئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی مچھلی کو ایک ایک چشمہ میں دھویا حضرت خضر علیہ السلام بھی ایک چشمہ پر پہنچے اور جب اپنی مچھلی کو اس پانی میں ڈالا تو وہ زندہ ہوکر پانی میں چلی گئی ۔ جب حضرت خضرؑ نے اس صورت حال کا مشاہدہ کیا تو اپنے کپڑے اس چشمہ کے پانی میں دھوئے اور غسل کیا اور پھر وہ پانی پیا ۔ سب لوگ اپنی اپنی مچھلیاں لے کر جناب ذوالقرنین کے پاس واپس آئے مگر جناب خضرؑ کے پاس مچھلی نہیں تھی ۔ جب پوچھا گیا تو جناب خضرؑ نے تمام حالات بیان کیے ۔ (جناب ذوالقرنین نے) پوچھا: کیا تم نے اس چشمہ سے پانی پیا ہے ؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں ۔ فرمایا: وہ چشمہ تمہاری قسمت میں تھا ۔ پس تمہیں مبارک ہو کہ تم اس دنیا میں صور پھونکے جانے تک لوگوں کی نظروں سے غائب اور موجود رہو گے ۔

۲ ۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن عبداللہ بن ابی عبداللہ برقی نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد احمد بن عبداللہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے حمزہ بن حمران وغیرہ نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ میں انتہائی پریشان اور فکر مند ایک دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: اے ابوجعفر تم کیوں غمگین ہو ۔ کیا تم کو دنیا کا غم ہے تو جان لو کہ رزق خدا موجود ہے جس میں نیک اور بد دونوں شریک ہیں ۔ کیا تمہیں آخرت کا غم ہے تو قدرت والے مالک کا وعدہ سچا ہے ۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ غم نہیں ہیں بلکہ میں ابن زبیر کے فتنہ کی وجہ سے پریشان ہوں ۔ وہ شخص بولا: کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی شخص اللہ سے ڈرا اور اس کو نجات نہ ملی ہو ۔ کسی نے اللہ پر توکل کیا اور اللہ اس کے لیے کافی نہ ہوا ہو ۔ کسی نے اللہ کو اختیار کیا اور اللہ نے اس کو اختیار نہ کیا ہو امامؑ نے فرمایا: نہیں۔ پس وہ شخص چلا گیا تو کسی نے امامؑ سے پوچھا: یہ کون شخص تھا ؟ آپؑ نے جواب دیا کہ یہ حضرت خضرؑ تھے ۔

مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ ایسی ہی ایک خبر علی بن حسین علیہما السلام سے بھی مروی ہے ۔

۳ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن محمد بن عیسٰی نے ان سے محمد بن خالد برقی نے ان سے احمد بن زید نیشاپوری نے ان سے عمر بن ابراہیم ہاشمی نے ان سے عبدالملک بن عمیر نے ان سے اسید بن صفوان صحابی رسولؐ نے بیان کیا کہ جب امیرالمومنینؑ (علی ابن ابی طالب علیہ السلام) کی شہادت ہوئی تو آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں جیسے حضور اکرمؐ کی قبض روح کے وقت ہوئیں تھیں ۔ ان آوازوں کو سن کر لوگ ڈر گئے اتنے میں ایک شخص مضطرب روتا ہوا آیا اور کہنے لگا آج نبوت کا جانشین اٹھ گیا ۔ پھر وہ

امیرالمومنینؑ کے گھر کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا: اے ابوالحسن اللہ تم پر رحم کرے تم اسلام میں سب سے پہلے، ایمان میں خالص اور یقین میں شدید تھے، تم اللہ سے سب سے زیادہ ڈرتے اور اصحاب کے مقابلے میں رسول اللہ کے عہد کو زیادہ پورا کرنے والے تھے، تمہارے مناقب سب سے زیادہ افضل، تمہاری سبقتیں سب سے مکرم، تمہارا درجہ سب سے بلند اور تم رسولؐ سے سب سے زیادہ قریب اور رفتار و گفتار و مقاصد و افعال میں رسولؐ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ تمہاری منزلت اشرف و مکرم تھی اسلام، رسولؐ اور مسلمانوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ جب اصحاب کمزور ہوئے تو تم نے اسلام کو تقویت دی۔ جب انہوں نے سستی اور کاہلی دکھائی تو تم نے مبارزت کی جب انہوں نے (رسول اللہ کو) تنہا چھوڑا تو تم نے نصرت کی۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح راستے کی طرف اس وقت ملتفت ہوئے جب اصحاب فکر مند تھے۔ تم خلیفہ حق ہو جس میں کوئی شک نہیں۔ چاہے یہ بات منافقوں کو بری لگے، کافروں کو غصہ آئے، حاسدوں کو ناگوار گزرے اور فاسقوں کے دل تنگی محسوس کریں۔

تم نے حکم خدا کو اس وقت قائم کیا جب لوگوں نے چھوڑ دیا۔ تم نے اس وقت حق کی بات کی جب لوگ حق بات کہنے میں جھجکے اور تم اللہ کے نور میں چلے جب دوسرے رکے رہے۔ اگر وہ تمہاری پیروی کرتے تو ہدایت پاجاتے۔ تمام لوگوں میں تمہاری آواز نرم، تمہاری علامت قوت، تمہارا کلام مختصر، تمہارا نطق صحیح ترین، تمہاری رائے معتبر، تمہارا قلب شجاع ترین، تمہارا یقین سب سے شدید، تمہارا عمل بہترین ہے اور تم سب سے زیادہ امور کو جاننے والے ہو۔

خدا کی قسم تم دین کے رئیس ہو (جب لوگ بکھر گئے اور جب پیچھے والے لوگ ناکام ہوگئے) تم مومنین کے لئے رحیم باپ اور اپنے عیال اور ان کے امور کی نگرانی کرنے والے تھے۔ پس تم نے بوجھ کو اٹھا لیا جب دوسروں نے کمزوری دکھائی اور ان چیزوں کی حفاظت کی جس کو انہوں نے ضائع کردیا اور ان کی دیکھ بھال کی جس سے وہ لاپرواہی برتتے تھے۔ لڑائی میں جب وہ ہار جاتے تھے تو تم اس کی آگ کو بھڑکاتے تھے اور جب وہ احساس کمتری کا شکار ہوتے تھے تو تم انہیں حوصلہ دیتے تھے۔ اور جب وہ عاجزی کا اظہار کرتے تو تم استقامت اور پائیداری دکھاتے اور اگر وہ پیچھے رہ جاتے تو تم ان تک پہنچ جاتے اور وہ تمہارے ذریعہ وہ ان چیزوں تک پہنچ جاتے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرسکتے تھے۔

تم کافرین پر عذاب سخت اور مومنین کے لئے شادابی اور رحمت کے بادل کی طرح تھے۔ خدا کی قسم تمہارے ذریعہ سے نعمتیں جاری ہوئیں۔ اور تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اور تم نے ان میں سے اولین کو پالیا۔ اپنے فضائل کے ساتھ دنیا سے گئے تمہاری حجت باطل نہیں ہوئی۔ تمہارا دل تنگ نہ ہوا۔ تمہاری بصیرت کمزور نہ ہوئی اور تمہارے نفس میں بزدلی نہ آئی۔

تمہاری مثال پہاڑ جیسی تھی جس کو تیز ہوا ہلا نہیں سکتی۔ اور گرج متزلزل نہیں کرسکتی اور تمہارے بارے میں

حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ تمہارا بدن گو کہ کمزور ہے مگر حکم خدا میں تم قوی ہو۔ اور اپنے نفس میں تواضع کرنے والے اللہ کے نزدیک برگزیدہ، زمین پر بزرگ، مومنین کے نزدیک صاحب جلالت ہو۔ کوئی تم میں عیب نہیں نکال سکتا۔ کوئی تمہیں طعنہ نہیں دے سکتا کوئی بھی تم کو مسخر نہیں کرسکتا حدود خدا میں تم سخت ترین تھے۔ کمزور، ذلیل شخص تمہارے نزدیک قوی اور مضبوط ہوتا جب تک تم اس کو اس کا حق نہیں دلوادیتے۔ اور قوی اور مضبوط شخص تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل ہوتا جب تک تم اس سے مظلوم کا حق نہ چھین لیتے۔ قریب اور بعید تمہارے نزدیک برابر تھا۔ تمہاری شان حق و صدق و رفق ہے۔ تمہارا قول محکم اور حتمی ہے۔ تمہارا امر علم وحزم ہے تمہاری رائے علم و عزم ہے۔ تم نے راستہ پایا۔ تمہارے ذریعہ عذاب دور ہوا۔ تمہارے ذریعہ دین میں اعتدال آیا۔ اللہ نے اپنا امر ظاہر کیا چاہے کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرا۔ تمہارے ذریعہ ایمان قوی ہوا تمہارے ذریعہ اسلام اور مومنین ثابت قدم ہوئے۔ تم بہت آگے نکل گئے اور اسلام کے خاطر نہایت سختیوں کو برداشت کرلیا۔ تمہاری موت کی مصیبت لوگوں پر شدید ہے۔ تمہاری مصیبت آسمان والوں کے لئے عظیم ہے اور مخلوقات الہیٰ کو تمہارے غم نے ہلا دیا ہے۔ **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون** ہم اللہ کے فیصلے پر راضی اور اس کے حکم کو تسلیم کرنے والے ہیں خدا کی قسم تمہارے مقام تک مسلمان کبھی نہیں پہنچ سکتے۔

تم مومنین کے لئے پناہ گاہ اور کافروں کے لئے غیض و غضب تھے۔ پس اللہ تم کو اپنے نبی سے ملحق کرے اور اللہ ہمیں تمہاری پیروی کے اجر و ثواب سے محروم نہ کرے اور ہمیں تمہارے بعد گمراہی سے بچائے۔ پس اس شخص کا کلام سن کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ کیا۔ پھر اس شخص کو تلاش کیا تو وہ نہ ملا۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی عمری سمرقندیؒ نے، ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد محمد بن مسعود نے ان سے جعفر بن احمد نے ان سے حسن بن علی بن فضال نے بیان کیا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ نے آب حیات پیا ہے اور وہ صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہیں گے۔ وہ ہمارے پاس آتے ہیں۔ اور سلام کرتے ہیں۔ ہم ان کی آواز سنتے ہیں مگر ان کو نہیں دیکھتے۔ جس جگہ ان کا ذکر کیا جاتا ہے وہ وہاں موجود ہوتے ہیں پس جو بھی ان کا ذکر کرے ان پر سلام کرے۔ وہ حج کے موقع پر مکہ آتے ہیں۔ حج کرتے ہیں اور عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور جلد ہی اللہ تعالیٰ حضرت خضرؑ کو قائم آل محمدؐ کا مونس قرار دے گا۔ جس وقت کہ وہ حضرت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے تو تنہائی میں حضرت خضرؑ آپ کے رفیق ہوں گے۔

۵۔ انہی اسناد کے ساتھ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس گھر کے دروازے پر کھڑے ہوتے جہاں حضرت

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ، جناب فاطمہ الزہرا اور حسنین علیہم السلام موجود تھے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے میں لپیٹا جارہا تھا پس کہا: السلام علیکم اے اہل بیت محمدؑ ، ہر ذی روح کے لئے موت کا ذائقہ ہے ۔ تمہارا اجر تم کو قیامت میں پورا پورا دیا جائے گا ۔ جس کا کوئی مرتا ہے تو یقیناً خدا اس کا عوض اور قائم مقام ہے ۔ وہی ہر مصیبت میں صبر عطا کرنے والا اور ہر اس امر کا تدارک کرنے والا ہے جو فوت ہوجاتا ہے لہذا خدا پر توکل کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو اور اللہ سے استغفار کرتا ہوں اپنے اور تمہارے لئے ۔ اس وقت امیرالمومنینؑ نے فرمایا یہ میرے بھائی حضرت خضرہیں ۔ تم کو پیغمبرؐ کی تعزیت دینے آئے ہیں ۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے ان سے احمد بن محمد ہمدانی نے ان سے علی بن حسن بن علی بن فضال نے ان سے ان کے والد نے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضور اکرمؐ کا انتقال ہوا تو حضرت خضر دروازے پر تشریف لائے اور تعزیت کی ۔ اہل بیتؑ نے ان کا کلام سنا مگر انہیں دیکھا نہیں ۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ جناب خضرہیں جو حضور اکرمؐ کا پرسہ دینے آئے ہیں ۔

جناب خضرؑ کا نام خضرویہ بن قابیل بن آدمؑ تھا ۔ بعض نے کہا کہ خضرون تھا ۔ بعض کے مطابق جعدا تھا ۔ ان کو خضرؑ اس سبب سے کہتے ہیں کہ (مصنفؒ فرماتے ہیں) جس خشک زمین پر وہ بیٹھتے تھے وہ سرسبز ہو جاتی تھی ان کی عمر تمام فرزندان آدمؑ سے زیادہ ہے ۔ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام بلیا بن ملکان بن عامر بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ ہے ۔ اس بارے میں ہم نے روایات اپنی کتاب " علل الشرائع والاحکام والاسباب " میں جمع کردی ہیں ۔

بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق نے ان سے ابو احمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے علی بن سعید بن بشیر نے ان سے ابن کاسب نے ان سے عبداللہ بن میمون مکی نے ان سے جعفر بن محمد علیہ السلام نے کہ ان سے ان کے والد بزرگوار علی بن حسین علیہ السلام نے ایک طویل حدیث بیان کی جس کے آخر میں یہ تھا کہ جب رسولؐ کا انتقال ہوا تو ایک آواز تعزیت آئی ۔ جس کو سب سن رہے تھے مگر صاحب آواز کو دیکھ نہیں رہے تھے ۔ اس نے کہا " السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ ہر ذی روح کے لئے موت کا ذائقہ ہے ۔ تمہارا اجر تم کو قیامت میں پورا پورا دیا جائے گا ۔ جس کا کوئی مرتا ہے تو یقیناً خدا اس کا عوض اور قائم مقام ہے ۔ وہی ہر مصیبت پر صبر عطا کرنے والا ہے اور ہر اس امر کا تدارک کرنے والا ہے جو ضائع ہوجاتا ہے ۔ لہذا خدا پر توکل کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو کیونکہ محروم تو وہ ہے جو ثواب خدا سے محروم ہے ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ " ۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کیا جانتے ہو یہ کون تھے ؟ سب نے کہا: نہیں ۔ آپؑ نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے ۔

اس کتاب کے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکثر مخالفین حضرت خضر علیہ السلام سے متعلق روایات کو تسلیم کرتے ہیں ۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں مگر نظروں سے پوشیدہ ہیں اور جہاں ان کا ذکر کیا جاتا ہے حاضر ہوتے

ہیں ۔ (ہمارے مخالفین) نہ تو ان کی طولِ حیات کے منکر ہیں اور نہ ان احادیث کو خلافِ عقل قرار دیتے ہیں ۔ مگر جناب قائم آلِ محمد علیہ السلام کی غیبت و طویل حیات پر اعتراض کرتے ہیں اور وہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ بات ہے کہ جب تک صور پھونکنے کا دن آئے اس وقت تک ان کو زندہ رکھ سکتا ہے ۔ وہ وقت معلوم تک ابلیس ملعون کی غیبت و حیات کو مانتے ہیں مگر حجت خدا کی غیبت و طول عمری کو نہیں مانتے حالانکہ آپؑ کے بارے میں آپؑ کے نام و نسب پر وضاحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں ۔

وہ روایات جو ذوالقرنین کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

۱۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے علی بن نعمان نے ان سے ہارون بن خارجہ نے ان سے ابو بصیر نے ان سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان کیا کہ ذوالقرنین نبی نہیں تھے بلکہ اللہ کے نیک بندے تھے ۔ وہ خدا کو دوست رکھتے تھے خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا ۔ وہ خدا کے لئے مخلص تھے ۔ اور خدا ان کا خیرخواہ تھا ۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا ۔ لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضربت لگائی ۔ پس وہ ایک عرصے تک غائب رہے ۔ پھر ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے سر کی دوسری جانب ضرب لگائی ۔ تم میں (امام قائم علیہ السلام) انہی کی سنت (یعنی غیبت) پر ہوں گے ۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن حسن بزاز نے ان سے محمد بن یعقوب بن یوسف نے ان سے احمد بن عبدالجبار عطاردی نے ان سے یونس بن بکیر نے ان سے محمد بن اسحاق بن یسار مدنی نے ان سے عمرو بن ثابت نے ان سے سماک بن حارث نے ان سے بنو اسد کے ایک شخص نے جس نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا: ذوالقرنین کیسے اس قابل ہوئے کہ مشرق اور مغرب پہنچے؟ آپؑ نے فرمایا خدا نے ان کے لئے ابر کو مسخر کیا تھا اور اسباب کو ان کے لئے نزدیک کیا تھا اور نور کو ان کے لئے کشادہ کیا تھا کہ وہ رات کے وقت بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے وقت دیکھتے تھے ۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے ان سے ان کے والد نے ان سے حسین بن حسن بن ابان نے ان سے محمد بن اورمہ نے ان سے قاسم بن عروہ نے ان سے یزید الارجنی نے ان سے سعد بن طریف نے ان سے اصبغ بن نباتہ نے کہ جس وقت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام منبر پر تھے تو ابن الکوا کھڑا ہوا اور کہا: یا امیرالمومنین فرمایئے کہ ذوالقرنین نبی تھے یا ملک تھے ۔ ان کے سینگ سونے کے تھے یا چاندی کے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ

نہ ملک تھے نہ نبی تھے۔ ان کے سینگ نہ سونے کے تھے نہ چاندی کے۔ وہ اللہ کے ایک بندے تھے۔ جو خدا کو دوست رکھتے تھے خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا کے لئے مخلص تھے اور خدا ان کا خیر خواہ تھا۔ ان کو اس لئے ذوالقرنین کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضربت لگائی پس وہ ایک عرصہ تک قوم سے غائب رہے۔ پھر وہ ان کی طرف پلٹے تو قوم نے ان کے سر کے دوسری جانب ضربت لگائی اور تمہارے درمیان بھی ذوالقرنین کی مثال موجود ہوگی۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے ابوطالب مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن نعیر نے ان سے محمد بن عیسیٰ نے [ان سے حمّاد بن عیسیٰ نے] ان سے عمرو بن شمر نے ان سے جابر بن یزید جعفی نے ان سے جابر بن عبداللہ انصاری نے کہ رسالتمآبؐ نے فرمایا: ذوالقرنین ایک صالح بندے تھے جن کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا انہوں نے اپنی قوم کو دین حق کی طرف بلایا۔ اور ان کو گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے سر کی ایک جانب ضربت لگائی تو وہ اپنی قوم سے ایک عرصے کے لئے غائب ہوگئے یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وہ مرگئے یا ہلاک ہوگئے۔ حالانکہ وہ کسی صحرا میں گم ہوگئے پھر ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو ان کی قوم نے ان کے سر کی دوسری جانب ضربت لگائی۔ یقیناً تمہارے درمیان میں ایک شخص ہے جو ان کی سنت پر ہوگا۔ ذوالقرنین کو حق تعالیٰ نے زمین پر متمکن کیا اور ہر چیز کا ایک سبب ان کو عطا فرمادیا۔ وہ دنیا میں مغرب سے مشرق تک پہنچے اور اللہ جلد ان کی سنت کو ہمارے فرزندوں میں قائم (علیہ السلام) میں جاری کرے گا جو مغرب اور مشرق کو طے کرے گا یہاں تک کہ کوئی صحرا، میدان اور پہاڑ جو ذوالقرنین نے طے کیا تھا باقی نہ بچے گا کہ وہ طے نہ کرے۔ اور زمین کے خزانوں اور معادن کو خدا ان کے لئے ظاہر کرے گا اور اس کی مدد کرے گا دلوں میں اس کا رعب و دبدبہ ڈالے گا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

وہ احادیث جو ذوالقرنین کے سیاق و سباق کے حامل روایات میں سے ہیں

۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے ان سے عبدالعزیز بن یحییٰ بن سعید بصری نے ان سے محمد بن عطیہ نے ان سے عبداللہ بن عمر[و] سعید بصری نے ان سے ہشام بن جعفر بن حمّاد نے ان سے عبداللہ بن سلیمان نے جو کتب سماوی کا قاری تھا کہ میں نے بعض کتب سماوی میں پڑھا ہے کہ حضرت ذوالقرنین اسکندریہ کے ایک شخص تھے۔ ان کی والدہ وہاں کی معمر خواتین میں سے ایک تھیں۔ اور سوائے ذوالقرنین کے ان کے کوئی اور فرزند نہ تھا۔ اور ان کو

اسکندروس کہتے تھے۔ وہ بچپن سے نیک، صاحبِ ادب، صاحبِ خُلقِ جمیل اور پاک نفس انسان تھے۔ یہاں تک کہ جوان ہوئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ آفتاب سے قریب ہوگئے ہیں اور آفتاب کے دونوں قرن یعنی دونوں کناروں پر قابض ہوگئے ہیں۔ جب اس خواب کو انہوں نے اپنی قوم سے بیان کیا تو قوم نے ان کا نام ذوالقرنین رکھا۔ اس خواب کے بعد ان کی ہمت بلند ہوئی اور ان کا شہرہ ہوا۔ اور اپنی قوم میں صاحبِ عزت ہوگئے۔

سب سے پہلی بات جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا وہ یہ تھی کہ میں اللہ عزّوجل کے لئے مطیع اور مسلمان ہوں۔ پھر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور تمام قوم ان کے رعب اور دبدبہ کے سبب مسلمان ہوگئی۔ انہوں نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ ایک مسجد میرے لئے تعمیر کرو۔ ان لوگوں نے دل و جان سے قبول کیا۔ انہوں نے فرمایا: اس مسجد کی لمبائی چار سو ہاتھ، چوڑائی دو سو ہاتھ۔ اس کے دیوار کی چوڑائی بائیس ہاتھ۔ اور اس کی بلندی ایک سو ہاتھ ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے کہا: اے ذوالقرنین ایسی لکڑی کہاں سے لائی جائے جو دونوں دیواروں کے درمیان رکھی جاسکے؟ آپ نے کہا جب دونوں دیواروں کی تعمیر سے فارغ ہو جاؤ اس میں اتنی مٹی ڈالو کہ دیواروں کے برابر ہوجائے۔ پھر ہر مومن کو تھوڑا تھوڑا سونا اور چاندی ان کے حال کے موافق دے دو کہ ریزہ ریزہ کریں۔ پھر اس خاک کے ساتھ مخلوط کرو اور مسجد کو جب مٹی سے بھر لو تو اس مٹی پر چڑھ کر تانبا اور پیتل وغیرہ جس کی چاہو تختیاں بناؤ اور اسی سے چھت کو آسانی سے درست کرلو۔ جب فراغت ہوجائے تو غربا اور مساکین کو اس مٹی کو باہر لے جانے کے لئے بلاؤ وہ لوگ اس چاندی سونے کی خواہش میں جو مٹی میں ملی ہوئی ہے بخوشی اس مٹی کو باہر لے جانے میں ایک دوسرے سے سبقت اور عجلت کریں گے۔

پس لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی، مساکین نے مٹی نکال دی، چھت درست ہوئی اور فقراء اور مساکین بھی خوش حال ہوئے۔ پھر ذوالقرنین نے اپنے لشکر کے چار حصے کئے اور ہر حصے میں دس ہزار افراد قرار دیئے اور ان کو شہروں میں پھیلا دیا۔ اور شہروں میں گھومنے اور سفر کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ان کی قوم نے ان کے ارادہ کے خبر پائی تو ان کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے: اے ذوالقرنین ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ہم کو اپنی خدمت سے محروم نہ کرنا اور دوسرے شہروں میں قیام نہ کرلینا کیونکہ ہم لوگ تمہاری زیارت کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ تم ہمارے شہر میں پیدا ہوئے ہو اور ہم میں تمہاری نشو ونما اور تربیت ہوئی ہے۔ ہمارے اموال اور نفوس سب تمہارے لئے حاضر ہیں۔ جو حکم چاہو ہم کو دو۔ تمہاری والدہ بھی ضعیف ہیں۔ ان کا حق تم پر تمام خلق سے زیادہ ہے۔ تمہارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ان کی نافرمانی اور مخالفت کرو۔ ذوالقرنین نے فرمایا: خدا کی قسم تمہارا قول درست اور تمہاری رائے نہایت مناسب ہے۔ لیکن میں اس شخص کے مانند ہو رہا ہوں جس کے دل اور چشم و گوش کو قبضہ میں کر لیا گیا ہو۔ اور جس کو سامنے سے قتل کرتے اور پیچھے سے اس کو بھگاتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتا کہ اس کو کس غرض سے اور کہاں لئے جاتے ہیں لیکن اے میری قوم کے لوگو۔ آؤ اور اس مسجد میں داخل ہو اور سب کے سب مسلمان ہو جاؤ اور میری

مخالفت نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے ۔

ذوالقرنین نے اسکندریہ کے رئیس کو طلب کیا اور کہا کہ مسجد کو آباد رکھنا اور میری ماں کو میری جدائی پر دلاسہ دیتے رہنا ۔ یہ کہہ کر ذوالقرنین روانہ ہو گئے ان کی والدہ ان کی جدائی میں بہت گریہ و زاری کرتی تھیں ۔ اور ان کا رونا کم نہ ہوتا تھا ۔ ایک رئیس نے ان کی والدہ کی تسلی کے لئے ایک تدبیر تجویز کی ۔ ایک بڑی عید ترتیب دی اور اعلان کرایا کہ لوگوں میں جاکر ندا کرے کہ تمہارے رئیس نے تم کو آگاہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہوتا ہے ۔ جب وہ دن آیا ۔ اس کے منادی نے ندا کی کہ جلد آؤ لیکن وہ شخص اس عید میں شریک نہ ہو جو دنیا کی کسی مصیبت یا بلا میں گرفتار ہو ۔ ہاں وہ شخص شرکت کرے جو بلاء و مصیبت سے محفوظ ہو یہ سن کر تمام اشخاص کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو بلاء و مصیبت سے خالی ہو اور ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی بلا میں یا اپنے کسی دوست یا عزیز کی موت کے غم میں مبتلاء نہ ہو ۔ جب ذوالقرنین کی والدہ نے سنا تو ان کو یہ قضیہ پسند آیا مگر یہ نہ سمجھ سکیں کہ اس سے اس رئیس کی کیا غرض ہے ۔ پھر چند روز کے بعد رئیس نے منادی کو بھیجا جس نے ندا کی کہ رئیس تم کو حکم دیتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا ہے ۔ لیکن وہ لوگ نہ آئیں جن پر کوئی بلاء و مصیبت نہ ہو ۔ اور جن لوگوں کا دل کسی درد سے رنجیدہ نہ ہو ۔ اور وہ لوگ بھی نہ آئیں جو کسی بلاء میں گرفتار نہ ہوں ۔ کیونکہ اس شخص کے ساتھ خیر نہیں ہے جو کسی بلاء میں مبتلاء نہ ہو ۔ جب یہ ندا دی گئی تو لوگوں نے کہا کہ اس مرد نے پہلے بخل کیا ۔ آخر پشیمان اور شرمندہ ہوا اور اپنی غلطی کا تدارک کیا اور اب اپنا عیب چھپاتا ہے جب سب لوگ جمع ہوئے تو اس نے تقریر کی۔

اے لوگو! میں نے تم لوگوں کو اس لئے جمع نہیں کیا کہ دعوت و ضیافت کی جائے بلکہ اس لئے تم کو جمع کیا ہے کہ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں کچھ باتیں کروں ۔ آدمؑ کو یاد کرو جن کو خدا نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور ان میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو ان کے لئے سجدہ کا حکم دیا ۔ اور ان کو اپنی بہشت میں ساکن کیا ۔ اور ان کو اس کرامت سے نوازا جس سے خلق میں کسی کو نہیں نوازا تھا ۔ پھر ان کو سخت ترین بلا میں جو دنیا میں ہو سکتی ہے مبتلا کیا کہ ان کو بہشت سے نکالا اور وہ مصیبت وہ تھی کہ کوئی مصیبت اس سے سخت نہیں ہو سکتی ۔ پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالے جانے میں اور ان کے فرزند کو ذبح ہونے میں اور حضرت یعقوب کو رنج و اندوہ میں اور حضرت یوسف علیہ السلام کو غلامی میں اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری میں ۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو رنج میں حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل ہونے میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسیر ہونے میں اور بہت سی مخلوق کو مصائب میں جن کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مبتلا کیا ۔

پھر کہا کہ آؤ چلیں اسکندروس کی ماں کو تسلی دیں ۔ ہم دیکھیں کہ ان کا صبر کس قدر ہے کیونکہ ان کی مصیبت ان کے فرزند کے غم میں سب سے زیادہ ہے ۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس گئے اور کہا آج اس مجمع میں آپ موجود تھیں

اور ان باتوں کو آپ نے سنا جو مجلس میں بیان کی گئیں۔ انہوں نے کہا: تمہارے تمام امور کی میں نے اطلاع پائی اور تمہاری تمام باتوں کو میں نے سنا تمہارے درمیان کوئی نہ تھا جس کی مصیبت اسکندروس کی مفارقت میں مجھ سے زیادہ ہوتی اب خدا نے مجھے صبر عطا کر دیا ہے۔ اور مجھے راضی کیا اور میرے دل کو مضبوط کر دیا۔ مجھے امید ہے کہ میرا اجر میری مصیبت کے مطابق ہوگا۔ اور تمہارے لئے تمہاری مصیبت اور اس غم و رنج کے بقدر اجر کی امیدوار ہوں جو تم کو تمہارے بھائی کی جدائی میں ہے۔ اور اس نیت اور کوشش کے بقدر اجر کی امید رکھتی ہوں جو تم نے اس کی ماں کو تسلی دینے میں کی اور امید رکھتی ہوں کہ خدا تم کو اور مجھے بخش دے گا۔ اور مجھ پر اور تم پر رحم کرے گا۔ جب اس گروہ نے اس عاقلہ جلیلہ کا صبر جمیل کا مشاہدہ کیا تو خوش ہوئے اور واپس ہوگئے۔ ذوالقرنین مغرب کی جانب سیر کرتے ہوئے بہت دور چلے گئے اور ان کا لشکر اس وقت فقرا اور مساکین کا تھا۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ تم جمیع خلائق پر مشرق سے مغرب تک میری حجت ہو۔ یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔

ذوالقرنین نے کہا: اے پروردگار تو مجھے اس امر عظیم کی تکلیف دیتا ہے جس کی قدر تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پس مجھے بتا کہ میں اس عظیم گروہ کا کس لشکر سے مقابلہ کروں اور کس سامان سے ان پر غالب ہو سکتا ہوں اور کس تدبیر سے ان کو مطیع کروں اور کس صبر کے ساتھ ان سختیوں کو برداشت کروں اور کس زبان سے ان سے گفتگو کروں اور ان کی مختلف زبانوں کو کیونکر سمجھوں اور کس کان سے ان کی باتیں سنوں کس طرح ان کی گہرائی تک پہنچوں اور کس دلیل کی بنیاد پر ان سے بحث کروں اور کس دل سے ان کے مطلب کا ادراک کروں اور کس حکمت سے ان کے معاملات کی تدبیر کروں اور کس حلم سے ان کی زیادتیوں پر صبر کروں اور کس عدالت سے ان کا انصاف کروں اور کس معرفت سے ان کے درمیان حکم کروں کس علم سے ان کے امور کو مضبوط کروں اور کس ذہن کے ساتھ ان کا شمار کروں اور کس لشکر سے ان سے جنگ کروں اس لئے کہ اے میرے رب ان میں یقیناً کوئی ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے۔ لہذا مجھے ان پر قوت دے۔ یقیناً تو مہربان پروردگار ہے۔ تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس کی قوت سے زیادہ بار ڈالتا ہے۔

خدا نے ان کو وحی کی کہ عنقریب طاقت و قوت تم کو اس امر کے لئے دوں گا جس کی تکلیف تم کو دی ہے۔ اور تمہارے فہم میں وسعت دوں گا تاکہ سب چیزوں کو سمجھ سکو اور تمہارے سینے کو کشادہ کروں گا کہ تمام چیزوں کو سن سکو تمہاری زبان کو ہر چیز پر گویا کروں گا اور میں تمہارے کان کھول دوں تو تمہیں سب کچھ سنائی دے گا اور تمہاری آنکھوں سے پردہ ہٹا دوں تو سب کچھ دیکھ سکو گے اور تمہارے لئے امور کا احصاء کروں گا۔ اور کوئی چیز تم سے ضائع نہ ہوگی اور تمہارے لئے تمہارے امور کی حفاظت کروں گا تاکہ کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہے۔ اور تمہاری پشت قوی کروں گا تاکہ کسی خطرہ سے تم نہ ڈرو اور تم میں ایسا رعب و دبدبہ پیدا کروں گا کہ تم کسی چیز سے ہراساں نہ ہو اور تمہاری

رائے کو درست کروں گا تاکہ تم سے غلطی نہ ہو اور تمہارے جسم کو تمہارے لئے مسخر کردوں گا تاکہ تمام چیزوں کا تم احساس کرسکو اور روشنی اور تاریکی کو بھی تمہارے لئے مسخر کردوں گا اور ان کو تمہارے دو لشکر قرار دوں گا۔ اور روشنی تمہاری ہدایت اور راہنمائی کرے گی اور تاریکی تمہاری حفاظت کرے گی اور قوموں کو تمہارے پیچھے سے تمہارے سامنے جمع کرے گی۔

غرض ذوالقرنین اپنے پروردگار کے پیغام کے ساتھ روانہ ہوئے خدا نے ان کی مدد کی جو کچھ وعدہ کیا تھا پورا کیا۔ اور وہ چلے تاکہ اس مقام پر پہنچیں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ ان کے پاس جو قوم پہنچتی یہ ان کو خدا کی طرف دعوت دیتے جو قبول کرلیتا ذوالقرنین اس سے راضی ہوتے اور جو قبول نہیں کرتا تھا ذوالقرنین اس پر ظلمت مسلط کردیتے تھے جو ان کے شہروں، قریوں، مکانوں اور منزلوں کو تاریک کردیتی تھی ان کی آنکھوں کو ڈھانپ دیتی تھی۔ اور ان کے منہ ناک، کان اور پیٹ میں بھر جاتی تھی اور وہ سب اسی طرح کچھ عرصہ تک پریشان رہتے آخرکار دعوتِ الہیٰ کو قبول کرلیتے تھے اور آہ و زاری کرتے ہوئے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ غروبِ آفتاب کے مقام پر پہنچے وہاں ان کے پاس وہ قوم آئی جس کا ذکر حق تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے اور ذوالقرنین نے اس قوم کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو پہلے دوسری قوموں کے ساتھ کرتے آئے تھے۔ یہاں تک کہ مغرب کے اطراف سے فارغ ہوئے اور اتنی جماعتوں سے ملاقات کی جن کی تعداد کا سوائے خدا کے کسی کو علم نہیں ہوسکتا اور ان کو وہ قوت و شان و شوکت حاصل ہوئی جو کسی کو بغیر تائید خدا وندی کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور ان کے لشکر میں مختلف زبانوں کے بولنے والے اور طرح طرح کی خواہشات رکھنے والے اور پراگندہ قلب تھے۔ پھر ظلمات میں آٹھ شبانہ روز چلتے رہے اور ان کے اصحاب ان کی طرف متوجہ تھے یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہنچے جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے تھا۔ ناگاہ ایک فرشتہ کو دیکھا جو پہاڑ سے لپٹا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا: پاک ہے میرا پروردگار اس وقت سے زمانے کے ختم ہونے تک، پاک ہے میرا پروردگار دنیا کی ابتداء سے اس کے خاتمہ تک، پاک ہے میرا پروردگار جو اس جگہ سے عرش تک کے لئے کافی ہے، پاک ہے میرا پروردگار جو ظلمت کا خاتمہ نور پر کرتا ہے۔ یہ سن کو ذوالقرنین سجدے میں گر پڑے اور جب تک خدا نے ان کو قوت عطا نہ کی اور مدد نہ عطا کی اس فرشتہ کو دیکھنے کے لئے سر نہ اٹھایا۔ فرشتہ نے کہا: اے فرزند آدمؑ تجھ کو ایسی طاقت کیونکر ملی کہ تو اس جگہ پہنچا حالانکہ فرزندان آدمؑ میں سے کوئی بھی اس جگہ تجھ سے پہلے نہیں پہنچا۔ ذوالقرنین نے کہا کہ مجھے اس نے اس مقام تک آنے کی قوت اور طاقت دی ہے جس نے تجھے اس پہاڑ پر قابض ہونے کی طاقت عطا کی ہے۔ جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ فرشتہ نے کہا: تو نے سچ کہا ذوالقرنین نے کہا: مجھے اپنے متعلق بتاؤ۔ فرشتہ نے کہا: میں اس پہاڑ پر موکّل ہوں اور یہ تمام زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اگر یہ پہاڑ نہ ہوتا تو زمین اپنے باشندوں سمیت ہلتی اور سرنگوں ہوجاتی اور روئے زمین پر کوئی پہاڑ اس سے زیادہ بڑا نہیں ہے اور یہ پہلا پہاڑ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر خلق

کیا۔ اور اس کی چوٹی آسمان دنیا سے ملی ہوئی ہے اور اس کی جڑ ساتویں زمین میں ہے۔ اور تمام زمین کو مانند حلقہ کے گھیرے ہوئے ہے۔ اور روئے زمین کے تمام شہروں کی جڑ اسی پہاڑ سے تعلق رکھتی ہے۔ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی شہر میں زلزلہ آئے تو میری جانب وحی کرتا ہے۔ میں اس شہر کی جڑ کو حرکت دیتا ہوں جو اس شہر تک پہنچتی ہے اور اس شہر کو اس جڑ کے ذریعہ سے زلزلہ میں لاتا ہوں۔

ذوالقرنین نے جب چاہا کہ واپس ہوں تو اس فرشتہ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو۔ اس فرشتہ نے کہا: کل کی روزی کا غم نہ کرو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ جو چیزیں ضائع ہوجائیں ان کے لئے غم نہ کرو۔ رفق و مدارات کے ساتھ عمل کرو۔ جبار، ظالم اور تکبر کرنے والے نہ بنو۔

یہ سن کر ذوالقرنین اپنے اصحاب کی طرف واپس ہوئے اور مشرق کی جانب سفر اختیار کیا اور جو گروہ مشرق کی جانب آباد تھے ان کی تلاش کرتے رہے اور پھر ہدایت کرتے رہے اسی طریقہ سے جس طریقہ سے مغرب کی جانب کی امتوں کی ہدایت کی تھی اور ان جماعتوں کو مطیع کیا تھا۔ جب مشرق و مغرب سے فارغ ہوئے تو اس کی جانب متوجہ ہوئے جس کا تذکرہ پروردگار نے قرآن میں کیا ہے۔ اور اس جگہ ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو کوئی زبان نہیں سمجھتے تھے اور ان لوگوں کے درمیان ایک قوم آباد تھی جس کو یاجوج ماجوج کہتے تھے جو چوپاؤں سے مشابہ تھے۔ کھاتے پیتے تھے۔ ان کے بچے بھی ہوتے تھے۔ ان میں نر اور مادہ تھے۔ ان کا چہرہ، جسم اور خلقت انسانوں سے مشابہ تھی۔ لیکن قد میں بہت چھوٹے ہوتے تھے۔ بلکہ اطفال کے برابر تھے۔ اور پانچ بالشت (تقریباً تین فٹ) سے زیادہ بڑے نہیں ہوتے تھے اور خلقت و صورت میں سب کے سب مساوی ہوتے۔ عریاں جسم اور ننگے پاؤں رہتے۔ نہ کپڑے پہنتے نہ پیروں میں جوتے رکھتے۔ اونٹ کے مانند ان کے کوہان ہوتی جس سے ان کی سردی اور گرمی میں حفاظت ہوتی۔ ان کے دو کان ہوتے ایک میں اندر اور باہر بال ہوتے اور دوسرے میں اندر اور باہر کوہان ہوتے تھے۔ ان کے ناخن کے بجائے چنگل ہوتے تھے۔ درندوں کی طرح ان کی دانت اور کانٹے ہوتے تھے۔ جب وہ سوتے تو اپنے ایک کان کو بچھا لیتے اور دوسرے کو اوڑھ لیتے تھے جو ان کے جسم کو سر سے پیر تک چھپا لیتے تھے۔ ان کی خوراک دریا کی مچھلیاں تھیں۔ ہر سال ان پر بادل سے مچھلیوں کی بارش ہوتی تھی۔ جس سے ان کی زندگی آسانی اور فارغ البالی سے بسر ہوتی تھی۔ جب وہ وقت آتا تھا تو مچھلیوں کے برسنے کے منتظر ہوتے تھے جس طرح انسان بارش کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر مچھلیوں کی بارش ہوجاتی تھی تو ان میں فراوانی ہوتی اور وہ موٹے تازے ہوجاتے ان کے اولادیں پیدا ہوتیں اور زیادہ ہوجاتے اور ایک سال تک وہ مچھلیاں ان کی خوراک ہوتیں۔ پھر وہ کوئی چیز اس کے علاوہ نہیں کھاتے تھے۔ اور اس قدر زیادہ ہوجاتے کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور اگر کسی سال مچھلیوں کی بارش نہ ہوتی تو وہ سب قحط کا شکار ہوتے۔ بھوک سے پریشان ہوتے ان کی نسل اور اولادیں ختم ہوجاتیں۔ ان کی عادت تھی کہ وہ چوپاؤں کی طرح چلتے

اور جہاں چاہتے جماع کرتے ۔ جس سال ان پر مچھلیاں نہیں برستی تھیں وہ بھوکے ہوتے تھے تو شہروں کی جانب رخ کرتے تھے ۔ پس جس جگہ پہنچ جاتے فساد کرتے اور کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے ۔ ان کی تباہی ٹڈی دلوں اور تمام آفتوں سے بہت زیادہ ہوتی تھی ۔ اور وہ سب جس زمین کی طرف رخ کرتے وہاں کے باشندے اپنے مکانوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتے اور اس زمین کو خالی کر دیتے ۔ کیونکہ کوئی ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا نہ ان سے دفاع کر سکتا تھا وہ جس مقام پر جاتے وہ وہاں اس طرح چھا جاتے تھے کہ کسی کو وہاں پیر رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور کسی شخص کے لئے بیٹھنے کی جگہ بھی میسر نہ ہوتی تھی ۔ خدا کی مخلوق میں کوئی ان کی تعداد نہیں جانتا تھا ۔ اور ممکن بھی نہ تھا کہ کوئی ان کی طرف نظر کر سکے یا ان کے پاس جا سکے کیونکہ وہ نہایت کریہہ المنظر ہوتے ، وہ نجاست اور گندگی سے آلودہ رہتے تھے اسی لئے لوگوں پر غالب ہو جاتے تھے ۔ جس وقت وہ کسی طرف رخ کرتے تھے ان کی آواز سو فرسخ کی مسافت سے آندھی اور سخت بارش کی آواز کی طرح ان کی تعداد کی زیادتی کے سبب سے سنائی دیتی تھی ۔ اور جس شہر میں آتے ان کا ایک ہمہمہ مثل شہد کی مکھیوں کی آواز کے بلکہ اس سے زیادہ شدید اور سخت ہوتا تھا کہ ان کی آواز کے مقابلہ میں کوئی آواز نہیں سنائی دے سکتی تھی جب وہ کسی طرف کا رخ کرتے تھے تو تمام جانور اور درندے اس جگہ ہر طرف سے بھاگ جاتے تھے کیونکہ اس ساری زمین پر وہ بھر جاتے تھے اور کسی دوسری مخلوق کے لئے جگہ نہ رہتی تھی ۔ ایک امر جو سب سے زیادہ عجیب تھا وہ یہ کہ ان میں سے ہر ایک اپنی موت کا وقت جانتا تھا ۔ کیونکہ ان کے نر و مادہ میں سے کوئی اس وقت تک نہیں مرتا تھا جب تک کہ اس کے ایک ہزار بچے نہ پیدا ہو جاتے ۔ جب ایک ہزار بچے پیدا ہو جاتے تو وہ سمجھ لیتا کہ اب مرنا ہے ۔ پھر وہ ان کے درمیان سے نکل جاتا اور مرنے کے لئے ہاتھ پیر پھیلا دیتا تھا ۔ پس یہ ان کا قصہ ہے اس دن سے جب اللہ نے انہیں خلق کیا اس دن تک جب وہ فنا کر دیئے جاتے ہیں ۔

ایک مرتبہ وہ سب ذوالقرنین کے زمانے میں شہروں میں وارد ہوئے اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتے اور آبادی کو تباہ و برباد کرتے پھرتے تھے ۔ اور ایک قوم کے پاس سے دوسری قوم کا رخ کرتے اور باشندوں کو ان کے شہروں سے نکالتے رہتے تھے ۔ اور جس طرف متوجہ ہوتے تھے دوسری طرف رخ نہیں پھیرتے تھے اور داہنی یا بائیں جانب متوجہ نہیں ہوتے تھے ۔

جب اس قوم نے جس کے پاس ذوالقرنین پہنچے تھے ان کی آواز سنی سب کے سب ذوالقرنین کے پاس جمع ہوئے اور فریاد کی کہ ہم نے سنا ہے جو کچھ خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے مثل بادشاہی اور ملک و سلطنت کے اور جو رعب و دبدبہ اور ہیبت اس نے آپ کو بخشی ہے اور نور و ظلمت اور اہل زمین کے لشکروں سے جس طرح آپ کی مدد کی ہے ۔ ہم یاجوج ماجوج کے ہمسایہ واقع ہوتے ہیں اور ان کے اور ہمارے درمیان ان پہاڑوں کے سوا کوئی اور آڑ اور روک نہیں ہے ۔ ہمارے اور ان کے درمیان ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے راہ ہے اگر وہ ہماری طرف رخ کریں گے تو ہم کو

ہمارے شہروں سے نکال دیں گے ہم ان کے سامنے ٹھہرنے اور مقابلہ کرنے کی تاب نہیں رکھتے کیونکہ وہ بہت زیادہ ہیں انسانوں کی سی صورت رکھتے ہیں لیکن مثل چوپایوں کے اور درندوں کے گھاس کھاتے ہیں اور حیوانوں اور جانوروں کو درندوں کی طرح پھاڑ ڈالتے ہیں ۔ سانپ، بچھو اور تمام حشرات الارض بلکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہر ذی روح کو کھا جاتے ہیں ۔ اور مخلوقات خدا میں سے کوئی مخلوق ان سے زیادہ نہیں ہوتی ۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین ان سے بھر جائے گی اور وہ اس پر بسنے والوں کو نکال دیں گے اور زمین میں فساد کریں گے ۔ ہم ہر وقت ان سے خائف رہتے ہیں کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے ہماری طرف آئیں گے ۔ خدا نے آپ کو تدبیر و قوت عطا کی ہے کہ اس کے مثل تمام عالم میں کسی کو نہیں عطا کی ہے ۔ کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ جمع کریں کہ آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک دیوار بنا دیں ؟ ذوالقرنین نے کہا خدا نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے ۔ اس چندے سے بہتر ہے جو تم لوگ مجھے دو گے ۔ تم مجھے اپنی قوت و طاقت سے مدد کرو تاکہ تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک دیوار تیار کر دوں ۔ پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ لوہے کی سلیں لاؤ ۔

ان لوگوں نے کہا اتنا لوہا اور تانبا ہم لوگ کہاں سے لائیں جو اس دیوار کے لئے کافی ہو ۔ فرمایا کہ میں لوہے اور تانبے کی کانیں تم پر ظاہر کر دیتا ہوں پس ان کے لئے دونوں پہاڑوں پر ضرب لگائی اور انہیں پھاڑ دیا پس اس میں سے لوہے اور تانبے کی کانیں نکل آئیں ۔ لوگوں نے پوچھا ہم کس طرح ان میں سے لوہے اور تانبے کو کاٹیں گے ۔ پس ان کے لئے دوسرے معدن کو زمین کے نیچے سے باہر نکالا جس کو سامور (الماس) کہتے تھے ۔ وہ تمام چیزوں سے زیادہ سفید تھا اس میں سے جس قدر بھی کسی چیز پر ڈال دیتے تھے وہ اس کو پگھلا دیتا تھا ۔ اس سے چند آلات تیار کئے جس سے وہ لوگ معدنوں میں کام کرتے تھے اور ایسے آلات سے حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے لئے ستونوں اور ان پتھروں کو کاٹتے تھے جو شیاطین ان کے لئے کانوں سے لاتے تھے ۔ غرض کہ ان لوگوں نے تانبا اور لوہا ذوالقرنین کے پاس اس قدر جمع کیا جو اس دیوار کے لئے کافی تھا ۔ پھر لوہے کو پگھلایا اور اس کے ٹکڑے پتھر کی سلوں کی طرح بنائے اور دیوار میں پتھر کے بجائے ان ہی ٹکڑوں کو لگایا اور مٹی کے بجائے تانبے کو پگھلا کر اس پر ڈالا پھر دونوں صدفوں کے درمیان فاصلے کو ناپا تو دیکھا کہ ان میں ۳ میل کا فاصلہ ہے ۔ اب اس کے لئے ایک بنیاد کھودی یہاں تک کہ اس کی گہرائی اتنی ہوگئی کہ پانی نکل آیا اور اس کی چوڑائی کو ایک میل کر دیا اور اس میں لوہے کے ٹکڑے ڈال دیئے اور پیتل کو پگھلا کر لوہے کے درمیان ڈال دیا ۔ گویا ایک طبق تانبے کا اور ایک طبق لوہے کا تھا ۔ یہاں تک کہ وہ دیوار ان پہاڑوں کے درمیان برابر ہوگئی وہ چمکدار کپڑے کی طرح تانبے کی سرخی اور لوہے کی سیاہی کے سبب سے سرخ و سیاہ معلوم ہوتی تھی یاجوج ماجوج ہر سال اس دیوار کے قریب آتے ہیں کیونکہ وہ شہروں میں گشت کرتے تھے جب اس دیوار کے نزدیک پہنچتے ہیں وہ مانع ہوتی ہے پھر واپس چلے جاتے ہیں ۔ اور ہمیشہ اس حال پر قیامت کے قریب تک رہیں گے ۔ یہاں تک

کہ آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت جناب قائم آل محمد علیہ السلام کا ظہور ہے۔ اس وقت حق تعالیٰ دیوار کو ان کے لئے کھول دے گا۔ جیسا کہ فرمایا ہے **حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون** (سورۃ انبیاء آیت ۹۶) "جس وقت یاجوج ماجوج رہا کئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ رواں ہوں گے"۔

جب ذوالقرنین دیوار کی تعمیر سے فارغ ہوئے اسی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ رواں ہوئے ناگاہ ایک مرد ضعیف کے قریب پہنچے جو نماز پڑھ رہے تھے۔ ذوالقرنین ان کے پاس مع اپنے لشکر کے ٹھہر گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ذوالقرنین نے ان سے کہا کہ آپ کو میرے لشکر سے کیوں خوف نہیں ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سے مناجات کر رہا تھا جس کا لشکر تیرے لشکر سے بہت زیادہ ہے اور جس کی بادشاہی تجھ سے زیادہ غالب ہے اور جس کی قوت تجھ سے زیادہ شدید ہے اگر تیری طرف اپنا رخ کرتا تو اپنی حاجت اس سے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ذوالقرنین نے کہا: کیا آپ راضی ہیں کہ میرے ساتھ چلیں تاکہ میں آپ کو کچھ عطا کروں اور آپ سے اپنے بعض امور میں مدد حاصل کروں انہوں نے جواب دیا کہ میں راضی ہوں اگر تم میرے لئے چار باتوں کے ضامن بن جاؤ۔ اول ایسی نعمت جو کبھی زائل نہ ہو دوم ایسی صحت کہ جس میں بیماری نہ ہو۔ سوم ایسی جوانی کہ جس میں پیری نہ ہو چہارم ایسی زندگی کہ جس میں موت نہ ہو۔ ذوالقرنین نے کہا: کونسی مخلوق ان پر قادر ہے؟ اس نے کہا: میں اس کی طرف ہوں جو ان سب پر قادر ہے۔ اور یہ تمام امور اس کے قبضے میں ہیں۔ اور تم بھی اس کے اختیار میں ہو۔

پھر ذوالقرنین کا گزر ایک عالم کے پاس سے ہوا۔ اس نے ذوالقرنین سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو اب تک قائم ہیں جس روز سے خدا نے ان کو خلق کیا اور ان دو چیزوں سے جو رواں ہیں اور ان دو چیزوں سے جو ہمیشہ ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں۔ اور ان دو چیزوں سے جو باہم ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا: کہ وہ دو چیزیں جو قائم ہیں آسمان و زمین ہیں۔ وہ دو چیزیں جو رواں ہیں وہ آفتاب اور ماہتاب ہیں۔ وہ دو چیزیں جو ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں وہ رات اور دن ہیں اور وہ دو چیزیں جو ایک دوسرے کی دشمن ہیں وہ موت اور زندگی ہے۔ اس نے کہا جاؤ تم عالم ہو۔

ذوالقرنین شہروں میں گھوم رہے تھے کہ ایک پیر مرد سے ملاقات ہوئی جو مردوں کی کھوپڑیاں جمع کئے ہوتے تھا۔ اور ان کو گھماتا اور دیکھتا تھا۔ ذوالقرنین اپنے لشکر کے ساتھ اس کے پاس ٹھہر گئے اور کہا: اے شیخ بیان کر کہ کس لئے ان سروں کو حرکت دیتا ہے۔ اس نے کہا: اس لئے کہ میں جان لوں کہ کون شریف رہا ہے اور کون پریشان حال۔ بیس سال سے ان کو گردش دیتا ہوں (اور ہر چند دیکھتا ہوں مگر شناخت نہیں ہو سکتی اور میں تمیز نہیں کر سکتا)۔ ذوالقرنین اس کو چھوڑ کر آگے بڑھے اور کہا: اس کی غرض صرف میری تنبیہ تھی۔

پھر شہروں کی سیر کرتے ہوئے حضرت موسیٰ کی عقلمند قوم کے پاس پہنچے جو حق کی ہدایت اور انصاف، آپس میں برابری کا سلوک اور ایک دوسرے پر رحم کرتے تھے۔ سب کی حالت ایک سی تھی۔ سب کا قول ایک تھا۔ ان کے دل آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ ان کا راستہ سیدھا تھا۔ ان کی سیرت پسندیدہ تھی۔ ان کے گزشتگان کی قبریں ان کے گھروں کے دروازوں پر تھیں۔ ان کے گھروں پر دروازے نہیں تھے۔ اور ان میں حاکم بھی نہیں تھے۔ نہ ہی قاضی نہ امیر نہ بادشاہ نہ اشراف۔ نہ ایک کو دوسرے پر ترجیح تھی نہ آپس میں فرق۔ نہ آپس میں اختلاف تھا۔ نہ تنازعہ۔ نہ ایک دوسرے کو اسیر کرتے تھے نہ قتل اور نہ ان پر آفتیں آتی تھیں۔ ان سے کہا کہ اپنے حالات مجھ سے بیان کرو کیونکہ میں تمام زمین کی مشرق سے مغرب تک دریا، صحرا، پہاڑ، میدان، روشنی اور تاریکی میں سیر کر چکا ہوں لیکن تمہارے مانند کسی کو نہیں دیکھا۔ بتاؤ کہ تمہارے مردوں کی قبریں تمہارے مکانوں کے دروازے پر کیوں ہیں؟ ان لوگوں نے کہا: ہم نے یہ سوچ سمجھ کر کیا ہے تاکہ موت کو ہم فراموش نہ کریں اور اس کی یاد ہمارے دلوں سے نہ نکلے۔ پوچھا: کس لئے تمہارے مکانوں میں دروازے نہیں ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا: اس لئے کہ ہم میں چور اور خیانت کرنے والے نہیں ہوتے۔ جو بھی شخص ہم میں ہے امین ہے۔ پوچھا: تم میں امراء کیوں نہیں ہوتے؟ انہوں نے جواب دیا: اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔ پوچھا: تمہارے درمیان حکام کیوں نہیں ہوتے؟ جواب دیا: ہم آپس میں دشمنی اور لڑائی نہیں کرتے۔ پوچھا: تم میں بادشاہ کیوں نہیں ہوتے؟ جواب دیا کہ ہم زیادتی کے طالب نہیں ہوتے۔ پوچھا: تم میں اشراف کیوں نہیں ہیں؟ کہا: ہم ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے۔ پوچھا کہ تم میں ایک دوسرے پر ترجیح کیوں نہیں دی جاتی اور ایک دوسرے میں فرق کیوں نہیں ہے؟ جواب دیا: اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مساوات رکھتے ہیں اور اپنے مال کی زیادتی کو ایک دوسرے پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور آپس میں رحم کرتے ہیں۔ پوچھا: تمہارے درمیان تنازعات اور اختلافات کیوں نہیں ہیں؟ جواب دیا: اس لئے کہ ہمارے قلوب میں ایک دوسرے کی الفت ہے اور ہم میں فساد نہیں ہے۔ (ذوالقرنین نے) پوچھا: ایک دوسرے کو قتل اور اسیر نہیں کرتے؟ جواب دیا: صحیح ارادہ کے ساتھ ہم اپنی طبیعتوں پر غالب ہو گئے ہیں۔ اور اپنے نفسوں کی اصلاح حلم و بردباری سے کی ہے۔ پوچھا: کس لئے تمہاری باتیں ایک ہیں اور تمہارا طریقہ صحیح و درست ہے؟ جواب دیا: اس لئے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے اور آپس میں ایک دوسرے کی برائی نہیں کرتے اور غیبت نہیں کرتے۔ پوچھا: تمہارے درمیان کوئی پریشان حال اور فقیر نہیں ہے؟ کہا: اس لئے کہ اپنے مال کو ہم آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پوچھا: کس لئے تم میں سخت مزاج اور تند خو نہیں ہوتے؟ کہا: اس لئے کہ عاجزی اور فروتنی کو ہم نے اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ پوچھا: تمہاری عمریں اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں سے زیادہ کیوں بنائی ہیں؟ جواب دیا: اس لئے کہ ہم لوگ حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔ اور انصاف کے ساتھ حکم کرتے ہیں۔ پوچھا: تم لوگوں میں قحط کیوں نہیں آتا؟ جواب دیا: اس لئے کہ ہم لوگ استغفار سے غافل نہیں ہوتے۔ پوچھا کہ تم لوگ محزون و غمگین کیوں

نہیں ہوتے ؟ جواب دیا کہ ہم لوگ نفس کو بلاؤں پر راضی رکھتے ہیں اور اپنی ذات کو بلاء و مصیبت پر تسلی دے چکے ہیں ۔ پوچھا: کیوں تم اور تمہارے اموال پر آفتیں نہیں آتیں ؟ جواب دیا: اس لئے کہ ہم خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اور ستاروں کو بلاؤں کا سبب نہیں سمجھتے (بلکہ تمام امور کو اپنے پروردگار کی طرف سے جانتے ہیں) ۔ پھر کہا: اچھا بتاؤ تم نے اپنے آباؤاجداد کو بھی اسی طریقہ پر پایا ہے ؟ جواب دیا: ہاں ہمارے بزرگ بھی اپنے مسکینوں پر رحم کرتے تھے فقیروں کے ساتھ برابری کا سلوک رکھتے تھے ۔ اگر کوئی ان پر ظلم کرتا تو وہ اسے معاف کردیتے تھے اگر ان کے ساتھ کوئی بدی کرتا تو وہ اس کا نیکی سے جواب دیتے ۔ اپنے گناہوں پر استغفار کرتے تھے اور صلۂ رحمی کرتے تھے اور امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے ۔ سچ بولتے تھے ۔ جھوٹ نہیں بولتے تھے اس سبب سے خدا نے ان کے کاموں کی اصلاح کی ۔

پس ذوالقرنین نے ان کے پاس رہائش اختیار کی ۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا ۔ وہ زیادہ دن ان کے ساتھ زندہ نہیں رہے ۔ وہ عمر کے لحاظ سے بھی کافی ضعیف ہوچکے تھے اور بڑھاپے نے بھی انہیں گھیر لیا تھا اور وہ جس دن اللہ کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور پوری دنیا پر چھاگئے تھے اس دن سے ان کے انتقال کا عرصہ ۵۰۰ سال ہے ۔

اب ہم واپس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ان ارشادات کی طرف رجوع کرتے ہیں جو حضرت قائم آل محمدؑ علیہ السلام اور ان کی غیبت کے بارے میں ہیں ۔

۱۔ بیان کیا مجھ سے ابو طالب مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندی نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد محمد بن مسعود عیاشی نے ان سے آدم بن محمد بلخی نے ان سے علی بن حسین بن ہارون دقاق نے ان سے جعفر بن محمد بن عبداللہ بن قاسم بن ابراہیم بن مالک اشتر نے ان سے یعقوب بن منقوش نے کہ میں ایک روز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ امام اپنی مسند پر تشریف فرما تھے ۔ آپؑ کے دائیں جانب ایک کمرہ تھا جس پر دبیز پردہ پڑا ہوا تھا ۔ میں نے امامؑ سے عرض کیا: مولا صاحب امر غیبت کون ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا: اس کمرے کا پردہ اٹھاؤ ۔ میں نے پردہ اٹھایا تو ایک خوبصورت بچہ جس کی عمر آٹھ یا دس سال کے قریب ہوگی کشادہ پیشانی سفید چہرہ ،مقلت (ناک کے نیچے کا نشیب) موتی جیسا ہے ، صاف شفاف اور نرم و ملائم ہتھیلیاں ،شانے چوڑے ۔ گھٹنے لمبے ۔ دائیں رخسار پر تل ،سر کے بال پیشانی پر لٹکے ہوئے برآمد ہوا اور آپؑ کی گود میں بیٹھ گیا ۔ امام نے مجھ سے فرمایا: یہ تمہارا صاحبؑ ہے ۔ پھر اس بچے سے فرمایا: اے بیٹا واپس چلے جاؤ وقت معلوم تک کے لئے ۔ پس وہ بچہ اٹھا اور کمرے میں چلا گیا میں مسلسل اس بچے کو دیکھ رہا تھا ۔ پھر امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے یعقوب جاکر کمرے میں دیکھو ۔ میں کمرے کے اندر داخل ہوا تو وہاں کوئی نہ تھا ۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے علی بن عبداللہ ورّاق نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے موسیٰ بن جعفر بن وہب بغدادی نے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی ایک توقیع میں ارشاد فرمایا کہ دشمن یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ مجھے قتل کر کے میری نسل کو منقطع کر دیں گے اور اللہ ان کے اس خیال کو باطل کر دے گا۔ تمام حمد اللہ کے لئے ہے۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن محمد بن عصام نے ان سے محمد بن یعقوب کلینی نے ان سے علّان رازی نے ان سے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز امام کے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا تو جلد ہی ایک بچہ سے حاملہ ہو گی جس کا نام محمدؐ ہوگا اور وہ میرے بعد امام قائم ہوگا۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے ابو طالب مظفر بن جعفر بن مظفر علویؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد نے ان سے احمد بن علی بن کلثوم نے ان سے علی بن احمد رازی نے کہ شہر رے کے رہنے والوں میں سے میرے کچھ بھائی امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد مسجد کوفہ میں مغموم اور فکر مند بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرد آیا اس کے ہاتھ میں امام علیہ السلام کا ایک خط تھا۔ اس نے کہا لوگو اس مکتوب کو دیکھو یہ تمہارے لئے حق ثابت کرے گا۔ ان پر ایک واضح اور قدرتی تحریر تھی جو کسی کی لکھی ہوئی نہیں تھی۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّارؒ نے ان سے ان کے والد نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک فزاری نے ان سے محمد بن احمد مدائنی نے ان سے ابو غانم نے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ سن دو سو ساٹھ میں میرے شیعہ تفرقہ میں پڑجائیں گے۔ پس جب امامؑ کا انتقال ہوا تو آپؑ کے شیعوں اور انصار میں تفرقہ پڑگیا ان میں سے بعض جعفر کی پیروی کرنے لگے۔ بعض مرتد ہوگئے۔ بعض نے شک کیا۔ ان میں بعض ایسے تھے جو سرگردانی پر قائم ہیں جبکہ کچھ اپنے دین پر اللہ کی توفیق سے ثابت قدم رہے۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود عیاشی نے ان سے ان کے والد نے ان سے احمد بن علی بن کلثوم نے ان سے علی بن احمد رازی نے ان سے احمد بن اسحاق بن سعد نے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک مجھے میرا جانشین نہ دکھا دیا۔ جو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ خُلق و خَلق میں رسول اللہؐ سے مشابہ ہے۔ اللہ اس کی حفاظت غیبت کے ذریعہ کرے گا۔ پھر اسے ظاہر کرے گا۔ اور وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

۷۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّارؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے موسیٰ بن جعفر بن وہب بغدادی نے بیان کیا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ میرے بعد میرے

جانشین کے بارے میں اختلاف کا شکار ہوجاؤ گے پس جس نے تمام ائمہ کا اقرار کیا اور میرے فرزند کا انکار کیا تو گویا اس نے تمام انبیاء اللہ اور اس کے رسولوں کا اقرار کیا مگر محمدؐ رسول اللہ کی نبوت کا انکار کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ایسا ہے جیسے تمام انبیا۔ کا منکر کیونکہ ہمارے آخر کی اطاعت ایسی ہے جیسے ہمارے اول کی اطاعت اور ہمارے آخر کا انکار ایسے ہے جیسے ہمارے اول کا انکار۔ جان لو کہ میرے فرزند کے لئے غیبت ہے جس کے بارے میں لوگ شک کا شکار ہوجائیں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کی اللہ حفاظت کرے۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق نے ان سے ابو علی بن ہمّام نے ان سے محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ نے ان سے ان کے والد نے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ان کے آباء کرامؑ کی ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا اور میں وہاں موجود تھا کہ زمین قیامت تک حجت خدا سے کبھی خالی نہ رہے گی اور جو اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مرے گا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا: یہ حدیث روز روشن کی طرح حق ہے۔ کسی نے عرض کی کہ فرزند رسولؐ آپؑ کے بعد حجت خدا اور امامؑ کون ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا محمدؑ وہ میرے بعد حجت خدا اور امامؑ ہے۔ اور جو اس کی معرفت کے بغیر مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس کے لئے غیبت ہے۔ جس کے بارے میں جاہل لوگ حیرت کا اظہار کریں گے۔ جھٹلانے والے اس بارے میں ہلاک ہوں گے۔ کمزور عقیدہ والے جھٹلائیں گے۔ پھر اس کا ظہور ہوگا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے سر پر سفید علم ہوگا جو نجف سے ظاہر ہوگا۔

باب (۳۹) ان کے بارے میں جنہوں نے بارہویں امامؑ کا انکار کیا

۱۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے ابن مسکان نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے زندوں میں سے کسی ایک کا انکار کیا گویا اس نے اموات کا انکار کیا۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے ان سے محمد بن حسن صفّار نے ان سے حسن بن متّیل دقّاق اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے بیان کیا ان سے محمد بن حسین بن ابی الخطّاب اور یعقوب بن یزید اور ابراہیم بن ہاشم نے ان سے محمد بن ابو عمیر اور صفوان بن یحییٰ نے ان سے عبداللہ بن مسکان نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے زندوں میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے اموات کا انکار کیا۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے اسماعیل بن مہران نے ان سے محمد بن سعید نے ان سے ابان بن تغلب نے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

عرض کیا کہ اگر کوئی تمام گزشتہ ائمہ کی معرفت رکھتا ہے مگر اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہیں رکھتا ہے کیا وہ مومن ہے ؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں ۔ میں نے پوچھا: کیا وہ مسلمان ہے ؟ فرمایا:ہاں ۔

مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ اسلام شہادتین کے اقرار کا نام ہے ۔ جس کے بعد اس کا خون اور مال محترم ہوجاتا ہے اور ثواب ایمان پر ہے ۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے: جس نے گواہی دی کہ اللہ ایک ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اس کا مال اور خون محترم ہوگیا ۔ مگر یہ کہ اس پر لوگوں کا کوئی حق ہو اور اس کا حساب اللہ پر ہے ۔

۴ ۔ مجھ سے علی بن احمد بن محمدؒ نے بیان کیا ان سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے ان سے سہل بن زیادہ اوی نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے عبدالعزیز عبدی نے ان سے ابن ابی یعفور نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے میرے آباء کرام اور میری اولاد میں تمام ائمہ کا اقرار کیا اور میرے فرزند مہدی کا انکار کیا وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کا اقرار کیا اور حضرت محمدؐ کا انکار کیا ۔ میں نے عرض کیا: مولا آپؑ کی اولاد میں مہدی کون ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ساتویں کی پانچویں پشت کا فرزند جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگا اور اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا ۔

۵ ۔ مجھ سے حسین بن احمد بن ادریسؒ نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے ان سے ایوب بن نوح نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے صفوان بن مہران نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے تمام ائمہ علیہم السلام کا اقرار کیا اور مہدیؑ کا انکار کیا وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کا اقرار کیا اور حضرت محمدؐ کی نبوت کا انکار کیا ۔ کسی نے پوچھا: یا فرزند رسول ۔ آپؑ کی اولاد میں مہدیؑ کون ہوگا ؟ آپؑ نے فرمایا کہ میرے بیٹے کا پانچواں فرزند جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگا اور جس کا نام لینا جائز نہ ہوگا ۔

۶ ۔ مجھ سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری عطارؒ نے بیان کیا ان سے علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے ان سے حمدان بن سلیمان نے ان سے احمد بن عبداللہ بن جعفر ہمدانی نے ان سے عبداللہ بن فضل ہاشمی نے ان سے ہشام بن سالم نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامیؑ سے روایت کی ہے انہوں نے اپنے جدؑ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اولاد میں قائم ہوگا ۔ جس کا نام میرا نام ۔ جس کی کنیت میری کنیت ۔ جس کے شمائل میرے شمائل ۔ جس کی سنت میری سنت ہوگی ۔ جو لوگوں میں میرے طریقہ اور شریعت کو قائم کرے گا ۔ جو لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دے گا ۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی ، جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ۔ جس نے اس کی غیبت کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا جس نے اسے جھٹلایا اس نے مجھے جھٹلایا۔ جس نے اس کی تصدیق کی اس نے میری تصدیق کی ۔ میں اللہ سے شکوہ کرتا ہوں ان لوگوں کا جن لوگوں نے اس امر میں مجھے جھٹلایا اور اس کے بارے میں میرے قول کا انکار کیا ۔ اور اس کے

راستے میں میری امت کو گمراہ کیا۔ **و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** (سورۂ شعراء آیت ۲۲۷) " اور جنہوں نے ظلم کیا ہے عنقریب وہ جان لیں گے کہ کس کروٹ وہ پلٹتے ہیں "۔

۷۔ مجھ سے میرے والدؒ نے بیان کیا ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن ابی عبداللہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابن ابی عمیر نے ان سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان فرمایا کہ وہ شخص کیسے ہدایت پائے گا جو صاحب بصیرت نہیں۔ وہ کیسے صاحب بصیرت ہوگا جسے خوف خدا نہیں۔ قول رسولؐ کا اتباع کرو اور جو کچھ اللہ کی جانب سے نازل ہوا ہے اس کا اقرار کرو۔ ہدایت کے آثار کا اتباع کرو یہ امانت اور تقویٰ کی علامات ہیں۔ اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کا انکار کرے اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کا اقرار کرے تو وہ صاحب ایمان نہیں ہوگا۔ راہ نور کا قصد کرو۔ پس پردہ موجود آثار سے متمسک رہو اور اپنے امور دین کو مکمل کرو۔ اور اپنے پروردگار اللہ پر ایمان رکھو۔

۸۔ مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے بیان کیا ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے غیاث بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامیؑ سے روایت کی آنجنابؑ نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اولاد میں سے قائمؑ کا انکار کیا (گویا) اس نے میرا انکار کیا۔

۹۔ مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے ان سے عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے حسن بن موسیٰ خشاب نے ان سے کئی افراد نے ان سے مروان بن مسلم نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان امام رابطہ ہوتا ہے۔ پس جس نے اس کو پہچانا وہ مومن ہے اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

۱۰۔ مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے حسن بن علی بن فضال نے ان سے ثعلبہ بن میمون نے ان سے محمد بن مروان نے ان سے فضیل بن یسار نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مرجائے اس حالت میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور انسانوں کے لئے معرفتِ امام کے سلسلے میں کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

۱۱۔ مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان دونوں سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے ابو سعید مکاری نے ان سے عمار نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اس

حالت میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت، کفر، شرک اور ضلالت کی موت مرا۔

۱۲۔ مجھ سے علی بن عبداللہ ورّاق نے بیان کیا ان سے ابو الحسین محمد بن جعفر اسدیؒ نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نوفلی نے ان سے غیاث بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامیؑ سے روایت کی آنجنابؑ نے اپنے آباء کرام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جس نے زمانہ غیبت میں میرے فرزند قائمؑ کا انکار کیا اور وہ مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۱۳۔ مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے بیان کیا ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد نے ان سے علی بن محمد نے ان سے عمران نے ان سے محمد بن عبدالحمید نے ان سے محمد بن فضیل نے ان سے حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد موسیٰ بن جعفرؑ نے ان سے ان کے والد جعفر بن محمدؑ نے ان سے ان کے والد محمدؑ بن علیؑ نے ان سے ان کے والد علیؑ ابن الحسنؑ نے ان سے ان کے والد حسینؑ بن علیؑ نے ان سے ان کے والد علیؑ ابن ابی طالبؑ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اے علیؑ تم اور تمہاری اولاد میں جو تمہارے بعد ائمہ ہوں گے وہ خلق پر اللہ کی حجت اور اس کی مخلوق میں اس کی نشانیاں ہیں جس نے تم میں سے کسی ایک کا بھی انکار کیا گویا اس نے میرا انکار کیا۔ جس نے تم میں سے کسی ایک کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ جس نے تم میں سے کسی ایک پر جفا کی گویا اس نے مجھ پر جفا کی جس نے تم سے تعلق رکھا اس نے مجھ سے تعلق رکھا۔ جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے تم لوگوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے تم سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ کیونکہ تم مجھ سے ہو۔ تم سب میری طینت سے خلق ہوئے ہو اور میں تم سے ہوں۔

۱۴۔ مجھ سے علی بن محمدؒ نے بیان کیا ان سے حمزہ بن قاسم علویؒ نے ان سے حسن بن محمد فارسی نے ان سے عبداللہ بن قدامہ ترمذی نے ان سے ابوالحسن (حضرت امام علی نقی) علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے چار باتوں میں شک کیا گویا اس نے اللہ کی طرف سے تمام نازل شدہ چیزوں کا کفر کیا۔ ان چار باتوں میں سے ایک ہر زمانے میں امام کی معرفت ہے۔ جو ہر دور میں ان کی ذات اور صفات سے ہوگی۔

۱۵۔ مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان دونوں سے محمد بن عیسیٰ اور یعقوب بن یزید اور ابراہیم بن ہاشم نے ان سب سے حماد بن عیسیٰ نے ان سے عمر بن اذینہ نے ان سے ابان بن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث کو حضرت سلمان (فارسی) حضرت ابوذر (غفاری) اور مقداد سے سنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اس حال میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ پھر سلیم بن قیس نے یہ حدیث جابر اور ابن عباس کے

سامنے پیش کی تو دونوں نے کہا کہ ہاں۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ہم گواہی دیتے ہے کہ ہم نے ایسا ہی رسول اللہؐ سے سنا ہے۔ اور حضرت سلمان (فارسی) نے رسول اللہؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہؐ۔ آپ نے یہ جو فرمایا کہ اگر کوئی مرجائے اس حالت میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا تو یہ کون امام ہے ؟ آپؐ نے فرمایا: اے سلمان۔ اس امام سے مراد وہ ہیں جو میرے اوصیاء ہوں گے۔ پس جو مرجائے اس حال میں کہ وہ ان میں سے (اپنے زمانے کے امام) کی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ پس اگر وہ جاہل تھا اور ساتھ ساتھ ان (ائمہ) کی عداوت بھی رکھتا تھا تو وہ مشرک ہے۔ اگر نہ انہیں جانتا تھا اور نہ عداوت رکھتا تھا اور نہ ہی ان کے دشمنوں سے محبت کرتا تھا تو وہ جاہل ہے اور مشرک نہیں ہے۔

باب (۴۰) اس بارے میں روایات کہ امامت جناب حسنین علیہما السلام کے بعد دو بھائیوں میں جمع نہ ہوگی

۱۔ مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنھما نے بیان کیا ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان دونوں سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے ان سے حسین بن ثویر ابی فاختہ نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد امامت دو بھائیوں میں کبھی جمع نہ ہوگی۔ ان کے بعد وصیتِ امامت علی بن حسین علیہما السلام تک پہنچی جیسے کہ ارشاد پروردگار ہے۔ **واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللّٰہ** (سورۃ انفال آیت ۷۵) "اور رشتہ دار آپس میں حق دار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے اللہ کے حکم کے مطابق" اور علی بن حسین علیہما السلام کے بعد ان کی اولاد اور اولاد در اولاد میں چلے گی۔

۲۔ مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے بیان کیا ان سے محمد بن حسن صفار نے ان سے یعقوب بن یزید اور محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے حسین بن حسن فارسی نے ان سے سلیمان بن جعفر جعفری نے ان سے حماد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امامت حسن و حسین علیہما السلام کے بعد دو بھائیوں میں جمع نہ ہوگی اور اولاد اور اولاد در اولاد میں جاری رہے گی۔

۳۔ مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے بیان کیا ان سے علی بن حسین سعد آبادی نے ان سے احمد بن محمد بن خالد نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے یونس بن یعقوب نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بعد امامت کو دو بھائیوں میں جمع ہونے کو ممنوع قرار دیا ہے۔

۴۔ مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے بیان کیا ان سے حسین بن حسن بن ابان نے ان سے حسین بن سعید نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے ابی سلام نے ان سے سورۃ بن کلیب نے ان سے ابو بصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس قول باری تعالیٰ **وجعلها كلمة باقية في عقبه** (سورۃ زخرف آیت ۲۸) "اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں" کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ آیت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ جن کی اولاد در اولاد میں امامت منتقل ہوگی اور بھائی یا چچا کی طرف نہیں جائے گی۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان دونوں سے ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ابو جعفر محمد بن جعفر نے ان سے ان کے والد نے ان سے عبدالحمید بن نصر نے ان سے ابی اسماعیل نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امامت حسن و حسین علیہما السلام کے بعد دو بھائیوں میں کبھی جمع نہ ہوگی بلکہ یہ اولاد در اولاد منتقل ہوگی۔

۶۔ مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے بیان کیا ان سے علی بن حسین سعد آباد نے ان سے احمد بن عبداللہ برقی نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے کئی افراد نے ان سے ابی بصیر نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے امام حسین علیہ السلام کو جنم دیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ تم کو اللہ نے جو لڑکا عطا کیا ہے اس کو میری امت میرے بعد قتل کر دے گی۔ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا: بابا مجھے ایسے لڑکے کی ضرورت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ امامت کو اسی کی اولاد میں قرار دے گا۔ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ اب میں راضی ہوں۔

۷۔ مجھ سے بیان کیا میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان دونوں سے محمد بن حسین بن ابی خطاب اور محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان دونوں سے عبدالرحمٰن بن ابی نجران نے ان سے عیسیٰ بن عبداللہ علوی عمری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! اللہ تعالیٰ وہ دن مجھے نہ دکھائے جب آپؑ نہ ہوں۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں کس کی طرف رجوع کروں؟ پس آپؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے عرض کیا: ان کے بعد؟ آپؑ نے فرمایا: اس کی اولاد کی طرف میں نے

عرض کیا: اگر ان کا فرزند انتقال کر جائے اور اس کے پیچھے اس کا بڑا بھائی اور چھوٹے بچے ہوں تو پھر کس کی طرف رجوع کروں۔ آپؑ نے فرمایا: اس کی اولاد کی طرف پھر اسی طرح ہمیشہ۔ میں نے عرض کیا: اگر میں ایسی جگہ ہوں جہاں نہ تو امام کے متعلق جان سکتا ہوں اور نہ ہی ان تک پہنچ سکتا ہوں تو پھر کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا: یہ دعا کرو کہ اے اللہ گزشتہ امام کی اولاد میں جو حجت خدا ہے میں اس کی ولایت پر قائم رہوں۔ یہ عقیدہ تمہارے لئے کافی ہوگا۔

۸۔　بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے علی بن رئاب نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے شکم مبارک میں حضرت امام حسین علیہ السلام آئے تو رسول اللہؐ نے جناب سیدہ سے فرمایا: اے فاطمہؑ تم کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا دیا ہے اس کا نام حسین ہے مگر میری امت اس کو قتل کردے گی۔ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے کہا: یا رسول اللہؐ مجھے ایسے لڑکے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: مگر مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ایک وعدہ کیا ہے۔ آپؑ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ امامت کو اسی کی اولاد میں قرار دے گا۔ (جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے) فرمایا: یا رسول اللہؐ پھر میں اس پر راضی ہوں۔

۹۔　مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے بیان کیا ان سے احمد بن محمد ہمدانی نے ان سے علی بن حسن بن علی بن فضّال نے ان سے ان کے والد نے ان سے ہشام بن سالم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ امام حسن علیہ السلام افضل ہیں یا امام حسین علیہ السلام؟ آپؑ نے فرمایا: امام حسن علیہ السلام افضل ہیں امام حسین علیہ السلام سے۔ میں نے عرض کیا: پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی بجائے امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں امامت قرار پائی۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حسنین علیہما السلام کے معاملے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی سنت کو جاری کیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ دونوں نبوت میں اس طرح شریک تھے جس طرح امام حسن اور امام حسین علیہما السلام امامت میں شریک ہیں اور اللہ نے نبوت کو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں قرار دیا اور حضرت موسیٰ کی اولاد میں قرار نہیں دیا اگر چہ کہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون علیہ السلام سے افضل تھے۔ میں نے عرض کیا: کیا دونوں وقت واحد میں امام تھے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ ان میں ایک صامت تھا اور دوسرے کی امامت میں تھا۔ اور دوسرا ناطق تھا اور پہلے کے لئے امام تھا۔ دونوں بیک وقت امام ناطق نہیں تھے۔

میں نے کہا: کیا امامت حسنین علیہما السلام کے بعد دو بھائیوں میں جمع ہوئی؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں جاری ہوئی۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وجعلها كلمة باقية في عقبه** (سورۃ زخرف آیت ۲۸) "اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں" پس یہ امامت قیامت تک اولاد در اولاد در اولاد جاری

رہے گی۔

۱۰۔ مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے بیان کیا ان سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب نے ان سے علی بن اسباط نے ان سے علی بن ابی حمزہ نے ان سے ابو بصیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت **و بئر معطلة و قصر مشید** (سورۂ حج آیت ۴۵) "اور کتنے کنویں بے کار پڑے اور کتنے محل گچ کاری کے" کے بارے میں فرمایا **بئر معطلة** سے مراد امام صامت اور **قصر مشید** سے مراد امام ناطق ہے۔

باب (۴۱) جناب نرجس خاتون "والدہ" امام قائم علیہ السلام کے بارے میں روایات جن کا نام ملیکہ بنت یشوعا ابن شاہ قیصر تھا

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی بن حاتم نوفلی نے ان سے ابو عباس احمد بن عیسیٰ وشاء بغدادی نے ان سے احمد بن طاہر قمیؒ نے ان سے ابوالحسین محمد بن بحر شیبانی نے کہ میں ۲۸۶ھ میں کربلا معلیٰ گیا اور وہاں رسول اللہؐ کے غریب نواسے کی زیارت کی۔ وہاں سے پلٹ کر مدینہ منورہ آیا اور مقابر قریش کا رخ کیا۔ گرمی سخت تھی۔ آسمان تپ رہا تھا۔ اور جب میں وہاں سے روضۂ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور رحمت و مغفرت سے بھری اور گھری ہوئی تربت کی خوشبو ناک تک پہنچی تو آنسو بہاتا اور فریاد کرتا ہوا دوڑ کر تربت پر منہ رکھ دیا۔ جب ذرا آنسو تھمے اور آہ وزاری رکی تو میں نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ضعیف العمر جن کی کمر خمیدہ تھی، کاندھے کمان بن گئے تھے، ہتھیلیوں اور پیشانی پر گٹے پڑے ہوئے تھے وہ قبر کے پاس بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے آپ کے اس چچا کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ دونوں آقاؤں نے علوم مخفیہ اور اسرار غیب اس کے حوالے کئے ہیں اور یہ شرف سوائے سلمان کے کسی اور کو حاصل نہیں ہوا مگر آپ کا چچا اب مدت حیات پوری کر چکا ہے۔ عمر عزیز اختتام کو ہے۔ مگر اہل ولایت میں کوئی شخص ایسا نہیں ملا جسے یہ علوم حوالے کر سکوں۔ میں نے کہا کہ اے نفس میں مسلسل طلب علم کے لئے سرگرداں رہا اور مشقت برداشت کرتا رہا۔ اب تیری ملاقات اس مرد بزرگ سے ہوئی ہے جس سے ایک ایسا لفظ صادر ہوا جو اس کی علمی وسعت اور اعلیٰ معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ سوچ کر میں فوراً اس سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ اے شیخ وہ دونوں آقا کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: وہی دو ستارے جو سرمن رائے کی خاک میں چھپے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ مجھے شرف محبت حاصل ہے اور دونوں آقاؤں کی امامت اور وراثت کی منزلت سے واقف اور ان کے آثار و علوم کا متلاشی ہوں۔ نیز ان کے اسرار کی حفاظت میں اپنی جان لگائے ہوئے ہوں۔ اس نے کہا: اگر تم سچ کہہ رہے

ہو تو مجھے دکھاؤ کہ ناقلین اخبار سے کیا کیا روایات تمہارے پاس ہیں۔ میں نے سب کچھ دکھا کر اسے مطمئن کردیا۔ تو اس نے کہا: تم سچ کہتے ہو۔پھر بولا۔اب سنو: میں بشر بن سلیمان بردہ فروش حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد میں سے ہوں۔اور حضرت امام علی نقی اور حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام کا دوست دار ہوں اور سرمن رائے میں ان کا پڑوسی ہوں۔ میں نے عرض کیا: برائے مہربانی جو واقعات وحالات آپ نے دیکھے ہیں ان سے اپنے بھائی کو بھی آگاہ کردیں۔ بشر نے کہا: میرے مولا حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے شریعت کی باریکیاں سکھا دی تھیں اس کی بناء پر میں خرید وفروخت میں بڑی احتیاط سے کام لیتا تھا۔جہاں شبہ ہوتا اس سے پرہیز کرتا۔یہاں تک کہ مجھے اس سلسلے میں کافی مہارت حاصل ہوگئی اور حلال وحرام کو بخوبی سمجھنے لگا۔

ایک شب میں اپنے گھر میں تھا جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تھا تو دق الباب ہوا۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ کافور خادم ہے اس نے کہا: میرے مولا حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے تم کو بلایا ہے میں نے اپنے کپڑے پہنے اور آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ امامؑ اپنے فرزند ابو محمدؑ اور ان کی بہن حکیمہ سے گفتگو فرمارہے ہیں جو پردے کے پیچھے تھیں۔ جب میں بیٹھ گیا تو آپؑ نے فرمایا: اے بشر۔ تم انصار کی اولاد میں سے ہو اور ہماری محبت اور دوستی ہمیشہ تم لوگوں میں رہی ہے یہ برابر تمہاری میراث چلی آئی ہے۔ اور تم ہم اہلبیت کے معتمدین میں سے ہو میں ایک خاص فضیلت کے لئے تمہیں منتخب کرتا ہوں جس سے ہمارے شیعوں اور دوستوں پر تم سبقت لے جاؤ گے اور وہ راز کی بات ہے۔ وہ یہ کہ ایک کنیز کی خریداری کے لئے تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں۔ پھر آپؑ نے ایک خط رومی زبان اور رومی خط میں لکھ کر اس پر مہر لگائی اور دو سو بیس اشرفیاں کپڑے میں بندھی ہوئی نکالیں اور فرمایا کہ یہ لو اور بغداد چلے جاؤ فرات کے کنارے پہنچنا۔ وہاں دن چڑھے چند کشتیاں اسیروں کی آئیں گی جن میں تم کنیزیں دیکھو گے۔ ان کی خریداری کے واسطے بہت سے سرداران بنی عباس کے وکیل اور کچھ جوانان عراق جمع ہوں گے۔ تم دور سے اس شخص پر جس کو عمر بن یزید نخاس کہتے ہیں نگاہ رکھنا اور دن بھر انتظار کرنا یہاں تک کہ وہ ان صفات کی کنیز خریداروں کے سامنے پیش کرے جو دو جامہ ریشمین پہنے ہوگی اور خریداروں کے سامنے پیش ہونے سے انکار اور ان کے دیکھنے اور ہاتھ لگانے سے منع کرتی ہوگی باریک پردے سے رومی زبان میں اس کو تم یہ کہتے ہوئے سنو گے کہ ہائے کیسی مصیبت ہے جو میری پردہ دری کی جاتی ہے۔ اس کی عفت اور پاک دامنی کی یہ صورت دیکھ کر ایک خریدار تین سو دینار میں اس کو لینا چاہے گا جس پر وہ عربی زبان میں کہے گی کہ کیوں اپنا مال ضائع کرتا ہے۔ اگر تو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی مملکت و حشمت بھی لے کر آئے تو بھی تیری طرف مجھ کو رغبت نہیں ہوسکتی اس وقت بردہ فروش (عمر بن یزید) کہے گا کہ تم کو بیچنا تو ضروری ہے پھر تمہارے متعلق کیا کیا جائے۔ وہ جواب دے گی: جلدی نہ کرو میرا وہ خریدار آنے والا ہے جس کی دیانت اور وفاداری پر مجھ کو اعتماد ہے۔ اے بشر یہ سنتے ہی تم عمر بن یزید کے پاس جانا اور کہنا کہ میرے پاس اشراف میں سے

ایک کا خط ہے جو انہوں نے رومی زبان اور رومی خط میں لکھا ہے۔ اور اس میں اپنے کرم، سخا اور عطا کا ذکر ہے۔ یہ خط لو اور اس کنیز کو دے دو تاکہ وہ صاحبِ خط کے اخلاق اور اوصاف کو غور سے سمجھ لے اگر راضی ہوگی تو خریداری کے لئے میں ان کی طرف سے وکیل ہوں۔

بشر بن سلیمان نخاس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا ابوالحسن علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کی۔ اور سب کچھ وہی ہوا جو آپؑ نے فرمایا تھا۔ جب ان خاتون نے وہ خط لے کر دیکھا اور پڑھا تو بہت روئیں اور عمر بن یزید سے کہا کہ جن کا یہ خط ہے ان کے ہاتھ مجھ کو فروخت کردے اور قسمیں کھائیں کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اپنے آپ کو ہلاک کرلوں گی۔ اس کے بعد دیر تک قیمت کے بارے میں بات چیت ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اسی رقم پر معاملہ طے ہوگیا جو حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے میرے سپرد کی تھی۔ میں قیمت ادا کرکے بغداد میں اپنی قیام گاہ پر ان کو ساتھ لے آیا۔ وہ نہایت خوش و مسرور تھیں بار بار اس خط کو بوسے دیتی تھیں۔ آنکھوں سے لگاتی تھیں یہ دیکھ کر میں نے تعجب سے کہا کہ تمہارے نزدیک اس خط کی اتنی قدر و قیمت ہے۔ حالانکہ لکھنے والے کو جانتی بھی نہیں ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے عاجز، اے انبیاء کی اولاد اور اوصیاء کے بلند مرتبہ کی کم معرفت رکھنے والے ذرا دل سے متوجہ ہوکر کان لگا کر میرا حال سن لے۔

میں ملیکہ دختر یشوعا بن قیصر شاہ روم ہوں۔ میری والدہ شمعون بن صفا کی اولاد میں سے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی تھے۔ میں ایک عجیب امر کی خبر دیتی ہوں اور وہ یہ کہ جس وقت میں تیرہ سال کی ہوئی تو میرے دادا قیصر نے اپنے بھتیجے سے میرا عقد کرنا چاہا۔ محل میں نسل حواریین اور علماء نصاریٰ سے تین سو بزرگوار کو، صاحبان قدر و منزلت سے سات سو اشخاص کو، امراء لشکر اور سرداران قبائل سے چار ہزار افراد کو جمع کیا۔ ایک تخت جواہر سے مرصع جو اس نے اپنی بادشاہی کے زمانے میں تیار کرایا تھا اس کو چالیس پایوں پر نصب کیا گیا۔ بتوں کو، صلیبوں کو بلند مقامات پر رکھا گیا۔ اس تخت پر اپنے بھتیجے کو بٹھایا۔ جس وقت پادریوں نے پڑھنے کے لئے انجیل ہاتھوں میں اٹھائی صلیبیں سرنگوں ہوگئیں۔ بت زمین پر گرنے لگے۔ تخت کے پائے ایسے شکستہ ہوئے کہ زمین پر آگرے۔ دولہا بھی گر کر بے ہوش ہوگیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر پادریوں کے چہرے کے رنگ تبدیل ہوگئے ان کے جوڑ اور بند کانپنے لگے اور سب سے بڑے پادری نے میرے دادا سے کہا کہ اے بادشاہ اس کام سے ہمیں معاف رکھ۔ جس کی وجہ سے نحوستیں نمایاں ہوئیں۔ جو دینِ عیسیٰ اور مذہبِ ملکانی کے زوال کی علامات ہیں۔ میرے دادا نے بھی اس کو فالِ بد سمجھا اور حکم دیا کہ دوبارہ تخت وغیرہ لگائے جائیں اور بجائے اس بد قسمت لڑکے کے اس کے دوسرے بھائی سے عقد کردیا جائے۔ چنانچہ نئے سرے سے تیاری ہوئی اور دوسرا لڑکا تخت پر بٹھایا گیا۔ انجیل کا پڑھنا شروع ہوا تھا کہ پھر وہی صورت حال پیش آئی اور وہی نحوست رونما ہوئی۔ مگر کسی نے اس راز کو نہ سمجھا کہ جو کچھ ہوا وہ ان بھائیوں کی نحوست نہیں ہے بلکہ

ایک خاص سردار کی سعادت کا اثر ہے۔ بالآخر سب لوگ متفرق ہوگئے۔ میرا دادا حرم سرا میں آگیا اور خجالت کی وجہ سے پھر باہر نہ نکلا۔

میں جب رات کو سو گئی تو خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریین کے ساتھ تشریف لائے اور نور کا منبر جو بلندی میں آسمان سے مقابلہ کر رہا تھا، قصر شاہی میں اسی جگہ نصب کیا گیا جہاں میرے دادا نے اپنا تخت نصب کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت محمدؐ نے مع اپنے وصی اور داماد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اور مع ان فرزندوں کے جو امام ہیں محل کو اپنے نور سے منور فرمایا۔ جناب حضرت عیسیٰؑ ازروئے تعظیم و اجلال خاتم الانبیاء کے استقبال کے لئے آگے بڑھے ان سے گلے ملے اور جناب رسول خداؐ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے جو ان کے بیٹے ہیں اور جن کا یہ خط ہے جناب عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے روح اللہ میں اس لئے آیا ہوں کہ اپنے اس فرزند کے لئے آپ کے وصی شمعون کی دختر ملیکہ کی خواستگاری کروں۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت شمعون کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ خاتم الانبیاءؐ دونوں جہانوں کا شرف تمہارے واسطے لے کر آئے ہیں۔ یہ رشتہ کردو۔ اور رحم آل محمدؐ سے اپنے رحم کو ملا دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد جناب رسول خداؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ خطبہ ارشاد فرمایا اور آپؐ نے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے میرا عقد کر دیا۔ جس کے گواہ فرزندان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حواریین ہوئے۔

جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی تو جان کے خوف سے کسی سے میں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور اپنے دل میں رکھا۔ مگر ابو محمدؑ کی محبت روز بروز میرے دل میں بڑھتی گئی۔ صبر و قرار جاتا رہا یہاں تک کہ کھانا پینا حرام ہوگیا۔ چہرہ متغیر اور جسم لاغر ہوگیا۔ مملکت روم کا کوئی طبیب ایسا باقی نہ رہا جس کو علاج کے لئے میرے دادا نے بلایا نہ ہو۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تب مایوس ہو کر میرے دادا نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تیرے دل میں دنیا کی جو کچھ بھی خواہش و آرزو ہو وہ بیان کر تاکہ اس کو پورا کروں۔ میں نے جواب دیا کہ میرے دل میں اب کوئی خواہش نہیں۔ صحت سے ناامید ہوں۔ ہاں اگر آپ ان مسلمان قیدیوں کو جو آپ کے قید خانہ میں مقید ہیں آزاد کردیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی مادر گرامی مجھ کو شفاء عطا فرمائیں۔ یہ سن کر میرے دادا نے ان قیدیوں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ جب ایسا ہوا تو میں نے بھی کچھ صحت کا اظہار کیا۔ کچھ کھانا بھی کھایا جس سے دادا کو خوشی ہوئی۔ چار راتوں کے بعد میں نے یہ خواب دیکھا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور حضرت مریم علیہا السلام بھی مع ہزاروں حوران بہشت کے تشریف لائیں ہیں۔ مجھ سے حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ تیرے شوہر ابو محمد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی یہ مادر گرامی ہیں۔ یہ سن کر میں نے ان کا دامن پکڑ لیا اور رو رو کر یہ شکایت کی کہ ابو محمدؑ مجھے دیکھنے کے لئے نہیں آتے۔ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا کہ میرا فرزند ابو محمدؑ تیری

ملاقات کو نہیں آئے گا کیونکہ تو اللہ کے ساتھ شرک کرتی ہے اور دین نصاریٰ پر ہے ۔ میری بہن مریم علیہا السلام بھی تیرے دین سے بیزار ہیں اگر تو چاہتی ہے کہ حق تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام تجھ سے خوش ہوں اور تو میرے فرزند ابو محمدؑ سے ملنے کی خواہش مند ہے تو کہہ **اشهدان لا اله الا اللّٰه و اشهد ان ابی ۔ محمّد الرّسول اللّٰه** جب میں نے یہ کلمات طیبہ زبان پر جاری کئے تو ان معظمہ نے مجھ کو لپنے سینے سے لگایا، مجھے تسلی دی اور فرمایا کہ اب ابو محمدؑ سے ملاقات کی منتظر رہو میں اسے تمہاری طرف بھیجتی ہوں ۔ جب میں یہ خواب دیکھ کر اٹھی تو کہہ رہی تھی ہائے ابو محمدؑ سے ملاقات کا شوق کب پورا ہوگا ۔ رات ہوئی تو خواب میں انہوں نے شرف زیارت سے مشرف فرمایا ۔ میں نے کہا: اے میرے محبوب آپؑ نے مجھے اسیر محبت کرکے کیوں جدائی اختیار کی ہوئی ہے ؟ آپؑ نے جواب دیا کہ تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ تم مشرکہ تھیں ۔ اب مسلمان ہو گئی ہو لہٰذا ہر شب برابر آتا رہوں گا ۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ مجھے اور تمہیں بظاہر یکجا فرمائے ۔ چنانچہ اس کے بعد کوئی رات ایسی نہیں گزری جو حضرت کو خواب میں نہ دیکھا ہو ۔

بشر بن سلیمان نے پوچھا: آپ اسیروں میں کیسے شامل ہوگئیں ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایک شب کو ابو محمدؑ نے مجھے یہ خبر دی کہ تمہارا دادا فلاں روز مسلمانوں کی طرف لشکر بھیجنے والا ہے ۔ اور خود بھی پیچھے جائے گا ۔ تم بھی اس طرح اپنا حلیہ تبدیل کر کے کہ کوئی نہ پہچانے کنیزوں، خدمت گزاروں میں پوشیدہ شریک ہو کر اپنے دادا کے پیچھے روانہ ہونا اور فلاں راہ سے چلنا ۔ جب وہ وقت آیا تو میں نے ایسا ہی کیا چلتے چلتے مسلمانوں کی جاسوس جماعت نے ہمیں دیکھ لیا اور گرفتار کر کے لے گئے اور آخرکار یہ ہوا جو تم دیکھ رہے ہو اور اس وقت تک سوائے تمہارے کسی کو نہ معلوم ہوسکا کہ میں شاہ روم کی دختر ہوں ۔ ایک بوڑھے شخص نے جس کے حصہ میں آئی تھی میرا نام پوچھا تو میں نے نرجس بتایا ۔ جس پر اس نے کہا کہ یہ تو کنیزوں کا سا نام ہے ۔ اس کے بعد بشر بن سلیمان نے کہا کہ تعجب ہے کہ تم اہل فرنگ ہو مگر عربی خوب جانتی ہو ۔ جواب دیا کہ میرے دادا کو مجھ سے بہت محبت تھی اور وہ یہ چاہتا تھا کہ مجھے آداب حسنہ سکھائے اس لئے اس نے ایک ایسی معلمہ کو میرے واسطے مقرر کیا جو فرنگی اور عربی زبان جانتی تھی ۔ وہ صبح شام آتی اور عربی زبان کی تعلیم مجھے دیتی تھی یہاں تک کہ میں خوب عربی بولنے لگی ۔

بشر بن سلیمان کہتے ہیں کہ جب میں ان معظمہ کو سرمن رائے (سامرہ) لے کر آیا اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ خدا نے دینِ اسلام کی عزت اور دین نصاریٰ کی ذلت اور اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کس طرح تم کو دکھائی ۔ انہوں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ میں اس بات کو کیا بیان کر سکتی ہوں ۔ جس کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں عزت دینا چاہتا ہوں ۔ ان دو صورتوں میں سے کونسی صورت تم کو پسند ہے ۔ دس ہزار دینار تم کو دوں یا شرافت ابدی کی بشارت دوں ۔ انہوں نے

عرض کیا کہ میں مال کی خواہش مند نہیں ہوں بلکہ شرف کی خوشخبری چاہتی ہوں آپ نے فرمایا کہ تم کو بشارت ہو ایک ایسے فرزند کی جو مشرق و مغرب کا بادشاہ ہوگا۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جب یہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ انہوں نے عرض کیا: یہ فرزند کس سے ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: کس سے فلاں رات، فلاں شہر میں، فلاں سن میں روم میں حضرت محمدؐ نے تمہاری خواستگاری کی تھی؟ انہوں نے کہا حضرت مسیحؑ اور ان کے وصی سے۔ فرمایا: یہ بتاؤ کہ کس کے ساتھ تمہارا عقد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے وصی نے کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپؑ کے فرزند ابو محمدؑ کے ساتھ۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان کو پہچانتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جس شب سے ان کی والدہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ہاتھ پر ایمان لائی ہوں وہ ہر رات مجھے دیکھنے کے لئے آتے رہے ہیں۔

اس کے بعد آپؑ نے اپنے خادم کافور کو طلب فرمایا اور کہا کہ جاؤ میری بہن حکیمہ کو بلا لاؤ۔ جب وہ آئیں تو آپؑ نے فرمایا کہ یہی وہ کنیز ہے جس کے لئے میں نے کہا تھا۔ یہ سن کر انہوں نے گلے سے لگایا اور بہت مہربانی سے پیش آئیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اے دختر رسولؐ اس کو اپنے گھر لے جاؤ اور واجبات اور سنن کی تعلیم دو۔ یہ ابو محمدؑ کی زوجہ اور صاحب الزمان (علیہ السلام) کی والدہ ہیں۔

باب (۴۲) وہ روایات جو امام قائم علیہ السلام کی ولادت سے متعلق ہیں

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن ولیدؒ نے ان سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے ابو عبداللہ حسین بن رزق اللہ نے ان سے موسیٰ بن محمد بن قاسم بن حمزہ بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے جناب حکیمہ خاتون بنت محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام نے بیان کیا ہے کہ ایک دن مجھے جناب حسن عسکری علیہ السلام نے بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ اے پھوپھی آج رات میرے پاس افطار کریں۔ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات کو اپنی زمین پر اپنی حجت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ میں نے دریافت کیا: یہ ولادت کس سے ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا نرجس خاتون سے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان نرجس خاتون میں تو کوئی حمل کے آثار نہیں ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جو کہا گیا ہے وہی ہوگا۔ میں اٹھ کر جناب نرجس خاتون کے پاس آئی۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے میری اور میرے اہل کی سردار! آپ کیسی ہیں؟ میں نے کہا کہ میں نہیں بلکہ تم میری اور میرے اہل کی سردار ہو تو انہوں نے مجھے ایسا کہنے سے منع کیا اور کہا: اے پھوپھی آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ تو میں نے کہا: اے بیٹی آج شب تم کو اللہ تعالیٰ ایک بچہ عطا کرے گا جو دنیا اور آخرت میں سردار ہوگا۔ یہ سن کر وہ خجل ہوئیں اور شرما گئیں۔

نماز مغربین اور کھانے سے فارغ ہوکر نرجس خاتون کے پاس ہی آرام کیا۔ آدھی رات کو اٹھی۔ نرجس خاتون

سو رہی تھیں میں نے نماز شب پڑھی ، ادعیہ اور تعقیبات میں مشغول تھی کہ نرجس خاتون بھی بیدار ہوئیں وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر سو گئیں ۔

جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اتنے میں صبح ہونے لگی اور میرے دل میں طرح طرح کے خیالات گزرنے لگے ۔ جس پر امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسی جگہ سے جہاں وہ تشریف فرما تھے مجھے آواز دی کہ اے پھوپھی اماں جلدی مت کیجئے وہ وقت قریب آگیا ہے ۔ پس میں مطمئن ہو کر بیٹھ گئی اور سورہ الم سجدہ و یسین پڑھنے لگی ۔ اسی اثنا میں میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون مضطرب ہو رہی ہیں ۔ میں ان کے پاس گئی اور کہا کہ اسم الٰہی کا ورد کرو ۔ پھر پوچھا کیا کچھ محسوس کرتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں پھوپھی جان ۔ تب میں نے کہا کہ اطمینان رکھو وہی ہونے والا ہے جو تم سے کہہ چکی ہوں ۔ حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ کبھی وہ مجھ سے لپٹ جاتیں اور کبھی میں انہیں اپنے سینے سے لگالیتی ۔ اتنے میں ، میں نے اپنے آقا کی آمد کو محسوس کیا ۔ پس پردہ ہٹایا گیا ۔ ناگاہ ایک بچہ کو دیکھا جو سجدے کی حالت میں تھا ۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی: اے پھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ ۔ میں بچہ کو لے کر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی ۔ آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھ بچہ کے نیچے اور کمر پر رکھ دیئے اور اس کے قدم اپنے سینے پر رکھے اور اپنی زبان مبارک کو بچہ کے منہ میں ڈال دیا ۔ اپنا ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں ، دونوں کانوں اور جوڑوں پر پھیرا ۔ پھر فرمایا: اے فرزند کلام کرو ۔ پس فرمایا: **اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريک له ، واشهدان محمداً رسول الله** (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے رسول ہیں) ۔ پھر آپؑ نے امیرالمومنین اور ائمہ علیہم السلام پر درود بھیجا حتیٰ کہ آپ نے اپنے والد پر درود بھیجا اور خاموش ہوگئے ۔ پھر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے پھوپھی اس بچہ کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ تاکہ ان کو سلام کرے ۔ آپؑ نے بچہ (امام قائم علیہ السلام) کو میرے حوالے کیا ۔ میں بچہ کو اس کی ماں کے پاس لے آئی ۔ بچہ نے اپنی ماں کو سلام کیا ۔ پھر میں بچہ لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؑ کے پاس رکھ دیا ۔ آپؑ نے فرمایا: اے پھوپھی ساتواں روز ہو تو ہمارے پاس آنا ۔ صبح ہوئی تو میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو سلام کرنے حاضر ہوئی ۔ میں نے کپڑا ہٹایا تو بچہ کو نہ پایا ۔ میں نے عرض کیا کہ میں قربان بچہ کیا ہوا ۔ آپؑ نے فرمایا: اے پھوپھی ہم نے اس کو اس کے سپرد کیا جس کے سپرد مادر موسیٰ نے موسیٰ کو کیا تھا ۔

حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ جب ساتواں روز ہوا تو میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؑ کو سلام کیا اور بیٹھ گئی ۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس میرے فرزند کو لے آؤ ۔ میں جناب قائم علیہ السلام کو آپؑ کے پاس لے آئی وہ کپڑے میں لپٹے تھے ۔ آپؑ نے امام قائمؑ کے ساتھ پہلے کی طرح برتاؤ کیا اور اپنی زبان چسائی گویا انہیں دودھ یا شہد چٹا

رہے تھے پھر کہا: اے فرزند بولو ۔ پس امام قائمؑ نے شہادتیں پڑھیں اور اپنے آباء کرام پر ایک کے بعد ایک پر درود پڑھا ۔ یہاں تک کہ اپنے والد پر درود پڑھا پھر یہ آیت تلاوت کی ۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ○ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین ○ ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون (سورہ قصص آیات ۵ ۔ ۶) "اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے ملک میں اور ان کو سردار کردیں اور ان کو قائم مقام کردیں اور ان کو ملک میں جمادیں اور فرعون اور ھامان کو اور ان کے لشکروں کو جو انہی میں سے تھے وہ کچھ دکھلادیں جس کا خوف کیا کرتے تھے "۔

موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے عقبہ خادم سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حکیمہ خاتون نے سچ فرمایا ۔

۲ ۔ مجھ سے حسین بن احمد بن ادریسؒ نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن اسماعیل نے ان سے محمد بن ابراہیم کوفی نے ان سے محمد بن عبداللہ طھوی نے بیان کیا کہ میں جناب حکیمہ خاتون بنت محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد حجت خدا کے بارے میں معلوم کروں اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد جو لوگوں میں اختلافات پیدا ہوئے ہیں ان کے بارے میں بات کرسکوں ۔ پس جناب حکیمہ خاتون نے مجھے بیٹھنے کے لئے کہا ۔ میں بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! اللہ اپنی زمین کو اپنی حجت (امام) سے خالی نہیں چھوڑے گا چاہے وہ ناطق ہو یا صامت اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بعد امامت دو بھائیوں میں جمع نہیں ہوگی امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی فضیلت اور برائیوں سے پاک ہونے کے سبب اور یہ کہ زمین میں کوئی ان کی نظیر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کو امام حسنؑ کی اولاد پر فضیلت دی اور امامت کو ان کی اولاد میں مخصوص کردیا ہے ۔ جیسے کہ حضرت موسیٰؑ کی اولاد کو چھوڑ کر حضرت ہارونؑ کی اولاد میں نبوت مخصوص کی تھی ۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہارونؑ پر حجت تھے ۔ پس تاقیامت امامت کا فضل امام حسین علیہ السلام کی اولاد کے لئے ہے اور ضروری ہے سرگردانی اور شک و شبہ اس امت میں پیدا ہوجائے اور اس کے نتیجے میں اہل باطل اس کا شکار ہوجائیں اور اہل حق پہچانے جائیں تاکہ ہم مخلوقات کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہے اور یقیناً حیرت اور سرگردانی کا دور ابو محمد حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد آئے گا ۔ میں نے عرض کیا: کیا امام حسن عسکری علیہ السلام کی بھی کوئی اولاد ہے ؟ وہ مسکرائیں اور فرمایا: اگر نہیں ہے تو پھر ان کے بعد حجت کون ہے اور میں نے تمہیں ابھی بتایا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے بعد امامت دو بھائیوں میں جمع نہ ہوگی ۔ میں نے کہا: میری سردار مجھے میرے آقا کی ولادت اور غیبت کے بارے میں بتائیں ۔ آپ نے فرمایا: ہماری ایک

کنیز تھی جس کو نرجس کہا جاتا تھا۔ ایک دن میرے بھائی کے فرزند ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نرجس کو غور سے دیکھتے تھے۔ میں نے آپؑ سے کہا کہ اگر آپ کو اس کی دلی خواہش ہو تو میں آپ کو بخش دوں۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ مجھے حیرانی ہورہی ہے۔ میں نے کہا: کس بات کی حیرانی تو فرمایا کہ عنقریب اس سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو اللہ کے نزدیک عزت والا ہوگا۔ وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ میں نے کہا: اس کو آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔ آپؑ نے فرمایا: اس سلسلے میں پدربزرگوار سے اجازت طلب فرمایئے۔ میں اپنے بھائی حضرت علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں سلام کیا اور بیٹھ گئی تو آپؑ نے گفتگو میں پہل کی اور فرمایا: اے حکیمہ نرجس کو میرے فرزند ابو محمدؑ کے حوالے کردو۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا میں اسی غرض سے حاضر ہوئی ہوں تاکہ اس بارے میں آپ سے اجازت حاصل کروں۔ آپؑ نے فرمایا: اے میری برکت والی بہن۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو دوست رکھا ہے کہ وہ آپ کو اس کام میں شریک کرے اور بھلائی میں آپ کا حصہ مقرر کرے۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں: پس میں نے اپنے گھر آنے میں دیر نہ کی اور نرجس خاتون کو سنوار کر ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو بخش دیا اور دونوں کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں جمع کردیا۔ آپؑ میرے پاس کئی دن تک قیام پذیر رہے۔ پھر جناب حسن عسکری علیہ السلام نرجس خاتون کو لے کر اپنے والد جناب علی نقی علیہ السلام کے پاس چلے گئے۔

جناب حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے والد کے قائم مقام ہوئے۔ ایک دن میں آپؑ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی جس طرح ان کے والد کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی تھی تو نرجس میرے پاس آئیں اور میرے جوتے اتارنے لگیں اور کہا: اے میری آقا میں آپ کی جراب اتار دوں اور آپ کی خدمت کروں۔ میں نے جواب دیا: بلکہ تم میری آقا ہو۔ خدا کی قسم میں اپنی جراب اتارنے کے لئے تمہارے حوالے نہیں کروں گی۔ بلکہ میں بذات خود بسر وچشم تمہاری خدمت کروں گی۔ جب یہ باتیں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے سنیں تو فرمایا: اے پھوپھی خدا آپ کو جزا خیر دے۔ میں غروب آفتاب تک وہیں رہی پھر واپسی کا ارادہ کیا اور کنیز کو آواز دی اور اس سے کہا کہ میری چادر لے آؤ تاکہ میں چلی جاؤں تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے پھوپھی آج رات ہمارے ساتھ افطار فرمائیں۔ عنقریب وہ فرزند کریم میرے یہاں پیدا ہونے والا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ ولادت کس سے ہوگی؟ کیوں کہ نرجس میں تو میں کوئی آثار حمل نہیں دیکھ رہی۔ آپؑ نے فرمایا کہ نرجس ہی سے یہ پیدائش ہوگی۔ میں اٹھی اور نرجس خاتون کے پاس پہنچی۔ شکم و پشت کو دیکھا مطلق آثار حمل نہ پائے۔ واپس آکر پھر میں نے یہی کہا۔ جس پر آپؑ مسکرائے اور فرمایا کہ جب صبح ہوگی تو معلوم ہوجائے گا۔ اس کا حال مادر موسیٰ کی مثل ہے کہ وقت ولادت

تک کسی کو علم نہیں ہوا اور نہ حمل کے آثار ظاہر ہوسکے ۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کی جستجو میں فرعون کے حکم سے حاملہ عورتوں کے شکم چاک کیے جارہے تھے ۔ یہ فرزند بھی موسیٰ کی نظیر ہے ۔

حکیمہ کہتی ہیں کہ میں دوبارہ نرجس خاتون کے پاس آئی اور جو کچھ آپؑ نے فرمایا تھا اس کی خبر دی اور حال پوچھا ۔ جس پر انہوں نے جواب دیا! اے میری سردار میں ایسی کوئی بات اپنے میں نہیں پاتی ۔ حکیمہ خاتون کہتی ہیں! غرض رات وہیں ٹھہر گئی اور نرجس خاتون کے پاس آرام کیا ۔ میں طلوع فجر تک ان کی نگرانی کرتی رہی جب کہ وہ اس طرح سوئی ہوئی تھیں کہ پہلو بھی نہیں بدلا آخر شب میں طلوع فجر کے قریب میں نے دیکھا کہ نرجس مضطرب ہورہی ہیں یہ دیکھتے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کو سینے سے لگا کر اسماء الہیٰ پڑھ کر دم کیئے ۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی کہ سورہ اناانزلناہ پڑھیئے ۔ میں نے نرجس خاتون سے پوچھا کہ اب کیا حال ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ مولا نے فرمایا تھا ظاہر ہوگیا ہے ۔ اس وقت میں نے سورہ اناانزلنا کی تلاوت شروع کردی اس کے پڑھتے ہی شکم مادر کے اندر سے ہی مولود کے بھی سورہ اناانزلنا پڑھنے کی آواز آتی رہی اور اس نے مجھ کو سلام کیا ۔

حکیمہ خاتون کہتی ہیں! یہ امور دیکھ کر میں ڈر گئی ۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی کہ پھوپھی اماں اللہ کی قدرت سے تعجب نہ کریں ۔ خداوند عالم ہمارے بچوں کو حکمت کے ساتھ گویائی کی طاقت عطا فرماتا ہے ۔ اور روئے زمین پر بزرگی میں ہم کو اپنی حجت قرار دیتا ہے ۔ ابھی آپؑ کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ نرجس خاتون میری نظروں سے غائب ہوگئیں ۔ گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ سا حائل ہوگیا ۔ میں فریاد کرتی ہوئی ابو محمدؑ کی خدمت میں آئی آپؑ نے فرمایا اے پھوپھی اماں اندیشہ کی بات نہیں ۔ واپس جایئے ۔ نرجس خاتون کو آپ وہیں پائیں گی ۔

(حکیمہ خاتون) فرماتی ہیں کہ میں واپس آئی تو دیکھا کہ پردہ اٹھا دیا گیا ہے اور نرجس خاتون سے ایک ایسا نور ساطع ہورہا ہے جس سے آنکھوں کو خیرگی ہوتی ہے ۔ اور ایک صاحبزادے اپنے گھٹنوں کے بل سجدے میں جھکے ہوئے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کیئے ہوئے فرمارہے ہیں ۔ **اشھدان لاالہ الااللّٰہ [وحدہ لاشریک لہ] وان جدی محمداً رسول اللّٰہ وان ابی امیرالمومنین** (میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ۔ اور میرے نانا محمدؐ خدا کے رسول ہیں ۔ اور میرے دادا امیرالمومنینؑ) اس طرح ایک ایک امام کا نام لیا ۔ جب اپنے نام پر پہنچے تو فرمایا! اے میرے پروردگار جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے ۔ اس کو میرے لئے وفا فرما اور میرے امر کو پورا کر ۔ اور مجھے ثابت قدم رکھ اور میرے ذریعہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے ۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے آواز دی کہ اے پھوپھی اس کو اٹھا کر میرے پاس لایئے ۔ پس میں نے بچے کو اٹھایا اور ان کی طرف لے کر چلی جب میں نے اس کا رخ باپ کی طرف کیا تو اپنے والد کو سلام کیا ۔ پس جناب حسن عسکریؑ نے اس کو مجھ سے لے لیا ۔ (درحالیکہ پرندے اس کے سر پر منڈلارہے تھے) ۔ آپؑ نے جواب دیا اور

اپنی زبان مبارک چسائی پھر فرمایا: اس کو اس کی ماں کے پاس لے جائیے تاکہ وہ اس کو دودھ پلائے۔ بعد میں میرے پاس لے آنا۔ میں اس کی ماں کے پاس لے گئی۔ انہوں نے دودھ پلایا۔ میں دوبارہ آپ کی خدمت میں بچہ کو لائی۔ آپ نے ان مرغان سفید میں سے جن کی آمدورفت ہورہی تھی ایک کو حکم دیا کہ اس مولود کو لے جا اور اس کی حفاظت کر اور ہر چالیس روز کے بعد لے آنا۔ چنانچہ وہ لے گیا۔ اور اس کے پیچھے باقی پرندے بھی اڑ گئے۔ اس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرما رہے تھے کہ میں نے تم کو اس اللہ کے سپرد کیا ہے جس کی سپردگی میں حضرت موسیٰ کو مادر موسیٰ نے دیا تھا۔ نرجس خاتون اس واقعہ سے رونے لگیں۔ آپ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا کہ خاموش ہوجاؤ۔ عنقریب یہ فرزند تمہارے پاس آئے گا۔ اور تمہارے سوا کسی کا دودھ نہیں پیئے گا۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پاس لوٹے تھے جیسے کہ پروردگار کا ارشاد ہے۔ **فرددناہ الی امه کی تقر عینها ولاتحزن** (سورۃ قصص آیت نمبر ۱۳) "پھر ہم نے پہنچا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو"۔

حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ پرندے کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا: جو لے گیا وہ روح القدس ہے اور ائمہ علیہم السلام پر موکل ہے۔ جو ان کو ہر لغزش اور خطا سے محفوظ رکھتا ہے، انہیں کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے، ان کی بھرپور مدد کرتا ہے اور علم کی روشنی سے انہیں آراستہ کرتا ہے۔

حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں چالیس روز کے بعد گئی تو میں نے ایک بچے کو وہاں چلتے پھرتے دیکھا۔ جس پر میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا کہ صاحب زادے تو دو سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ انبیاء اور اوصیاء کے فرزند جو امام ہوتے ہیں ان کی نشوونما خلاف عادت ہوتی ہے۔ وہ ایک ماہ میں اتنا بڑھتے ہیں جتنا ایک عام بچہ ایک سال میں اور ہمارے بچے شکم مادر میں کلام کرتے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ملائکہ صبح و شام ان کے پاس آتے ہیں۔

حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں ہر چالیس روز کے بعد انہیں دیکھتی یہاں تک کہ ان کے والد کے انتقال سے چند روز پہلے میں نے انہیں جوان مرد دیکھا تو میں پہچان نہ سکی تو میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا: یہ کون شخص ہے جو مجھے بیٹھنے کو کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ نرجس کا فرزند ہے یہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ پس کچھ عرصہ بعد یہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہوجائے گا۔ اس کے بارے میں میری بات سنو اور میری اطاعت کرو۔

حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس کے چند دن بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا انتقال ہوگیا اور لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگیا جیسا کہ ہم نے دیکھا۔ خدا کی قسم میں ہر روز صبح و شام صاحب الامر علیہ السلام کے پاس جایا کرتی اور جو کچھ لوگ مجھ سے سوالات کرتے، آپ سے ان کے جوابات لے کر سوال کرنے والوں کو بتلادیتی۔ خدا کی قسم کبھی

بھی ایسا ہوتا کہ میں نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا اور سوال کرنے سے پہلے ہی آپ نے جواب دے دیا۔ انہوں نے گزشتہ شب مجھے خبر دی تھی کہ تم آج میرے پاس آؤ گے اور مجھے حکم دیا کہ میں تم کو حق بات بتاؤں گی۔ محمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم حکیمہ خاتون نے مجھے وہ بات بتائی جس کی خبر سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ کی طرف سے صدق و عدل ہے۔ بے شک اللہ عزّوجل نے مطلع کیا اس بات سے جس پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرورؒ نے ان سے حسین بن محمد بن عامر نے ان سے معلّی بن محمد بصری نے بیان کیا کہ زبیری کے قتل کے وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اس شخص کا انجام ہے جس نے اللہ پر اس کے اولیاء کے بارے میں جھوٹ باندھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے قتل کردے گا اور میرا کوئی جانشین نہ ہوسکے گا۔ پس اس نے قدرتِ خدا کو دیکھ لیا۔ آپؑ کے ایک صاحبزادے تھے جن کا اسم مبارک "م ح م د" تھا جو سن دو سو چھپن میں پیدا ہوئے۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن محمد بن عصامؒ نے ان سے محمد بن یعقوب کلینیؒ نے ان سے علی بن محمد نے بیان کیا کہ صاحب امر علیہ السلام کی ولادت نصف شعبان سن دو سو پچپن میں ہوئی۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ اور احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنھما نے ان سے محمد بن یحییٰ عطّار نے ان سے حسین بن علی نیشاپوری نے ان سے ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ان سے سیّاری نے بیان کیا کہ نسیم اور ماریہ کنیزیں کہتی ہیں کہ جب جناب صاحب امر علیہ السلام اپنی والدہ کے شکم سے پیدا ہوئے تو آپ نے دونوں گھٹنوں کو زمین پر ٹیک دیا اور اپنی دونوں سبابہ انگلیوں (انگوٹھوں) کو آسمان کی طرف بلند کیا پھر آپؑ نے چھینک لی اور فرمایا: تمام کائنات کے پالنے والے کا شکر ہے اور اللہ کی رحمت محمدؐ اور آل محمد علیہم السلام پر نازل ہو۔ ظالم گمان کرتے ہیں کہ اللہ کی حجت باطل ہوگئی۔ اگر ہمیں اجازت ہوتی تو (ابھی) ان کے شک کو زائل کرتے۔

ابراہیم بن محمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نسیم کنیز کا بیان ہے کہ امام قائم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ایک شب میری حاضری ہوئی تو مجھے چھینک آئی۔ آپؑ نے فرمایا یرحمک اللہ جس کو سن کو مجھے خوشی ہوئی۔ پھر کہا کہ کیا اس کے متعلق تجھ کو خوشخبری دوں۔ میں نے عرض کیا کہ ارشاد فرمایئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ چھینک کا آنا تین دن تک موت سے امان کا باعث ہے۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل اور احمد بن محمد بن یحیی عطار رضی اللہ عنھم ان سے محمد بن یحییٰ عطّار نے ان سے اسحاق بن ریاح بصری نے ان سے ابو جعفر عمری نے کہ جب امام قائم علیہ السلام

کی ولادت ہوئی تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ ابو عمرو (یعنی عثمان بن سعید) کو بلاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت خرید کر تقسیم کردو علی بن ہاشم کہتے ہیں کہ آپؑ کا عقیقہ بکری وغیرہ سے کیا۔

۷۔ مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے بیان کیا ان سے محمد بن یحییٰ عطّار نے ان سے ابو علی خیزرانی نے کہا کہ میری ایک کنیز تھی جس کو میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کیا تھا۔ جب جعفر کذاب نے آپؑ کے گھر پر قبضہ کیا تو اس کنیز سے نکاح کرلیا۔ ابو علی کہتے ہیں کہ وہ کنیز بیان کرتی ہے کہ میں امام قائم علیہ السلام کی ولادت کے وقت موجود تھی۔ آپؑ کی والدہ کا نام صیقل تھا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے جب آپ کی والدہ کو اپنے بعد ہونے والے واقعات سے مطلع کیا جو آپؑ کے عیال پر گزریں گے تو انہوں نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ اے اللہ انہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سے قبل ہی دنیا سے اٹھالے۔ پس ان کا انتقال آپؑ کی زندگی میں ہی ہوگیا۔ ان کی قبر کی لوح پر لکھا ہے "یہ ام محمدؑ کی قبر ہے" ابو علی کا بیان ہے یہی کنیز کہتی ہے کہ امام قائم علیہ السلام کی ولادت کی شب میں نے دیکھا کہ ایک نور ساطع ہے جو زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے اور سفید پرندے آسمان پر پرواز کر رہے ہیں۔ اور اپنے پروں کو مولود کے سر، چہرہ اور تمام بدن سے مس کرتے ہیں اور اڑ جاتے ہیں۔ میں نے اس کی خبر جناب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو دی تو وہ مسکرا دیئے اور فرمایا یہ ملائکہ ہیں جو اس مولود سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہ ہی اس بچے کے انصار ہیں جب یہ خروج کرے گا۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے محمد بن احمد علوی نے ان سے ابو غانم خادم نے بیان کیا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں ایک بچہ کی ولادت ہوئی جس کا نام محمدؑ تھا۔ آپؑ نے تیسرے دن اپنے اصحاب کو اس بچہ کی زیارت کرائی اور فرمایا کہ یہ میرے بعد تمہارا امام اور تم پر میرا خلیفہ ہے۔ یہ ہی قائم (علیہ السلام) جس کا تمہیں طویل انتظار کرنا ہے۔ اور یہ ہی زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

۹۔ بیان کیا مجھ سے علی بن حسن بن فرج مؤذنؒ نے ان سے محمد بن حسن کرخی نے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص ابو ہارون کا کہنا ہے کہ میں نے صاحب امر علیہ السلام کو دیکھا ہے وہ جمعہ کے دن سن دو سو چھپن میں پیدا ہوئے۔

۱۰۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے محمد بن ابراہیم کوفی نے کہ ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے پاس اپنے قابل اعتماد شخص کو بھیجا جو ایک ذبح شدہ بکری لے کر آیا تھا۔

۱۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے ان سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے حسین بن علی نیشاپوری نے ان سے حسن بن منذر نے کہ ایک دن میرے پاس حمزہ بن ابی فتح آئے اور کہا مبارک ہو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اور آپؑ کا حکم ہے کہ اس امر کو راز میں رکھو۔ میں نے پوچھا اس بچہ کا کیا نام رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا نام محمدؑ اور کنیت ابو جعفر رکھی ہے۔

۱۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراھیم بن اسحاقؒ نے ان سے حسن بن علی بن ذکریا نے مدینہ میں، ان سے ابو عبداللہ محمد بن خلیلان نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد نے ان سے غیاث بن اسید نے کہ جناب قائم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ ریحانہ تھیں جن کو نرجس اور صیقل اور سوسن بھی کہا جاتا ہے۔ صیقل اس لئے کہا گیا کہ جنین (حمل) کی وجہ سے وہ نورانی ہوگئیں جناب امام قائم علیہ السلام شعبان کی آٹھ راتیں گزرنے کے بعد سن دوسو چھپن میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کے وکیل عثمان بن سعید تھے۔ عثمان بن سعید نے انتقال کرتے ہوئے اپنے صاحبزادہ ابو جعفر محمد بن عثمان کے لئے وصیت کی اور ابو جعفر نے ابوالقاسم حسین بن روح کے لئے وصیت کی اور ابوالقاسم نے علی بن محمد سمری کے لئے وصیت کی رضی اللہ علیہم جب سمریؒ کا آخری وقت آیا تو ان سے آپؑ کے وکیل کے بارے میں پوچھا گیا۔ سمریؒ نے کہا اب یہ امر اللہ کے پاس ہے۔ پس سمری کے بعد غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔

۱۳۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانیؒ نے ان سے حسن بن علی بن ذکریا نے مدینہ میں ان سے ابو عبداللہ محمد بن خلیلان نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد نے ان سے غیاث بن اسید (اسد) نے کہ محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں کہ جب امام قائم علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کے چہرہ سے ایک نور ساطع ہوا جو آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ ولادت کے بعد آپؑ نے اپنا چہرہ سجدہ میں رکھ دیا اور ذکر خدا بجالائے پھر چہرہ اٹھایا اور فرمایا **شهد الله انه لااله الا هو والملائكة واولوا العلم قائما بالقسط لااله الا هو العزيز الحكيم ان الدين عندالله الا سلام** "اللہ نے گواہی دی کہ اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور ملائکہ نے اور صاحبان علم نے جو عدل پر قائم ہیں کہ اس عزیز و حکیم کے علاوہ کوئی نہیں۔ بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے"۔

محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ کہتے ہیں کہ امام قائم علیہ السلام کی ولادت بروز جمعہ ہوئی۔

۱۴۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ سے روایت ہے کہ آپؑ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ جناب حکیمہ خاتون کہتی ہے کہ آپؑ کی والدہ کے نفاس کا خون جاری نہیں ہوا اور یہ ہی پاک و پاکیزہ سنت ائمہ علیہم السلام کی امہات کے لئے جاری رہی ہے۔

۱۵۔ بیان کیا مجھ سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطارؒ نے ان سے علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے ان سے حمدان بن سلیمان نے ان سے محمد بن حسین بن زید نے ان سے ابو احمد محمد بن زیاد ازدی نے کہ جب حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے یہاں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آپؑ نے فرمایا۔ میرا یہ بیٹا مختون (ختنہ شدہ) اور طاہر و مطہر پیدا ہوا ہے۔ اور ائمہ ہمیشہ مختون اور طاہر و مطہر پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن ہم موسیٰ پر سنت کی درستی اور دین حنیفی کی پیروی سے گزریں گے۔

۱۶۔ بیان کیا مجھ سے ابوالعباس احمد بن حسین بن عبداللہ بن مہران ابی ازدی عروضی نے مرو میں ان سے احمد بن حسن بن اسحاق قمی نے کہ جب خلف صالح علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ایک خط میرے دادا احمد بن اسحاق کو لکھا کہ ہمارے ہاں ایک تو مولود پیدا ہوا ہے پس یہ بات تمہارے پاس راز میں رہے اور تمام لوگوں سے پوشیدہ رہے۔ ہم نے اپنے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار اور اس کی ولایت کے ماننے والوں کے علاوہ کسی کو اس بات سے آگاہ نہیں کیا ہے۔ ہم نے چاہا تمہیں یہ خوشخبری سنائیں تاکہ اللہ تمہارا دل شاد کرے جس طرح ہمیں مسرت سے ہمکنار کیا ہے۔ والسلام

صاحب الزمان علیہ السلام کی ولادت پر ان کے والد کو مبارک باد

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے ان سے محمد بن حسن کرخی نے ان سے عبداللہ بن عباس علوی نے ان سے ابو الفضل حسن بن حسین علوی نے کہ حضرت امام قائم علیہ السلام کی ولادت کی خبر پاکر میں سرمن رائے (سامرہ) میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت تہنیت کے لئے حاضر ہوا۔

باب (۴۳) ان لوگوں کا ذکر جنہوں نے حضرت امام قائم علیہ السلام کی زیارت کی

۱۔ بیان کیا مجھ سے علی بن حسن بن فرج موذنؒ نے، بیان کیا ان سے محمد بن حسن کرخی نے انہوں نے ابو ہارون جو ہمارے دوستوں میں سے تھا سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا۔ آپؑ کا چہرہ چودھویں کے چاند کے مانند جگمگا رہا تھا۔ آپ کی ناف پر بالوں کی لکیر تھی۔ میں نے کپڑا ہٹایا تو دیکھا حضور مختون (ختنہ شدہ) ہیں۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ہاں یہ بچہ اسی طرح پیدا ہوا ہے اور ہم ائمہ اسی طرح پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک فزاری نے ان سے معاویہ بن حکیم اور محمد بن ایوب بن نوح اور محمد بن عثمان عمریؒ نے انہوں نے کہا

کہ ہم چالیس افراد ایک ساتھ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؑ نے اپنا فرزند ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ یہ میرے بعد تمہارا امام اور تم لوگوں پر میرا خلیفہ ہے۔ اس کی اطاعت کرو اور میرے بعد دین میں تفرقہ نہ ڈالنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ آج کے بعد تم لوگ اس کو نہ دیکھو گے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس ملاقات کے چند دنوں کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا انتقال ہوگیا۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسنؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن عثمان عمریؒ سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسا سوال پوچھتا ہوں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ پوچھا تھا **رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تو من قال بلی ولکن لیطمئن قلبی** (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۰) "اے میرے پروردگار مجھے دکھلا دے کہ کیوں کر زندہ کرے گا تو مردوں کو۔ فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ کہا کیوں نہیں لیکن چاہتا ہوں کہ تسکین ہوجائے میرے دل کو"۔ پس تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں اور ان کی گردن ایسی ہے اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد دقاق، محمد بن محمد بن عصام کلینی اور علی بن عبداللہ ورّاق رضی اللہ عنہم نے ان سب سے محمد بن یعقوب کلینی نے ان سے علی بن محمد نے ان سے محمد اور حسن جو علی بن ابراہیم کے بیٹے تھے نے سن ۲۷۹ ہجری میں ان سے محمد بن علی بن عبدالرحمٰن عبدی نے ان سے عبد قیس نے ان سے ضوء ابن علی عجلی نے ان سے اہل فارس کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں سرّمن رائے (سامرہ) میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہوا۔ ابھی میں چاہتا ہی تھا کہ اجازت لوں۔ اندر سے آپؑ کی آواز آئی اور آپؑ نے مجھے بلایا۔ میں داخل ہوا اور سلام کیا۔ آپؑ نے فرمایا: کہو کیسے ہو؟ پھر مجھے بیٹھنے کے لئے کہا اور میرے اہل و عیال کے حالات معلوم کئے۔ پھر فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا: آپؑ کی خدمت کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: پھر یہیں رہو۔ میں خادموں کے ساتھ آپ کے گھر میں رہنے لگا۔ ایک دن میں بازار سے اشیاء ضرورت خرید کر واپس لوٹا۔ جب در دولت میں داخل ہوا تو آپؑ نے مجھے آواز دی کہ اپنی جگہ رک جاؤ۔ نہ باہر نکلنا نہ اندر آنا۔ پس ایک کنیز اندر سے نکلی جس کے ہاتھ میں کوئی چیز کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ پھر امامؑ نے مجھے بلایا اور کنیز کو بھی آواز دی۔ جب کنیز آئی تو آپؑ نے فرمایا: جو تمہارے پاس ہے وہ دکھاؤ۔ اس نے کپڑا ہٹایا تو میں نے اس کے ہاتھوں پر ایک خوبصورت بچہ دیکھا۔ میں نے اس کا پیٹ دیکھا جس پر سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تمہارا (میرے بعد) امام ہے۔ پھر کنیز کو حکم دیا کہ اسے لے جاؤ۔ اس کے بعد پھر میں نے اس بچہ کو نہ دیکھا یہاں تک کہ امامؑ کا انتقال ہوگیا۔ ضوء بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اس اہل فارس سے پوچھا: اُس وقت امام قائم علیہ السلام کا سن کیا تھا۔ اس نے جواب دیا: دو سال۔ عبدی کہتے ہیں کہ میں نے ضوء بن علی سے پوچھا: اس وقت ان کی عمر کیا ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا: چودہ سال۔ ابو علی اور

ابو عبداللہ کہتے ہیں: اس وقت اکیس سال عمر ہوگی۔

۵۔ مجھ سے ابو طالب مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے بیان کیا۔ ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد محمد بن مسعود عیاشی نے ان سے آدم بن محمد بلخی نے ان سے علی بن حسن بن ہارون دقاق نے ان سے جعفر بن محمد بن عبداللہ بن قاسم بن ابراہیم بن اشتر نے ان سے یعقوب بن منقوش نے انہوں نے کہا کہ میں حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ کی دائیں جانب ایک کمرہ تھا۔ جس (کے دروازے) پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا: مولا۔ صاحب امر علیہ السلام کون ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: پردہ اٹھاؤ۔ میں نے پردہ اٹھایا تو اندر سے ایک آٹھ یا دس سال کے قریب کا ایک خوبصورت لڑکا نکلا جو روشن پیشانی، سفید رو، ستھری آنکھوں، چھوٹے بھرے بھرے ہاتھ اور مضبوط گھٹنوں والا تھا۔ اس کے دائیں رخسار پر تل اور سر پر لمبے بال تھے۔ پس وہ حضرت ابو محمد علیہ السلام کے زانو پر بیٹھ گیا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تمہارے صاحب امرؑ ہیں۔ پھر صاحب امرؑ سے کہا: بیٹا وقتِ معلوم تک کے لئے لوٹ جاؤ۔ پس وہ (صاحب امرؑ) کمرے میں تشریف لے گئے۔ پھر آپؑ نے مجھ سے کہا: اے یعقوب کمرے کے اندر جاکر دیکھو کون ہے؟ میں نے اندر جاکر دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے ابو بکر محمد بن علی بن محمد بن حاتم نوفلیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالحسین عبداللہ بن محمد بن جعفر قصبانی بغدادی نے ان سے محمد بن جعفر فارسی المعروف بہ ابن جرموز نے ان سے محمد بن اسماعیل بن بلال بن میمون نے ان سے ازہری مسرور بن العاص نے ان سے مسلم بن فضل نے انہوں نے کہا کہ میں ابو سعید غانم بن سعید ہندی کے پاس کوفہ گیا اور اس سے اس کا حال دریافت کیا اور ان امور کے بارے میں معلوم کیا جو اس کے ساتھ پیش آئے تھے وہ بولا: میں ہند کے ایک شہر میں رہتا تھا جس کا نام کشمیر تھا اور میں ان چالیس افراد میں سے ہوں جو بادشاہ کے مصاحب تھے۔

(یہ ہی روایت ایک اور سند کے مطابق) بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علّان کلینی نے ان سے علی بن قیس نے ان سے غانم ابو سعید ہندی نے۔

(ایک اور سند کے مطابق) علّان کلینی کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک جماعت نے بیان کیا ان سے محمد بن محمد اشعری نے ان سے غانم نے بیان کیا۔

الغرض میں ہند کے بادشاہ کے پاس قشمیر (کشمیر) میں تھا اور ہم چالیس افراد تھے جو بادشاہ کے اطراف میں کرسی پر بیٹھتے تھے اور ہم توریت، انجیل اور زبور کے عالم تھے ایک دن ہمارے درمیان حضرت محمدؐ کے متعلق گفتگو ہوئی اور ہم نے کہا کہ ہم نے ان کا ذکر اپنی کتابوں میں پایا ہے۔ اور یہ طے پایا کہ میں ان کی تلاش میں جاؤں اور ان سے دینِ حق کا احوال پوچھوں۔ پس میں کچھ مال لے کر نکل پڑا۔ راستے میں ڈاکوں نے لوٹ لیا۔ میں کسی طرح کابل پہنچا اور

کابل سے بلخ گیا۔ وہاں کا امیر ابن ابو شور تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے اپنا مدعا بیان کیا۔ اس نے فقہا اور علماء کو جمع کیا تاکہ اسلام کے بارے میں مجھ سے مناظرہ کریں۔ پس میں نے ان لوگوں سے حضرت محمدؐ کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: وہ ہمارے نبی ہیں اور ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ میں نے کہا: ان کا خلیفہ کون تھا۔ ان لوگوں نے جواب دیا: ابو بکرؓ۔ میں نے کہا: ان کا نسب بیان کرو۔ انہوں نے اس کا نسب قریش سے ملایا۔ میں نے کہا: پھر وہ شخص (جس کے خلیفہ ابو بکر ہیں) نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اس کا خلیفہ اس کا ابن عم ہے۔ جو اس کی بیٹی کا شوہر اور اس کے بچوں کا باپ ہے۔ پس وہ یہ سن کر وہ سب اپنے امیر سے بولے کہ یہ شخص شرک سے نکل کر کفر میں داخل ہوگیا ہے۔ اسلئے اس کی گردن مار دی جائے۔ میں نے کہا: میں ایک دین پر عمل پیرا ہوں اور میرا مقصد صرف اپنے علم کا بیان ہے۔

پس امیر نے حسین بن اسکیب کو بلوایا اور کہا کہ اے حسین اس شخص سے مناظرہ کرو اس نے کہا کہ اس کو تو علماء اور فقہاء نے گھیرا ہوا ہے میں کیسے اس سے مناظرہ کروں پس (امیر نے) کہا: اس سے مناظرہ کرو جیسے میں نے کہا ہے، اسے خلوت میں لے جاؤ اور مہربانی سے پیش آؤ۔ پس حسین بن اسکیب مجھ کو علیحدگی میں لے گئے۔ میں نے حضرت محمدؐ کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا: جیسے کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ وہ ہمارے نبی ہیں۔ مگر یہ کہ ان کے خلیفہ ان کے ابن عم علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں جو ان کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر اور ان کے بچوں حسن و حسین علیہما السلام کے والد ہیں۔ میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ وہ مجھ کو امیر کے پاس لے گیا اور میں نے اسلام کا اعلان کیا۔ پس میں حسین بن اسکیب کے ساتھ اس کے گھر آیا۔ اس نے مجھے اسلام کی تعلیمات بیان کیں۔ میں نے کہا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر خلیفہ کا ایک جانشین ہوتا ہے۔ پھر حضرت علیؑ کا جانشین کون ہے۔ جواب دیا حسنؑ پھر حسینؑ پھر ایک ایک امام کا نام بیان کیا یہاں تک کہ امام حسن عسکریؑ کے نام پر پہنچے اور کہا تم اب خود حسن عسکریؑ کے جانشین کو تلاش کرو۔ پس میں ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

محمد بن محمد نے کہا: اور وہ ہمارے ساتھ بغداد تک گیا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اس کا ایک دوست تھا جو اس معاملہ میں اس کا ساتھ دے رہا تھا لیکن اسی دوران میں اس کی بعض عادات و خصلتوں سے تنگ ہوا اور اس سے جدا ہوگیا۔

اس نے کہا: میں امام مہدیؑ کی تلاش میں بغداد آیا۔ میں پل پر متفکر حالت میں چل رہا تھا کہ آپ کو کہاں پاؤں اسی دوران میں میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا: اپنے آقا کے پاس چلئے۔ وہ میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ آخر کار اس نے مجھے ایک گھر میں داخل کیا۔ جس میں باغ موجود تھا۔ ناگاہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا تشریف فرما ہیں۔

جب آپؑ نے مجھے دیکھا تو مجھ سے ہندی میں گفتگو فرمائی، اور مجھے سلام کیا، مجھے نام لیکر مخاطب کیا اور ان چالیس آدمیوں کے متعلق فرداً فرداً دریافت کیا، پھر فرمایا: تم اس سال قم کے رہنے والوں کے ساتھ حج ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، اس سال تم حج ادا نہ کرو خراسان چلے جاؤ۔ آئندہ سال حج ادا کرنا۔ آپؑ نے میری طرف ایک تھیلی کو پھینک کر فرمایا: اس کو اپنے خرچ میں صرف کرو اور بغداد میں کسی کے گھر میں نہ ٹھہرنا۔ اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کے متعلق کسی کو آگاہ نہ کرنا۔

ہم عقبہ سے چلے اور ہمارا حج پورا نہیں ہوا تھا اور غانم خراسان چلا گیا اور اگلے سال حج کیا۔ پھر ہماری طرف لطف و محبت سے آیا اور قم میں داخل نہیں ہوا اور نہ حج کیا اور خراسان گیا وہیں اس کی موت واقع ہوئی۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔

محمد بن شاذان نے کابلی سے روایت کی ہے میں نے اس کو ابو سعید کے پاس دیکھا پس اسے یاد آیا کہ میں دینِ حق کی تلاش میں جو میں نے انجیل میں پایا تھا کابل سے نکلا تھا۔ محمد بن شاذان نے مجھ سے کہا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی کہ وہ یہاں پہنچ گیا ہے۔ میں اس کی تلاش میں رہا یہاں تک کہ اس سے میں ملا اور اس کا حال احوال پوچھا۔ اس نے کہا کہ اب بھی وہ تلاش میں ہے۔ وہ مدینہ میں مقیم ہوگیا تھا۔ جس شخص سے بھی اس بات کا تذکرہ کرتا تھا۔ وہ اس کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی ہاشم کے ایک شیخ سے ملا جس کا نام یحییٰ بن محمد عریضی تھا اس نے کہا: جس شخص کو تم تلاش کرتے ہو وہ صریاء میں موجود ہے۔ اس نے کہا: میں صریاء میں وارد ہوا، ایک جھڑکاؤ کی ہوئی دہلیز پر پہنچا اور اپنے آپ کو وہاں گرادیا تب ایک سیاہ فام غلام نے مجھے جھڑکا اور کہا: اس جگہ سے اٹھ جاؤ۔ میں نے کہا: میں اس جگہ سے نہیں اٹھوں گا۔ غلام گھر میں گیا۔ پھر آیا اور مجھے اندر چلنے کو کہا۔ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے آقا گھر کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ آپؑ نے مجھے میرے نام کے ساتھ پکارا۔ حالانکہ میرے نام کو میرے اہل کے سوا جو کابل میں تھے اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ پھر آپؑ نے مجھے چند چیزوں کے متعلق آگاہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا: میرا نفقہ ضائع ہوگیا ہے تو مجھے عطا کیجئے۔ آپؑ نے فرمایا: وہ تمہارے جھوٹ کی وجہ سے ضائع ہوا ہے۔ پھر آپؑ نے میرا نفقہ مجھے عطا کیا۔ تو جو کچھ میرے پاس پہلے سے تھا وہ ختم ہوگیا لیکن ان کا دیا میرے پاس باقی رہا۔ پھر میں آپؑ کے پاس سے واپس چلا آیا۔ جب میں دوسرے سال واپس گیا تو میں نے اس گھر میں کسی کو نہیں پایا۔

۷۔　بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے جعفر بن محمد بن مالک کوفی نے ان سے اسحاق بن محمد صیرفی نے ان سے یحییٰ بن مثنیٰ عطار نے ان سے عبداللہ بن بکیر نے ان سے عبید بن زرارہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو کھو دیں گے۔ پس وہ (امام) ہر سال موسم حج میں (خانہ کعبہ) آئیں گے۔ وہ تو لوگوں کو دیکھیں گے مگر لوگ انہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے محمد بن عثمان عمریؒ نے انہوں نے کہا کہ میں نے یہ ارشاد سنا کہ خدا کی قسم صاحب الامرؑ ہر سال حج کے موقع پر تشریف لاتے ہیں۔ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔ لوگ بھی انہیں دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں ہیں۔

۹۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن عثمان عمریؒ سے پوچھا: کیا تم نے صاحب الامر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے انہیں بیت اللہ کے پاس دیکھا ہے۔ وہ فرمارہے تھے **اللھم انجزلی ما وعدتنی** (اے اللہ اس وعدے کو پورا کر جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے)۔

۱۰۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ محمد بن عثمان عمریؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام قائم علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ آپ مستجار میں خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے فرما رہے ہیں: **اللھم انتقم لی من اعدائی** (اے اللہ میرے دشمنوں سے انتقام لے)۔

۱۱۔ بیان کیا مجھ سے ابو طالب مظفر بن جعفر بن مظفر بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ابو نصر محمد بن مسعود نے ان سے آدم بن محمد بلخی نے ان سے علی بن حسن دقاق نے ان سے ابراہیم بن محمد علوی نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی کنیز نسیم کہتی ہے کہ امام قائمؑ کی پیدائش سے ایک شب بعد میری حاضری ہوئی تو مجھے چھینک آئی۔ تو مولود نے فرمایا: **یرحمک اللہ**۔ جس کو سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی پھر فرمایا کہ اس کے متعلق تجھ کو خوشخبری دوں۔ میں نے عرض کیا کہ ارشاد فرمایئے۔ آپؑ نے فرمایا: چھینک کا آنا موت سے تین دن تک امان ہے۔

۱۲۔ انہی استاد کے ساتھ ابراہیم بن محمد علویؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے طریف ابو نصر نے کہ میں امام زمانہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے سرخ صندل مجھے دی اور فرمایا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ میں نے کہا: آپؑ میرے سردار اور میرے سردار کے فرزند ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ آپؑ ہی بیان فرمایئے۔ آپؑ نے فرمایا: میں خاتم الاوصیاء ہوں۔ میرے ذریعہ سے میرے اہل اور میرے شیعوں پر سے مصیبتیں دور ہوں گی۔

۱۳۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد نے ان سے جعفر بن معروف نے انہوں نے کہا کہ ابو عبداللہ بلخی نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ سوری نے انہوں نے کہا کہ میں بنو عامر کے باغ میں گیا تو دیکھا کہ لڑکے حوض میں کھیل رہے ہیں۔ اور ایک نوجوان مصلی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو لڑکوں نے جواب دیا یہ "م ح م د" ابن حسنؑ ہیں۔

آپؑ کی صورت آپ کے والدؑ سے مشابہ تھی۔

۱۴۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان سے عبداللہ بن جعفر حمیریؒ نے انہوں نے کہا کہ میں احمد بن اسحاق کے ساتھ عمریؒ کے پاس تھا۔ میں نے عمری سے کہا کہ میں تم سے ایک سوال پوچھتا ہوں جیسا کہ اللہ عزوجل نے ابراہیمؑ کے قصے میں کہا۔ **اولم تو من قال بلی ولکن لیطمئن قلبی** (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۰) "کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں۔ لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہوجائے" یہ فرمایئے کہ کیا آپ نے میرے آقا امام زمانہؑ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اور ان کی گردن ایسی تھی یہ کہہ کر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے پوچھا: کیا نام ہے؟ کہا: تم ایسے شخص کے متعلق گفتگو کر رہے ہو جس کے متعلق لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔

۱۵۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی عمریؒ نے ان سے جعفر بن محمد بن مسعود نے ان سے ان کے والد نے ان سے جعفر بن معروف نے ان سے ابو عبداللہ بلخی نے ان سے محمد بن صالح بن علی بن محمد بن قنبر الکبیر نے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے غلام تھے بیان کیا کہ امام حسن عسکریؑ کے انتقال کے بعد جب جعفر کذاب نے میراث میں جھگڑا کیا تو صاحب الزمانؑ جعفر کذاب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے جعفر آپ کو کیا ہوگیا ہے۔ جو آپ میرے حقوق میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ جعفر حیران و ششدر رہ گیا اور آپؑ غائب ہوگئے۔ جعفر نے اس کے بعد آپؑ کو لوگوں میں تلاش کرایا لیکن پھر نہ دیکھا۔ جب حضرت امام حسن عسکریؑ کی والدہ کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق ان کو گھر میں دفن کیا جانے لگا تو اس نے اس بات پر جھگڑا کیا اور کہا: یہ میرا گھر ہے۔ پس صاحب الزمانؑ تشریف لائے اور فرمایا: اے جعفر کیا یہ آپ کا گھر ہے؟ اور پھر آپؑ غائب ہوگئے اور پھر آپؑ کو نہیں دیکھا گیا۔

۱۶۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن محمد خزاعیؒ نے ان سے ابو علی اسدی نے ان سے ان کے والد نے کہ محمد بن ابو عبداللہ کوفی نے ان افراد کے نام بتائے جنہوں نے امام قائمؑ کی زیارت کی ان میں وہ افراد جو آپؑ کے وکیل تھے یہ وہ تھے جنہوں نے امام عصرؑ کے معجزات دیکھے تھے۔

بغداد میں رہنے والوں میں عمریؒ اور ان کے صاحب زادے، حاجز، بلالی اور عطار، اہل کوفہ میں عاصمی، اہل اہواز میں محمد بن ابراہیم بن مہزیار، اہل قم میں احمد بن اسحاق، اہل ہمدان میں محمد بن صالح، اہل رے میں بسامی اور اسدی، یعنی نفسہ، اہل آذربیجان میں قاسم بن علاء، اہل نیشاپور میں محمد بن شاذان۔

غیر وکلاء میں جو افراد ہیں وہ یہ ہیں۔ بغداد سے ابوالقاسم بن ابو علیس، ابو عبداللہ کندی، ابو عبداللہ جنیدی، ہارون قزاز، نیلی، ابوالقاسم بن دبیس، ابو عبداللہ بن فروخ، امام حسن عسکریؑ کا غلام مسرور طباخ، احمد بن حسن، محمد بن حسن، اسحاق کاتب بنی نوبخت سے اور صاحب النواء، صاحب الصرۃ مختومہ اور ہمدان سے محمد بن کشمرد، جعفر بن

حمدان ، محمد بن ہارون بن عمران ، دینور سے حسن بن ہارون ، احمد بن اخیہ اور ابوالحسن ، اصفہان سے ابن باذشالہ ، صیمرہ سے زیدان ، قم سے حسن بن نصر، محمد بن محمد ، علی بن محمد بن اسحاق اور ان کے والد اور حسن بن یعقوب ۔ اہل رے سے قاسم بن موسیٰ اور ان کا بیٹا ، ابو محمد بن ہارون ، صاحب الحصاۃ ، علی بن محمد ، محمد بن محمد کلینی ، ابو جعفر رفاء ، قزوین سے مرداس اور علی بن احمد ، فاقتر سے دو افراد ، شہر زور سے ابن الخال ، فارس سے محروج ، مرو سے صاحب الالف دینار اور صاحب المال اور الرقعۃ البیضاء اور ابو ثابت ، نیشاپور سے محمد بن شعیب ابن صالح ، یمن سے فضل بن یزید ، ان کا بیٹا ، حسن جعفری ، ابن الجی اور شمشاطی ، مصر سے صاحب المولودین اور صاحب المال بمکہ اور ابورجاء ، نصیبین سے ابو محمد بن الوجناء اور اہواز سے حصینی ۔

۱۷ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانیؒ نے ان سے علی بن احمد کوفی المعروف بابی القاسم خدیجی نے ان سے سلیمان بن ابراہیم رقّی نے ان سے ابو محمد حسن بن وجناء نصیبی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے ۵۴ ویں حج کے موقعہ پر ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد میزاب کے نیچے سجدہ کر رہا تھا ۔ میں دعا میں گریہ و زاری کر رہا تھا کہ ناگاہ مجھے ایک کنیز نے حرکت دی اور کہا ۔ اے حسن بن وجناء اٹھو ۔ وہ کنیز زرد رو اور نحیف البدن تھی اور چالیس سال سے اوپر نہیں تھی ۔ میں اس کے ساتھ خاموشی سے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ مجھے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے مکان تک لے آئی اس میں ایک گھر تھا جس کا دروازہ دیوار کے درمیان میں تھا اور وہاں ایک لکڑی کا زینہ تھا ۔ پس کنیز کھڑی ہو گئی اور مجھ تک ایک آواز آئی : اے حسن اوپر آؤ ۔ پس میں اوپر گیا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا ۔ مجھ سے صاحب الزمانؑ نے فرمایا: اے حسن کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے تمہارا پتہ نہ تھا ۔ خدا کی قسم جو حج بھی تم نے ادا کیا ہے میں تمہارے ساتھ ہوتا تھا پھر آپ نے ایک ایک کر کے میرے معمولات مجھے بتانے ۔ میں نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لی اور میں نے ایک ہاتھ کا احساس کیا جو مجھ سے مس ہوا تو میں کھڑا ہو گیا ۔ پس فرمایا : اے حسن تم جعفر بن محمدؑ کے گھر پر قیام کرو اور اپنے کھانے پینے اور ستر پوشی کی فکر نہ کرو ۔ پھر آپؑ نے مجھے ایک کتاب دی جس میں دعاء فرج اور آپ پر درود لکھا تھا ۔ فرمایا: دعا پڑھو اور مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو ۔ میرے خالص دوستوں کے سوا اس دعا کو کسی اور کو نہ بتانا ۔ اللہ جل جلالہ تمہیں توفیق دے گا ۔ میں نے عرض کیا: مولا کیا اس کے بعد آپؑ سے ملاقات ہو سکتی ہے ؟ فرمایا: اے حسن جب اللہ چاہے گا ۔ میں حضرت حجت سے رخصت ہوا اور حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام کے مکان میں قیام کیا ۔ میں جب بھی اس گھر سے نکلتا تھا تو صرف تین وجوہات یعنی تجدید وضو یا آرام کرنے یا افطار کرنے کے لئے واپس آتا تھا ۔ جب افطار کے وقت اپنے گھر میں داخل ہوتا تو مجھے ایک چوتھائی پانی سے بھرا ہوا گلاس اور اس کے اوپر روٹیاں اور وہ چیز جس کی خواہش مجھے دن میں ہوتی تھی ملتی ۔ پس میں اسے کھاتا اور وہ میرے لئے کافی ہوتی تھی اور موسم سرما میں سردی کا لباس اور موسم گرما میں گرمی کا لباس بھی ملتا ۔ میں دن میں (نہانے کے لئے) پانی میں داخل ہو جاتا تھا اور پانی گھر میں بھی چھڑک دیتا تھا ۔

خالی کوزہ لیتا تھا اور اس میں کھانا بھر لیتا تھا اور جو میری ضرورت سے زائد ہوتا تھا اسے رات میں تصدق کر دیتا تھا تاکہ جو میرے ساتھ تھے ان کو معلوم نہ ہو۔

۱۸۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانیؒ نے ان سے ابوالقاسم علی بن احمد خدیجی کوفی نے ان سے ازدی نے بیان کیا کہ میں طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ چھ طواف کر چکا تھا اور ساتویں کا ارادہ کیا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کعبہ کے دائیں جانب ایک خوبصورت نوجوان موجود ہیں۔ جن کے پاس سے خوشبو آرہی ہے۔ ان کی ہیبت لوگوں پر طاری ہے اور لوگ انہیں گھیرے ہوئے ہیں تاکہ ان سے گفتگو کریں۔ میں نے ان کے کلام سے زیادہ بہتر، ان کے نطق کے مقابلے میں شیریں تر اور ان سے بہتر نشست و برخاست رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا میں بھی اس جانب گیا تاکہ ان سے کچھ بات کرسکوں۔ مگر مجمع نے مجھے پیچھے دھکیل دیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ فرزند رسول ہیں۔ جو ہر سال ایک دن اپنے خواص سے ملنے کے لئے تشریف لاتے ہیں تاکہ ان سے کلام کریں۔ میں نے آواز دی: اے میرے سردار میں بھی آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ آپ میری ہدایت فرمائیں۔ یہ سن کر اس نوجوان نے میری جانب چند کنکریاں پھینکیں جنہیں میں نے چن لیا۔ لوگوں نے پوچھا: اس جوان نے تمہاری طرف کیا پھینکا۔ میں نے کہا کنکریاں اور یہ کہہ کر مٹھی کھولی تو دیکھا وہ سونے کے ڈلے تھے۔ پس میں ان کے پیچھے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ ان سے ملحق ہوگیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اب تو تجھ پر میری حجت ثابت ہوگئی۔ حق ظاہر ہوگیا اور تجھے بصیرت مل گئی۔ تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: میں مہدی ہوں۔ میں ہی قائم الزماں ہوں۔ میں ہی دنیا کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی یہ امانت ہے اس کے متعلق اپنے ان بھائیوں کو آگاہ کرنا جو حق پر قائم ہیں۔

۱۹۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے ابراہیم بن مہزیار نے انہوں نے کہا کہ میں مدینہ میں اس غرض سے وارد ہوا تاکہ احادیث ابو محمد الحسن بن علی الاخیر علیہما السلام کی تفتیش کروں مگر کہیں سراغ نہ ملا۔ مجبور ہوکر مکہ معظمہ آگیا۔ ایک دن دورانِ طوافِ کعبہ ایک گندمی رنگت، حیران کن حسن، بہترین خیالات رکھنے والے اور صاحبِ فراست جوان کو دیکھا۔ میں ان کی طرف اس غرض سے چلا کہ اپنی حاجت ان سے بیان کروں اور اپنے موجودہ امور میں ان سے کچھ مشاورت حاصل کروں۔ اس غرض سے جب میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے سلام کیا۔ انہوں نے نہایت خندہ پیشانی اور حسن اخلاق سے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا کہ عراق کا رہنے والا ہوں۔ پھر پوچھا کہ عراق کے کس شہر میں رہتے ہو؟ میں نے کہا کہ شہر اہواز کا رہنے والا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے خوش ہوکر مرحبا کہا اور بولے: خدا میرے لئے تمہاری ملاقات کو مبارک کرے۔ تم اہواز میں جعفر بن حمدان حصینی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ میں

انہیں خوب جانتا ہوں ان کا تو انتقال ہوگیا ۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: رحمۃ اللہ علیہ ۔ وہ شب و روز عبادت میں گزارتے اور پرہیزگاری میں بسر کرتے تھے ۔ انہی محاسن اعمال کے صلے میں خداوند عالم نے ان کو ثواب جمیل اور اجر جزیل عطا فرمایا ۔ اتنا کہہ کر انہوں نے پھر پوچھا کہ ابراہیم بن مہزیار کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: میں ہی ہوں ۔ یہ سن کر انہوں نے مجھ سے معانقہ کیا اور کہا: مرحبا تمہیں اے ابو اسحاق وہ علامت کہاں ہے جس کے ذریعے تمہارے اور ابو محمد علیہ السلام کے درمیان پیوستگی قائم ہوئی؟ میں نے کہا: شاید آپ اس انگوٹھی کی بات کر رہے ہیں جس کے ذریعے اللہ نے ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کے ہاتھوں مجھے فضیلت عطا فرمائی ۔ انہوں نے کہا: میں اس کے سوا کچھ اور نہیں چاہتا ۔ چنانچہ میں نے اسے نکالا ۔ اس جوانِ صالح نے نہایت شوق سے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور نہایت عظمت و اکرام سے اس کو آنکھوں سے لگایا اور بوسے لئے ۔ پھر جو کچھ اس انگوٹھی کے حلقہ پر تحریر تھا پڑھا ۔ اس میں اسمائے مقدس " یا اللہ ۔ یا محمدؐ ۔ یا علیؑ " منقوش تھے ۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میری جان ان حضرات پر فدا ہو ۔ میں نے مسائل آپ کی خدمت میں عرض کئے اور ان کا خاطر خواہ جواب پایا اور مختلف احادیث کے فنون کے بارے میں گفتگو کی یہاں تک کہ مجھ سے فرمایا: اے ابو اسحاق اپنے اس مقصد عظیم سے جس کی تقدیم و تحصیل کا قصد تم بعد فراغت حج اپنے دل میں رکھتے ہو مجھ سے بیان کرو ۔ میں نے کہا کہ میں اپنا کوئی مطلب آپ سے پوشیدہ نہیں رکھوں گا ۔ انہوں نے جواب دیا کہ مناسب تو ایسا ہی ہے ۔ اب اس وقت تم کو جو کچھ پوچھنا ہے پوچھو ان شاء اللہ تمہارے تمام مطالب و مقاصد کی تفصیل و تشریح تم سے من و عن بیان کردوں گا ۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ امام حسن عسکریؑ کی اولاد کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ جواب دیا: خدا کی قسم آپ کے دو صاحبزادے ہیں ۔ محمدؐ اور موسیٰ اور میں ان دونوں بزرگوں کی پیشانی سے انوار ہدایت کا مشاہدہ کرتا ہوں ۔ میں انہی کا بھیجا ہوا ہوں ۔ تم کو بلایا ہے ۔ اگر تم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہو اور اس سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ طائف چلے چلو لیکن اپنے رفقاء میں سے کسی کو بھی اس کی مطلق خبر نہ کرو۔

ابراہیم کہتے ہیں: یہ سنتے ہی میں طائف کے لئے اس جوانِ صالح کے ہمراہ ہولیا ہم ریگستان کے لق ودق میدان سے گزرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں صحرا کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے ۔ یہاں پہنچ کر میں نے ایک بہت بڑا عظیم الشان بالوں کا خیمہ ایک بلند زمین پر لگا ہوا دیکھا جس کی وجہ سے اس ویران میدان کے چاروں طرف کا حصہ شاداب و آباد معلوم ہوتا تھا ۔ جب ہم یہاں پہنچے تو میرا ہمراہی جوان صالح مجھ سے جدا ہو کر اس خیمہ کے اندر چلا گیا اور وہاں میری حاضری کی اطلاع کی ۔ ان دونوں بزرگواروں میں سے وہ حضرت جو عمر میں بڑے تھے باہر نکلے آنجناب " م ح م د " ابن الحسن علیہما السلام تھے ۔ نہایت پاکیزہ صورت اور جوان ، جسم اطہر کا رنگ بالکل صاف ، پیشانی چوڑی ، ابروہائے مبارک ایک دوسرے سے باہم ملے ہوئے ، رخسار نرم اور بینی مقدس اونچی تھی ۔ سیدھے رخسار پر تل تارے کی طرح روشن تھا اور وہ عالم دکھا رہا تھا جیسے آئینہ پر مشک کا ریزہ ۔ فرق اقدس پر تین گیسو کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے تھے اور ایسی

علامات جنہیں میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ایسے حسن و طمانیت اور حیاء سے میں واقف نہ تھا۔ میں دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچا اور بے ساختہ ان کے قدموں پر گر پڑا اور ان کے پائے مبارک کو چومنے لگا۔ ارشاد فرمایا: اے ابو اسحاق تمہیں مبارک ہو کہ میں تمہاری ملاقات کے لئے کافی عرصے سے کوشاں تھا۔ گو کہ تمہارا گھر اور زیارت گاہ کافی دور تھی لیکن تمہاری صورت میرے تصورات میں تھی گویا کوئی لمحہ بھی بہترین گفتگو اور ملاقات کے خیال سے خالی نہیں رہا۔ میں اپنے رب کا شکر اور سپاس ادا کرتا ہوں کہ جو صاحب حمد ہے اور (شکر) اس پر کہ اس نے مجھے ملاقاتوں اور جھگڑوں سے محفوظ رکھا۔ اور گزرے ہوئے اور آنے والے حالات میں سر بلند رہنے کا موقع فراہم کیا۔

اتنی تقریر کے بعد پھر آپ نے اہواز کے دیگر مومنین کو پوچھا تو میں نے عرض کیا: مولا جس وقت حضرت امام حسن عسکریؑ نے انتقال فرمایا میں نے آپؑ کی تلاش میں اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور اس وقت سے لے کر اب تک برابر آپ کی جستجو میں حیران و پریشان و سرگردان پھر رہا ہوں۔ اس وجہ سے میں ان حضرات کی کچھ بھی خبر نہیں رکھتا مگر اب الحمدللہ خدا نے مجھ کو میرے مقصد تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد آپ مجھے ایک الگ جگہ خلوت میں لے گئے اور مجھ کو اطمینان سے بٹھایا اور ارشاد فرمایا:

حقیقت حال یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار نے مجھے وصیت فرمائی اور مجھ سے ان امور کی نسبت عہدوپیمان لیا ہے کہ میں دنیا میں کسی ایک مقام کو اپنا وطن اور اپنا مسکن نہ بناؤں اور دور دراز اور پوشیدہ سے پوشیدہ مقامات میں سکونت اختیار کروں۔ تاکہ گمراہوں اور رد کئے ہوئے افراد کے مکر و فریب سے جو گمراہ امتوں میں ہوتے ہیں خود کو محفوظ رکھوں۔ پس مجھے زمین کے بلند مقامات کی طرف بھیجا گیا اور میں نے زمین کے ان حصوں کو کہ جن میں کاشت نہیں ہوتی اپنے لئے ضروری سمجھا۔ مجھے وہ غایت دکھائی گئی کہ جس سے امور حل ہوجاتے ہیں اور پریشانیاں دور ہوجاتی ہیں۔

نیز آپؑ نے مجھے حکمتوں کے خزانوں اور علوم کے باریک نکات سے واقف کیا کہ جن سے میں واقف نہ تھا یا مختصر طور پر واقف تھا میرے والدؑ نے اسرارِ غیب و حکمت کے خزانوں میں سے مجھے عطا کیا ہے کہ اے ابو اسحاق اگر ان میں سے کوئی جز یا کوئی حصہ میں تم کو بتلادوں تو پھر تم کو دنیا میں کسی دوسرے سے کسی شے کے پوچھنے یا سیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ میرے والدؑ نے فرمایا کہ خدا نے کسی وقت میں کسی زمانے میں اور کسی حالت میں دنیا کے کسی حصہ کو ایسا نہیں چھوڑا ہے جس میں اپنی حجت کو نہ باقی چھوڑا ہو جو امور دینی اور دنیاوی میں ان کا حامی اور معین ہو اور دنیا و آخرت میں ان کا ہادی اور پیشوا ثابت ہو اس وجہ سے میں تمہیں بتلائے دیتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ میرے بعد اے میرے فرزند تم مقدس لوگوں میں ضرور ہو جو منجانب اللہ حق کو حق کرنے اور باطل کو باطل کرنے کے لئے دنیا میں آج تک یکے بعد دیگرے بھیجے گئے ہیں یہی مقدس سلسلہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق کرتا ہے اور اساس ناحق شناسی کو مٹاتا ہے۔ آتش کفر والحاد کو بجھاتا ہے۔ تم کو لازم ہے کہ تم مصائب زمانہ سے بچنے کے لئے ہمیشہ دور دراز

پوشیدہ سے پوشیدہ مقامات میں اپنی سکونت اختیار کرو کیونکہ ہر زمانے میں ہر ولیِ خدا کا ایک دشمن بھی ضرور پیدا کیا گیا ہے۔ اور وہ اس ولیِ خدا کی مخالفت میں ہمیشہ اس کے ساتھ مخاصمت پر کمربستہ رہا کرتا ہے۔ اور اس کی مخالفت کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ وہ دشمن، خدا کے ساتھ جہاد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ پس تم کو تمہارے دشمنوں کی کثرت خائف نہ کردے اور یہ بھی یقین کرلو کہ اہل خلوص و عقیدت کے قلوب تمہارے دیدار کے ایسے مشتاق ہیں جیسے طائر اپنے آشیانے کے شائق ہوتے ہیں۔ اور خاص الاعتقاد اور کامل الخلوص وہی حضرات ہیں جو دنیا میں ظاہری طور پر نہایت معمولی اور گئی گزری حالتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر خدا کی بارگاہ میں ان کے بڑے بڑے اعتبار و اقتدار ہیں اور اپنے خالق کی نگاہ میں ضرور عزیز تر ہیں۔گو وہ خلائق کی آنکھوں میں کیسے ہی ذلیل و حقیر اور پریشان حال و محتاج سمجھے جاتے ہوں۔ وہ اہل قناعت ہیں اور گناہوں سے باز رہتے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو دین الہیٰ کو مستنبط کرتے ہیں اور وہ دشمنانِ دین کے ساتھ جہاد پر آمادہ اور تیار رہتے ہیں۔ خدا نے ان کو صبر و تحمل کے ساتھ مخصوص کردیا ہے۔ اور وہ ہمیشہ دنیا میں انہی صفات کے ساتھ رہیں گے جب تک کہ خدا ان کو بہشت کے دائمی قیام پر مشرف اور معزز نہ فرمائے ان کی جبلتوں میں صبر کی مخصوص صفات اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ وہ ظلم و ایذاء کے وقوع کے وقت اپنے صبر کے جوہر دکھلائیں اور دنیا کے تمام مصائب کو نہایت خاموشی کے ساتھ برداشت کرجائیں تاکہ ان تمام مراحل کو طے فرماکر درجات عقبیٰ پر فائز ہوں۔ پس علم سے فائدہ اٹھاؤ۔ اے فرزند بلا و مصیبت اور ذلت و حقارت کے تمام تاریک امور کو صبر کے انوار سے منور کرو تاکہ اللہ وہ بلا و مصیبت تم سے اٹھالے اور یہ بھی یقین کرلو کہ جتنے مصائب اور بلائیں تم پر گزری ہیں وہ سب حقیقت میں تمہاری عزت و وقعت کا باعث ہیں اس لئے کہ تم تمام دنیا میں نیک بخت اور سعادتمند مشہور ہو اور اسی وجہ سے تمام مقامات پر تمہاری توصیف و تعریف بیان کی جاتی ہے۔ اے فرزند گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ تم تائید ربانی سے موید کئے گئے ہو اور اس کی وجہ سے تم اپنے دشمنوں پر فتح و ظفر و عزت و غلبہ پاگئے ہو۔ اور گویا زرد اور سفید عَلَم حطیم اور زمزم کے درمیان تمہارے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور (تمہارے شیعہ) تمہاری الفت و محبت میں نہایت صفائی اور رسوخ سے کام لیتے ہیں۔ اور تمہارے پاس مثل موتیوں کے جمع ہوتے ہیں اور اپنی پناہ اور حفاظت کے لئے تمہارے گھر کی طرف اس طرح اپنی آنکھیں اٹھاتے ہیں جیسے حجراسود کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ خداوند عالم نے جن کے قلوب کو خالص محبت اور مبارک طینت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ان کو خباثت اور نفاق کی تمام غلیظ اور آلودہ اشیاء سے پاک و صاف پیدا کیا ہے۔ وہ طریقۂ دین الہیٰ اور اس کے اوامر و نواہی کو بہت جلد قبول کرلیتے ہیں اور ان کے قلوب فتنہ و فساد اور ظلم و تعدی وغیرہ سے دور رہتے ہیں۔ اور بوجہ قبولیت بارگاہ الہیٰ کے ان کے چہرے ہمیشہ منور اور روشن رہتے ہیں۔ ان کے جسم فضل کے باعث مضبوط اور تروتازہ رہتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو دین حق پر ایمان لاتے ہیں اور یہی لوگ غایت اشتیاق سے ایک دوسرے پر گر پڑ کر تمہاری بیعت

اختیار کریں گے ۔ خدا نے ان کے جسموں کو قوی اور ان کی عمروں کو طویل بنایا ہے ۔ اور وہ ایک درخت سایہ دار کے نیچے جس کی شاخیں بہت گھنی ہوتی ہیں اس مقام خاص میں جو بحیرہ طبریہ کے اطراف میں واقع ہے تم سے بیعت کریں گے اور ان بزرگواروں کے اجماع کی وجہ سے اہل بدعت اور اہل ضلالت کے قوم و قبیلہ کے لوگ متفرق اور پراگندہ ہوجائیں گے ۔ اسی زمانے میں حقیقت کی صبح روشن ہو گی اور شام جہالت و ضلالت کی تاریکی زائل ہوجائیگی اور ان سامانوں سے خداوندعالم فتنہ و فساد کو دنیا سے اٹھا لے گا ۔ اور دین وایمان کے طریقوں کو محو ہوجانے کے بعد پھر حالت اول پر لے آئے گا ۔ اور یہ تمام امور تمہارے باعث ہوں گے ۔ انسان اس زمانے میں امراض روحانی میں ہلکا ہونگے مگر تمہارے رفقاء اور اعوان کو ان امراض کا کوئی اثر نہیں پہنچے گا اور تمہاری عام قبولیت کا اس وقت یہ عالم ہوگا کہ ایک بچہ تک جو اپنے گہوارے میں ہوگا وہ بھی تم سے بیعت کرنے کے لئے گہوارے سے حاضر ہونے کی آرزو کرے گا ۔ مگر وہ جو صراط مستقیم سے الگ اور جانوروں کی طرح عالم وحشت میں گرفتار ہوگا وہ البتہ تمہاری طرف مائل نہ ہوگا ۔ باقی تمام دنیا تمہاری خدمت سے تحصیل سعادت کرکے اپنی زندگی چین سے بسر کرے گی ۔ تمہاری وجہ سے عزت کی شاخیں تروتازہ ہونگی اور عزت و وقعت کی عمارت اپنے مقام پر قیام و قرار کرے گی اور احکام شرعیہ اور نصاب دینیہ کے گم شدہ اوراق تمہاری وجہ سے پھر اپنے مقام پر دستیاب ہوں گے ۔ ابر فتح و نصرت تمہارے لئے برسائے جائیں گے ۔ اس وقت تم اپنے دشمنوں کے گلے گھونٹ ڈالو گے اور اپنے رفقاء اور اصحاب کی امداد اور اعانت کرو گے ۔ پس اس زمانے میں تمام روئے زمین پر کوئی ایسا ستم گار نہیں رہے گا جو امر حق سے عدول کرنے والا ثابت ہوتا ہو اور نہ کوئی ایسا منکر پایا جائے گا جو احکام حقہ کو ذلیل و حقیر جانتا ہو ۔ نہ تمہارا کوئی دشمن رہے گا اور نہ عیب لگانے والا نہ تمہارا کوئی ایسا مخالف موجود ہوگا جو تمہارے امور سے اعراض و اغماض کرے ۔ پس جو بندہ اللہ پر توکل اختیار کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ خدا جس کام کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کی قدرت سے پورا اور مکمل ہوجاتا ہے ۔

پھر فرمایا: اے ابو اسحاق یہ جگہ اور یہ محفل تم پوشیدہ رکھنا سوائے ان کے جو اہل تصدیق ہوں اور تمہارے سچے دینی بھائی ہوں ۔ پس جب تمہارے لئے ظہور و غلبہ کے امور ظاہر ہونے لگیں تو تم ہم تک پہنچنے کے لئے اپنے بھائیوں سے پیچھے نہ رہنا اور نور یقین اور دین کے چراغوں کی روشنی حاصل کرنے کے لئے جلدی کرنا ۔ تاکہ تم ہدایت کو پالو ۔ ان شاء اللہ ۔ ابراہیم بن مہزیار نے کہا: میں آنجناب کے پاس ٹہرا رہا تاآنکہ ان کے ذریعے وہ کچھ نہ حاصل کرلیا جو آگاہی کی وضاحتوں اور احکام کی روشن دلیلوں کے لئے ضروری ہے ۔ نیز دلوں کی سرسبزی اور تازگی کو ان لطیف حکمتوں اور طرفہ فضیلتوں سے سیراب کیا جو اللہ نے ان کی طبیعت میں ودیعت کی ہیں ۔ اور تب اہواز میں جن لوگوں کو میں نے پیچھے چھوڑ دیا تھا ان کی ملاقات کی ہوک اٹھی پس میں نے آپ سے واپسی کی اجازت چاہی نیز میں نے اس عظیم وحشت سے آنجناب کو مطلع کیا جو آپ کی فرقت اور جدائی اور اپنے گھر سے سفر کرنے کے دوران واقع ہوئی تھی ۔ پس آنجناب نے

مجھے اجازت دی اور مجھ کو ایک صالح دعا سے نوازا جو اللہ کے نزدیک ایک بہت بڑا خزانہ ہے اور میری اولاد اور عزیزوں کے ان شاء اللہ کام آئے گی۔

میرے پاس مال موجود تھا جو پچاس ہزار درہم سے زیادہ تھا جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اسے قبول فرما کر مجھ پر مہربانی فرمائیں۔ آپ مسکرا دیئے اور فرمایا اے ابو اسحاق اس سے اپنے واپس جانے میں مدد حاصل کرو۔ اس بات کا غم نہ کرو کہ ہم نے اس کے قبول کرنے سے اعراض کیا ہے۔ ان شاء اللہ اللہ تمہارے مال میں کثرت دے جو تمہارے پاس ہے۔ اس کو ہمیشہ برقرار رکھے۔ نیکوکاروں کا بہترین ثواب تمہارے لئے تحریر کرے اور اطاعت گزاروں کے بہترین آثار تمہیں عطا کرے بے شک فضل اس کا ہے اور اس سے ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ انتہائی آسانی کے ساتھ اور سلامتی سے تمہیں اپنے اصحاب تک واپس پہنچائے اور تم آرام دہ واپسی کے ساتھ رشک کا سبب بنو اور اللہ تمہارا راستہ دشوار نہ کرے اور تمہارا راہ دکھانے والا تمہیں کسی پریشانی میں نہ ڈالے۔ میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ تم اس کے احسان اور مہربانی سے ضائع نہ ہوگے۔ ان شاء اللہ۔

اے ابو اسحاق ہم نے اس کے عظیم احسانات اور شکر کے فوائد کی وجہ سے قناعت اختیار کی ہے۔ اور ہم نے اپنے نفوس کی حفاظت کی ہے اولیاء کی معاونت، اخلاص نیت اور خالص نصیحت سے۔ اور محافظت کی ہے اس چیز پر جو انتہائی صاف ستھری ہے اور جس کا ذکر انتہائی بلند ہے۔

ابو اسحاق نے کہا: میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ اس نے مجھے راہ راست دکھائی آپ کی حضوری سے واپس لوٹا اور اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی زمین کو معطل نہیں رکھے گا اور نہ اس کو واضح حجت سے خالی رکھے گا۔ اور میں نے اس خبر ماثور اور نسب مشہور کو اہل یقین کی بصیرتوں میں اضافہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرار دی گئی ذریت طیبہ اور پاک فطرت کو پہچنوانے کے لئے مشہور کیا۔ اور میں نے امانت کی ادائیگی اور اس چیز کو جو ظاہر ہوئی تسلیم کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اللہ عزوجل ہدایت کرنے والی ملت کے لئے اور اس راہ مستقیم کے لئے جو پسندیدہ ہے عزم کی قوت، نیت کی تائید، قوت کی شدت اور عصمت کا اعتقاد دوچند کر دے۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

۲۰۔ میں نے ایک بزرگ احمد بن فارس ادیب سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے ہمدان میں اپنے بعض بھائیوں سے یہ حکایت سنی اور کسی کو اس حکایت کی مخالفت کرتے ہوئے نہیں پایا۔

ہمدان میں ایک قبیلہ ہے جو بنو راشد کہلاتا ہے وہ سب کے سب شیعہ امامیہ ہیں میں نے جب ان سے شیعہ ہونے کا سبب دریافت کیا تو ان کے ایک بزرگ کہ جن کو میں نے نیکوکار اور راست رو پایا، نے بتایا کہ ہمارے جد راشد ہمدانی سے روایت ہے کہ جب میں حج ادا کر کے واپس لوٹا اور صحرا کی منزلیں طے کرنے لگا تو مجھے قیام کرنے اور

سفر کرنے میں نشاط حاصل ہو رہا تھا۔ میں نے ایک طویل طے کیا یہاں تک کہ میں تھک گیا اور آرام کی خواہش پیدا ہوئی تو سوچا کہ کچھ دیر سو لوں تاکہ آرام مل جائے۔ جب قافلہ کا آخری حصہ آئے گا تو میں چلنے کے لئے تیار ہو جاؤں گا۔

(پھر ہوا یہ کہ) میں سورج کی تپش سے بیدار ہوا اور میں نے وہاں کسی کو نہ پایا مجھے وحشت ہوئی کیونکہ میں نے راستہ بھی نہ دیکھا تھا اور نہ اس کے نشانات سے واقف تھا۔ پس میں نے اللہ عزّوجل پر بھروسہ کیا اور سوچا کہ جس طرح میرا رخ ہے اسی طرف چلوں۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک سرسبزوشاداب زمین پر پہنچا جس پر کچھ دیر پہلے بارش ہو چکی تھی اور اس کی مٹی بہت خوشبودار تھی۔ میں نے اس کے درمیان میں نظر کی تو ایک محل دیکھا جو تلوار کی مانند چمک رہا تھا۔ میں نے خود سے کہا: کاش میں اس محل کے بارے میں جان سکتا جس کو نہ میں نے کبھی دیکھا اور نہ جس کے بارے میں کبھی سنا پس جب میں اس کے دروازے کے قریب پہنچا تو میں نے سفید فام خادموں کو دیکھا انہیں سلام کیا تو انہوں نے خوش اسلوبی سے جواب دیا اور کہا: بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ ایک غلام قصر کے اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا: اٹھو اندر چلو۔ میں قصر میں داخل ہوا۔ میں نے اس قصر کی بنیادوں سے بہتر بنیاد اور اس سے روشن تر عمارت نہیں دیکھی تھی۔ خادم ایک گھر کے پردے کے پاس کھڑا ہوا۔ اسے اٹھایا اور مجھ سے کہا: داخل ہو جاؤ پس میں گھر میں داخل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان اس حالت میں تشریف فرما ہے جس نے اپنے سر مبارک پر ایک لمبی تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور وہ جوان گویا تاریکی میں بدر کامل کی طرح ہے۔ میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے مجھے لطف و مروت سے سلام کا جواب دیا پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم مجھے علم نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں وہ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گا۔ میں اس تلوار کے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ میں اپنے منہ کے بل گر پڑا۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو اپنے سر کو اٹھاؤ۔ تم ہمدان کے رہنے والے راشد ہو۔ میں نے عرض کیا: میرے سید و سردار آپ نے درست فرمایا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جاؤ۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں میرے سردار اور جو کچھ اللہ عزّوجل نے مجھے عطا کیا اس کی خوش خبری سناؤں گا۔ آپ نے ایک تھیلی مجھے عنایت فرمائی اور خادم کو اشارہ فرمایا وہ چند قدم میرے ساتھ چلا۔ میں نے ٹیلوں، درختوں اور مسجد کے مینار کو دیکھا تو (خادم نے مجھ سے) کہا: تم اس شہر کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا یہ میرے شہر اسد آباد جیسا لگتا ہے۔ پس (خادم نے) کہا: اے راشد یہ اسد آباد ہے۔ اب چلے جاؤ۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو اسے نہ پایا۔ میں اسد آباد میں وارد ہوا۔ تھیلی میں چالیس یا پچاس دینار موجود تھے۔ میں ہمدان گیا۔ میں نے اپنے اہل کو جمع کیا اور اس بات کی بشارت دی۔ جب تک ہمارے پاس یہ دینار موجود رہے ہم خیر و بھلائی پر قائم رہے۔

۲۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی بن محمد بن حاتم نوفلی المعروف بہ کرمانی نے ان سے ابوالعباس احمد بن عیسیٰ وشاء بغدادی نے ان سے احمد بن طاہر قمی نے ان سے محمد بن بحر بن سہل شیبانی نے ان سے احمد بن مسرور نے ان سے سعد بن عبداللہ قمی نے بیان کیا کہ مجھے دقیق اور پیچیدہ علوم پر مشتمل کتابوں کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا تاکہ حقیقت حال واضح ہوجائے۔ صحیح حقیقتوں کا اظہار میں اپنا فریضہ گردانتا تھا اور متشابہ اور گنجلک باتوں کو یاد کرنے کا عادی تھا اور کتابوں کی گمراہیوں اور مشکلات پر کامیابی حاصل کرنے میں بڑا حریص تھا۔ میں مذہب امامیہ پر پختہ اعتقاد رکھتا تھا اور مخالفین سے مناظرے کیا کرتا تھا۔ ان کے عیوب کا پردہ چاک کیا کرتا تھا اور ان کے اماموں کی کمزوریوں کو بیان کیا کرتا تھا۔ ان کے رہنماؤں کے پردے چاک کرتا تھا یہاں تک کہ انتہائی سخت ناصبیوں سے جھگڑے کی آزمائش میں ڈالا گیا اور ان سے دشمنی طول پکڑ گئی اور ان سے جنگ و جدل کثرت سے ہوئی۔ میں سوالوں کے ذریعے انہیں طعن و تشنیع کرتا رہا اور ثابت کیا کہ وہ باطل پر قدم جمائے ہوئے ہیں۔

ایک دفعہ ایک کٹر ناصبی سے مناظرہ ہوا۔ دوران بحث اس نے مجھ سے کہا: اے سعد اللہ تمہارا اور تمہارے علماء کا برا کرے تم گروہ رافضہ مہاجرین اور انصار کو برا کہتے ہو۔ رسول اللہ سے ان دونوں کی ولایت اور امامت کو جھٹلاتے ہو حالانکہ وہ صدیق ہیں۔ جو شرف سابق الایمان میں تمام صحابہ سے بالاتر ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول خدا محض اس لئے انہیں اپنے ساتھ غار میں لے گئے کہ آپ جانتے تھے کہ میرے بعد یہ ہی خلیفہ ہوں گے۔ وہ امر تاویل کی پیروی کرنے والے ہوں گے، امت کی باگ ڈور انہی کے ہاتھ میں ہوگی، اختلاف کی وادی میں وہ ان کی پناہ گاہ ہوں گے۔ ان کی پراگندگیوں کی اصلاح کریں گے اور ان کے مفاسد میں رکاوٹ بنیں گے۔ حدود قائم کریں گے اور بلاد شرک کو فتح کرنے کے لئے فوجیں ترتیب دیں گے۔ جس طرح حضور اکرمؐ نے نبوت کے لئے اپنی حفاظت کی اور غار میں جا چھپے اسی طرح خلافت کے لئے ان کو بچایا اور کیا شر سے حفاظت چاہنے والے کے لئے یہ حکم نہیں ہے کہ وہ ایسی جگہ کا ارادہ کرے جہاں وہ پوشیدہ ہوسکے؟ اور ہم نے رسول اللہؐ کو اس غار کی طرف جاتے ہوئے دیکھا جب کہ یہ موقع نہ تھا کہ کسی سے مدد طلب کی جاسکے۔ تو اس طرح رسول اللہ کا ارادہ ابوبکر کو غار میں لے جانے سے وہی تھا جس کی وضاحت ہم نے کی ہے اور حضرت علیؑ نے اپنے بستر پر رات گزاری جبکہ انہیں کسی قسم کی فکر نہ تھی اور انہوں نے اس سے بچنے کی کوئی تدبیر بھی نہ کی۔ اور اس علم کے باوصف کہ اگر وہ قتل کردیئے گئے تو ان کی جگہ کسی دوسرے کا آجانا قابل عذر نہیں ہوگا۔

سعد کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بہت سے سوالات کے جوابات دیئے مگر وہ ہر ایک کو رد کرتا گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا: اے سعد اسی طرح کی دوسری دلیلیں بھی ہیں جو روافض کی ناک میں دم کردیں گی۔ تم لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ صدیق جو شک و شبہ سے بالاتر ہیں اور وہ فاروق جو ملت اسلامیہ کے محافظ ہیں یہ دونوں منافق تھے اور

دلیل میں عقبہ کے واقعہ کو پیش کرتے ہو۔ اچھا بتاؤ صدیق و فاروق خوشی سے اسلام لائے تھے یا جبریہ اسلام قبول کیا۔
سعد کہتے ہیں کہ میں اس کے اس سوال کو ٹال گیا کیونکہ اگر میں کہہ دوں کہ خوشی سے اسلام لائے تو پھر نفاق ثابت نہیں ہوتا کہ نفاق کی ابتداء اور اس کا دل میں نشوونما پانا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک قہر و غلبہ کی ہوائیں نہ چلیں اور انتہائی سخت تکلیف اور خوف کا اظہار ایسے شخص کے لئے بار ہوتا ہے جس کا دل اس کا مطیع و فرمانبردار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " فلما راوا باسنا قالوا آمنا باللہ وحدہ وکفرنا بما کنا بہ مشرکین فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا (سورہ مومن آیت ۸۵ ۸۴) " پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے اب ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو اس کا شریک کیا کرتے تھے اب ہم ان سب سے منکر ہوگئے۔ مگر جب ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تو ان کا ایمان لانا ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا "۔ اور اگر کہوں کہ مجبوراً اسلام لائے تھے تو اس کا مقصد اپنے اوپر طعن تھا کیونکہ اس وقت تلواریں کند تھیں اور یہ دونوں حالت خوف میں دیکھے جاتے تھے۔ میں نے کسی بہانے سے اس وقت اس سے جان چھڑائی مگر دل میں ایک خلفشار کی کیفیت تھی۔ میں نے ایک فائل ترتیب دی تھی جس میں چالیس سے زیادہ ایسے ہی مشکل سوالات لکھ لئے تھے جن کا جواب دینے والا اب تک مجھے کوئی نہ مل سکا اور ارادہ تھا کہ احمد بن اسحاق جو حضرت امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے ہیں سے دریافت کروں گا۔ میں ان کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سامرہ جانے کے ارادہ سے روانہ ہوچکے ہیں۔ میں راستے میں ان سے جاملا۔ جب ہم نے مصافحہ کرلیا تو انہوں نے کہا: تمہارا ملنا خیر کے ساتھ ہو۔ میں نے کہا: شوق اور پھر سوال کرنے کی عادت (نے آپ تک پہنچایا ہے) انہوں نے کہا ہمیں یہی ایک کام کافی ہے۔ اور مجھے ہم سب کے مولا ابو محمدؑ کی ملاقات کی تحریک پیدا ہوئی اور میں چاہتا ہوں کہ آنجنابؑ سے تاویل کی پیچیدگیوں اور تنزیل کی مشکلات کے بارے میں سوالات کروں۔ پس ان کی صحبت مبارکہ کو ہاتھ سے جانے نہ دو کہ اگر تم سمندر کے کنارے پر کھڑے رہوگے تو اس کے عجائب وغرائب سے واقف نہ ہوسکو گے اور وہ تو ہمارے امام ہیں۔

پس ہم سرمن رائے پہنچے اور اپنے سردار کے دروازے تک پہنچے، اجازت طلب کی اور ہمیں داخلہ کی اجازت مل گئی احمد بن اسحاق کے کندھے پر ایک چمڑے کی تھیلی تھی جس میں ایک سو ساٹھ تھیلیاں دیناروں اور درہموں کی موجود تھیں۔ اور ہر تھیلی پر اس کے مالک کی مہر لگی ہوئی تھی۔ سعد کہتے ہیں: جب ہم نے اپنے مولا ابو محمد علیہ السلام کے روئے روشن پر نظر کی تو ایسا محسوس ہوا گویا چودھویں رات کا بدر کامل ہو اور آپؑ کے دائیں زانو پر ایک بچہ بیٹھا تھا جو اپنی خلقت اور شمائل میں مشتری کی طرح تھا۔ اس کے سر پر کانوں تک آئے ہوئے لمبے بال (مانگ کی وجہ سے) اس طرح جدا تھے جیسا " واوین " کے درمیان " الف "۔ ہمارے آقا کے سامنے ایک سونے کا انار پڑا ہوا تھا جو عجیب و غریب نقوش کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ اور نادر قسم کے نگینے اس میں جڑے ہوئے تھے۔ آپؑ کی خدمت میں اس کو بصرہ کے

روسا نے پیش کیا تھا۔ آپؑ کے ہاتھ میں ایک قلم تھا جب آپؑ چاہتے کہ بیاض پر کچھ لکھیں تو بچہ آپؑ کی انگلیوں کو پکڑ لیتا تھا ہمارے آقا اس انار کو لڑھکا دیتے تھے تاکہ اس لڑکے کو اس میں مصروف رکھیں اور بچہ آپ کو لکھنے سے روک نہ سکے۔ (۱)

ہم نے سلام کیا تو آنجنابؑ نے بڑے لطف کے ساتھ جواب دیا اور ہمیں بیٹھنے کو کہا۔ جب آپؑ لکھنے سے فارغ ہوئے تو احمد نے چمڑے کی تھیلی کو اپنی چادر سے باہر نکالا۔ آپؑ نے بچے کو دیکھا اور فرمایا: اے بیٹا اپنے دوستوں اور شیعوں کے تحفہ کی مہر کو توڑ دو۔ بچے نے عرض کیا: اے میرے آقا کیا یہ بات جائز ہے کہ میں اپنے پاک ہاتھ نجس تحفوں اور پلید مال کی طرف پھیلاؤں؟ آپؑ نے فرمایا: اے ابن اسحاق جو کچھ چمڑے کے تھیلے میں ہے باہر نکالو تاکہ حرام اور حلال میں تمیز کی جائے۔ ابن اسحاق نے پہلی تھیلی نکالی تو بچے نے کہا کہ یہ تھیلی فلاں بن فلاں کی ہے۔ جو قم کے فلاں محلہ میں رہتا ہے۔ یہ تھیلی باسٹھ دیناروں پر مشتمل ہے یہ اس پتھروں والی زمین کی قیمت میں سے ہے جو اس کے مالک نے خریدی تھی اور جس کو وراثت میں اپنے باپ سے پینتالیس دینار ملے تھے۔ اور نو کپڑوں کی قیمت میں سے چودہ دینار اور دوکان کی اجرت میں سے تین دینار، ہمارے مولا نے فرمایا: میرے بیٹے تم نے سچ کہا۔ اب جو اس میں حرام ہے اس کے بارے میں بتاؤ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: رے کے دیناروں کے بارے میں ان سے پوچھا جائے۔ ان پر تاریخ اور سن یوں ہے جن میں ایک طرف کا آدھا نقش مٹ چکا ہے اور اس کا وزن چوتھائی دینار کم ہوگیا ہے۔ اور اس کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس تھیلی کے مالک نے فلاں ماہ اور فلاں سال اپنے ہمسائے جولاہے کو سوا من اون تول کر دی تھی۔ جولاہے کے ہاں سے اس کو چور چرا کر لے گیا تھا۔ جولاہے نے اس بات سے اس کو آگاہ کر دیا تھا لیکن اس نے

---

(۱) بحار میں جو طبع حروفی میں ہے اسی طرح کہا گیا کہ یہ غریب حدیث ہے اس حیثیت میں کہ بچے کو ابو محمدؑ نے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور اسی طرح سونے کے پھینکنے کے بارے میں کہ جس سے وہ بچہ کھیل رہا تھا کہ وہ ان کو کتابت میں رکاوٹ نہ ہو اور کافی جز۔ ۱۔ صفحہ ۳۱۱ میں صفوان جمّال سے روایت ہے اس نے کہا: میں نے ابو عبداللہؑ سے دریافت کیا صاحب امر کے متعلق تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ امر والا لہو و لعب میں مبتلا نہیں ہوتا کہ اتنے میں ابوالحسن موسیٰؑ جو بچے تھے آئے اور ان کے ساتھ مکہ کا بکری کا یک سالہ بچہ تھا جس سے وہ کہہ رہے تھے کہ تو اپنے پروردگار کو سجدہ کر تو حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے انہیں اپنی آغوش میں لیکر فرمایا میرے ماں باپ فدا ہوں اس پر کہ جو لہو و لعب میں مبتلا نہیں ہوتا (روایت ختم) اب میں کہتا ہوں کہ اس روایت کے طریقہ میں معلّٰی بن محمد بصری موجود ہے علامہ رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ حدیث و مذہب میں مضطرب ہے اور اسی طرح نجاشی نے بھی اس کے بارے میں فرمایا ہے اور ابن غضائری نے کہا کہ ہم اس کی حدیث کو پہچانتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ ضعیف لوگوں سے روایت کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ اس کی شہادت کو سند نہ سمجھا جائے (علی اکبر غفاری)۔

جولاہے کی بات کو جھٹلا دیا ۔ اس کے عوض میں ڈیڑھ من کاتی ہوئی اون اس سے وصول کر لی تھی ۔ اس نے اس سے کپڑے بنائے اور انہیں فروخت کر ڈالا یہی دینار اس کی قیمت میں سے ہیں ۔ تھیلی کو جب کھولا گیا تو دیناروں کے درمیان سے ایک خط برآمد ہوا جس پر اس شخص کا نام موجود تھا جس کے بارے میں بتایا گیا تھا اور ان دیناروں کی تعداد اتنی ہی تھی جس قدر اس بچے نے بتائی تھی ۔ اور دیناروں کی علامت بھی وہی تھی ۔

ابن اسحاق نے ایک اور تھیلی کو نکالا ۔ بچے نے کہا یہ فلاں بن فلاں کی ہے ۔ جو قم میں فلاں محلہ میں رہتا ہے ۔ اس میں پچاس دینار ہیں ان کو ہاتھ لگانا ہمارے لئے حلال نہیں ہے ۔ پوچھا گیا: ایسا کیوں ؟ جواب دیا: یہ ایسے گیہوں کی قیمت ہے جس کے مالک نے خیانت کی ہے ۔ جب گیہوں کو لیا تو زیادہ تول کر لیا ہے اور جب فروخت کیا تو کم تول کر دیا ہے ۔ ہمارے آقا نے فرمایا: اے بیٹا تم نے سچ کہا ۔

پھر ہمارے آقا نے فرمایا: احمد بن اسحاق تم ان تمام تھیلیوں کو اٹھالو اور ان کو ان کے مالکان کے پاس واپس کر دو اور ہم لوگوں کو بڑھیا کا کپڑا دے دو ۔ احمد نے کہا: وہ کپڑا میرے کھانے کے تھیلے میں رہ گیا تھا اور میں اسے بھول چکا تھا ۔ جب احمد بن اسحاق وہ کپڑا لینے چلا گیا تو ہمارے آقا نے فرمایا: اے سعید تم کیوں آئے ہو ؟ میں نے عرض کیا: کہ احمد بن اسحاق نے آپ کی ملاقات کا شوق دلایا ۔ آپ نے فرمایا: اور وہ مسائل جو تم نے اس سے پوچھنے چاہے تھے ؟ میں نے عرض کیا: وہ اسی طرح ہیں ۔ فرمایا: ان کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک سے دریافت کرو ۔ اور حضرت نے بچے کی طرف اشارہ فرمایا ۔ بچے نے کہا: جو کچھ تمہاری مرضی ہو اسے دریافت کرو ۔

میں نے عرض کیا: اے مولا ابن مولا ہم لوگ آپ کے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دینے کا اختیار حضرت علیؑ کو دیا تھا ۔ چنانچہ جنگ جمل کے روز آپؑ نے حضرت عائشہ کے پاس آدمی بھیج کر تنبیہ فرمائی تھی کہ تم نے یہ فتنہ برپا کر کے مسلمانوں میں انتشار پیدا کر دیا اور اپنی جہالت کی وجہ سے مسلمانوں کا خون بہایا ۔ اگر تم واپس نہ جاؤ گی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسالتمابؐ کی وفات کے بعد ازواج رسول کو اپنے آپ طلاق ہو گئی تھی تو پھر اب یہ طلاق کی دھمکی کیسی ؟ آپ نے فرمایا: طلاق کا کیا مطلب ہے ۔ عرض کیا: راستہ خالی ہونا ۔ آپؑ نے فرمایا: جب وفات رسول کے بعد ان کا راستہ خالی ہو گیا تو پھر ازواج کے لئے کسی اور سے عقد کر لینا کیوں حلال نہیں ہوا ؟ عرض کیا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج رسول پر کسی اور سے تزویج حرام قرار دی ہے ۔ آپ نے فرمایا: مگر کیوں ؟ جبکہ موت کی وجہ سے ان کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو گئی تھیں ۔ عرض کیا: مولا پھر آپ ہی فرمایئے کہ یہ طلاق کیسی ہے جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کو تفویض کر دیا تھا ۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ازواج رسولؐ کی شان بلند فرمائی اور انہیں امہات المومنین کے شرف سے نوازا لہذا

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے ابوالحسنؑ میری ازواج کا یہ شرف اس وقت تک باقی رہے گا جب تک یہ اللہ کی اطاعت کرتی رہیں۔ اگر ان میں سے جو زوجہ بھی میرے بعد تم پر خروج کرکے اللہ کی نافرمانی کرے تو تمہیں اختیار ہے کہ اسے میری زوجیت سے آزاد کرکے اس سے ام المومنین ہونے کا شرف واپس لے لینا۔

میں نے عرض کیا: یہ فرمایئے کہ فاحشہ مبینہ کے لئے کیا حکم ہے کہ اگر زمانے عدت میں کوئی عورت مرتکب ہو تو کیا اس کے شوہر کے لئے جائز ہوگا کہ اسے گھر سے نکال دے؟ آپؑ نے فرمایا: فاحشہ مبینہ سے مراد سحق ہے زنا نہیں۔ اگر کوئی عورت زنا کرے اور اس پر حد جاری کردی جائے تو حد جاری ہونے کی وجہ سے کوئی شخص اس سے نکاح کرنا چاہے اس کے لئے ممانعت نہیں ہے۔ لیکن اگر عورت سحق کی مرتکب ہوئی ہے تو اس کی سزا رجم ہے۔ رجم حد درجہ رسوائی ہے۔ اور جس کے لئے اللہ نے رجم کا حکم دیا ہے اس کو رسوا کیا ہے۔ جس کو رسوا کیا اس کو اللہ نے دور کیا اور جس کو اللہ نے دور کیا ہے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے قریب کرے۔

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا **فاخلع نعلیک انک بالوادالمقدس طوی** (سورۃ طہٰ آیت ۱۲) "اپنی جوتیاں اتار ڈال تو پاک میدان طوی میں ہے" اس حکم کی وجہ فریقین کے فقہا یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ مردار کے چمڑے کی جوتیاں پہنے ہوئے تھے۔ آپؑ نے فرمایا: جو ایسا کہتا ہے وہ حضرت موسیٰؑ پر الزام لگاتا ہے اور ان کی نبوت سے ناواقف ہے۔ اس کے دو مطلب نکلتے ہیں۔ ایک یہ کہ ان جوتیوں میں حضرت موسیٰؑ کے لئے نماز جائز تھی یا نہیں۔ اگر جائز تھی تو وادی مقدس میں پہن کر جانا بھی جائز ہوا اور اگر یہ وادی مقدس اور مطہر تھی تو نماز سے زیادہ مقدس و مطہر نہیں تھی اور اگر ان جوتیوں میں نماز جائز نہیں تھی تو حضرت موسیٰؑ پر الزام آتا ہے کہ وہ حلال و حرام کو نہیں جانتے تھے اور انہیں علم نہیں تھا کہ نماز میں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز اور یہ کفر ہے۔

میں نے عرض کیا: میرے مولا آپ ہی فرمائیں اس کی تاویل کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ نے وادی مقدس میں اللہ سے یہ مناجات کی کہ اے مالک میرے دل میں خالص تیری محبت ہے اور میں نے اپنے دل سے ہر قسم کی محبت کو دھو ڈالا ہے۔ حالانکہ ان کو اپنے اہل و عیال سے بہت محبت تھی۔ ارشاد خداوندی ہوا: **فاخلع نعلیک** "اتار ڈال اپنی جوتیاں" یعنی اپنے دل سے اہل و عیال کی محبت بھی نکال دو۔ تاکہ تمہاری محبت مجھ سے خالص ہوجائے اور تمہارے دل سے میرے غیر کی محبت دھل جائے۔

میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ کھٰیٰعص کی کیا تاویل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ حروف غیب کی طرف اشارہ ہیں۔ جس کے ذریعہ سے اللہ نے اپنے بندے زکریا کو مطلع کیا۔ پھر حضرت محمدؐ سے ان کا قصہ بیان فرمایا جو یہ ہے کہ ایک مرتبہ جناب زکریا نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے پنجتن پاک کے اسماء گرامی تعلیم فرما۔ حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انہوں نے پنجتن پاک کے اسماء گرامی تعلیم فرمائے۔ چنانچہ جب زکریا محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ کا نام لیتے تو فرحت

و شادمانی محسوس کرتے مگر جب حسینؑ کا نام لیتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے اور سانس رکنے لگتا۔ ایک دن انہوں نے عرض کیا پروردگار کیا بات ہے۔ جب میں چار اسماء گرامی لیتا ہوں تو خوشی ہوتی ہے مگر حسینؑ کا نام لیتا ہوں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں اور میرا سانس بے قابو ہوجاتا ہے۔ تو اللہ نے انہیں واقعہ کربلا سے آگاہ کیا اور فرمایا: تحقیق اس میں "ک" سے مراد کربلا ہے۔ "ھاء" سے مراد ہلاکتِ عترت ہے۔ "یاء" سے مراد یزید جو حسینؑ پر ظلم کرنے والا ہے۔ "ع" سے مراد حسینؑ کی عطش یعنی پیاس اور "ص" سے مراد صبر ہے۔

جناب زکریا نے یہ سنا تو تین روز تک محراب عبادت سے باہر نہ نکلے اور کسی کو ملاقات کی اجازت نہیں دی۔ پس آپ مسلسل گریہ کرتے رہے اور پکارتے تھے: اے مالک تو اپنے خیر الخلق (محمدؐ) کو ان کے فرزند کا غم دے گا۔ ان کی ذریت کے لئے ایسی مصیبت نازل کرے گا۔ کیا علیؑ و فاطمہؑ کو اس مصیبت کا لباس پہنائے گا؟ الہیٰ کیا اس دردناک واقعہ کی تکلیف کو ان دونوں کے لئے مناسب سمجھے گا؟

اے پروردگار مجھے ایک فرزند عطا کر جس سے بڑھاپے میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کو میرا وارث و وصی بنا۔ اس کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حسینؑ کو اپنے جدؐ سے ہوگی۔ پھر مجھے اس فرزند کی محبت میں ہتلاء کر اس کے بعد مجھے اس کا غم نصیب کر۔ جس طرح تو اپنے حبیب محمدؐ کو ان کے فرزند حسینؑ کا غم دے گا۔ چنانچہ اللہ نے زکریا کو یحییٰؑ عطا فرمایا اور اس کے بعد انہیں اس کا غم نصیب فرمایا۔ اور جناب یحییٰؑ کی مدت حمل بھی چھ ماہ تھی اور حسین علیہ السلام کی بھی۔ اور یہ قصہ طویل ہے۔

میں نے عرض کیا: لوگوں کو اپنے لئے خود امام منتخب کرنے کا اختیار کیوں نہیں دیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا: کیسا امام مصلح یا مفسد؟ میں نے عرض کیا: مصلح۔ آپؑ نے فرمایا: کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ لوگ مصلح کی جگہ مفسد منتخب کرلیں لوگوں کو دوسرے کے دل کا حال تو نہیں معلوم کہ اس میں اصلاح ہے یا فساد۔ میں نے عرض کیا: جی سرکار یہ تو ممکن ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہی وجہ ہے۔ اچھا ایک اور دلیل سنو۔ یہ بتاؤ وہ انبیاء ماسلف کہ جن کو اللہ نے خود منتخب فرمایا جن پر کتابیں نازل فرمائیں اور وحی و عصمت کے ساتھ ان کی تائید فرمائی اور وہ اپنی امتوں میں سب سے زیادہ عالم تھے جیسے جناب موسیٰؑ و عیسیٰؑ کہ باوجود کمالِ عقل و علم کے جب انہوں نے خود انتخاب کا ارادہ کیا تو ان کے انتخاب میں منافق بھی آگئے اور وہ یہ ہی سمجھتے رہے کہ یہ مومن ہیں۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں حضور ایسا ہی ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: دیکھو حضرت موسیٰؑ نے جو کلیم اللہ ہیں میقات کے لئے افراد کا انتخاب کیا۔ جن کے ایمان و اخلاص میں انہیں کوئی شک نہیں تھا۔ مگر ان کے اس انتخاب میں منافق آگئے۔ چنانچہ ارشاد رب العزت ہے۔ **واختار موسیٰ قومه سبعین رجلاً لمیقاتنا** (سورہ اعراف آیت ۱۵۵) "اور چن لئے موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے ستر افراد ہمارے وعدے کے وقت پر لانے کو۔" مگر ان منتخب شدہ ستر

آدمیوں نے پلٹ کر کہا۔ **لن نو من لک حتی نری اللہ جھرۃ** (سورۃ بقرہ آیت ۵۵) " ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے جب تک کہ اللہ کو سامنے نہ دیکھ لیں " تو اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ **فاخذ تھم الصعقۃ بظلمھم** (سورۃ نساء آیت ۱۵۳) " سو آپڑی ان پر بجلی ان کے گناہ کے باعث " جب ہم دیکھتے ہیں کہ جن معزز ہستیوں کو اللہ نے نبوت سے سرفراز فرمایا ان کا انتخاب غلط نکلا۔ حالانکہ وہ یہ ہی سمجھتے رہے کہ انہوں نے صحیح انتخاب کیا پس انتخاب کا حق صرف ذات باری کو ہے جو دلوں کے بھید خوب جانتا ہے۔ حضورؐ کے انتقال کے بعد مہاجرین اور انصار کی نگاہِ انتخاب دھوکا کھاسکتی ہے۔ گو ان کا ارادہ مردِ صالح کو منتخب کرنے کا ہو پھر بھی غیر صالح منتخب کرسکتے ہیں۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے سعد! مخالف جو تمہیں یہ دلیل دیتا ہے کہ رسول اللہؐ ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ غار میں اس لیئے لے گئے کہ وہ جانتے تھے کہ میرے بعد یہ ہی خلیفہ ہوں گے۔ امور تاویل کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ امت کی باگ ڈور انہی کے ہاتھ میں ہوگی۔ اختلاف کی وادی میں وہ ان کی پناہ گاہ ہوں گے۔ ان کی پراگندگیوں کی اصلاح کریں گے اور ان کے مقاصد میں رکاوٹ بنیں گے۔ حدود قائم کریں گے اور بلادِ شرک کو فتح کرنے کے لئے فوجیں ترتیب دیں گے۔ اور کیا شر سے حفاظت چاہنے والے کے لئے یہ حکم نہیں ہے کہ وہ ایسی جگہ کا ارادہ کرے جہاں وہ پوشیدہ ہوسکے اور سوائے اس کے نہیں کہ انہوں نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلادیا جبکہ ان کے لئے کوئی فکر و پریشانی نہیں تھی اور نہ اس سے بچنے کا کوئی قصد کیا تھا اور اس علم کے باوصف کہ اگر وہ قتل کردیئے گئے تو ان کی جگہ کسی دوسرے کا آجانا قابل عذر نہیں ہوگا۔ چنانچہ جس طرح نبوت کے لئے خود کو محفوظ فرمایا اسی طرح خلافت کے لئے ابو بکرؓ کو محفوظ فرمایا تو اس سے یہ پوچھو کہ تم لوگوں کا کہنا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی اس طرح آنحضرتؐ نے تمہارے مذہب کے مطابق خلفاء راشدین کی مدت حیات کا تعین کیا۔ جب وہ اس کا اقرار کرے تو کہنا کہ کیا رسول اللہؐ کو یہ معلوم نہ تھا کہ ابو بکر کے بعد عمر، عثمان اور علی کو خلیفہ ہونا ہے۔ لازماً وہ کہے گا ہاں رسول اللہؐ کو علم تھا تو کہنا کہ پھر حضورؐ پر واجب تھا کہ جس طرح ابو بکر کو اپنے ساتھ لے گئے اسی طرح ان سب کو غار تک لے جاتے اور کسی کی قدر و منزلت کو نہ گھٹاتے۔ اور تمہارے مخالف نے جو تم سے یہ سوال کیا ہے کہ صدیق و فاروق بخوشی ایمان لائے یا بالجبر " تو جا اور کہہ دے کہ یہ دونوں لالچ میں اسلام لائے تھے۔ اس لئے کہ یہ دونوں یہودیوں کے پاس بیٹھتے تھے اور انہیں توراۃ اور تمام سابقہ کتب سے معلوم ہوا کہ حضرت محمدؐ سارے عرب پر اس طرح غلبہ حاصل کریں گے جس طرح بخت نصر نے بنی اسرائیل پر حاصل کیا تھا اور آپؐ تمام عرب کو فتح کریں گے جس طرح بخت نصر نے بنی اسرائیل کو فتح کیا تھا۔ بس فرق یہ ہے کہ بخت نصر کاذب تھا اور آپؐ اپنے دعوؤں میں صادق ہیں پس دونوں حضورؐ کے پاس آئے اور اس لالچ میں کلمہ پڑھا کہ جب ان کی حکومت قائم ہوجائے گی تو ہمیں کسی شہر کا حاکم بنادیں گے۔ مگر جب اس طرف سے مایوسی ہوئی تو تملا اٹھے اور اپنے جیسے منافقین کو لے کر عقبہ کی پہاڑیوں میں

چھپ گئے تاکہ حضورؐ کو قتل کردیں۔ مگر اللہ نے حضورؐ کی حفاظت فرمائی اور ان کی تدبیر کامیاب نہ ہو سکی۔ جس طرح طلحہ اور زبیر نے حضرت علیؑ کی بیعت اس لالچ میں کی تھی کہ انہیں کوئی وزارت ملے گی مگر جب یہ امید پوری ہوتی نظر نہ آئی تو بیعت توڑ دی اور خروج کیا۔ پس ان دونوں کو اللہ نے بیعت توڑنے والوں کی طرح پچھاڑ دیا۔

سعد کہتے ہیں: پھر امام حسن عسکریؑ اپنے صاحبزادے کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ میں بھی واپس چلا آیا میں نے ابن اسحاق کو بلایا تو وہ مجھے روتے ہوئے ملے میں نے کہا تمہیں دیر کیوں ہوئی اور تمہیں کس نے رلایا۔ انہوں نے کہا: میرے مولا نے جو کپڑا مجھ سے طلب کیا تھا وہ میں نے گم کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی ذمہ داری تم پر نہیں پس مولا کو بتادو۔ چنانچہ وہ تیزی سے اندر داخل ہوئے پھر مسکراتے ہوئے واپس آئے اور وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا: کیا ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے وہ کپڑا اپنے مولا کے قدموں میں دیکھا ہے اور وہ اس پر نماز پڑھ رہے تھے۔

سعد کہتے ہیں: پس ہم نے اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اس کے بعد ہم دونوں آپؑ کی خدمت میں برابر کئی دن تک حاضر ہوتے رہے۔ مگر پھر آپ کے فرزند کو نہ دیکھا۔ جب رخصت کا دن آیا تو میں اور ابن اسحاق اپنے شہر کے چند ضعیف العمر اشخاص کے ساتھ مولا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ احمد بن اسحاق نے عرض کیا: فرزند رسول وقت رخصت ہے جس کا ہمیں بہت دکھ ہے۔ اللہ آپؑ کے جد حضرت محمدؐ پر، آپ کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ پر، آپ کی والدہ ماجدہ جناب سیدہؑ پر، سرداران جوانان جنت آپؑ کے چچاؑ اور آپ کے والدؑ اور ان کے بعد آپؑ کے آباء طاہرینؑ پر، آپؑ پر اور آپؑ کے فرزند پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ خداوندعالم سے التجاء ہے کہ وہ آپؑ کے مقام کو بلند کرے اور آپؑ کے دشمنوں کو نیچا دکھائے اور یہ بھی دعا ہے کہ ہماری اور آپؑ کی آخری ملاقات نہ ہو۔ احمد بن اسحاق کی یہ بات سن کر آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آپؑ نے فرمایا: بس بس اے ابن اسحاق اپنی دعا مختصر کرو۔ اس لئے کہ تم اسی سفر میں اللہ سے ملاقات کرنے والے ہو۔ یہ سن کر احمد بن اسحاق غش کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو عرض کیا: مولا آپؑ کو آپؑ کے جد کا واسطہ آپؑ اپنا کوئی پہنا ہوا لباس عطا کردیں تاکہ وہ میرا کفن بن سکے۔ یہ سن کر آپؑ نے فرش کے نیچے ہاتھ ڈالا اور تیرہ درہم نکالے اور فرمایا: یہ لو اور اس کے علاوہ تم اپنی ذات پر مزید خرچ نہ کرنا اور جو تم نے سوال کیا ہے وہ بھی پورا کردیا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نیکوکار کا عمل ضائع نہیں کرتا۔

سعد کہتے ہیں: جب ہم لوگ امامؑ سے رخصت ہوئے اور ابھی حلوان پہنچنے میں تین فرسخ باقی تھے کہ احمد بن اسحاق کو بخار آیا اور اس قدر بیمار ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہوگئے۔ حلوان پہنچے تو ایک سرائے میں قیام کیا اور وہاں ابن اسحاق نے اپنے اہل شہر میں سے ایک شخص کو بلایا اور کہا: آج کی شب تم مجھے تنہا چھوڑ کر کہیں چلے جاؤ۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں سے چلے گئے۔ جب رات گزر گئی اور صبح ہوئی تو مجھے احمد بن اسحاق کی فکر ہوئی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ امامؑ کا

خادم کافور کھڑا ہے ۔ اور کہہ رہا ہے کہ اللہ تم لوگوں کو احمد بن اسحاق کی موت پر صبر دے اور محبوب کے ساتھ تمہاری مصیبت کو دور کرے ۔ ہم ان کے غسل و کفن سے فارغ ہوچکے ہیں اٹھو اور انہیں دفن کرو ۔ وہ امامؑ کی نظروں میں بہت مکرم تھے ۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا ۔ ہم لوگ آہ وفغاں کرتے ان کے جنازے پر پہنچے اور ان کے دفن سے فارغ ہوئے ۔ اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے ۔

۲۳ ۔ بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن موسیٰ بن احمد بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ نے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں تحریر پایا کہ میں نے محمد بن احمد طوال سے سنا ۔ ان سے ان کے والد نے بیان کیا ان سے حسن بن علی طبری نے ان سے ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن ابراہیم بن مہزیار نے ان سے ان کے والد نے ان سے علی بن ابراہیم بن مہزیار نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے بستر میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اے علی بن ابراہیم حج کے لئے جاؤ وہاں تمہاری ملاقات صاحب الزمانؑ سے ہوجائے گی ۔ یہ خواب دیکھ کر میں بے انتہا مسرور و شاداں ہوا اور نماز فجر سے فارغ ہو کر باہر نکلا تاکہ حاجیوں سے دریافت کروں ۔ تو میں نے ایک قافلے کو روانگی کے لئے تیار پایا پس میں بعجلت ان سب سے پہلے نکلنے والے قافلے کے ساتھ ہولیا ۔ پس اس طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ سب چلے اور میں ان کے ساتھ ساتھ کوفے کے ارادے سے چلا ۔ کوفہ پہنچ کر میں اپنی سواری سے اترا اور اپنا سامان اپنے جاننے والوں کے پاس رکھوادیا ۔ اور خود امام حسن عسکریؑ کی اولاد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا میں نے ایک ایک سے پوچھا مگر کوئی سراغ نہ مل سکا نہ کوئی خبر سنی وہاں سے میں پہلے قافلہ کے ساتھ مدینہ کے لئے روانہ ہوا ۔ مدینہ پہنچ کر میں اس قابل نہیں رہا تھا کہ سواری سے اتروں بہرحال کسی طرح اترا ۔ اپنا سامان ایک قابل بھروسہ شخص کے پاس رکھوایا اور باہر نکل گیا کہ (آل ابو محمدؑ کی) خبر دریافت کروں اور سراغ لگاؤں ۔ پس میں نے کوئی خبر نہ سنی ۔ اور نہ کوئی سراغ پایا بس اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے مکہ کا رخ کیا اور میں بھی روانہ ہونے والوں کے ساتھ روانہ ہوگیا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گیا وہاں میں اترا اپنے سامان کو رکھا اور آل ابو محمدؑ کی تلاش میں نکل گیا لیکن نہ ان کی کوئی خبر سنی اور نہ ان کا کوئی سراغ پایا ۔ ایک رات میں امید و نا امیدی کی کیفیت میں فکر مند بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ سے کہا چلو کعبہ کا طواف کرکے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت عرض کروں ۔ وہ میری امید کی مجھے معرفت کرائے ۔ جب میں طواف کے لئے چلا تو کعبہ کا رخ میرے سامنے تھا ۔ اور اس وقت میں ایک ایسے جوان کے سامنے تھا جس کے چہرے پر ملاحت تھی ۔ بہترین خوشبو والا تھا اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور دوسری چادر کے لئے کوشاں تھا ۔ اس نے ایک چادر کو اپنے کندھے پر ڈالا اور اس کو حرکت دے رہا تھا ۔ وہ نوجوان میری طرف متوجہ ہوا اور بولا: تم کہاں کے رہنے والے ہو ۔ میں نے کہا: اہواز کا ۔ اس نے کہا: کیا تم ابن خصیب کو جانتے ہو ؟ میں نے کہا اللہ ان پر رحمت کرے وہ تو انتقال کرچکے ہیں ۔ وہ بولا: رحمتہ

اللہ علیہ۔وہ صائم النہار اور قائم اللیل تھے ۔ قرآن کی تلاوت کرتے اور ہماری محبت رکھتے تھے ۔ پھر اس نے کہا: کیا تم علی بن ابراہیم بن مہزیار کو جانتے ہو ؟ میں نے کہا میں ہی علی بن ابراہیم ہوں ؟ یہ سن کر وہ بولا: مرحبا ۔ اے ابوالحسن کیا تم امامؑ کے دونوں فرزندوں کو جانتے ہو ؟ میں نے کہا: ہاں ۔ وہ بولا: وہ کون ہیں ؟ میں نے کہا: محمد اور موسیٰ ۔ وہ بولا: تمہارے پاس وہ نشانی کہاں ہے جو تم کو امام حسن عسکریؑ نے عطا فرمائی تھی ؟ میں نے کہا: وہ میرے پاس ہے ۔ وہ بولا: مجھے دکھاؤ ۔ میں نے انگوٹھی نکالی جس پر محمدؐ و علیؑ لکھا ہوا تھا ۔ جب اس نے انگوٹھی کو دیکھا تو رونے لگا اور بولا: اے ابو محمدؑ اللہ آپؑ پر رحم کرے آپؑ امام عادل ، امام کے فرزند اور امام کے والد ہیں ۔ اللہ آپ کو آپ کے اپنے آباء علیہم السلام کے ساتھ جنت الفردوس میں ساکن کرے ۔

پھر کہا : اے ابوالحسن اپنی قیام گاہ پر جاؤ اور سامان سفر تیار کرو ۔ جب رات کے تین حصے گزر جائیں اور تین باقی رہ جائیں گے تو تم سے ملاقات ہوگی ۔ ابن مہزیار کہتے ہیں کہ میں اپنی قیام گاہ پر آیا اور طویل وقت فکر میں گزارا یہاں تک کہ چلنے کا وقت آگیا پس میں کھڑا ہوا اور اپنی سواری کو درست کیا اور اس پر بیٹھ کر آگے بڑھا جب وقت مقرر پر بتائی ہوئی جگہ پہنچا تو اس جوان کو وہاں پایا اس نے کہا: اھلاً و سھلاً ۔ اے ابوالحسن تمہیں مبارک ہو کہ تم کو ملاقات کی اجازت مل گئی ۔ پھر ہم دونوں روانہ ہوئے اور عرفات اور منیٰ سے ہوتے ہوئے طائف کے پہاڑوں سے نیچے کی طرف چلے ۔ اس نے مجھ سے کہا: اے ابوالحسن یہاں اترو اور نماز کا سامان کرو ۔ ہم دونوں نے وہاں اتر کر نماز شب ادا کی اور پھر اس نے کہا فجر کی نماز پڑھ لو اور اس میں اختصار کرو ۔ پس میں نے نماز میں اختصار کیا اور سلام پھیرا ۔ اور اس نے اپنا چہرہ خاک آلود کیا پھر وہ سوار ہوا اور مجھے بھی سوار ہونے کا حکم دیا ۔ پس میں سوار ہوا پھر ہم روانہ ہوئے ۔ جب صحرا میں پہنچے تو اس نے مجھ سے کہا: کیا تم کو کچھ نظر آیا ؟ میں نے کہا: ہاں میرے سردار ایک سرسبز صحت افزاء مقام دیکھ رہا ہوں ۔ پھر کہا: اس کے اوپر کچھ نظر آیا ؟ میں نے کہا: میں ریت کے ٹیلے پر بالوں سے بنا خیمہ دیکھ رہا ہوں جس سے نور نکل رہا ہے ۔ پھر پوچھا: کچھ اور نظر آیا ؟ میں نے کہا: ہاں فلاں فلاں چیز نظر آئی ۔ وہ بولا: اے ابن مہزیار خدا تمہارے نفس کو پاک اور تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے ۔ اپنی سواری سے اترو ۔ میں سواری سے اترا تو وہ بولا: اے ابن مہزیار اپنی سواری کی باگیں چھوڑ دو ۔ میں نے کہا: میں سواری کس کے حوالے کروں ۔ یہاں تو کوئی نہیں ہے ۔ اس نے کہا: یہ حرم ہے یہاں صرف ولی ہی آ اور جاسکتے ہیں ۔ (تمہاری سواری کوئی نہیں لے جائے گا)۔ پس میں نے سواری کو چھوڑ دیا ۔ ہم خیمہ کے قریب پہنچے تو اس نے مجھ سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں تمہارے لئے اجازت لے کر آتا ہوں ۔ پس وہ اندر گیا اور ایک لحہ میں ہی واپس آگیا اور بولا: مبارک ہو تمہیں حاضری کی اجازت مل گئی ۔ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ امام عصرؑ صلوات اللہ علیہ ایک چمڑے کے ٹاٹ پر تشریف فرما ہیں ۔ میں نے آپؑ کو سلام کیا ۔ امام نے جواب سلام دیا ۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ کا چہرہ مثل چاند کے چمک رہا ہے ۔ اس میں کسی قسم کی شکستگی اور شکن

نہیں تھی نہ وہ طویل تھا نہ چھوٹا اور چپکا ہوا ۔ وہ دراز قامت تھے ۔ آپ نہایت پاکیزہ صورت ہیں ، جسم اطہر کا رنگ بالکل صاف ہے ، چوڑی پیشانی ہے ابرو ہائے مبارک ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں ، رخسار نرم ہیں آنکھیں بڑی اور بینی مقدس اونچی ہے ، سیدھے رخسار پر تل ہے ۔ میں نے جب ان کو دیکھا تو میری عقل ان کی ذات و صفات دیکھ کر حیرت میں رہ گئی ۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن مہزیار عراق میں تمہارے بھائی کس حال میں ہیں ؟ میں نے کہا: مولا آپ کے بارے میں گمان باطل پر گامزن ہیں اور ان پر شیاطین کی اولاد مسلط ہے ۔ آپؑ نے فرمایا: **قاتلھم اللّٰہ انی یوفکون** (سورۃ توبہ آیت ۳۰) " اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں بھٹکے جارہے ہیں " ۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک قوم آئے گی جو انہیں ان کے شہر میں قتل کردے گی ۔ اللہ کا حکم ان کو دن اور رات میں کسی وقت بھی جکڑ لے گا ۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول ایسا کب ہوگا ؟ آپؑ نے فرمایا: ایسا اس وقت ہوگا ۔ جب تمہارے اور راہ کعبہ کے درمیان ایک ایسی قوم حائل ہوگی جن سے اللہ اور اس کا رسولؐ بیزار ہوں گے آسمان میں تین دن تک مسلسل سرخی نظر آئے گی ۔ اس میں ایک ستون نظر آئے گا ۔ جیسے چاندی کا ستون ہو جس سے نور ساطع ہوگا ۔ پھر آرمینیہ اور آذر بائی جان سے سروسی خروج کرے گا جو رے کے پیچھے جبل اسود پہنچنے کا ارادہ کرے گا ۔ جو جبل احمر کے سامنے اور جبل طالقان سے متصل ہے پھر اس کے اور مروزی کے درمیان ایسی طویل اور گھمسان کی جنگ ہوگی جس میں بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور بوڑھے کمزور ۔ ان دونوں کے درمیان کشت و خون کا مقابلہ ہوگا ۔ پھر اس وقت توقع کرنا کہ صاحب الزمانؑ کا خروج ہوگا اور زوراء کی طرف بڑھیں گے ۔ وہاں سے ماہان پھر وہاں سے عراق کے شہر واسط پہنچیں گے اور ایک سال تقریباً وہاں قیام کریں گے ۔ وہاں سے آگے بڑھ کر کوفہ پہنچیں گے وہاں سے نجف وہاں سے حیرہ اور عزی کی طرف بڑھیں گے ۔ وہاں دونوں گروہوں میں ایسی جنگ ہوگی کہ عقل حیران رہ جائے گی ۔ نتیجے میں دونوں فوجیں تباہ ہوجائیں گی اور ان میں جو باقی رہ جائیں گے ۔ انہیں اللہ کاٹ کے رکھ دے گا ۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ○ اتٰھا امرنا لیلاً اونھاراً فجعلنٰھا حصیداً کان لم تغن بالامس** (سورۃ یونس آیت ۲۴) " ناگاہ پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر اس کو کاٹ کر ڈھیر کر ڈالا ۔ گویا کل یہاں آبادی نہ تھی " میں نے عرض کیا: فرزند رسول امر سے کیا مراد ہے ؟ آپؑ نے فرمایا: ہم ہی تو اللہ کے امر اور اس کی فوج ہیں ۔ میں نے عرض کیا: حضور کیا وہ وقت آگیا ہے ؟ آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: **اقتربت الساعۃ وانشق القمر** (سورہ قمر آیت ۱) " پاس آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند "۔

۲۴۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو القاسم جعفر ابن احمد علوی رقی عریضی نے ان سے ابوالحسن علی بن احمد عقیقی نے ان سے ابو نعیم انصاری زیدی نے انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں مستجار کے پاس تھا ۔ ہمارے ساتھ عمرہ ادا کرنے والوں کی ایک جماعت بھی تھی ۔ ان میں محمودی اور علان کلینی اور

ابو ہیثم دیناری اور ابو جعفر احول ہمدانی اور محمد بن قاسم علوی وہ تیس افراد تھے اور محمد بن قاسم علوی عقیقی کے سوا ان میں کوئی مخلص نہ تھا۔ یہ ذوالحجہ کی چھ تاریخ اور سن ۲۹۳ ہجری تھا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جو احرام باندھے ہوئے تھا اس کے ہاتھ میں اس کی نعلین تھیں۔ وہ ہمارے درمیان آیا۔ ہم لوگ اس کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے سلام کیا اس نے دائیں بائیں دیکھا اور ہمارے درمیان بیٹھ گیا اور بولا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ حضرت امام جعفر صادقؑ اپنی دعا میں کیا فرمایا کرتے تھے۔ ہم نے دریافت کیا: کیا فرمایا کرتے تھے؟ اس جوان نے کہا: آپ فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ بِہٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَ بِہٖ تَقُوْمُ الْاَرْضُ، وَبِہٖ تُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَبِہٖ تَجْمَعُ بَیْنَ الْمُتَفَرِّقِ، وَبِہٖ تُفَرِّقُ بَیْنَ الْمُجْتَمِعِ، وَبِہٖ اَحْصَیْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَزِنَۃَ الْجِبَالِ وَ کَیْلَ الْبِحَارِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ أَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجاً وَّمَخْرَجاً [اے میرے پروردگار میں تجھ سے ان اسمائے مقدسہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔ جن کے باعث آسمان و زمین تھمے ہوئے ہیں۔ جن کے باعث حق و باطل کا فرق ہوتا ہے۔ جن کی وجہ سے متفرق اور پراگندہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور جن کے ذریعہ سے جماعتوں میں افتراق اور اختلاف واقع ہوتا ہے۔ اور جن کے وسیلہ سے ریگ بیابان کے اعداد، پہاڑوں کے اوزان اور دریاؤں کے پانی کا اندازہ ہوتا ہے، درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور میرے لئے میرے جملہ امور کو کشادہ اور آسان فرما]۔

پھر وہ جوان رعنا اٹھے۔ ان کے احترام میں ہم بھی اٹھے وہ طواف میں مشغول ہوگئے۔ ان کی ہیبت کے باعث ہم یہ پوچھنا بھول گئے کہ وہ کون تھے۔ دوسرے دن اس وقت طواف سے فارغ ہوکر تشریف لائے اور اسی طرح ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر دائیں بائیں نظریں کیں اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ امیرالمومنینؑ نماز فریضہ کے بعد کیا دعا مانگتے تھے۔ ہم نے دریافت کیا: کیا دعا فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپؑ یہ دعا فرماتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ رَفَعْتُ الْاَصْوَاتَ [وَدُعِیَتِ الدَّعْوَاتُ] وَلَکَ عَنَتِ الْوُجُوْہُ، وَلَکَ خَضَعَتِ الرِّقَابُ وَاِلَیْکَ التَّحَاکُمُ فِی الْاَعْمَالِ، یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ وَ خَیْرَ مَنْ اَعْطٰی، یَاصَادِقُ یَا بَارِیُٔ، یَا مَنْ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَادَ، یَامَنْ اَمَرَ بِالدُّعَاءِ وَتَکَفَّلَ بِالْاِجَابَۃِ، یَا مَنْ قَالَ: "اُدْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَکُمْ" یَا مَنْ قَالَ: "وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْابِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ" یَامَنْ قَالَ: "یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" (پروردگار تیری ہی طرف سب کی آوازیں جاتی ہیں۔ تجھ سے ہی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ تیرے ہی سامنے رخسار رکھے جاتے ہیں۔ تیری بارگاہ میں خضوع و خشوع بجا لایا جاتا

ہے ۔ تمام اعمال میں تیرا ہی حکم مانا جاتا ہے ۔ اے ان سب سے بہتر جن سے سوال کیا جاتا ہے اور اے تمام عطا کرنے والوں سے بہتر ۔ اے سچے اور اے عفو کرنے والے ۔ اے وہ جو کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ۔ اے وہ جو دعا کرنے کے لئے بھی حکم کرتا ہے اور قبول فرمانے کا بھی وعدہ فرماتا ہے ۔ اے وہ کہ جس نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے جو کچھ مجھ سے طلب کیا میں اس سے قریب ہوں ۔ اس کی دعا قبول کرتا ہوں جس دم وہ مجھ سے دعا کرتا ہے ۔ پس دین کو قبول کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ کہ تم ہدایت یافتہ ہو ۔ اور اے وہ جو ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندوں جو اپنے نفسوں پر اسراف کر چکے ہو خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو ۔ خداتعالیٰ تمام گناہوں کا بخشنے والا ہے ۔ کیونکہ وہ بہت بڑا بخشنے والے اور رحم کرنے والا ہے) ۔

پھر انہوں نے دائیں بائیں نظریں کیں اور فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ امیرالمومنین سجدہ شکر میں کیا فرماتے تھے؟ ہم نے دریافت کیا: کیا فرماتے تھے؟ آپ نے فرمایا وہ کہا کرتے تھے: یَا مَنْ لَایَزِیْدُہٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ اِلَّا جُوْداً وَ کَرَماً، یَا مَنْ لَہٗ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا مَنْ لَہٗ خَزَائِنُ مَادَقَّ وَ جَلَّ، لَا تَمْنَعُکَ اَسَاءَتِیْ مِنْ اِحْسَانِکَ اِلَیَّ، اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ، وَاَنْتَ اَھْلُ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَالْعَفْوِ، یَا رَبَّاہُ، یَا اَللّٰہُ اِفْعَلْ بِیْ مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَاَنْتَ قَادِرٌ عَلَی الْعُقُوْبَۃِ وَقَدْ اِسْتَحْقَقْتُھَا، لَاحُجَّۃَ لِیْ وَلَا عُذْرَ لِیْ عِنْدَکَ، اَبُوْءُ اِلَیْکَ بِذُنُوْبِیْ کُلِّھَا، وَ اَعْتَرِفُ بِھَا کَیْ تَعْفُوَ عَنِّیْ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِھَا مِنِّیْ، بُؤْتُ اِلَیْکَ بِکُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ، وَ بِکُلِّ خَطِیْئَۃٍ اَخْطَاْتُھَا، وَبِکُلِّ سَیِّئَۃٍ عَمِلْتُھَا، یَارَبِّ اِغْفِرْلِیْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ " (رونے والوں کی گریہ و زاری سوائے تیرے جود و کرم کے اضافہ کے اور کوئی اضافہ نہیں کرتی ۔ اے وہ جس کے پاس آسمان اور زمین کے خزانے ہیں ۔ اے وہ جس کے فضل بہت وسیع ہیں ۔ میرے گناہ مجھے تیرے احسانات کے ملنے سے نہیں روک سکتے جن کے لئے میں تیری جناب میں استدعا کرتا ہوں ۔ تو میرے ان امور میں ویسا ہی کر جیسا کہ تجھے شایان اور سزاوار ہے ۔ تو ہر قسم کے عذاب پر قادر ہے مجھ کو ان عذابوں کا پورا استحقاق ہے ۔ مجھ کو تیری جناب میں کوئی حجت حاصل نہیں ہے اور نہ تیری درگاہ میں مجھے کوئی عذر کرنے کا موقع ہے ۔ میں اپنے گناہ تیری خدمت میں پیش کرتا ہوں اور ان کا اقرار کرتا ہوں تاکہ تو انہیں معاف فرما دے اور تو سب سے بہتر جاننے والا ہے ۔ میں ان گناہوں سے جو عمل میں لاچکا ہوں بری ہوتا ہوں اور ان تمام خطاؤں سے جو مجھ سے سرزد ہوچکی ہیں اور ان تمام برائیوں سے جو بجا لایا ہوں ۔ اے میرے پروردگار تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور ان تمام امور سے درگزر فرما جن کو تو سب سے اچھا جانتا ہے کیوں کہ تو سب سے زیادہ عزیز اور مہربانی کرنے والا ہے ۔)

پھر وہ حضرت رخصت ہوگئے۔ اگلے روز پھر آئے اور ہم نے روز کی طرح ان کا استقبال کیا۔ پس وہ ہمارے درمیان بیٹھ گئے اور دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا علی بن حسین سید العابدین علیہ السلام اپنے سجدے میں اس جگہ۔ اپنے دست مبارک سے حجراسود کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا فرمایا کرتے تھے۔ عُبَیْدُکَ بِفِنَائِکَ، مِسْکِیْنُکَ بِبَابِکَ اَسْأَلُکَ مَالَا یَقْدِرُ عَلَیْہِ سِوَاکَ (تیرا بندہ تیری چوکھٹ پر، تیرا مسکین تیرے دروازے پر تجھ سے ان چیزوں کا طالب ہے جن پر سوائے تیرے کوئی دوسرا قدرت نہیں رکھتا) پھر انہوں نے دائیں بائیں نظر کی اور محمد بن قاسم علوی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے محمد بن قاسم تم بھلائی پر قائم ہو ان شاءاللہ۔ (یہ کہہ کر) آپؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور طواف میں داخل ہوگئے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ دعا سیکھی نہ ہو اور ہم بھول گئے تھے لیکن دن کے آخری حصے میں اس بارے میں گفتگو کی۔ محمودی نے ہم سے کہا: اے لوگو! تم جانتے ہو یہ کون تھے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم یہ صاحب الزمانؑ تھے۔ ہم نے کہا: اے ابو علی کیسے؟ وہ بولے: میں نے اپنے رب سے سات سال دعا کی تھی کہ وہ مجھے صاحب الزمان کی زیارت کرائے۔

سات سال پہلے کی بات ہے کہ یہی حضرت عرفہ کی عشاء کی دعا پڑھ رہے تھے۔ میں نے خدمت میں عرض کیا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: انسانوں میں سے ہوں۔ میں نے کہا: کن انسانوں میں سے؟ عربوں میں سے یا ان کے دوستوں میں سے؟ فرمایا: عربوں میں سے۔ میں نے دریافت کیا: کن عربوں میں سے؟ فرمایا: اشراف اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے۔ میں نے پوچھا: وہ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: بنو ہاشم۔ میں نے عرض کیا بنو ہاشم کی کس شاخ میں سے ہیں؟ جواب دیا جو مشورہ دینے میں بلند اور رفعت میں قابل تعریف ہیں۔ میں نے دریافت کیا: ان میں سے کن حضرات سے ہیں؟ فرمایا: ان میں سے ہوں جنہوں نے کھوپڑی کو شگافتہ کیا تھا، کھانا کھلایا تھا، اور رات کو اس وقت نماز پڑھی جب لوگ سوئے ہوئے تھے۔ میں سمجھا یہ کوئی علوی آدمی ہے اور میں علویوں سے محبت کرتا ہوں۔ پھر آپ پوشیدہ ہوگئے۔ مجھے علم نہ ہوسکا کہ آسمان کی طرف گئے یا زمین کے اندر تشریف لے گئے۔ میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا جو آپ کے گرد جمع تھے کہ کیا تم اس علوی کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہر سال ہمارے ساتھ پیدل تشریف لاکر حج ادا کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کے قدم کے چلنے کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ پھر اپنی جدائی کی وجہ سے حزن و ملال کی حالت میں مزدلفہ چلا آیا۔ میں نے اسی رات رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: اے محمودی تم نے اپنے مطلوب کو دیکھا میں نے عرض کیا: میرے آقا وہ کون تھے؟ فرمایا: عشاء میں تم نے جنہیں دیکھا وہ صاحب الزمانؑ تھے۔

پس ہم نے اس سے یہ بات سنی تو اس پر غصہ کیا کہ اس نے ہمیں اس سے آگاہ کیوں نہ کیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ گفتگو کے دوران اس بات کو بھول گیا تھا۔

اور مجھ سے اس حدیث کو عمار بن حسین بن اسحاق الاسروشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا سرزمین فرغانہ میں جبل بوتک پر، ان سے ابوالعباس احمد بن خضر نے ان سے ابوالحسین محمد بن عبداللہ الاسکافی نے ان سے سلیم نے ان سے ابو نعیم انصاری نے بیان کیا ہے کہ میں مستجار کے قریب مکہ میں تھا اور میرے ساتھ عمرہ ادا کرنے والوں کی ایک جماعت بھی تھی جس میں محمودی اور علّان کلینی بھی تھے ۔ پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی ۔

اور مجھ سے ابوبکر محمد بن محمد بن علی بن محمد بن حاتم نے بیان کیا ان سے ابوالحسین عبیداللہ بن محمد بن جعفر قصبانی بغدادی نے ان سے ابو محمد علی بن محمد بن احمد بن حسین ماذرائی نے ان سے ابو جعفر محمد بن علی منقذی حسنی نے مکہ میں بیان کیا کہ میں مکہ میں مستجار کے قریب تھا میرے ساتھ عمرہ ادا کرنے والوں کی ایک جماعت تھی ۔ ان میں محمودی، ابوہیثم الدیناری، ابو جعفر الاحول، علّان کلینی اور حسن بن وجناء تھے ۔ ہم تیس افراد تھے پھر مذکورہ حدیث بیان کی ۔

۲۵ ۔ بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن حسن بن (علی بن) محمد بن علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالبؑ نے ان سے ابوالحسین حسن بن وجناء نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد نے بیان کیا کہ میں امام حسن عسکریؑ کے گھر میں موجود تھا کہ کچھ لوگوں نے گھر پر حملہ کیا ان میں جعفر کذاب بن علی بھی تھے اور وہ لوٹ مار میں مصروف تھے لٹنے میں امام زمانہؑ دروازے سے ظاہر ہوئے ۔ میں نے انہیں دیکھا وہ اس وقت چھ سال کے تھے اس کے بعد کسی نے انہیں نہیں دیکھا ۔

میں نے بعض تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا پایا اور محمد بن حسین بن عباد سے بھی روایت سنی کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے جمعہ کے روز بوقت نماز صبح شہادت پائی ۔ اس رات آپؑ نے اپنے ہاتھوں سے کئی خطوط مدینہ کے لئے لکھے ۔ اس دن آٹھ ربیع الاول سن ۲۶۰ ہجری تھا ۔ اس وقت آپ کے پاس صیقل کنیز اور عقید خادم اور وہ جو اللہ کے علم میں ہے (یعنی امام زمانہؑ) موجود تھے ۔ عقید نے کہا: امام حسن عسکریؑ نے پانی مانگا میں پانی لے کر آیا ۔ پانی سماوار میں جوش دیا گیا ۔ پھر ہم اسے لے کر آئے آپؑ نے فرمایا: نماز کی تیاری کی ابتداء کرو، پھر ہم نے آپؑ کے حجرہ میں چادر بچھادی پس آپؑ نے صیقل سے پانی لیا اور اپنے چہرے کو دھویا اور کہنیوں سے انگلیوں کے سرے تک بار بار دھویا اور اپنے سر اور پیروں کا مسح کیا اور اپنے بستر پر ہی نماز ادا کی پھر آپؑ نے اپنے پینے کے لئے پانی کا کوزہ مانگا ۔ پانی پیتے ہوئے آپؑ کا ہاتھ کانپنے لگا ۔ صیقل نے آپ کے ہاتھ سے کوزہ لے لیا ۔ اسی لمحے آپؑ کا انتقال ہوگیا ۔ اور آپؑ کو سرّمن رائے میں آپ کے گھر میں آپؑ کے والد گرامی کے پہلو میں ہی دفن کردیا گیا ۔ اس وقت آپؑ کی عمر مبارک انتیس سال تھی ۔

عبّاد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی والدہ جن کا نام "حدیث" تھا مدینہ سے تشریف لائیں تب یہ خبر ان کو سرّمن رائے میں ملی اور امام حسن عسکریؑ کے بھائی جعفر اور ان کے مطالبہ میراث اور بادشاہ کے پاس

شکایت کے سلسلے کے لمبے چوڑے قصوں کی وضاحت ہوئی کہ اس نے ان تمام امور کو اس کے اوپر ظاہر کر دیا جن کا پوشیدہ رکھنا واجب تھا۔ معتمد نے آپؑ کی کنیز صیقل کو گرفتار کروالیا۔ اور اپنے محل میں ہی قید کر دیا۔ صیقل نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ حاملہ ہیں۔ جس پر معتمد نے اپنی عورتوں اور کنیزوں اور قاضی ابن ابی شوارب کی بیوی کو اس بات پر مامور کیا کہ وہ صیقل کی سخت نگرانی کریں یہاں تک کہ کچھ ایسے واقعات ہوئے جیسے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کی موت، سرمن رائے میں بغاوت اور بصرہ میں صاحب زنج کی حکومت جن کی وجہ سے صیقل کی طرف سے توجہ ہٹ گئی۔

ابوالحسن علی بن محمد حباب کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوالادیان نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عقید خادم کہتا ہے۔

ابو محمد بن خیرویہ تستری اور حاجزالوشاء نے عقید خادم سے حکایت کی ہے۔ ابو سہل بن نوبخت نے بھی خادم عقید سے روایت کی ہے کہ حجتِ خدا امام عصرؑ ابن الحسن ابن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب صلواۃ اللہ علیہم اجمعین ماہ رمضان میں جمعہ کی رات سن ۲۵۴ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپؑ کی کنیت ابوالقاسم اور بعض نے کہا ابو جعفر ہے۔ آپ کا لقب مہدی ہے۔ وہ تمام خلق پر اللہ کی حجت ہیں۔ آپؑ کی والدہ صیقل تھیں۔ آپ درب الراضہ میں سرمن رائے میں پیدا ہوئے۔ لوگوں نے آپ کی ولادت کے بارے میں اختلافات کیا۔ ان میں سے کچھ پر انہیں ظاہر کیا گیا۔ کچھ سے چھپایا گیا۔ کچھ نے ان کے ہونے کا انکار کیا۔ اور کچھ نے ہمیشہ ان کا تذکرہ کیا اور اللہ ان کے متعلق زیادہ جانتا ہے۔

ابو ادیان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت بجالایا کرتا تھا۔ میں آپؑ کے خطوط کو شہروں میں پہنچایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؑ پر وہ بیماری وارد ہوئی جس میں آپ صلوات اللہ علیہ کی وفات واقع ہوئی۔ آپؑ نے ایک خط تحریر فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ اس کو مدائن لے جاؤ تم پندرہ روز غیر حاضر رہو گے اور سامرہ (سرمن رائے) میں پندرہویں دن واپس آؤ گے تو میرے گھر سے موت کی آوازیں سنو گے اور مجھے غسل دینے کی جگہ پر پاؤ گے۔ میں نے عرض کیا: اے آقا آپؑ کے بعد قائم کون ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: جو شخص میرے ان خطوط کا تم سے جواب طلب کرے۔ میں نے عرض کیا کہ اور وضاحت فرمایئے۔ آپؑ نے فرمایا جو شخص میری نماز (جنازہ) پڑھائے گا وہ میرے بعد قائم ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ اور وضاحت فرمایئے آپؑ نے فرمایا کہ میرے بعد امام وہ ہوگا کہ جو کچھ تھیلیوں میں ہوگا اس سے تمہیں آگاہ کر دے گا۔ پھر آپؑ کے رعب اور دبدبہ نے مجھے تھیلیوں کے بارے میں سوال کرنے سے روک دیا۔

میں خطوط لے کر مدائن روانہ ہوگیا وہاں میں نے ان خطوط کے جوابات حاصل کئے اور جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا پندرہویں روز سامرہ (سرمن رائے) میں داخل ہوا۔ حضرت کے گھر سے موت کی خبر سنی۔ آپ غسل کی جگہ پر موجود تھے۔ گھر کے دروازے پر آپؑ کے بھائی جعفر بن علی موجود تھے۔ لوگ انہیں گھیرے ہوئے کھڑے تھے اور پرسہ دے رہے تھے اور (امامت پر) تہنیت کر رہے تھے۔ میں نے دل میں سوچا اگر یہ شخص امام ہے تو پھر امامت باطل

ہوگئی کیونکہ میں اس کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ نبیذ پیتا، اوباشوں میں بیٹھتا اور طنبورہ بجاتا تھا۔ بہرحال میں بھی آگے بڑھا اور تعزیت کی، تہنیت دی مگر کوئی اور بات نہ پوچھی۔ اتنے میں عقید خادم گھر سے نکلا اور بولا۔ اے سردار آپ کے بھائی کو کفن دے دیا ہے۔ اب آپ آیئے اور نماز پڑھایئے۔ پس جعفر بن علی اور وہ شیعہ جو ان کے ساتھ تھے گھر میں داخل ہوئے نیز سمان اور حسن بن علی بھی جن کو (بعد میں) معتصم المعروف بہ سلمہ نے قتل کیا۔ جب ہم لوگ گھر میں حضرت امام حسن بن علی صلوات علیہ اللہ کی مکفون نعش کے پاس پہنچے تو جعفر بن علی آگے بڑھے تاکہ اپنے بھائی کی نماز پڑھائیں انہوں نے تکبیر کا ارادہ کیا تھا کہ ایک بچہ نکلا جس کا چہرہ گندم گوں، بال گھنگریالے اور دانت جدا جدا تھے۔ اس نے جعفر بن علی کی چادر کو کھینچا اور فرمایا! اے چچا پیچھے ہوجائیں میں اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق دار ہوں۔ پس اس صاحبزادے نے نماز پڑھائی اور امام حسن عسکریؑ کو ان کے والد کے پہلو میں دفن کیا۔ پھر فرمایا! اے بصری ان خطوط کے جوابات لاؤ جو تمہارے پاس ہیں میں نے ان کو (خطوط کے جوابات) پیش کئے۔ اور سوچا کہ یہ دو نشانیاں پوری ہوئیں۔ اور ابھی تھیلیوں کی بات باقی ہے۔ جعفر خجالت کے ساتھ باہر نکلے۔ حاجزالوشاء نے ان سے پوچھا! اے میرے سردار یہ کون بچہ ہے جس نے تم پر حجت قائم کی؟ وہ بولے خدا کی قسم میں نے آج سے پہلے اس کو کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ اسے جانتا ہوں۔ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ قم سے ایک جماعت وارد ہوئی۔ اس نے امام حسن عسکریؑ کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان لوگوں نے پوچھا! ان کے جانشین کون ہیں؟

لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ جماعت جعفر کے پاس آئی سلام کیا، تعزیت کی اور امامت کی مبارک باد دی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہے۔ آپ فرمائیں کہ کس کے خطوط ہیں اور کتنا مال ہے۔ جعفر یہ سن کر سیخ پا ہوگئے اور کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔ اتنے میں ایک خادم ظاہر ہوا اور اس نے کہا کہ خطوط کے مالک فلاں فلاں اور فلاں اشخاص ہیں۔ اور تھیلیوں میں ایک ہزار دس دینار ہیں۔ امام عصرؑ انہیں طلب فرماتے ہیں۔ انہوں نے غلام کو خطوط اور مال دے دیا۔ اور کہا یہی علامت ہے اس شخص کے لئے جو امام ہے۔ پس جعفر بن علی معتمد کے پاس آگئے اور یہ تمام حالات بیان کردیئے۔ معتمد نے اپنے سپاہی امامؑ کے گھر پر بھیجے جو صیقل کو گرفتار کرکے لے آئے۔ معتمد نے صیقل سے حضرت امام حسن عسکریؑ کے صاحبزادے کو حوالے کرنے کے لئے کہا۔ صیقل نے کسی بھی بچہ کی ولادت سے انکار کردیا اور دعویٰ کیا کہ میں حمل سے ہوں تاکہ معتمد بچہ کی تفتیش سے غافل ہوجائے۔ پس اس نے صیقل کو ابن ابی شوارب قاضی کے پاس قید کرادیا یہاں تک کہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کی ناگہانی موت واقع ہوئی۔ بصرہ میں صاحب الزنج نے بغاوت کردی۔ ان حالات میں مصروف ہوکر وہ صیقل سے غافل ہوگیا اور اس طرح وہ اس کی قید سے رہا ہوئیں۔ **والحمدللہ رب العالمین۔**

۲۶۔ مجھ سے ابو العباس احمد بن حسین بن عبداللہ بن محمد بن مہران الآبی عروضیؒ نے مرو میں بیان کیا ان سے

ابوالحسین بن زید بن عبداللہ بغدادی نے ان سے ابو الحسن علی بن سنان موصلی نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد قم سے ایک وفد کچھ اموال کے ساتھ آیا ان لوگوں کو امامؑ کی شہادت کی خبر نہیں تھی۔ جب وہ لوگ سرمن رائے پہنچے اور امامؑ کے متعلق معلوم کیا تو ان لوگوں کو بتایا گیا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان لوگوں نے پوچھا: ان کا وارث کون ہے؟ کہا گیا کہ ان کے بھائی جعفر بن علی۔ پوچھا وہ کہاں ہیں؟ ان سے کہا گیا کہ وہ دریائے دجلہ کے کنارے پینے پلانے گئے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ گانے بجانے والے بھی گئے ہیں۔ وفد کے لوگوں نے آپس میں کہا کہ یہ تو امام کی صفت نہیں ہوسکتی۔ پس ہمیں یہ اموال واپس جاکر ان کے مالکوں کو لوٹا دینے چاہئیں۔

ابو العباس محمد بن جعفر حمیری قمی بولے: ہمیں اس شخص کا انتظار کرنا چاہیئے اور اس سے مل کر اس کے متعلق خبر کی صحت کی تصدیق کرنا چاہیئے۔

جب جعفر لوٹے تو وہ لوگ ان کے پاس گئے۔ انہیں سلام کیا اور بولے: اے ہمارے سردار ہم اہل قم سے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ کچھ شیعوں کی جماعت میں سے اور کچھ غیر ہیں۔ اور ہم کچھ اموال شرعیہ امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے لائے ہیں۔ جعفر نے پوچھا: وہ مال کہاں ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ہے۔ اس نے کہا: لاؤ وہ مال مجھے دے دو۔ ان لوگوں کہا: ایسے نہیں بلکہ اس مال کو دینے کا ایک طریقہ ہے۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ ان لوگوں نے کہا کہ یہ مال شیعوں سے جمع ہوا ہے۔ پھر اس کو تھیلیوں میں بند کرکے ان پر مہر لگائی گئی ہے۔ ہم جب بھی امام کی خدمت میں مال پیش کرتے تھے تو آپؑ فرماتے تھے: یہ مال اتنا ہے۔ یہ دینار اتنے ہیں اور یہ فلاں فلاں نے بھیجا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تمام لوگوں کے نام بتاتے اور جو مہر پر نقش ہوتا وہ بھی بتاتے تھے۔ جعفر بولے: تم لوگ میرے بھائی پر جھوٹ باندھتے ہو۔ یہ علم غیب ہے جس کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

جب ان لوگوں نے جعفر کی یہ بات سنی تو آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ جعفر نے کہا: یہ مال میرے حوالے کردو۔ وہ بولے: ہم تو صرف صاحبانِ مال کے امین اور قاصد ہیں۔ ہم صرف ان علامات کو جو ہم نے امام حسن عسکریؑ میں دیکھیں ہیں مشاہدہ کرکے مال دے سکتے ہیں۔ اگر تم امام ہو تو بیان کرو۔ ورنہ ہم اس مال کو ان کے مالکان کے پاس لوٹا دیں گے۔ پھر وہ جو چاہے کریں۔ جعفر نے خلیفۂ وقت کے پاس شکایت کردی جو سامرہ میں موجود تھا خلیفہ نے ان لوگوں کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ مال جعفر کے حوالے کردو۔ انہوں نے خلیفہ کو دعائے خیر دے کر کہا کہ حقیقت حال یہ ہے کہ ہم وہ جماعت ہیں جو ہمارے ملک اور زبان میں اجیر کہے جاتے ہیں۔ ہم لوگ بذات خود ان اموال کے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے اصلی مالکوں کی طرف سے صرف وکیل ہیں۔ اور امین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور ان لوگوں نے ہم کو اپنے اموال اس شرط و عہد پر حوالے کئے ہیں کہ ہم ان کی یہ امانت اس شخص کو دیدیں جس کے پاس علامت اور دلائل موجود ہوں۔ چنانچہ امام حسن عسکریؑ کی حیات میں ہم لوگ برابر ان کی ذات سے ایسے ہی

اعجاز دیکھتے رہے۔ خلیفہ نے کہا: ابو محمدؑ کی وہ علامت کیا تھی؟ لوگوں نے کہا: آنجنابؑ ہم کو ان کے اموال کی اقسام تعداد اور ان کے جملہ اوصاف سے پوری خبر دیتے تھے اور ان کے مالکوں کے نام اور ان کے بھیجنے والوں کے پتے اور نشان کامل طور پر بتلادیتے تھے جب ان کی زبان معجز بیان سے ہم ان کی یہ تفصیل سن لیتے تھے تب اموال ان کے حوالے کردیتے تھے۔ اب ان کے انتقال کے بعد اگر یہ شخص بھی انہی اوصاف کے ساتھ موصوف ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہی اعجاز جو ہمارے امور خاص کے متعلق ہیں ہم کو دکھلائے جو اس کے بھائی دکھایا کرتے تھے ورنہ ہم مال کو اپنے ہمراہ لے جاکر ان کے مالکوں کو واپس کردیں گے۔

ان کے یہ بیانات سن کر جعفر (کذاب) نے معتمد سے کہا کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور میرے بھائی پر تہمت لگاتے ہیں۔ اور یہ تو علم غیب ہے۔ معتمد نے کہا کہ یہ لوگ ان اموال کی نسبت دوسروں کی طرف سے امین اور رسول ہیں اور وہ ادائے رسالت کے سوا اور کسی امر کے مجاز نہیں ہوسکتے۔ پس جعفر مبہوت ہوگیا اور سوائے خاموشی کے کچھ اور کرتے نہ بن پڑا۔ ان لوگوں نے معتمد سے درخواست کی کہ چونکہ ہم لوگ مسافر ہیں اور یہاں کے راستوں سے ناواقف ہیں اس لئے کوئی شخص ہمارے ساتھ کردیا جائے جو ہمیں اس شہر سے نکلنے میں مدد دے۔ معتمد نے اپنا ایک خاص ملازم ان لوگوں کے ہمراہ کردیا اور وہ اس رہبر سلطانی کے ساتھ واپس ہوئے جوں ہی بیرون شہر پہنچے کہ ایک خوش شکل نوجوان ظاہر ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ خادم ہے اس نے آواز دی: اے فلاں ابن فلاں اور اے فلاں ابن فلاں تمہارے مولا تمہیں بلاتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا تم ہمارے مولا ہو؟ اس نے کہا: معاذ اللہ میں تمہارے مولا کا غلام ہوں پس ان کی طرف چلو۔ ہم لوگ اس غلام کے ساتھ چلے اور خانہ امام حسن عسکریؑ میں داخل ہوئے تو ان کے صاحبزادے ہمارے سردار قائم علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک پرتکلف تخت پر شان و شوکت کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آپؑ کا جمال جہاں آرا چودھویں کے چاند کو ماند کررہا ہے۔ آپؑ اس وقت سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے ہم لوگوں نے حاضر خدمت ہوتے ہی نہایت ادب سے سلام کیا۔ آپؑ نے نہایت خوش اخلاقی سے سلام کا جواب دیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ کل مال اتنا ہے اتنے دینار فلاں شخص نے اٹھا رکھے ہیں۔ اتنے دینار فلاں بن فلاں کی طرف سے ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں چھوڑی کہ جس کی تفصیل نہ بتائی ہو۔ حتیٰ کہ آپ نے ہمارے کپڑوں، سواریوں اور برتنوں تک کے بارے میں بتایا۔ پس ہم اللہ عزوجل کے لئے سجدہ میں گر گئے اور اس کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں (امام کی) معرفت کرائی پس ہم نے اپنے سامنے کی زمین کا بوسہ دیا۔ ہم نے امامؑ سے کچھ سوالات کئے۔ جن کے جوابات آپؑ نے عنایت فرمائے۔ پس وہ مال ہم نے آپؑ کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپؑ نے ہمیں حکم دیا کہ اس کے بعد ہم لوگ سامرا کی طرف مال میں سے کوئی چیز لے کر نہ آئیں۔ آپؑ نے ہمارے لئے بغداد میں ایک شخص مقرر فرما دیا کہ اس کے پاس مال لائیں۔ اور اس شخص کے ہاں سے آپؑ کے فرمان جاری ہوتے تھے۔ اس کے بعد ہم آپؑ سے واپس ہوئے اور آپؑ ابوالعباس محمد بن جعفر قمی حمیری کی طرف

مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا: خدا تجھے تیرے نفس پر پڑنے والی مشکلات پر اجر عظیم عطا فرمائے ۔ یہ فرما کر حنوط اور کفن عطا کیا ۔ شہر ہمدان کے قریب پہنچ کر محمد بن جعفر قمیؒ نے رحلت فرمائی ۔ اللہ ان پر رحمت کرے ۔

اس کے بعد ہم لوگ اپنے اموال کو بغداد میں ہی آپؑ کے مقرر کردہ نائبین تک پہنچاتے اور وہیں سے امامؑ کے احکامات جاری ہوتے ۔

اس کتاب کے مؤلفؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت کو امام عصرؑ کے وجود کا علم تھا اور یہ کہ وہ کہاں ہیں اسی لئے اس نے اس جماعت سے جو اموال لائی تھی کوئی تعرض نہ کیا اور جعفر کے مطالبہ پر کان نہیں دھرا تاکہ یہ خبر مخفی رہے اور مشتہر نہ ہو ۔ ورنہ لوگ بھی امام قائمؑ کی طرف متوجہ ہوجائیں گے ۔ جب جعفر حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد حاکم وقت کے پاس بیس ہزار دینار (بطور رشوت) لے کر آیا اور کہا: میرے بھائی کا مرتبہ و منزلت میرے لئے مقرر کردو تو خلیفۂ وقت نے کہا کہ تمہارے بھائی کا منصب میری طرف سے نہیں تھا ۔ بلکہ یہ خدا کی طرف سے عطا ہوا تھا ۔ مجھے دیکھو میں نے اپنی تمام طاقت اس بات پر صرف کردی کہ تمہارے بھائی کی قدر و منزلت میں کمی ہوجائے مگر میری ہر کوشش ناکام ہوگئی اور بلکہ دن بدن ان کے مرتبہ اور منزلت اور علم اور عبادت میں اضافہ ہوتا رہا ۔ اگر تمہارے بھائی کے شیعوں کے نزدیک تمہاری ذات میں بھی وہی اوصاف پائے جاتے تو پھر تم کو ہم سے کسی امداد کی ضرورت نہیں اور اگر ان لوگوں کے نزدیک تمہاری ذات میں وہ اوصاف نہیں پائے جاتے جو تمہارے بھائی میں تھے تو پھر ایسی حالت میں اگر میں تم کو منصب امامت پر مامور کر بھی دوں تو میرا یہ فعل تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا ۔

باب (۴۴) غیبت کا سبب

۱ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے سعید بن غزوان نے ان سے ابی بصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس امر کے صاحب کی ولادت خلق سے مخفی ہوگی تاکہ جب وہ خروج کرے تو اس کی گردن کسی کی بیعت میں نہ ہو (یعنی وہ آزاد ہوگا) ۔

۲ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن عبید اور محمد بن حسین بن ابی خطاب نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے جمیل بن صالحؒ نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قائمؑ مبعوث ہوں گے تو ان کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہوگی ۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے یعقوب بن یزید اور حسن بن ظریف نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ہشام بن سالم نے انہوں کہا کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے اور ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں ہوگی۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسن بن علی بن فضّال نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابی الحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام نے فرمایا کہ میرے تیسرے فرزند کے اٹھ جانے کے بعد شیعہ چراگاہ تلاش کرتے پھریں گے اور انہیں چراگاہ نہیں ملے گی۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول ایسا کیوں ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ ان کا امام ان سے غائب ہوگا۔ عرض کیا: کیوں؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ جب وہ تلوار لے کر قیام کرے تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے عبدالواحد بن محمد عطارؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عمرو کشی نے ان سے محمد بن مسعود نے ان سے جبرئیل بن احمد نے ان سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے سعید بن غزوان نے ان سے ابو بصیر نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس امر کا صاحب وہ ہے جس کی ولادت خلق سے مخفی ہوگی تاکہ جب وہ خروج کرے تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو اور اللہ اس کے تمام امور کو ایک رات میں درست کردے گا۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسعود اور حیدر بن محمد سمرقندی نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن مسعود نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جبرئیل بن احمد نے ان سے موسیٰ بن جعفر بغدادی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد صیرفی نے ان سے حنان بن سدیر نے ان سے ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ہم لوگوں میں سے جو امام قائمؑ ہوگا اس کے لئے غیبت ہے اور یہ غیبت بہت طویل ہوگی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ہی فیصلہ کررکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں جو غیبت کا دستور جاری تھا وہی دستور ان میں بھی جاری کرے اور اے سدیر یہ لابدی اور لازمی ہے کہ تمام انبیاء نے جس جس مدت کے لئے غیبت اختیار کی ان کی مجموعی مدت تک یہ بھی غیبت میں رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **لتركبن طبقاً عن طبق** (سورۃ انشقاق آیت ۱۹)" تم کو چڑھنا ہے سیڑھی پر سیڑھی" تم سے پہلے بھی سنت تھی۔

۷۔ انہی اسناد سے بیان کیا محمد بن مسعود نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن محمد بن خالد نے

انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ہلال نے ان سے عثمان بن عیسیٰ رواسی نے ان سے خالد بن نجیح جواز نے ان سے زرارہ نے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اے زرارہ قائمؑ کے لئے غیبت لازم ہے۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: اپنے نفس کے خوف کے باعث اور آپؑ نے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا (یعنی قتل)۔

۸۔ انہی اسناد کے ساتھ بیان کیا محمد بن مسعود نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم وراق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمدان بن احمد قلانسی نے ان سے ایوب بن نوح نے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے ابن بکیر نے ان سے زرارہ نے کہا کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ امام قائمؑ کے لئے قیام سے پہلے غیبت ہوگی۔ میں نے عرض کیا وہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ ڈریں گے اس سے اور یہ کہہ کر آپؑ نے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا (یعنی قتل سے)۔

۹۔ بیان کیا مجھ سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطار رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی ابن محمد بن قتیبہ نے ان سے حمدان بن سلیمان نے ان سے محمد بن حسین نے ان سے ابن محبوب نے ان سے علی بن رئاب نے ان سے زرارہ نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قائمؑ کے لئے ظہور سے پہلے غیبت ہوگی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس بات سے ڈریں گے۔ یہ کہہ کہ آپؑ نے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا۔ زرارہ کہتے ہیں کہ یعنی قتل سے۔

۱۰۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے چچا محمد بن ابی قاسم نے ان سے احمد بن ابی عبداللہ برقی نے ان سے ایوب بن نوح نے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے ابن بکیر سے ان سے زرارہ نے ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ قائمؑ کے لئے اس کے قیام سے پہلے غیبت ہوگی۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: ذبح (قتل) کے خوف سے۔

۱۱۔ بیان کیا مجھ سے عبدالواحد بن محمد عبدوس عطارؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے ان سے حمدان بن سلیمان نیشاپوری نے ان سے احمد بن عبداللہ بن جعفر مدائنی نے ان سے عبداللہ بن فضل ہاشمی نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام آخرالزماںؑ کے لئے غیبت ضروری ہے۔ جس میں ہر باطل پرست کو شک ہوگا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا: اس کی ایک وجہ ہے کہ جس کے بتانے کی ہم لوگوں کو اجازت نہیں ہے۔ میں نے عرض کی مگر اس غیبت میں اللہ کی کیا حکمت ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کی غیبت میں بھی وہی حکمت ہے جو باقی انبیاء کی غیبت میں تھی اور ان انبیاء کی غیبت کی حکمت ان کے ظہور کے بعد منکشف ہوئی۔ جیسا کہ حضرت خضر کا کشتی میں سوراخ کرنا۔ ایک بچے کو قتل کرنا۔ گرتی ہوئی دیوار کو سیدھا کر دینا۔ ان سب کی حکمت حضرت موسیٰ پر اس وقت منکشف کی گئی جب ان دونوں میں

جدائی ہونے لگی۔

اے فضل یہ اللہ کے معاملوں میں سے ایک معاملہ ہے۔ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور اللہ کے غیب میں سے ایک غیب ہے۔ اور جب ہم لوگوں نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے تو اس کا بھی یقین کرلیا کہ اس کے تمام افعال سراسر حکمت ہیں اگرچہ اس کی وجہ ہم لوگوں پر منکشف نہ ہوتی ہو۔

باب (۴۵) توقیعات (امام عصرؑ کے فرمان / احکامات)

۱۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علویؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسعود اور حیدر بن محمد بن سمرقندی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو نصر محمد بن مسعود نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے آدم بن محمد بلخی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسن دقّاق اور ابراہیم بن محمد نے انہوں نے کہا کہ میں نے علی بن عاصم کوفی کو کہتے ہوئے سنا کہ صاحب الزمانؑ نے ایک توقیع میں فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس نے لوگوں کے درمیان میرا نام لیا۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن صالح ہمدانی نے کہ میں نے صاحب الزمانؑ کو لکھا کہ میرے گھر والے مجھے اس حدیث کے بارے میں پریشان کرتے ہیں جو آپؑ کے آباء سے مروی ہے کہ **قوامنا و خدامنا شرار خلق اللہ** (ہمارے پیروکار اور ہمارے خدام شرار خلق اللہ ہیں)۔

پس امام عصرؑ نے تحریر فرمایا تم پر افسوس ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **وجعلنا بینھم و بین القری التی برکنا فیھا قری ظاھرۃ** (سورۃ سبا آیت ۱۸) " اور رکھی تھیں ہم نے ان میں اور ان بستیوں میں جہاں ہم نے برکت رکھی ہے ایسی بستیاں جو راہ پر نظر آتی تھیں " ہم خدا کی قسم وہ قریہ ہیں جس میں اللہ کی برکت ہے اور تم لوگ قریہ ظاہری ہو۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ یہ حدیث ہم سے علی بن محمد کلینی نے بیان کی ان سے محمد بن صالح نے ان سے امام عصرؑ نے بیان کی۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی محمد بن ہمام نے ان سے محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ نے انہوں نے کہا کہ آپؑ کا فرمان ظاہر ہوا کہ جس نے لوگوں کے مجمع میں میرا نام لیا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ ابو علی محمد بن ہمام کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں وقتِ خروج کے

متعلق سوال بھیجا تو جواب میں آپؑ نے تحریر فرمایا شک کرنے والے جھوٹے ہیں ۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن محمد عصام کلینیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یعقوب کلینیؒ نے ان سے اسحاق بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن عثمان عمریؒ کے ذریعے مختلف مسائل امام کی خدمت میں بھیجے جن کے جوابات امامؑ نے اس طرح تحریر فرمائے ۔

۔ اللہ تم کو ہدایت دے اور دین پر قائم رکھے اور ان لوگوں کے امر سے بچائے جو ہمارے اہل بیت اور ہمارے ابن عم میں سے میرے منکر ہیں ۔ جان لو کہ اللہ اور کسی بندے کے درمیان کوئی قرابت نہیں ہے ۔ جو میرا انکار کرے وہ مجھ سے نہیں اور اس کا راستہ نوحؑ کے بیٹے کا راستہ ہے ۔

۔ جہاں تک میرے چچا جعفر اور ان کی اولاد کا معاملہ ہے تو ان کی مثال برادران یوسفؑ جیسی ہے ۔

۔ فقاع (جو کی شراب) کا پینا حرام ہے اور شلماب کے پینے میں کوئی حرج نہیں ۔

۔ تمہارے اموال (خمس) ہم اس وقت قبول کرتے ہیں جب وہ پاک ہوں ۔ تو جو چاہے وہ متصل رہے اور جو چاہے وہ کٹ جائے کہ جو خیر تم تک آتا ہے وہی اللہ کی طرف سے ہم تک آتا ہے ۔

۔ ظہور سے متعلق علم صرف اللہ کو ہے ۔ جو اپنے دل سے گھڑتے ہیں وہ جھوٹے ہیں ۔

۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ قتل نہیں کئے گئے وہ کفر کرتے ہیں ۔ وہ جھوٹے اور گمراہ ہیں ۔

۔ مسائل شریعہ میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو وہ تم پر ہماری حجت ہیں اور میں ان پر حجت ہوں ۔

۔ محمد بن عثمان عمریؒ اور ان سے پہلے ان کے والد ہمارے قابل بھروسہ آدمی ہیں ۔ ان کی تحریر ہماری تحریر ہے ۔

۔ محمد بن علی مہزیار اہوازی کا جہاں تک تعلق ہے تو اللہ اس کے قلب کی جلد ہی اصلاح کرے گا اور اس کے شک کو دور کرے گا ۔

۔ جو مال تم ہمارے پاس بھیجتے ہو وہ صرف اسی صورت میں قابل قبول ہوتا ہے جب وہ پاکیزہ ہو اور مغنیہ کی کمائی حرام ہے ۔

۔ محمد بن شاذان بن نعیم ہم اہل بیت کے شیعوں میں سے ہیں ۔

۔ ابو خطاب محمد بن ابی زینب اجدع ملعون ہے ۔ اس کے ساتھی ملعون ہیں ۔ ان سے تعلق نہ رکھو ۔ میں اور میرے آباء علیہ السلام ان سے بیزار ہیں ۔

۔ ہمارے اموال کے ساتھ اگر کسی کا مال مل جائے اور اگر وہ اجازت دیدے تو استعمال کرلو ۔

۔ خمس کو میں نے اپنے شیعوں کے لیئے وقت ظہور تک حلال قرار دے دیا ہے تاکہ ان کی ولادت پاک ہو ۔

۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے دین میں شک کیا پھر ان کو ندامت ہوئی اور وہ ہم سے متصل ہوگئے تو ہم نے ان سے درگزر کیا اور شکایت کرنے والوں کے بدلے میں کوئی حاجت نہیں ۔
۔ غیبت کے واقع ہونے کا جو سبب تم نے پوچھا ہے تو پروردگار عالم کا ارشاد ہے **یایھاالذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسوکم** (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۱) "اے ایمان لانے والو مت پوچھو ایسی باتیں کہ اگر تم پر کھول دی جائیں تو تم کو بری لگیں" ہمارے آباء علیہ السلام میں سے کوئی بھی ایک ایسا نہیں گزرا جس کی گردن پر اس زمانے کے طاغوت کی گرفت نہ ہو ۔ لیکن جب میں خروج کروں گا تو میری گردن پر کسی کی گرفت نہ ہوگی۔

۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ غیبت میں امام سے کس طرح فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے سورج بادلوں میں چھپنے کے بعد بھی فائدہ دیتا ہے ۔ میں اہل زمین کے لئے باعث امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے باعث امان ہیں ۔ پس اس بارے میں سوال نہ کرو جس کو تم نہیں سمجھ سکتے ۔ اور اس چیز کو جاننے کی زحمت نہ کرو جو تمہارے لئے ضروری نہیں ۔ اور تعجیل فرج کی کثرت سے دعا کیا کرو یہی تمہارے لئے باعث کشادگی ہے ۔ اور اے ابو اسحاق تم پر سلام ہو اور ہر اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے ۔

۵ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علی بن محمد رازی المعروف بہ علان کلینی نے ان سے محمد بن شاذان بن نعیم نیشاپوری نے بیان کیا کہ میرے پاس پانچ سو درہم مال امام جمع ہوئے ۔ ان میں سے بیس درہم کھوٹے تھے ۔ مجھے اچھا نہیں لگا کہ ناقص مال امام کے پاس بھیجوں ۔ میں نے اپنے پاس سے بیس درہم ملا کر محمد بن جعفر کے پاس بھجوادیئے اور کوئی تفصیل تحریر نہیں کی ۔ کچھ دنوں بعد مجھے جو رسید وصول ہوئی اس میں تحریر تھا پانچ سو درہم موصول ہوئے جس میں بیس درہم تمہارے ہیں ۔

۶ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے اسحاق بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ میں نے شیخ عمریؒ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اہل سواد میں سے ایک شخص نے کچھ مال امامؑ کی خدمت میں بھیجا ۔ آپؑ نے وہ مال واپس کردیا اور فرمایا کہ اس میں سے اپنے ابن عم کا حق نکال دو جو چار سو درہم ہے تحریر پڑھ کر سب حیرت میں رہ گئے ۔ خیر حساب کیا گیا تو واقعی اس کے ہاتھ میں اس کے ابن عم کا کچھ سرمایہ تھا اس نے کچھ جائداد ان لوگوں کو لوٹا دی تھی اور کچھ حصہ بچا لیا تھا ۔ اور ان کو صدقے کے طور پر دیدیا تھا اور وہ چار سو درہم تھا جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا ۔ وہ نکال کر دوبارہ آپؑ کی خدمت میں بھیجا گیا تو آپؑ نے قبول کرلیا ۔

۷ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علی بن محمد رازی نے کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ امامؑ نے ابو عبداللہ بن جنید کے پاس جو واسط میں تھے ایک غلام بھیجا اور حکم دیا کہ اس کو بیچ دو ۔ انہوں نے اس کو بیچ کر رقم حاصل کی جب دیناروں کو کسوٹی پر کسا تو اس میں سے اٹھارہ

قیراط اور کچھ رتی کم ہوگئے تو انہوں نے اپنے پاس سے اٹھارہ قیراط اور کچھ رتی شامل کر کے امام کی خدمت میں بھیجے۔ امامؑ نے وہ اٹھارہ قیراط اور کچھ رتی واپس کر دیئے۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسنؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علی بن محمد رازی المعروف بہ علان کلینی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جبرئیل اہوازی نے ان سے ابراہیم بن فرج اور محمد بن فرج نے ان سے محمد بن ابراہیم بن مہزیار نے بیان کیا کہ میں (حضرت امام حسن عسکریؑ کے بعد) شک اور حیرانی میں عراق پہنچا۔ پس میرے نام امامؑ کی توقیع آئی۔ مہزیار سے کہو کہ تم نے جو باتیں اپنے مولا کے بارے میں کہیں وہ ہم نے سن لیں۔ تو اس سے کہو کیا تم نے خدا کا یہ ارشاد نہیں سنا **یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** (سورۃ نساء آیت ۵۹) "اے ایمان لانے والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور صاحب امر کا جو تم میں سے ہو"۔ کیا امر اس شخص کے علاوہ بھی کسی کے لئے ہے جو قیامت تک ہے۔ اور تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اللہ نے تمہیں عقل دی ہے تاکہ غور کرو اور تمہارے لئے نشانیاں مقرر کی ہیں تاکہ آدمؑ سے لے کر حضرت امام حسن عسکریؑ تک تم ان کے ذریعہ سے ہدایت پاؤ۔ پھر ایک نشانی غائب ہوگئی تو دوسری ظاہر ہوئی جیسے ایک ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت امام حسن عسکریؑ کے انتقال کے بعد کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان کوئی وسیلہ نہیں رکھا؟ ایسا نہیں ہے بلکہ قیامت تک حکمِ خدا ظاہر ہوتا رہے گا اور وہ ہدایت کرتے رہیں گے۔

اے محمد بن ابراہیم اپنے دل میں شک داخل نہ کرو کیونکہ خدائے عزوجل کبھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑتا۔ کیا تمہارے والد نے مرنے سے پہلے نہیں کہا تھا: وقت آگیا ہے کہ کوئی شخص ان دیناروں کو جو میرے پاس ہیں کسوٹی پر کسے۔ جب یہ کام انجام پانے میں تاخیر ہوئی اور شیخ نے خود جلدی فوت ہوجانے کے خوف کا اظہار کیا تو تجھ سے اس نے کہا تھا کہ تم ان دیناروں کو کسوٹی پر کسو اور میں تمہیں ایک بڑا کیسہ نکال کر دیتا ہوں اور تمہارے سامنے تین کیسے اور کچھ تھیلیاں تھیں جن میں مختلف تعداد میں دینار تھے پھر تم نے ان کو کسوٹی پر کسا اور شیخ نے اس پر اپنی انگوٹھی سے مہر لگائی اور تم سے بھی کہا کہ میری انگشتری کے ساتھ تم بھی مہر لگاؤ۔ پس اگر میں زندہ رہا تو میں ان کا زیادہ حقدار ہونگا اور اگر میں مرگیا تو تم اللہ سے اپنے اور میرے بارے میں ڈرنا۔ اور مجھ سے جدائی کے بعد میری خواہش کے مطابق خود کو ڈھال لینا۔ اللہ تمہارے اوپر رحم کرے۔ ان دیناروں میں سے جو میں نے اپنے حساب میں سے تم کو دیئے ہیں نکال لو اور وہ دس دینار ہیں اور جو تم نے لیا تھا اسے واپس کردو اس لئے کہ زمانہ جو کچھ گزر چکا اس سے کہیں زیادہ دشوار گزار ہے۔ **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔**

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں عسکر گیا تاکہ امامؑ سے ملاقات کروں۔ اس وقت مجھے ایک عورت ملی اس نے مجھ

سے کہا: کیا تم محمد بن ابراہیم ہو؟ میں نے کہا: ہاں ۔ وہ بولی: اس وقت لوٹ جاؤ، رات کو آنا اور دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوگا اس میں چلے جانا اور اس کمرے کی طرف آنا جس میں چراغ جل رہا ہو پس میں نے ایسا ہی کیا دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ میں واخل ہوا بتائے ہوئے کمرے کی طرف بڑھا تو اپنے کو دو قبروں کے درمیان پایا میں رونے لگا تو ایک آواز آئی: اے محمد اللہ سے ڈرو اپنے امور (یعنی وکالت) کو انجام دو کہ یہ امر عظیم ہے ۔

۹ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علی بن محمد رازی نے ان سے نصر بن صباح بلخی نے انہوں نے کہا کہ مرو میں ایک خورستانی کاتب تھا ۔ اس کو میری طرح نصر کہہ کر پکارتے تھے ۔ اس کے پاس مال امامؑ کے ایک ہزار دینار جمع ہوگئے تھے تو اس نے مجھ سے مشورہ لیا ۔ میں نے کہا: یہ حاجزی کو بھیج دو ۔ پس اس نے کہا: اس کی ذمہ داری تمہاری ہے اگر اللہ عزّوجل نے قیامت کے روز اس کے متعلق مجھ سے سوال کیا ۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے ۔ نصر نے کہا: پس میں اس کے بعد اس سے جدا ہوگیا ۔ پھر میں دو سال بعد اس سے ملنے کے لئے اس کی طرف گیا تو اس سے (مذکورہ) مال کے بارے میں سوال کیا ۔ اس نے بتایا کہ اس مال میں سے دو سو دینار حاجزی کو بھیجے تھے ۔ تو اس کی رسید دعا کے ساتھ آئی اور یہ بھی لکھا آیا کہ یہ ایک ہزار دینار تھے جس میں سے تم نے دو سو دینار بھیجے ہیں ۔ اگر باقی بھیجنا چاہتے ہو تو رے میں ہمارے عامل اسدی کو پہنچادو ۔

نصر نے کہا: مجھ تک حاجز کی موت کی خبر پہنچی تو مجھے پر شدید گریہ گلوگیر ہوا ۔ پس میں نے (خود سے کہا): دل تنگ نہ ہو اور مت روؤ کیونکہ اللہ نے دو دلیلوں سے تم پر احسان کیا ہے ۔ ایک یہ کہ تم کو مکمل مال کی خبر دی گئی دوسرے حاجز کی موت کی خبر (کہ ان کی جگہ ابوالحسین کو مقرر کیا گیا) ۔

۱۰ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علی بن محمد رازی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے نصر بن صباح نے کہ اہل بلخ میں سے ایک شخص نے پانچ دینار حاجز کی معرفت امام کو بھجوائے اور ساتھ ہی ایک رقعہ بھی رکھا جس میں اپنا نام لکھنے کے بجائے ایک فرضی نام لکھ دیا ۔ اس کے لئے جو رسید امامؑ نے جاری کی اس میں اس کا (صحیح) نام ونسب اور دعا تھی ۔

۱۱ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے ابو حامد مراغی نے ان سے محمد بن شاذان بن نعیم نے کہا کہ اہل بلخ کی جانب سے ایک شخص آیا جس کے پاس کچھ مال اور ایک رقعہ تھا جس میں کچھ تحریر نہ تھا بلکہ انگلیوں سے دائرے ڈالے ہوئے تھے ۔ اہل بلخ نے اس قاصد سے کہا تھا کہ یہ مال اس شخص کے حوالے کرنا جو تم کو اس قصہ کی بابت بتائے جو ہمارے ساتھ پیش آیا ۔ اور اس رقعہ کا جواب دے ۔ پس وہ شخص عسکر آیا اور جعفر (کذاب) کے پاس گیا اور اس کو خبر دی تو جعفر نے اس سے کہا: کیا تم بدا پر یقین رکھتے ہو؟ اس شخص نے کہا: ہاں ۔ (تو جعفر نے) کہا: بیشک تمہارے صاحب (مال) کو بدا ہوا تھا اور انہوں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ مال مجھے دینا ۔ مال

لانے والے نے کہا: میں اس جواب پر قناعت نہیں کر سکتا۔ پھر وہ وہاں سے نکلا اور ہمارے اصحاب کے پاس آیا۔ تو اس کے لئے امامؑ کی توقیع ظاہر ہوئی۔ یہ مال بڑا بے وفا ہے یہ ایک صندوق میں رکھا تھا۔ چور گھر میں داخل ہوئے اور صندوق میں جو کچھ تھا لے گئے۔ مگر مال بچ گیا۔ اس کے اوپر رقعہ موجود تھا اور اس میں دائرے بنے ہوئے تھے جن کے ذریعے دعا کی گزارش کی گئی ہے۔ اللہ تمہارے ساتھ (تمہاری خواہش کے مطابق) ایسا ہی کرے۔

۱۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن صالح نے انہوں نے کہا کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ ایک شخص باداشالہ جو ابن عبدالعزیز کی قید میں ہے۔ اس کی رہائی کے لئے دعا کریں نیز اپنی ایک کنیز سے ایک اولاد کی خواہش ظاہر کی۔ توقیع ظاہر ہوئی "کنیز سے اولاد ہوگی۔ اور اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اسیر رہائی پائے گا۔" پس اس کنیز سے ولادت ہوئی۔ اس کے بعد وہ کنیز مر گئی اور توقیع ظاہر ہونے کے دن ہی اسیر کو رہائی ملی۔

بیان کیا مجھ سے ابو جعفر نے کہ میرے گھر بچہ کی ولادت ہوئی۔ میں نے امامؑ سے اس کے عقیقہ کو ساتویں دن یا آٹھویں دن کرنے کی اجازت چاہی۔ امامؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ آٹھویں دن وہ بچہ مر گیا۔ میں نے امامؑ کو اس کے مرنے کی اطلاع لکھی۔ آپؑ نے توقیع میں فرمایا۔ کہ غم نہ کرو۔ جلدی ہی تمہارے یہاں دو بیٹے ہونگے ایک کا نام احمد اور بعد والے کا نام جعفر رکھنا۔ پس ویسا ہی ہوا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا۔ میں نے ایک عورت سے خفیہ طور پر شادی کر لی۔ وہ ایک لڑکی سے حاملہ ہوئی۔ اس بات سے میں پریشان ہوگیا۔ میں نے امامؑ کو لکھا تو امامؑ نے جواب دیا جلد ہی تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔ وہ لڑکی چار سال زندہ رہنے کے بعد مر گئی۔ پس امام نے مجھے لکھا "اللہ صاحب تدبیر ہے اور تم عجلت پسند۔"

نیز وہ کہتے ہیں کہ جب ابن ہلال ملعون کی موت کی خبر امامؑ کی طرف سے ظاہر ہوئی تو شیخ (حسین بن روح) میرے پاس آئے اور بولے وہ صندوق جو تمہارے پاس ہے نکالو۔ میں نے نکالا تو اس میں ایک رقعہ تھا جس میں تحریر تھا "تم نے جو ابن ہلال (ملعون) کا تذکرہ کیا پس اللہ نے اس کی عمر مختصر کر دی" اس کی موت کے بعد دوسرے رقعہ میں جو ظاہر ہوا تحریر تھا "ہم نے صبر کیا پس اللہ نے ہماری دعاؤں کی بدولت اس کی عمر مختصر کر دی۔"

۱۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علّان کلینی نے ان سے حسن بن فضل یمانی نے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں شہر سر من رائے گیا تو (جناب قائمؑ آل محمدؑ کی طرف سے) ایک تھیلی میرے لئے آئی جس میں چند دینار تھے اور اس کے ساتھ دو کپڑے بھی تھے میں نے ان کو واپس کر دیا اور اپنے دل میں یہ سوچا کہ میری موجودہ حیثیت ایسی نہیں ہے کہ میں ایسا چھوٹا اور بے مقدار تحفہ قبول کروں۔ جب میں ان چیزوں کو واپس کر چکا تو پھر مجھے سخت ندامت ہوئی اور بالآخر میں نے اپنی اس گستاخی کی خاص معذرت میں

ایک عریضہ بھی لکھا۔ اور امامؑ کی خدمت میں بھیجا اور اسی وقت نیت کرلی کہ اگر اللہ اس تھیلی کو مجھے لوٹا دے تو میں اسے حلال نہیں سمجھوں گا کہ اس کو استعمال کروں اور خرچ کروں بلکہ اپنے باپ کے پاس لے جاؤں گا کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ اس (کی اہمیت) سے آگاہ ہیں۔ اور اس تھیلی کے لینے کے بارے میں کچھ بھی اشارہ نہیں کیا اور نہ ہی (دوبارہ) اس کے لینے سے انکار کیا۔ پس جواباً آپؑ کی تحریر آئی کہ تم نے (تھیلی کے واپس کردینے میں) خطا کی ہے۔ بیشک ہم اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں اور بسا اوقات وہ خود ہم سے اس کو طلب کرتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اور مجھ تک یہ بھی (لکھا) آیا کہ تم نے ہماری بھلائی کے رد کرنے کی وجہ سے غلطی کی ہے تو ہم اللہ عزّوجل سے مغفرت طلب کرتے ہیں پس اللہ تمہاری بخشش فرمائے گا۔ مگر چونکہ اب تمہارا یہ قصد ہے کہ وہ رقم خود تم اپنے مصرف میں نہیں لاؤ گے اس لئے وہ رقم تو تمہیں نہیں بھیجی جاتی ہے ہاں وہ دونوں کپڑے بھیجے جاتے ہیں تمہارے لئے لازم ہے کہ تم انہی کپڑوں میں احرام باندھو۔ اور کہا: میں نے دو مرادوں کے بارے میں لکھا اور چاہا کہ تیسری مراد کے بارے میں بھی لکھوں لیکن پھر سوچا کہ شاید آنجنابؑ کو برا لگے (اس لئے اسے نہ لکھا)۔ تو مجھ تک ان دونوں مرادوں کے بارے میں جواب آیا اور اس تیسری مراد کے بارے میں بھی جسے میں چھپا گیا اور نہیں لکھا تھا۔ اور کہا: میں نے امامؑ سے ایک خوشبو مانگی۔ آپؑ نے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر خوشبو مجھے بھجوائی۔ وہ خوشبو میری محمل میں تھی۔ جب میں راہ مکہ میں عسفان کے مقام پر تھا تو میرا ناقہ بھاگ گیا اور محمل گر پڑی اور جو کچھ بھی میرا مال و متاع اس پر تھا بکھر گیا۔ میں نے اپنا سامان سمیٹا مگر اس میں ایک تھیلی نہیں تھی۔ میں اسے تلاش کرنے لگا۔ ایک شخص جو میرے ساتھ تھا مجھ سے پوچھنے لگا۔ کیا تلاش کر رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میری ایک تھیلی کھو گئی ہے۔ پوچھا اس میں کیا تھا؟ میں نے کہا میری زاد راہ تھی اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے جس نے اسے اٹھایا ہے (لیکن کچھ تفصیل نہ بتائی) گو میں اس سے مسلسل پوچھتا رہا یہاں تک کہ مایوس ہوگیا۔ جب میں مکہ پہنچا اور میں نے اپنا ساز و سامان کھولا تو سب سے پہلے اس گٹھری میں وہ تھیلی نظر آئی جو محمل سے گر گئی تھی جس وقت کہ سارا مال و متاع بکھرا تھا۔

میں بہت پریشان تھا کہ اب میں بغداد میں اپنے گھر کیسے جاؤں گا اور سوچا کہ مجھے خوف ہے کہ اس سال حج نہ کرسکوں گا اور نہ اپنے گھر پہنچ سکوں گا۔ میں ابوجعفر کے پاس گیا اور جو رقعہ میں نے لکھا تھا اس کا جواب طلب کیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ فلاں مقام پر ایک مسجد ہے تم وہاں چلے جاؤ وہاں ایک شخص تمہیں ملے گا جو تمہیں تمہارے احوال کی خبر دے گا۔ میں اس مسجد میں پہنچا تو ایک شخص ملا اس نے مجھے سلام کیا اور مسکرایا اور بولا: میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم اس سال حج بھی کرو گے اور خیروعافیت سے اپنے گھر بھی لوٹو گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میں ابن وجناء کو تلاش کرنے لگا تاکہ اس سے کہوں کہ وہ میرے لئے کرایہ پر ناقہ کا انتظام کردے۔ کچھ دنوں بعد اس سے ملاقات ہوئی تو وہ مجھے دیکھتے ہی بولا کہ میں کئی روز سے تمہاری تلاش میں تھا۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں

تمہارے لئے کرایہ کی سواری کا انتظام کروں ۔ پس حسن نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اس سال (امامؑ کے وجود کی) دس دلیلوں سے مطلع ہوا ۔

۱۴ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علی بن محمد شمشاطی نمائندہ جعفر بن ابراہیم یمانی نے بیان کیا کہ میں بغداد میں مقیم تھا ۔ میں نے ارادہ کیا کہ یمن کے قافلہ کے ساتھ سفر پر نکلوں میں نے امامؑ سے اجازت چاہی تو جواب ظاہر ہوا کہ ہرگز قافلہ کے ساتھ نہ نکلو ۔ اس سفر میں تمہارے لئے خیر نہیں ہے ۔ اور کوفہ میں قیام کرو ۔ پس قافلہ سفر کے لئے نکلا ان کے ساتھ بنو حنظلہ بھی نکلے ۔ وہ قافلہ راستے میں حادثہ کا شکار ہوگیا ۔ میں نے امامؑ کو لکھا میں بحری سفر پر جانا چاہتا ہوں ۔ جواب آیا "ہرگز نہیں" ۔ پس وہ کشتی جس پر میں جانا چاہتا تھا اس کو راستہ میں بحری قزاقوں نے لوٹ لیا ۔

میں عسکر میں امامؑ کی زیارت کے لئے گیا ۔ مغرب کے وقت میں جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحبزادے تشریف لائے اور مجھ سے کہا: کھڑے ہوجاؤ ۔ میں نے عرض کیا: آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں اور کہاں کا ارادہ رکھتا ہوں ؟ فرمایا: تم علی بن محمد نمائندہ جعفر بن ابراہیم یمانی ہو ۔ اپنے گھر جاؤ ہمارے اصحاب میں سے کوئی بھی میری قیام گاہ کو نہیں جانتا ۔ پس میں ان کی جائے مقام تک گیا اور اجازت لی کہ زیارت کے لئے داخل ہوجاؤں تو مجھے اجازت مل گئی ۔

۱۵ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے علان کلینی نے ان سے اعلم مصری نے ان سے ابو رجاء مصری نے بیان کیا کہ میں حضرت امام حسن عسکریؑ کے انتقال کے بعد دو سال تک ان کی اولاد کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا تیسرے سال میں مدینہ میں امام قائمؑ کو تلاش کرنے آیا ۔ مجھ سے ابو غانم نے پوچھا کیا امام قائمؑ حیات ہیں ؟ پس میں متفکر بیٹھا تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی امر ہے تو تیسرے سال کے بعد ضرور ظاہر ہونا چاہیئے ۔ اتنے میں ایک ہاتف کی صدا آئی ۔ جس کو میں سن سکتا تھا مگر دیکھ نہیں سکتا تھا ۔ وہ کہہ رہا تھا " اے نصر بن عبدربہ اہل مصر سے پوچھ کہ کیا تم رسول اللہؐ کو دیکھ کر ایمان لائے ہو " ؟ نصر کہتے ہیں کہ میرے والد کا نام کوئی نہیں جانتا کیونکہ میں مدائن میں پیدا ہوا اور مجھے نوفلی نے پالا تھا کیونکہ میرے والد انتقال کرچکے تھے تو اس طرح میں نے پرورش پائی ۔ پس جب میں نے آواز سنی تو اٹھا اور ابو غانم کے پاس جانے کے بجائے مصر روانہ ہوگیا ۔

اور اہل مصر میں سے دو افراد نے ان کے دو بیٹوں کے بارے میں لکھا ۔ تو جواب آیا: لیکن اے فلاں تمہارا اجر اللہ کے پاس ہے اور دوسرے کے لئے دعا ہے ۔ پس ابن معزی مرچکا ہے ۔

۱۶ ۔ بیان کیا مجھ سے ابو محمد وجنائی نے کہ ہمارے شہر کے احوال میں سخت بدامنی اور بے چینی پیدا ہوگئی تھی آخرکار میں اپنے شہر سے نکل کر بغداد چلا گیا اور یہاں ۸۰ روز تک مقیم رہا ۔ اسی دوران ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اب تم اپنے شہر واپس جاؤ ۔ پس میں بغداد سے نہ چاہتے ہوئے نکلا ۔ جب سرّمن رائے پہنچا تو چاہا

کہ وہاں قیام کروں۔ لیکن اپنے شہر کے لئے پھر بیتابی پیدا ہوئی۔ الغرض وہاں سے چلا۔ ابھی راستہ میں ہی تھا کہ پھر وہی بزرگ میرے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے ایک خط مجھے نکال کر دیا جو میرے اہل و عیال نے لکھا تھا۔ جنہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ شہر میں امن وامان ہوگیا ہے اور مجھ سے کہا تھا کہ میں واپس آجاؤں۔

۱۷۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن ہارون نے انہوں نے کہا کہ مجھ پر پانچ سو دینار حق امام کے واجب الادا تھے۔ ایک رات جب میں بغداد میں تھا اور رات بھی طوفانی اور تاریک تھی۔ متفکر تھا کہ کس طرح امامؑ کی رقم کی ادائگی کروں۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس چند دکانیں ہیں جو میں نے پانچ سو تیس دینار میں خریدی تھیں ان کو پانچ سو دینار کے عوض حق امام میں دے دوں (تاکہ امامؑ کی رقم ادا ہوجائے) یہ بات میں نے کسی پر ظاہر نہیں کی تھی نہ امام کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا تھا مگر آپؑ کی طرف سے ایک شخص دکانیں لینے کے لئے آگیا۔

۱۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالقاسم ابن ابی حلیس نے انہوں نے کہا کہ میں پندرہ شعبان کو ہمیشہ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں شعبان سے پہلے عسکر پہنچا تو ارادہ کیا کہ اس مرتبہ شعبان میں زیارت نہیں کروں گا۔ مگر جب شعبان کا مہینہ آیا تو خیال آیا کہ ہمیشہ شعبان میں آپؑ کی زیارت کرتا رہا ہوں اس لئے اسے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ چنانچہ زیارت کے لئے چل دیا۔ میرا دستور تھا کہ جب عسکر جاتا تو پہلے اپنی آمد کی اطلاع خط یا پیغام سے وہاں کے لوگوں کو دیتا۔ مگر اس سال آیا تو میں نے ابوالقاسم حسن بن احمد وکیل سے کہا کہ میرے آنے کی اطلاع کسی کو نہ دینا اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ سفر خالصتاً زیارت کے لئے ہو۔ ابوالقاسم مسکراتے ہوئے میرے پاس آئے اور بولے (امام عصرؑ نے) دو دینار میرے پاس بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ حلیسی کو دے دو اور اس سے کہہ دو کہ جو اللہ کا کام کرتا ہے اللہ اس کا کام کرتا ہے۔

میں ایک مرتبہ سرزمین رائے میں بیمار ہوگیا۔ بیماری اتنی شدید ہوگئی کہ میں زندگیؔ سے مایوس ہوگیا۔ امام عصرؑ نے میرے لئے دو طرح کے معجون بھیجے اور انہیں استعمال کا حکم دیا۔ میں نے انہیں استعمال کیا تو خدا کا شکر میں تندرست ہوگیا۔

میرے ایک قرضدار کا انتقال ہوگیا۔ میں نے امام عصرؑ سے متوفی کے ورثاء کے پاس واسط جانے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں اس کے موت کے حادثے کی وجہ سے ورثاء تک پہنچنا چاہتا ہوں تاکہ اپنی رقوم وصول کرلوں۔ مگر آپؑ نے اجازت نہیں دی۔ میں نے دوبارہ اجازت کے لئے عریضہ لکھا۔ مگر آپ نے منع کردیا میں نے ایک بار پھر لکھا لیکن آپ نے اس بار بھی منع فرمادیا۔ پھر دو سال بعد آپؑ نے خود خط تحریر فرمایا کہ اب اس کے ورثاء کے پاس چلے جاؤ۔ جب میں ان لوگوں کے پاس گیا تو میری رقم وصول ہوگئی۔

ابوالقاسم کہتے ہیں کہ ابو رمیس نے دس دینار حاجز کو بھجوائے حاجز وہ دینار بھجوانے بھول گئے۔ امام عصرؑ نے انہیں لکھا " ابو رمیس کے دینار بھجوادو "۔

ہارون بن موسیٰ بن فرات نے چند باتیں امامؑ سے دریافت کیں اور جو خط لکھا وہ بغیر دوات کے قلم سے لکھا اور اس میں اپنے بھتیجوں کی رہائی کے لیئے دعا کی درخواست کی۔ پس جواب میں اسیروں کی رہائی کی دعا ان کے ناموں کے ساتھ کی گئی۔

ربض کے ایک شخص حمید نے امامؑ سے اولاد کی درخواست کی۔ جواب آیا۔ حمل میں چوتھے مہینے پر دعا کرو۔ جلد ہی ایک بیٹی تمہیں ملے گی۔ پس ویسا ہی ہوا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا۔

محمد بن محمد بصری نے امامؑ سے درخواست کی کہ دعا کریں کہ لڑکیوں کے امور کی کفایت ہو، حج پر جاؤں، میرا مال مجھے واپس مل جائے۔ پس ان کو امامؑ کی طرف سے جواب ملا۔ وہ اسی سال حج پر گئے۔ ان کی چھ بیٹیاں تھیں جن میں چار کا انتقال ہوگیا اور مال واپس مل گیا۔

محمد بن یزداد نے امامؑ سے والدین کے لیئے دعا کی درخواست کی جواب آیا " اللہ تمہاری، تمہارے والدین اور تمہاری بہن کی مغفرت فرمائے " جس کا لقب کلکی تھا یہ ایک صالح عورت تھی۔ جس کی شادی ایک کسان سے ہوئی تھی۔

میں نے مختلف مومنین کی طرف سے پچاس دینار بھیجنے کے بارے میں لکھا جن میں دس دینار میرے چچا کی لڑکی کے بھی تھے مگر وہ ایمان سے بالکل خالی تھی۔ اس لیئے میں نے اس کا نام خط کے بالکل آخر میں علیحدہ کرکے لکھا۔ جس میں میں نے اس وجہ سے ترک دعا کی التماس کی تو مومنین کے لئے تحریر ظاہر ہوئی " اللہ مومنین کے اعمال کو قبول فرمائے انہیں نیکی کی مزید توفیق عطا فرمائے اور تمہیں بھی داخل ثواب کرے۔" لیکن میرے چچا کی بیٹی کے لئے کوئی دعا نہیں کی گئی تھی۔

نیز میں نے پھر کچھ دینار مومنین کی طرف سے امامؑ کی خدمت میں بھیجے اور ایک شخص نے جس کا نام محمد بن سعید تھا کچھ دینار دیئے تھے وہ بھی بھیج دیئے اور عمداً اس کا نام نہیں لکھا بلکہ اس کے والد کے نام سے بھیجے اس لئے کہ وہ دین سے بالکل ہی خالی تھا۔ جواب آیا تو رسید میں اس کے والد کے بجائے خود اسی کا نام محمد تحریر تھا۔

مال امامؑ میں سے ایک ہزار دینار جو ابوجعفر نے بھیجے تھے وہ میرے پاس امانتاً جمع تھے میں نے قصد کیا کہ وہ تمام رقم خدمتِ امامؑ میں پہنچا دی جائے۔ اس لئے ہم لوگ ابوالحسین محمد بن محمد بن خلف اور اسحاق بن جنید کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ابو الحسین نے وہ تھیلی جس میں مال رکھا ہوا تھا اٹھالی۔ جب ہم لوگ قریہ قاطول پہنچے تو ان گدھوں کو نہ پایا جن کا ہم پہلے سے کرایہ ادا کرچکے تھے۔ میں نے ابوالحسین سے کہا کہ تم تھیلا لے کر قافلہ سے مل جاؤ اور ہم یہاں کرایہ کا ایک گدھا ابن اسحاق بن جنید کی سواری کے واسطے تلاش کرتے ہیں کیونکہ وہ بوڑھا شخص ہے۔ غرض کہ ہم نے اس کے

لئے کرایہ کا گدھا حاصل کیا اور قریہ حیرہ ، یعنی حیر سرمن رائے کے قریب قافلہ کو آلیا ۔ میں نے (ابوالحسین کو تھیلا اٹھائے ہوئے دیکھ کر) کہا کہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے یہ عالی منصب تمہیں عطا فرمایا ۔ اس نے جواب دیا کہ میں خدا کی اس عنایت خاص کے لئے شکر بجا لاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ یہ مبارک خدمت مجھ سے لیا کرے ۔ الغرض تھوڑے عرصہ کے بعد ہم لوگ بخیریت و عافیت شہر سرمن رائے (سامرّہ) میں داخل ہوگئے اور تمام مال امامؑ کے وکیل کی خدمت میں پہنچا دیا ۔ وکیل نے وہ رقم ایک رومال میں باندھ کر ایک غلام حبشی کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیج دی ۔ عصر کے وقت ابوالحسین وہ خالی تھیلا میرے پاس اٹھا لائے ۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابو القاسم وکیل امامؑ تشریف لائے ، ابو الحسین اور اسحاق نے ان کا خیر مقدم کیا ، ابوالقاسم نے اس غلام کے متعلق فرمایا جو تھیلا اٹھا کر لایا تھا کہ اس کے لئے دراہم لائے ہیں ۔ اور مجھ سے فرمایا ۔ انہیں اسے دے دو جو تھیلا لے کر آیا تھا ۔ چنانچہ میں نے وہ لے لئے جب وہ گھر کے دروازے سے نکل گئے تو ابوالحسین نے قبل اس کہ میں بولوں یا وہ جانیں کہ میرے پاس کیا ہے کہا : میں جب بمقام حیرہ میں تمہارے ساتھ تھا تو اپنے دل میں اس وقت یہ آرزو کی تھی کہ (حضرت قائمؑ کے حضور سے) کچھ دل مجھے عنایت ہوتا تو میں اسے تبرک سمجھ کر اپنے پاس رکھتا ایک مرتبہ میں نے ایسی ہی تمنا کی تھی جب ہم تم دونوں فوج میں نوکر تھے میں نے کہا لو خدا نے تمہاری استدعا کے مطابق تمہیں عطا فرمایا ۔ **الحمدللہ رب العالمین**۔

محمد بن کشمرد نے مقام حل میں امامؑ سے اپنے بیٹے احمد جو امّ ولد سے تھا کے لئے دعا کی درخواست کی امامؑ نے جواب میں لکھا **والصقری احل اللہ لہ ذلک** (اللہ تمہارے لئے اس کو جائز قرار دے) جان لو کہ اس کی کنیت ابو صقر ہے ۔

اور مجھ سے بیان کیا علی بن قیس نے ان سے غانم ابو سعید ہندی نے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ان سے محمد بن محمد اشعری نے اور ان سے غانم نے بیان کیا کہ میں ہند کے بادشاہ کے پاس قشمیر (کشمیر) میں تھا ۔ اور ہم چالیس افراد تھے ۔ جو بادشاہ کے اطراف میں کرسیوں پر بیٹھتے تھے ۔ اور ہم توریت ، انجیل اور زبور کے عالم تھے ۔ ایک دن ہمارے درمیان حضرت محمدؐ کے متعلق گفتگو ہوئی اور ہم نے کہا کہ ہم نے ان کا ذکر اپنی کتابوں میں پایا ہے تب یہ طے پایا کہ میں ان کی تلاش میں جاؤں اور ان سے دین حق کا احوال دریافت کروں ۔ پس میں کچھ مال لے کر نکل پڑا راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ۔ میں کسی طرح کابل پہنچا اور وہاں سے بلخ گیا ۔ وہاں کا امیر ابن ابی شور تھا ۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے اپنا مدعا بیان کیا ۔ اس نے فقہاء اور علماء کو جمع کیا تاکہ اسلام کے بارے میں مجھ سے مناظرہ کریں ۔ پس میں نے ان سے حضرت محمدؐ کے متعلق پوچھا ۔ انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے نبی ہیں ۔ اور ان کا انتقال ہو چکا ہے ۔ میں نے کہا کہ ان کا خلیفہ کون تھا ؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر میں نے کہا : اس کا نسب بیان کرو ۔ انہوں نے ان کا

نسب قریش سے ملایا۔ میں نے کہا پھر وہ شخص (جس کے خلیفہ ابو بکر ہیں) نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پایا ہے کہ اس کا خلیفہ اس کا ابن عم ہے جو اس کی بیٹی کا شوہر اور اس کے بچوں کا باپ ہے۔ یہ سن کر وہ سب امیر سے بولے کہ یہ شخص شرک سے نکل کر کفر میں داخل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کی گردن مار دی جائے۔ میں نے کہا کہ میں ایک دین پر عمل پیرا ہوں اور میرا مقصد صرف اپنے علم کا بیان ہے۔ پس اس (امیر) نے حسین بن اسکیب کو بلوایا اور کہا۔ اس شخص سے مناظرہ کرو۔ اس نے جواب دیا کہ اس کو تو علماء اور فقہاء نے گھیرا ہوا ہے میں کیسے اس سے مناظرہ کروں؟ پس (امیر نے) اس سے کہا: اس سے مناظرہ کرو جیسے میں نے کہا ہے۔ اس کو تخلیہ میں لے جاؤ اور لطف سے پیش آؤ۔ پس حسین مجھ کو الگ لے گئے۔ میں نے حضرت محمدؐ کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا: جیسا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ وہ ہمارے نبی ہیں۔ مگر یہ کہ ان کے خلیفہ ان کے ابن عم علی ابن ابی طالبؑ ابن عبدالمطلب ہیں جو ان کی بیٹی فاطمہؑ کے شوہر اور ان کے بچوں حسنؑ و حسینؑ کے والد ہیں۔ میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ پھر وہ مجھے امیر کے پاس لے گئے اور میں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ پس میں حسین کے ساتھ اس کے گھر آیا۔ انہوں نے مجھے اسلام کی تعلیمات بیان کیں میں نے کہا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر خلیفہ کا ایک جانشین ہوتا ہے۔ پھر حضرت علیؑ کا جانشین کون ہے؟ فرمایا حسنؑ پھر حسینؑ پھر ایک ایک امام کا نام لیا۔ یہاں تک کہ امام حسن عسکریؑ کے نام پر پہنچے اور کہا کہ تم اب خود حسن عسکریؑ کے جانشین کو تلاش کرو۔ پس میں ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

محمد ابن محمد نے کہا: وہ ہمارے ساتھ بغداد پہنچا۔ تو اس نے ذکر کیا کہ اس کا ایک دوست ہے جو اس سلسلے میں اس کے ساتھ تھا پھر اس کی بعض عادات ناگوار گزریں تو وہ اس سے جدا ہو گیا اور کہا: پس اسی دوران ایک دن میں نہر کے کنارے چل رہا تھا اور فکر میں مبتلا تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا: اپنے آقا کے پاس چلئے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ آخرکار وہ مجھے ایک گھر میں لے گیا جس میں باغ موجود تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ میرے آقا تشریف فرما ہیں۔ جب آپؑ نے مجھے دیکھا تو مجھ سے ہندی میں گفتگو کی۔ اور مجھے سلام کیا اور میرے نام سے مجھے مخاطب کیا اور نام بنام ان تمام چالیس آدمیوں کے بارے میں مجھ سے پوچھا پھر فرمایا: تم اس سال اہل قم کے ساتھ حج ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس سال تم حج ادا نہ کرو۔ خراسان چلے جاؤ۔ آئندہ سال حج ادا کرنا۔ آپؑ نے میری طرف ایک تھیلی کو پھینک کر فرمایا اپنے نفقہ کو اٹھاؤ اور بغداد کے کسی گھر میں مت داخل ہو اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کے بارے میں کسی کو آگاہ نہ کرنا۔

محمد کہتے ہیں۔ پس ہم عقبہ سے نکلے اور حج کیا اور غانم خراسان چلا گیا اور دوسرے سال حج کرنے نکلا اور گھومتے گھماتے ہماری طرف آیا لیکن قم میں داخل نہیں ہوا۔ حج کیا اور خراسان چلا گیا اور وہیں وفات پا گیا۔ اللہ اس پر رحم

فرمائے۔

محمد بن شاذان نے کابلی سے روایت کی ہے اور میں نے اسے ابو سعید کے پاس دیکھا ہے کہ میں دین حق کی تلاش میں جو میں نے انجیل میں پایا تھا طلب ہدایت کے لئے کابل سے نکلا پس مجھ سے محمد بن شاذان نیشاپوری نے بیان کیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ وہ حضرت حجت علیہ السلام تک پہنچ گیا تھا۔ تو میں اس کی تلاش میں رہا یہاں تک کہ اس سے ملاقات ہوئی پس اس سے اس بارے میں پوچھا اس نے بتایا کہ میں برابر امام قائمؑ کی جستجو میں تھا۔ میں نے اپنا قیام مدینہ میں رکھا۔ جس سے بھی میں آپؑ کا ذکر کرتا وہ میرا مذاق اڑاتا۔ میں ایک بوڑھے سے ملا جو بنو ہاشم سے تھا اور جس کا نام یحیٰ بن محمد عریضی تھا۔ اس نے مجھ سے کہا جس شخص کی تم کو تلاش ہے وہ صریاء میں موجود ہے۔ میں صریاء پہنچا۔ ایک دہلیز تک پہنچا جس پر چھڑکاؤ کیا ہوا تھا۔ پس خود کو وہاں چبوترے پر ڈال دیا۔ تو ایک حبشی غلام برآمد ہوا اس نے مجھے جھڑکا اور کہا۔ اس جگہ سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ میں نے کہا میں اس جگہ سے نہیں اٹھوں گا۔ وہ غلام گھر میں گیا۔ پھر واپس آیا اور مجھ سے اندر چلنے کو کہا۔ میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا و مولا گھر کے درمیان میں تشریف فرما ہیں۔ آپؑ نے مجھے میرے نام کے ساتھ پکارا حالانکہ میرے نام کو سوائے میرے اہل خانہ کے جو کابل میں تھے اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ آپؑ نے مجھے کچھ چیزیں دیں۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا کہ میرا نفقہ ضائع ہوگیا ہے تو مجھے زاد راہ عنایت کیجئے۔ آپؑ نے فرمایا وہ تمہارے جھوٹ کی وجہ سے ضائع ہوا ہے۔ پھر مجھے زاد راہ عنایت فرمایا جو کہ میرے پاس سے ضائع ہوگیا تھا اور جو انہوں نے مجھے عطا کیا تھا وہ محفوظ رہا۔ اور میں آپؑ کے پاس سے واپس چلا آیا۔ پھر میں دوسرے سال گیا تو میں نے اس گھر میں کسی کو نہیں پایا۔

۱۹۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن اسحاق اشعری نے انہوں نے کہا کہ میری ایک زوجہ تھی جسے میں ایک عرصے سے چھوڑے ہوئے تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آئی اور بولی: اگر تم نے مجھے طلاق دے دی ہے تو مجھے بتلادو۔ میں نے جواب میں کہا: نہیں طلاق نہیں دی ہے۔ پھر میں نے اس سے اسی دن ہمبستری کی۔ ایک ماہ بعد اس نے مجھے خط لکھا کہ اسے حمل قرار پاگیا ہے۔ میں نے اس بارے میں اور اس گھر کے بارے میں جو میری سسرال کا تھا امام زمانہؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ آنجنابؑ اسے خرید لیں اور اس کی قیمت اقساط میں ادا کردیں تو گھر کے بارے میں جواب آیا کہ جو تم نے سوال کیا ہے وہ میں نے پورا کردیا اور عورت کے حمل کے بارے میں لکھا کہ اس کا تذکرہ چھوڑ دو۔ تھوڑے عرصہ بعد اس کی زوجہ کا خط آیا اس میں تحریر تھا کہ اس نے غلط لکھا تھا حمل کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور تمام شکر اور سپاس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۲۰۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی متیلی

نے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ابو جعفر میرے پاس آئے اور مجھے لے کر عباسیہ پہنچے اور وہاں ایک ویران جگہ داخل ہوئے۔ وہاں انہوں نے مجھے ایک رقعہ نکال کر پڑھ کر سنایا اس میں جو کچھ اس گھر میں واقع ہونے والا تھا اس کی تشریح کی گئی تھی اور اس میں لکھا تھا" فلاں یعنی ام عبداللہ کو بالوں سے پکڑ کر گھر سے نکالا جائے گا اور اسے بادشاہ کے سامنے بغداد میں پیش کیا جائے گا۔" اس کے علاوہ دوسری باتیں بھی جو رونما ہونے والی تھیں تحریر تھیں اور مجھ سے کہا کہ یاد رکھنا یہ کہہ کر انہوں نے وہ رقعہ چاک کرڈالا۔ یہ اطلاع ان واقعات کے رونما ہونے سے بہت پہلے دی گئی تھی۔

۲۱۔ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر مروزی نے ان سے جعفر بن عمرو نے کہا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ عسکر گیا اس وقت حضرت امام حسن عسکریؑ کی والدہ حیات تھیں۔ جب ہم عسکر پہنچے تو میرے ایک ساتھی نے نام بنام زیارت کی اجازت چاہی میں نے کہا میرا نام نہ لکھو۔ میں زیارت کی اجازت نہیں چاہتا۔ امامؑ کے پاس سے اجازت آئی کہ سب لوگ آئیں اور وہ بھی آئے جس نے اجازت لینے سے انکار کردیا ہے۔

۲۲۔ سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے ابوالحسن جعفر بن احمد نے کہ ابراہیم بن محمد بن فرج رخجی نے امامؑ کو عریضہ لکھا۔ جس میں مختلف امور کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا اور یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ ان کے نومولود بچہ کا نام تجویز فرمائیں۔ امامؑ نے تمام امور کا جواب دیا مگر بچے کے نام کی بابت کچھ تحریر نہ کیا۔ کچھ دنوں بعد وہ بچہ مرگیا۔

سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے دوستوں نے ایک محفل میں آپس میں مختلف امور پر گفتگو کی۔ امامؑ نے ان میں سے ایک کو خط لکھا اور ان تمام باتوں کا تذکرہ تفصیل سے کیا جو اس محفل میں ہوئی تھیں۔

۲۳۔ سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے عاصمی نے کہ ایک شخص نہایت پریشان تھا کہ وہ مال امامؑ کس طرح امامؑ کی خدمت میں پہنچائے۔ اس نے ایک آواز غیبی سنی "جو مال تمہارے پاس ہے وہ حاجز کو دے دو۔"

انہوں نے کہا: ابو محمد سروی سرمن رائے آئے ان کے پاس مال امامؑ تھا امامؑ کی خدمت میں پیش کرنے سے قبل ان کو رقعہ ملا اس میں تحریر تھا" نہ ہمارے بارے میں شک کرو اور نہ ہمارے وکیل کے بارے میں شک کرو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے حاجز کو دے دو"۔

۲۴۔ سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابو جعفر نے مجھ سے کہا کہ ہم نے اپنے ایک قابل اعتماد شخص کے ہاتھ امامؑ کی خدمت میں عسکر کچھ چیزیں بھیجیں۔ کسی اور شخص نے ہمارے سامان کے ساتھ ہمارے علم کے بغیر اپنا خط بھی شامل کردیا۔ پس امامؑ نے اس کا خط بغیر جواب دیئے واپس کردیا۔

مجھ سے ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل کندی نے کہا کہ مجھ سے ابو طاہر بلالی نے کہا کہ میرے پاس امام حسن عسکریؑ کی طرف سے آپؑ کے جانشین کے بارے میں ایک توقیع آئی جسے انہوں نے اپنے گھر میں بطور امانت لٹکا دیا تھا

تو میں نے حسین سے کہا میں چاہتا ہوں کہ توقیع کی عبارت نقل کروں۔ حسین نے میری خواہش کی خبر ابو طاہر کو کی۔ اس نے کہا کہ سعد کو میرے پاس بھیج دو تاکہ وہ خود توقیع دیکھ لے اور بلاواسطہ مجھ سے روایت کرے (پس اس نے بتایا کہ) حضرت امام حسن عسکریؑ کے پاس سے ان کے انتقال سے دو سال پہلے ایک توقیع آئی جس میں ان کے جانشین کا تذکرہ تھا۔ پھر تین دن بعد ایک اور توقیع آئی جس میں اس جانشین کی خبر دی گئی تھی۔ پس اللہ کی لعنت ہو ان لوگوں پر جو اللہ کے ولی کے حق کا انکار کرتے ہیں۔ اور لوگوں کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کرتے ہیں اور اللہ کی بہت زیادہ تعریف و شکر ہے۔

۲۵۔ اور کہا: جعفر بن حمدان نے امامؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ میں نے ایک کنیز سے مباشرت کی مگر اس سے پہلے اس پر یہ شرط عائد کی تھی کہ مجھے اولاد نہیں چاہیئے اور نہ میں اس کو اپنی اولاد کی ماں کا مقام دونگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ میرے پاس آئی اور بولی کہ وہ حمل سے ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیونکر ممکن ہے جبکہ مجھے نہیں علم کہ میں نے تم سے اولاد طلب کی ہو۔ پھر وہ ایک عرصہ غائب رہی اور اس کے بعد جب وہ میرے پاس آئی تو اس کی گود میں ایک بچہ تھا۔ میں نے نہ تو اس بچہ سے انکار کیا اور نہ اس کنیز کا نان و نفقہ بند کیا۔ اس کنیز کے بچہ لانے سے پہلے میں نے اپنی جائداد کے لئے اپنی اولاد میں وصیت کردی تھی۔ اب جب یہ کنیز میرا نومولود بچہ لائی تو میں نے مقرر وصیت میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ البتہ اتنا اضافہ کردیا کہ جب یہ بچہ بالغ ہوجائے تو اس کو دوسو دینار ایک مرتبہ دے دیئے جائیں۔ اس کے بعد اس بچہ یا اس کی اولاد کا اس جائداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اب مولا آپ فرمائیں کہ کیا میں نے بچے کے بارے میں صحیح فیصلہ کیا؟ اور میرے لئے دنیا اور آخرت میں عافیت اور خیر کی دعا فرمائیں۔

جواب آیا کہ تمہارا کنیز کے ساتھ مباشرت کرنا اور پھر یہ شرط عائد کرنا کہ تم کو اولاد نہیں چاہیئے عجیب بات ہے یہ وہ چیز ہے جو صاحب ایمان کے لئے زیب نہیں دیتی جب بھی وہ اس شک میں مبتلا ہو اور وہ اس وقت کو نہیں جانتا ہے کہ جس میں وہ اس کنیز کے پاس گیا تھا پس وہ اپنے بیٹے سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کو دوسو دینار دینا اور اسے مال وقف سے کچھ نہ دینا صحیح ہے اس لئے کہ وہ مال اسی کا مال ہے جس کا اس نے (دینے کا) ارادہ نہیں کیا۔

ابو الحسین نے کہا: مولود کی پیدائش سے قبل اس نے حساب کا اندازہ لگایا پھر وہ لڑکا صحیح و سالم پیدا ہوا۔

اور کہا: میں نے ابوالحسن اصفہانی کے نسخہ میں پایا۔ "مجھ تک آیا۔ اللہ تمہیں باقی رکھے۔ تمہارا خط اور جو خط اس نے بھیجا۔" اور حسن بن علی بن ابراہیم نے سیاری سے یہ توقیع نقل کی ہے۔

۲۶۔ علی بن محمد صیمریؒ نے امامؑ کی خدمت میں کفن کی درخواست کی۔ جواب آیا کہ تمہیں ابھی کفن کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی یا اکیاسی سال کی عمر میں پیش آئے گی۔ چنانچہ جو وقت آپؑ نے تحریر فرمایا تھا اسی وقت ان کی وفات ہوئی اور آپؑ نے ان کی وفات سے ایک مہینہ قبل ان کے لئے کفن بھیج دیا۔

۲۷۔ [بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن مہزیار نے] انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی نے اور ان سے احمد بن ابراہیم نے کہا کہ میں سن ۲۸۲ ہجری میں جناب حکیمہ خاتون بنت حضرت امام محمد تقیؑ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ میں پردے کے پیچھے سے ان سے باتیں کررہا تھا۔ میں نے ان سے ان کے دین کے بارے میں سوال کیا۔ پس انہوں نے میری توجہ اس شخصیت کی طرف مبذول کرائی جس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ کیا آپ نے ان کو دیکھا ہے یا خبر ملی ہے؟ جواب میں فرمایا: ہاں اور امام حسن عسکریؑ نے اس کی اطلاع اپنی والدہ کو بھی دی۔ میں نے کہا: پھر وہ مولود کہاں ہیں؟ جواب میں فرمایا: پوشیدہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: ان کی غیبت کے دور میں شیعہ اپنے مسائل کے حل کے لئے کس کی طرف رجوع کریں۔ فرمایا: ان کی دادی اور امام حسن عسکریؑ کی والدہ کی طرف۔ میں نے عرض کیا: امام حسن عسکریؑ نے اپنے اس حکم کے جاری کرنے میں جس میں جمیع مومنین کو ایک عورت کی تقلید کا حکم دیا، کسی کی تاسی فرمائی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس امر خاص میں امامؑ نے حضرت امام حسینؑ کی تاسی کی ہے۔ جیسا کہ آپؑ نے بوقتِ شہادت اپنے باقی ماندہ اہل بیت کو تا صحتِ امام زین العابدینؑ اپنی بہن جنابہ زینبؑ کی تقلید کا حکم دیا تھا۔ آپؑ کے بعد امام زین العابدینؑ نے بھی اپنی گوشہ نشینی کے ایام میں جنابہ زینبؑ کو اس امر کا مجاز فرمایا تھا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: تم لوگ تو راویان احادیث ہو کیا تم نے یہ روایت نہیں سنی کہ امام حسینؑ کے نویں فرزند کی میراث تقسیم ہوگی حالانکہ وہ زندہ ہوگا۔

۲۸۔ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی اسودؒ نے کہ میں نے کچھ مال ابو جعفر محمد بن عثمان عمریؒ کو دیا تاکہ امامؑ کی خدمت میں پیش کردیں۔ انہوں نے وہ مال مجھ سے لے لیا۔ پھر ان کی موت سے دو یا تین سال قبل میں پھر کچھ مالِ امامؑ لے کر ان کے پاس گیا۔ اب کی مرتبہ انہوں نے مجھ کو حکم دیا کہ میں یہ مال ابو القاسم روحیؒ کے پاس لے جاؤں۔ پس ابو جعفر عمریؒ سے اس کی شکایت کی تو مجھے حکم دیا کہ میں ان سے یہ مال لے لینے کا مطالبہ نہ کروں اور کہا: جو ابوالقاسم تک پہنچا ہے وہ مجھ تک پہنچ گیا۔ آخر کار میں وہ اموال ابوالقاسم کے پاس لے گیا اور ان کے قبضہ میں جو مال تھا اس کا مطالبہ ترک کردیا۔

اس کتاب کے مولف جناب شیخ الصدوق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ امامؑ کے وکلاء کو امامؑ کی طرف سے یہ علم ہوتا ہے کہ کس کی کیا ذمہ داری ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب یہ سب امور حکم الٰہی سے انجام پائیں۔

۲۹۔ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی اسودؒ نے کہ ابو جعفر عمری نے اپنے لئے ایک قبر بنوائی پھر اسے بھروادیا اور امامؑ سے اس کے متعلق پوچھا۔ جواب آیا "انسان کے لئے اسباب ہیں" دوبارہ سوال بھیجا تو جواب آیا "میں حکم دیتا ہوں کہ میرے امور کو مکمل کرو" اس کے بعد دو مہینے میں ان کا انتقال ہوگیا۔

۳۰ ۔ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی اسوڈ نے کہ ایک سال مجھے ایک عورت نے کپڑا دیا اور کہا کہ اسے عمریؓ کے پاس پہنچا دینا ۔ چنانچہ میں بہت سے کپڑوں کے ساتھ اسے بھی لے گیا ۔ جب بغداد پہنچا تو مجھے حکم ہوا کہ یہ سب محمد بن عباس قمیؒ کے سپرد کردو ۔ یہ حکم پاتے ہی میں نے سوائے اس عورت کے دیئے ہوئے کپڑے کے تمام کپڑے محمد بن عباس قمیؒ کے حوالے کردیئے ۔ عمریؓ میری طرف متوجہ ہوکر بولے اس عورت کا کپڑا بھی تو حوالے کرو ۔ اب مجھے خیال آیا کہ ایک عورت نے مجھے ایک کپڑا دیا تھا ۔ چنانچہ میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر وہ مجھے نہیں ملا ۔ عمریؓ نے کہا غم نہ کرو تلاش کرو مل جائے گا ۔ میں نے مزید تلاش کیا تو وہ مل گیا ۔ یہ امر قابل غور ہے کہ سامان کی جو فہرست میرے پاس تھی وہ عمریؓ کے پاس نہ تھی ۔

۳۱ ۔ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی اسوڈ نے کہ محمد بن عثمان عمریؓ کی وفات کے بعد علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہؒ نے مجھ سے کہا کہ ابوالقاسم روحی سے گذارش کرو کہ وہ امام زمانہؑ سے عرض کریں کہ آپؑ میرے لئے ایک بیٹے کی دعا کریں ۔ میں نے ابوالقاسم سے کہا مگر انہوں نے منع کردیا پھر تین دن کے بعد انہوں نے مجھے بتایا کہ امام عصرؑ نے علی بن حسین کے لئے دعا کردی ہے ۔ اور فرمایا کہ ان کے یہاں ایک فرزند پیدا ہوگا اور اس کے بعد اور بھی اولاد ہوگی ۔

ابو جعفر محمد بن علی اسوڈ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے لئے بھی درخواست کی کہ میرے لئے بھی ایک فرزند کی دعا فرمادیں ۔ مگر میرے جواب میں فرمایا " اس کی کوئی سبیل نہیں " پس علی بن حسین کے یہاں اسی سال فرزند پیدا ہوا پھر اس کے بعد اور اولادیں ہوئیں ۔ لیکن میرے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی ۔

اس کتاب کے مؤلف جناب شیخ الصدوقؒ فرماتے ہیں کہ ابو جعفر محمد بن علی اسوڈ اکثر مجھ سے فرماتے تھے کہ جب کبھی محمد بن حسن احمد بن ولیدؒ مجھے دیکھتے کہ میں علمی کتب کے مطالعہ اور اس کے یاد کرنے میں مشغول ہوں تو فرماتے طلب علم میں تمہاری اس قدر رغبت کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ۔ اس لئے کہ تم امام عصرؑ کی دعا سے پیدا ہوئے ہو ۔

۳۲ ۔ بیان کیا مجھ سے ابوالحسین صالح بن شعیب طالقانی نے ذی القعد سن ۳۳۹ ہجری میں ان سے ابو عبداللہ احمد بن ابراہیم بن مخلد نے کہا کہ میں بغداد میں مشائخ رضی اللہ عنہم کے پاس حاضر ہوا تو شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری قدس اللہ روحہ نے کہا کہ " اللہ تعالیٰ علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی پر رحمت نازل کرے " ہم نے اس دن کی تاریخ لکھ لی کچھ دنوں بعد خبر آئی کہ اسی دن علی بن حسین کا انتقال ہوا تھا ۔ اس کے بعد نصف شعبان سن ۳۲۸ ہجری میں ابوالحسن سمری کا بھی انتقال ہوگیا ۔

۳۳ ۔ خبردی مجھے محمد بن علی بن متیل نے ان سے کہا ان کے چچا جعفر بن محمد بن متیل نے بیان کیا کہ میں اور ابوالقاسم حسین بن روح ، ابو جعفر بن محمد بن عثمان عمری سمانؓ کی موت کے وقت موجود تھے ۔ میں عمریؓ کے سرہانے

بیٹھا تھا اور ان سے مسائل دریافت کر رہا تھا۔ پس عمریؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور بولے کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ابوالقاسم حسین بن روح کو اپنا وصی مقرر کردوں۔ پس میں اپنی جگہ سے اٹھا اور حسین بن روح کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی جگہ بٹھایا اور خود عمریؒ کے پائنتی بیٹھ گیا۔

۳۴۔ ہم سے محمد بن علی بن متیل نے بیان کیا کہ اہل آبہ کی ایک عورت جس کا نام زینب تھا اور وہ محمد بن عبدیل آبی کی زوجہ تھی میرے چچا جعفر بن محمد بن متیل کے پاس آئی۔ اس کے پاس تین دینار تھے وہ بولی کہ میں خود اپنے ہاتھ سے یہ رقم ابوالقاسم بن روح کے حوالے کروں گی۔ میرے چچا نے مجھے اس کے ساتھ ترجمانی کے لئے کردیا۔ جب وہ ابوالقاسم بن روح کی خدمت میں پہنچی تو انہوں نے آبی زبان میں نہایت فصاحت سے کہا۔ "**زینب! چونا، خویذا، کوابذا، چون استہ**" یعنی اے زینب تم کیسی ہو۔ تمہارا کیا حال ہے۔ بچے کیسے ہیں جب زینب نے یہ سنا تو مجھے ترجمانی سے منع کردیا اور رقم ان کے حوالے کر کے واپس آگئی۔

۳۵۔ مجھ سے محمد بن علی بن متیل نے بیان کیا ان سے ان کے چچا جعفر بن محمد بن متیل نے کہا کہ ایک دفعہ ابو جعفر محمد بن عثمان سمانؒ المعروف بہ عمری نے مجھے بلایا اور کچھ کپڑے اور درہموں کی ایک تھیلی دی اور مجھ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم بذات خود ابھی ابھی واسط جاؤ اور جو کچھ میں نے تمہارے سپرد کیا ہے وہ اس شخص کو دے دو جو واسط میں کشتی سے اتر کر ساحل پر جانے سے پہلے تمہیں ملے۔ یہ سن کر مجھے بہت رنج ہوا کہ اتنے معمولی کام کے لئے یہ سامان میرے سپرد کر کے مجھے بھیجا جا رہا ہے۔ بہر حال میں وہ سامان لے کر چلا اور کشتی سے اتر کر جیسے ہی ساحل کی طرف بڑھا سب سے پہلے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ تو میں نے ان سے حسن بن محمد بن قطاۃ صیدلانی وکیل وقف واسط کے متعلق دریافت کیا انہوں نے جواب دیا میں ہی حسن بن محمد ہوں۔ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں جعفر بن محمد بن متیل ہوں۔ انہوں نے مجھے میرے نام سے پہچان کر مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب سلام دیا۔ اور ہم نے معانقہ کیا۔ میں نے کہا ابو جعفر عمری نے آپ کو سلام کہا ہے۔ اور یہ کپڑے اور یہ تھیلی میرے سپرد کی ہے کہ میں آپ تک پہنچادوں۔ انہوں نے کہا خدا کا شکر ہے۔ میں تو محمد بن عبداللہ حائری کے انتقال کے بعد ان کے کفن وغیرہ کے انتظام کے لئے نکلا تھا یہ کہہ کر انہوں نے کپڑوں کی گھڑی کھولی۔ تو اس میں کفن اور کافور تھا جبکہ تھیلی کے اندر جنازہ برداروں اور گورکن کی مزدوری تھی۔ پھر میں جنازے میں شرکت کرنے کے بعد واپس آگیا۔

۳۶۔ خبردی مجھے ابو محمد حسن بن محمد بن یحیٰ علوی نے کہ انہیں ان کے بھتیجے طاہر نے اپنے مکان میں جو بغداد میں روئی کے بازار کے قریب ہے بتایا کہ ایک مرتبہ ابوالحسن علی بن احمد بن علی عقیقی سن ۲۹۸ ہجری میں بغداد میں علی بن عیسیٰ بن جراح کے پاس آئے جبکہ وہ وزیر بلدیات تھے۔ ابوالحسن عقیقی نے ان سے اپنی حالت بیان کی تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے خاندان والے اس شہر میں بہت ہیں اگر میں ہر ایک کو دینا شروع کردوں تو یہ سلسلہ بہت طویل

ہوجائے گا۔ عقیقی نے کہا اچھا تو پھر میں اس سے حاجت طلب کروں گا جس کے قبضے میں میری حاجت روائی ہے۔ علی بن عیسیٰ نے پوچھا وہ کون ہے؟ عقیقی نے کہا" اللہ تعالیٰ" یہ کہہ کر وہ غصے کی حالت میں وہاں سے چلے گئے۔ پس میں یہ کہتا ہوا چلا کہ ہر ہلاک ہونے والے کے لئے اللہ کی طرف سے تعزیت ہے اور ہر مصیبت سے بچنے کا احساس ہے۔

عقیقی کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے واپس آیا تو حسین بن روح کا نمائندہ میرے پاس آیا میں نے اس سے علی بن عیسیٰ کی شکایت کی۔ اس نے جاکر حسین بن روح کو خبردی تو انہوں نے ایک سو درہم جو عدد اور وزن میں پورے تھے، ایک رومال، حنوط اور کفن کے پارچے میرے پاس بھیج دیئے اور کہلایا کہ تمہارے مولا تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب تمہیں ہم اور غم ہو تو اس رومال سے اپنا منہ پونچھ لیا کرنا۔ یہ تمہارے آقا علیہ السلام کا رومال ہے یہ درہم، حنوط اور کفن کے ٹکڑے لے لو اور تمہاری حاجت اسی شب میں پوری ہوجائے گی اور جب تم مصر جاؤ گے تو محمد بن اسماعیل تم سے دس دن پہلے مرجائے گا اس کے بعد تمہاری موت واقع ہوگی۔ یہ تمہارا کفن اور حنوط ہے اور تجہیز و تدفین کے لئے رقم بھی تم کو دی گئی ہے۔

میں نے وہ سب چیزیں بحفاظت رکھ لیں اور نمائندہ واپس ہوگیا۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے اپنے غلام سے کہا۔ خیر اسے خیر دیکھو کون دستک دے رہا ہے۔ خیر دیکھ کر آیا اور کہا وزیر کے چچا زاد بھائی حمید بن محمد کاتب کا غلام ہے۔ میں نے کہا کہ اندر بلالو۔ وہ اندر آیا اور بولا۔ میرے مالک حمید نے کہلایا ہے کہ آپ کو وزیر نے بلایا ہے۔ لہذا میرے ساتھ سواری پر چلئے۔

میں اس کے ساتھ گلی کوچوں کو طے کرتا ہوا شارع وزارتین پہنچا۔ دیکھا کہ حمید میرے انتظار میں بیٹھا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ہم وزیر کے پاس پہنچے۔ وزیر نے مجھ سے کہا: اے شیخ۔ پروردگار نے تیری حاجت پوری کردی وہ مجھ سے معذرت کرنے لگا اور مجھے سربہ مہر ایک تحریر دی۔ میں وہ لے کر واپس ہوا۔

ابو محمد الحسن بن محمد کہتے ہیں کہ یہ واقعہ نصیبین کے مقام پر خود ابوالحسن علی بن احمد عقیقی رحمتہ اللہ نے مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ اس حنوط میں سے صرف اپنی پھوپھی کے لئے میں نے تھوڑا سا نکالا ہے۔ باقی میں نے اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ حسین بن روح نے مجھے بتایا ہے کہ میں صاحب املاک و جائیداد ہوگیا ہوں اور یہ کہ تمہاری حاجتیں امام عصرؑ کی خدمت میں لکھ کر بھیج دی گئی ہیں۔ حسن بن محمد کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے عقیقی کی پیشانی اور آنکھوں کا بوسہ لیا اور کہا مجھے بھی اس کفن و حنوط اور ان درہموں کی زیارت کرادیں۔ انہوں نے یہ چیزیں مجھے دکھائیں جن میں ایک دھاری دار یمنی چادر، تین کپڑے اور عمامہ تھا۔ حنوط ایک تھیلی میں تھا۔ پھر انہوں نے درہم نکالے۔ میں نے گنے تو وہ سو درہم تھے۔ اور وزن میں بھی سو درہم تھے میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے ان میں سے ایک درہم عنایت فرمادیں۔ میں اس کی انگوٹھی بنواؤں گا۔ انہوں نے کہا: ان میں سے تو نہیں البتہ میرے پاس سے جتنے چاہو لے

لو۔ میں نے کہا: میں اس میں سے ہی لینا چاہتا ہوں۔ میں نے آگے بڑھ کر ان کی پیشانی اور آنکھوں کا بوسہ لیا اور پھر اصرار کیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ایک درہم دے دیا۔ اور میں نے اسے اپنے رومال میں باندھ کر آستین میں چھپالیا۔ جب میں سرائے آیا تو رومال کو تھیلے میں ڈال دیا۔ اور کتابیں اور کاغذات اس کے اوپر رکھ دیئے۔ کچھ دن سرائے میں قیام کیا۔ ایک دن رومال نکال کر دیکھا تو اس میں گرہ تو لگی ہوئی تھی مگر اس میں درہم نہ تھا۔ میں پریشان ہوگیا اور عقیقی کے دروازے پر گیا۔ اور اس کے غلام خیر سے کہا کہ میں شیخ سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے عقیقی کے پاس لے گیا۔ عقیقی نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ وہ درہم جو تم نے مجھے دیا تھا وہ میری تھیلی سے غائب ہے۔ یہ سن کر اس نے اپنے پاس موجود تمام درہموں کو شمار کیا تو وہ وزن اور عدد میں پورے سو تھے۔ میں نے کہا ایک درہم پھر سے مجھے دے دو۔ انہوں نے انکار کیا۔ پھر وہ مصر چلے گئے اپنی جائیداد کو قبضہ میں لیا پھر ان کے سامنے محمد بن اسماعیل کا انتقال ہوا اور دس روز بعد ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور امامؑ کی دی ہوئی چیزوں سے ان کی تجہیز و تدفین ہوئی۔

بیان کیا مجھ سے علی بن حسین بن شاذویہ مؤدبؒ نے ان سے محمد بن عبداللہ نے ان سے ان کے والد عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ابراہیم نے کہ میں سن ۲۶۲ ہجری میں جناب حکیمہ خاتون بنت امام محمد تقیؑ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔ ہمارے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ میں نے ان سے ان کے دین کے بارے میں سوال کیا۔ پس انہوں نے میری توجہ اس شخصیت کی طرف مبذول کرائی جس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ نے ان کو دیکھا ہے یا ان کے متعلق کوئی خبر ملی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور حضرت امام عسکریؑ نے اس کی اطلاع اپنی والدہ کو بھی دی ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر وہ مولود کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: پوشیدہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: ان کی غیبت کے دور میں شیعہ اپنے مسائل کے حل کے لئے کس کی طرف رجوع کریں؟ آپ نے فرمایا: ان کی دادی اور حضرت امام عسکریؑ کی والدہ کی طرف۔ میں نے عرض کیا: حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے اس حکم کے اجراء میں جس میں جمیع مومنین کو ایک عورت کی تقلید کا حکم دیا کسی کی تاسّی کی ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اس امر خاص میں حضرت امام حسینؑ کی تاسّی کی ہے۔ جیسا کہ آپؑ نے بوقت شہادت اپنے باقی ماندہ اہل بیت کو تا صحتِ امام زین العابدینؑ اپنی بہن جناب زینبؑ کی تقلید کا حکم دیا تھا۔ آپ کے بعد امام زین العابدینؑ کی گوشہ نشینی کے ایام میں جو علم ظاہر ہوا اس کو جناب زینبؑ کی طرف نسبت دی جاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ تو راویان احادیث ہو۔ کیا تم نے یہ روایت نہیں سنی کہ امام حسینؑ کے نویں فرزند کی میراث تقسیم ہوگی حالانکہ وہ زندہ ہوگا۔

۲۷۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی نے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ شیخ ابو القاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے درمیان علی بن عیسیٰ قصری بھی تھے۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا

اور حسین بن روح سے بولا: میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں فرمایا: پوچھو۔ اس نے کہا: یہ بتائیے کہ کیا حسینؑ بن علیؑ اللہ کے ولی تھے۔ فرمایا: ہاں۔ پھر کہا کہ یہ بتائیں کہ ان کا قاتل خدا کا دشمن تھا؟ فرمایا: ہاں۔ پھر کہا: یہ کیسے جائز ہے کہ اللہ اپنے دشمن کو اپنے ولی پر مسلط کردے۔ ابوالقاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ بولے: میں سمجھ گیا جو تم کہنا چاہتے ہو۔ یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سامنے ظاہر ہوکر خطاب نہیں کرتا اور نہ بالمشافہ کلام کرتا ہے۔ بلکہ اس نے بندوں کی طرف ان کی جنس و اصناف سے بشر کو رسول بناکر بھیجا۔ اگر کسی اور جنس یا کسی اور صورت کے رسول بھیجتا تو لوگ ان سے متنفر ہوجاتے اور کبھی قبول نہ کرتے۔ پس انسانوں میں ان کی جنس کے رسول آئے جو کھاتے پیتے تھے اور بازار میں چلتے پھرتے تھے۔ لوگ انہیں دیکھ کر کہتے تم تو ہمارے جیسے بشر ہو۔ پس ہم اس وقت تک تمہاری بات تسلیم نہ کریں گے جب تک تم ہمیں کوئی ایسا معجزہ نہ دکھلاؤ جس کے دکھلانے پر دوسرے قادر نہ ہوں۔ پھر ہم سمجھیں گے کہ تم اللہ کے مخصوص بندے ہو۔ پس اللہ نے ان رسولوں کے لئے معجزے قرار دیئے۔ جن پر دوسرے لوگ قادر نہ تھے۔ ان رسولوں میں کوئی وہ تھے جنہوں نے قوم کو ڈرایا لیکن جب قوم کی سرکشی بڑھی تو ان کی بددعا سے طوفان آیا اور تمام باغی اور نافرمان ڈوب گئے۔ ان میں ایک ایسے تھے جن کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ آگ ان کے لئے ٹھنڈی ہوگئی اور سلامتی بن گئی۔ ان میں سے کوئی ایسا تھا جس نے پتھر سے اونٹنی کو نکالا جو دودھ دیتی تھی۔ کسی کے لئے پانی پر راستہ بنایا۔ کسی کے لئے پتھر سے چشمے جاری ہوئے اور خشک عصا سے اژدھا بنادیا کہ جو کچھ اسے ملتا تھا کھا لیتا تھا۔ کسی نے مادر زاد اندھوں اور مبروص کو صحت دی اور مردوں کو اللہ کے اذن سے زندہ کیا۔ اور لوگوں کو خبر دی کہ وہ گھر میں کیا کھاتے ہیں اور کیا جمع کرتے ہیں۔ کسی نے چاند کے ٹکڑے کئے اور ان سے جانوروں مثلاً اونٹ اور بھیڑیئے وغیرہ نے گفتگو کی۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو وہ معجزے عطا کئے جن کی مثال لانے میں بندے عاجز تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر، اس کا اپنے بندوں پر لطف اور اس کی حکمت تھی کہ اس قدرت اور معجزات کے ہونے کے باوجود کچھ انبیاء علیہم السلام غالب رہے، کچھ مغلوب، کچھ قاہر رہے کچھ مقہور۔ اگر اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کو اپنے اپنے زمانے میں غالب اور قاہر قرار دیتا تو پھر ان کی آزمائش اور امتحان نہ ہوتا اور لوگ ان کو خدا سمجھ کر ان کی عبادت کرنے لگتے اور بلاء اور مصیبت پر ان کی منزلت صبر کا پتہ نہ چلتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال عام لوگوں کے احوال کی طرح رکھے تاکہ وہ بلاء اور مصیبت پر صبر کریں اور عافیت اور اعداء پر غلبہ پر شکر بجالائیں اور ہرحال پر تواضع اختیار کریں، تکبر نہ کریں اور سرکشی نہ کریں۔ تاکہ لوگ سمجھیں اور جانیں کہ ان کا ایک اللہ ہے جو ان کا خالق اور مدبر ہے۔ پس بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور ان لوگوں پر اللہ کی حجت ثابت ہوجائے جو حدود خدا کو توڑتے ہیں اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں یا اللہ کی مخالفت اور دشمنی کرتے ہیں اور ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں جو اس کے رسول اور انبیاء لے کر آئے

تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل سے زندہ رہے۔
محمد بن ابراہیم بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن ابوالقاسم بن روح قدس اللہ روحہ کے پاس گیا تو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ اس شخص نے کل اپنی طرف سے کتنی بڑی بات کہہ دی۔ میرے کچھ کہنے سے قبل ہی حسین بن روح مجھ سے مخاطب ہوئے اور بولے: اے محمد بن ابراہیم مجھے یہ بات منظور ہے کہ میں آسمان سے پھینک دیا جاؤں یا کوئی پرندہ مجھے اچک کر لے جائے یا ہوا مجھے اڑا کر کہیں دور لے جاکر پھینک دے مگر مجھے یہ منظور نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے دین میں اپنی رائے دوں یا اپنے دل سے گڑھ کر کوئی بات کہوں۔ میں نے کل جو کچھ کہا وہ حضرت حجت صلوات اللہ علیہ وسلامہ سے سنا تھا۔

۳۸۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطارؒ نے ان سے ان کے والدؒ نے ان سے محمد بن شاذان بن نعیم الشاذانی نے کہ میرے پاس پانچ سو درہم مال امامؑ کے جمع ہوئے جن میں بیس کھوٹے تھے تو میں نے ان میں اپنی طرف سے اصلی بیس درہم ملاکر ابوالحسن اسدیؒ کے حوالے کر دیئے مگر یہ نہیں بتایا کہ میں نے ان میں اپنی طرف سے بیس درہم ملائے ہیں۔ امامؑ کی طرف سے جواب آیا کہ پانچسو درہم وصول پائے جن میں بیس درہم تمہارے ہیں۔
محمد بن شاذان کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کچھ مال امامؑ کی خدمت میں بھیجا مگر تفصیل تحریر نہیں کی کہ کون سا مال کس کا ہے۔ جواب آیا کہ اتنا اتنا مال وصول ہوا جس میں اتنا مال فلاں کا ہے اور اتنا مال فلاں کا ہے۔
ابوالعباس کوفی کا بیان ہے کہ ایک شخص کچھ رقم خدمت امامؑ میں بھیجنا چاہتا تھا مگر یہ بھی چاہتا تھا کہ کوئی معجزہ نظر آئے امامؑ کی طرف سے تحریر آئی "اگر تم ہدایت چاہو گے تو ہدایت پاؤ گے اگر تلاش کرو گے تو حاصل کرو گے۔ لہذا جو کچھ تمہارے پاس ہے لے کر آؤ"۔
اس شخص نے کہا: پس میں نے اس رقم میں سے چھ دینار نکال کر باقی بغیر وزن کئے ہوئے خدمت امامؑ میں ارسال کر دیئے۔ جواب آیا: اے فلاں وہ چھ دینار جو بلا وزن تو نے نکال لئے ہیں وہ واپس لے آؤ جن کا وزن چھ دینار پانچ دوانیق اور ڈیڑھ دانہ ہے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ان دیناروں کو وزن کیا تو واقعتاً اتنا ہی وزن تھا جتنا امامؑ نے تحریر فرمایا تھا۔

۳۹۔ بیان کیا مجھ سے ابو محمد عمار بن حسین بن اسحاق اسروشیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالعباس احمد بن خضر بن ابی صالح خجندیؒ نے کہ وہ امام عصرؑ کی تلاش میں اپنے وطن سے نکلے تاکہ ان پر حقیقت حال واضح ہو اور اطمینانِ قلب حاصل ہو اور راہِ عمل کی نشاندہی ہو۔ پس ان کے لئے امام عصرؑ کی یہ تحریر ظاہر ہوئی۔
"جس نے بحث کی اس نے طلب کیا جس نے طلب کیا اس نے دلیل قائم کی جس نے دلیل قائم کی وہ ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا اس نے شرک کیا"۔ اس نے کہا: پس میں نے جستجو کو چھوڑ دیا اور واپس ہوگیا۔

ابو القاسم بن روح سے حکایت ہے کہ انہوں نے اس روایت کے بارے میں جو حضرت ابو طالب کے بارے میں ہے کہ حساب جمل کے ذریعے اسلام لائے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ گرہیں لگائیں ۔ کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ ایک صاحب جود و کرم ہے ۔ (۱)

۴۰ ۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن ہارون قاضیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اسحاق بن حامد کاتب سے انہوں نے کہا کہ قم میں ایک مومن پارچہ فروش تھا ۔ اس کا ایک شریک تجارت مرجئی فرقہ کا تھا ۔ ایک مرتبہ دونوں کے درمیان ایک نفیس کپڑا آیا ۔ مومن نے کہا کہ یہ کپڑا میں اپنے مولا کو بھیجوں گا ۔ اس کا شریک بولا میں تمہارے مولا کو نہیں جانتا ۔ مگر تم جو چاہو وہ کرو ۔ پس اس نے وہ کپڑا مولا کی خدمت میں بھیجا ۔ مولا نے اس کپڑے کے طول سے دو ٹکڑے کئے ۔ ایک اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا واپس کر دیا ۔ اور فرمایا کہ ہمیں مرجئی کے مال کی حاجت نہیں ۔

۴۱ ۔ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے کہ شیخ ابو جعفر محمد بن عثمان عمری کے پاس امامؑ کی ایک توقیع آئی جس میں ان کے والدؒ کے انتقال پر تعزیت کی گئی تھی ۔ اس توقیع کے ایک حصہ میں تحریر تھا ۔ " انا للہ و انا الیہ راجعون تسلیماً لا مرہ و رضاء بقضائہ " تمہارے والد کی زندگی سعید اور موت حمید ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے اور انہیں اپنے اولیاء اور موالیان علیہم السلام سے ملحق فرمائے ۔ یہ مسلسل اپنے ائمہ کے امور میں جدو جہد کرتے رہے ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور ائمہ کا تقرب حاصل کریں ۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو پر نور اور شاداب رکھے ۔" ۔

اس توقیع کے ایک اور حصہ میں یہ عبارت تھی ۔ " اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت پر صبر جمیل عطا فرمائے ان کی موت پر تم بھی سوگوار ہو اور ہم بھی ۔ ان کی جدائی کا جس قدر تم کو دکھ ہے اسی قدر ہمیں بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے مقام پر خوش اور مطمئن رکھے ۔ ان کے لئے کمالِ سعادت تو یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تم جیسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ان کے بعد ان کا جانشین اور قائم مقام ہوا ۔ جو ان کے لئے طلب رحمت کر رہا ہے ۔ اور میں کہتا ہوں الحمد للہ کہ اس نے تمہارے اور تمہارے قریبی رشتہ داروں کے نفوس پاک و طاہر بنائے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے ۔ تمہیں قوت اور تمہارے بازوؤں میں طاقت عطا فرمائے تمہیں توفیقِ خیر عنایت فرمائے اور تمہارا ولی اور محافظ و نگہبان رہے ۔

---

(۱) اس کی تفصیل حدیث ۳۸ میں بیان کی گئی ہے ۔

حضرت امام عصرؑ کی توقیع

جو عمریؓ اور ان کے صاحب زادےؓ کے لئے ظاہر ہوئی اور جسے سعد بن عبداللہ نے روایت کیا

۴۲۔ شیخ ابو عبداللہ جعفرؒ کہتے ہیں کہ امامؑ کی طرف سے ظاہر ہونے والی توقیع میں تحریر تھا۔

" اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ تم دونوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھے اور اپنی رضا سے نوازے میں نے تذکرہ کیا کہ شیٰی نے مختار اور اس کے مناظروں کی تمہیں خبر دی کہ اس وقت کوئی بھی جعفر بن علی کے علاوہ حق دار امامت نہیں اور وہ باتیں بھی تم نے تحریر کیں جو تمہارے ساتھیوں نے اس سے بیان کی ہیں۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی اس شخص سے جو روشنی کے بعد اندھا ہو جائے۔ ہدایت کے بعد گمراہ ہو جائے اور جو اعمال اور فتنوں کی ہلاکتوں میں مبتلا ہو۔ ارشاد رب العزت ہے۔ الٓمٓ ○ احسب الناس ان یترکو آان یقو لو آامنا وھم لا یفتنون (سورۃ عنکبوت آیت ۱۔۲) " الم۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم ایمان لائے اور ہم ان کو نہیں آزمائیں گے " یہ لوگ کیسے فتنہ کے شکار ہوگئے حیرت میں سرگرداں ہیں اور دائیں بائیں کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ لوگ یا تو دین کو چھوڑ بیٹھے ہیں یا اس میں شک کرتے ہیں۔ یا حق کے دشمن ہوگئے ہیں یا روایات صادقہ اور اخبار صحیحہ سے جاہل ہیں یا پھر جانتے ہیں مگر فراموش کر دیا ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی چاہے وہ حجت ظاہر ہو یا پوشیدہ۔

کیا یہ نہیں جانتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ امامت جاری ہوا جو ایک امام کے بعد دوسرے امام سے ہوتا ہوا حضرت امام حسن عسکریؑ تک پہنچا۔ پس وہ اپنے آباء کرام علیہم السلام کے جانشین ہوئے۔ انہوں نے حق اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی۔ یہ نور اور روشن ستارے اور منور قمر تھے۔ پھر اللہ نے حضرت امام حسن عسکریؑ کو بھی ان کے آباء کرام علیہم السلام سے ملحق کر دیا۔ اور یہ عہدہ امامت ان کے وصی تک پہنچا جن کو اللہ نے پردہ غیبت میں چھپا دیا۔ اور اس نے اس کے مکان کو اپنی مشیت کے ذریعے سے بہ سبب اپنی نافذ قضا و قدر کے پوشیدہ رکھا۔ اور اس میں ہماری منزلت ہے۔ ہمارے لئے ہی اللہ کا فضل و رحمت ہے۔ اگر اللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں ان پر بہتر طریقے سے حق ظاہر کر دیتا اور دلالت کو واضح کر دیتا اور علامت کو ظاہر کر دیتا اور اپنے کو ظاہر کر دیتا اور حجت قائم کرتا مگر اللہ کی مرضی یہ ہے کہ ابھی میں غلبہ نہ حاصل کروں۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ ابھی واپس نہ آؤں۔ اس کی توفیق یہ ہے کہ ابھی سبقت نہ کی جائے۔ پس وہ اپنی خواہشاتِ نفس کی پرستش میں مصروف ہیں۔ انہیں چاہئے کہ دین کی اصل پر قائم ہوں۔ اور ان امور میں بحث نہ کریں جو ان سے پوشیدہ ہیں تاکہ گناہ گار نہ ہوں۔ اور اللہ کے بھیدوں کو کھولنے کی کوشش نہ کریں ورنہ شرمندگی ہوگی۔ اور جانیں کہ حق ہمارے ساتھ اور ہمارے درمیان ہے۔ ہمارے علاوہ جو یہ

دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور افتراء پرداز ہے۔ ہمارے علاوہ جو اپنی طرف دعوت دے وہ گمراہ ہے۔ پس اس پر اکتفا کریں اور سننے پر قناعت کریں اور تفصیل و تشریح طلب نہ کریں۔ ان شاء اللہ۔

"غیبت قائم علیہ السلام میں دعا"

۴۳۔ بیان کیا مجھ سے ابو محمد حسین بن احمد مکتب نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو علی بن ہمام نے یہ دعا بیان فرمائی اور کہا کہ شیخ عمریؒ قدس اللہ روحہ نے ان کو یہ دعا املاء کرائی اور تاکید کی کہ یہ دعا پڑھا کریں۔ یہ دعا غیبت امامؑ کے زمانے کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِی نَفْسَکَ ، فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِیَّکَ ، اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَبِیَّکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِیْ نَبِیَّکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ، فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ ، اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَاِذْ ھَدَیْتَنِی، اَللّٰھُمَّ فَکَمَا ھَدَیْتَنِیْ بِوِلَایَۃِ مَنْ فَرَضْتَ طَاعَتَہٗ عَلَیَّ مِنْ وُلَاۃِ اَمْرِکَ بَعْدَ رَسُوْلِکَ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْہِ وَآلِہٖ حَتّٰی وَالَیْتُ وُلَاۃَ اَمْرِکَ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَعَلِیًّا وَمُحَمَّداً وَجَعْفَراً وَمُوسٰی وَ عَلِیًّا وَ مُحَمَّداً وَعَلِیًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُجَّۃَ الْقَائِمَ الْمَھْدِیَّ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ فَثَبِّتْنِیْ عَلٰی دِیْنِکَ وَاسْتَعْمِلْنِی بِطَاعَتِکَ ، وَلَیِّنْ قَلْبِی لِوَلِیِّ اَمْرِکَ ، وَعَافِنِی مِمَّا امْتَحَنْتَ بِہٖ خَلْقَکَ ، وَثَبِّتْنِی عَلٰی طَاعَۃِ وَلِیِّ اَمْرِکَ الَّذِی سَتَرْتَہٗ عَنْ خَلْقِکَ وَبِاِذْنِکَ غَابَ عَنْ بَرِیَّتِکَ ، وَاَمْرَکَ یَنْتَظِرُ وَاَنْتَ الْعَالِمُ غَیْرُالْمُعَلَّمِ بِالْوَقْتِ الَّذِی فِیْہِ صَلَاحُ اَمْرِ وَلِیِّکَ فِی الْاِذْنِ لَہٗ بِاِظْھَارِ اَمْرِہٖ وَکَشْفِ سِتْرِہٖ ، فَصَبِّرْنِی عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ ، وَلَا کَشْفَ عَمَّا سَتَرْتَہٗ ، وَ لَا اَبْحَثَ عَمَّا کَتَمْتَہٗ ، وَلَا اُنَازِعَکَ فِی تَدْبِیْرِکَ وَلَا اَقُوْلَ : لِمَ وَکَیْفَ ، وَمَا بَالُ وَلِیِّ الْاَمْرِلَا یَظْھَرُ ، وَقَدِامْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنَ الْجَوْرِ ، وَاُفَوِّضُ اُمُوْرِی کُلَّھَا اِلَیْکَ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ اَنْ تُرِیَنِی وَلِیَّ اَمْرِکَ ظَاھِراً نَافِذَالْاَمْرِکَ مَعَ عِلْمِی بِاَنَّ لَکَ

اَلسُّلْطَانَ وَالْقُدْرَةَ وَالْبُرْهَانَ وَالْحُجَّةَ وَالْمَشِيئَةَ وَالْإِرَادَةَ وَالْحَوْلَ وَالْقُوَّةَ، فَافْعَلْ ذٰلِكَ بِي وَبِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى وَلِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ ظَاهِرَ الْمَقَالَةِ، وَاضِحَ الدَّلَالَةِ، هَادِياً مِنَ الضَّلَالَةِ، شَافِياً مِنَ الْجَهَالَةِ، أَبْرِزْ يَا رَبِّ مُشَاهَدَتَهُ وَثَبِّتْ قَوَاعِدَهُ، وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ تَقَرُّ عَيْنُهُ بِرُؤْيَتِهِ، وَأَقِمْنَا بِخِدْمَتِهِ، وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهِ، وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ۔

اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ مَا خَلَقْتَ وَبَرَأْتَ وَذَرَأْتَ وَأَنْشَأْتَ وَصَوَّرْتَ وَاحْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ فَوْقِهِ وَمِنْ تَحْتِهِ بِحِفْظِكَ الَّذِي لَا يَضِيعُ مَنْ حَفِظْتَهُ بِهِ، وَاحْفَظْ فِيهِ رَسُولَكَ وَ وَصِيَّ رَسُولِكَ۔

اَللّٰهُمَّ وَمُدَّ فِي عُمْرِهِ، وَ زِدْ فِي أَجَلِهِ وَأَعِنْهُ عَلٰى مَا أَوْلَيْتَهُ وَاسْتَرْعَيْتَهُ، وَزِدْ فِي كَرَامَتِكَ لَهُ فَإِنَّهُ الْهَادِي الْمُهْتَدِي وَالْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ، اَلطَّاهِرُ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الزَّكِيُّ الرَّضِيُّ الْمَرْضِيُّ، اَلصَّابِرُ الْمُجْتَهِدُ الشَّكُورُ۔

اَللّٰهُمَّ وَلَا تَسْلُبْنَا الْيَقِينَ لِطُولِ الْأَمَدِ فِي غَيْبَتِهِ وَانْقِطَاعِ خَبَرِهِ عَنَّا، وَلَا تُنْسِنَا ذِكْرَهُ وَانْتِظَارَهُ وَالْإِيمَانَ وَقُوَّةَ الْيَقِينِ فِي ظُهُورِهِ وَالدُّعَاءَ لَهُ وَالصَّلَاةَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يُقَنِّطَنَا طُولُ غَيْبَتِهِ مِنْ ظُهُورِهِ وَ قِيَامِهِ، وَيَكُونَ يَقِينُنَا فِي ذٰلِكَ كَيَقِينِنَا فِي قِيَامِ رَسُولِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَمَا جَاءَ بِهِ مِنْ وَحْيِكَ وَتَنْزِيلِكَ وَقَوِّ قُلُوبَنَا عَلَى الْإِيمَانِ بِهِ حَتّٰى تَسْلُكَ بِنَا عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَاجَ الْهُدٰى وَالْحُجَّةَ الْعُظْمٰى، وَالطَّرِيقَةَ الْوُسْطٰى، وَقَوِّنَا عَلٰى طَاعَتِهِ، وَثَبِّتْنَا عَلٰى مُتَابَعَتِهِ وَاجْعَلْنَا فِي حِزْبِهِ وَأَعْوَانِهِ وَأَنْصَارِهِ وَالرَّاضِينَ بِفِعْلِهِ وَلَا تَسْلُبْنَا ذٰلِكَ فِي حَيَاتِنَا وَلَا عِنْدَ وَفَاتِنَا حَتّٰى تَتَوَفَّانَا وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ غَيْرَ شَاكِّينَ وَ لَا نَاكِثِينَ وَلَا مُرْتَابِينَ وَلَا مُكَذِّبِينَ۔

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَأَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَانْصُرْ نَاصِرِيهِ وَاخْذُلْ خَاذِلِيهِ، وَدَمِّرْ عَلٰى مَنْ نَصَبَ لَهُ وَكَذَّبَ بِهِ، وَأَظْهِرْ بِهِ الْحَقَّ، وَأَمِتْ بِهِ الْبَاطِلَ وَ اسْتَنْقِذْ بِهِ عِبَادَكَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الذُّلِّ، وَانْعَشْ بِهِ الْبِلَادَ، وَاقْتُلْ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ، وَاقْصِمْ بِهِ رُؤُوسَ الضَّلَالَةِ وَذَلِّلْ بِهِ الْجَبَّارِينَ وَالْكَافِرِينَ، وَأَبِرْ بِهِ الْمُنَافِقِينَ وَالنَّاكِثِينَ وَجَمِيعَ الْمُخَالِفِينَ وَالْمُلْحِدِينَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا، وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا،

وَسَهْلِهَا وَجَبَلِهَا حَتّٰى لَاتَدَعَ مِنْهُمْ دَيَّاراً وَلَا تُبْقِيَ لَهُمْ آثَاراً، وَتُطَهِّرَ مِنْهُمْ بِلَادَكَ، وَاشْفِ مِنْهُمْ صُدُورَ عِبَادِكَ، وَجَدِّدْ بِهٖ مَا امْتَحَى مِنْ دِيْنِكَ، وَاَصْلِحْ بِهٖ مَابُدِّلَ مِنْ حُكْمِكَ، وَغُيِّرَ مِنْ سُنَّتِكَ حَتّٰى يَعُوْدَ دِيْنُكَ بِهٖ وَعَلٰى يَدَيْهِ غَضًّا جَدِيْداً صَحِيْحاً لَاعِوَجَ فِيْهِ وَلَا بِدْعَةَ مَعَهٗ حَتّٰى تُطْفِئَ بِعَدْلِهٖ نِيْرَانَ الْكَافِرِيْنَ، فَاِنَّهٗ عَبْدُكَ الَّذِيْ اسْتَخْلَصْتَهٗ لِنَفْسِكَ وَارْتَضَيْتَهٗ لِنَصْرِ نَبِيِّكَ، وَاصْطَفَيْتَهٗ بِعِلْمِكَ وَعَصَمْتَهٗ مِنَ الذُّنُوْبِ وَبَرَّأْتَهٗ مِنَ الْعُيُوْبِ، وَاَطْلَعْتَهٗ عَلَى الْغُيُوْبِ، وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ وَطَهَّرْتَهٗ مِنَ الرِّجْسِ وَنَقَّيْتَهٗ مِنَ الدَّنَسِ.

اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ، وَعَلٰى شِيْعَتِهِمُ الْمُنْتَجَبِيْنَ، وَبَلِّغْهُمْ مِنْ آمَالِهِمْ اَفْضَلَ مَا يَأْمُلُوْنَ، وَاجْعَلْ ذٰلِكَ مِنَّا خَالِصاً مِنْ كُلِّ شَكٍّ وَشُبْهَةٍ وَرِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ حَتّٰى لَانُرِيْدَ بِهٖ غَيْرَكَ وَلَا نَطْلُبَ بِهٖ اِلَّا وَجْهَكَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْكُوْ اِلَيْكَ فَقْدَ نَبِيِّنَا، وَغَيْبَةَ وَلِيِّنَا، وَشِدَّةَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا، وَوُقُوْعَ الْفِتَنِ [بِنَا] وَتَظَاهُرَ الْاَعْدَاءِ [عَلَيْنَا] وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَقِلَّةَ عَدَدِنَا.

اَللّٰهُمَّ فَافْرُجْ ذٰلِكَ عَنَّا بِفَتْحٍ مِنْكَ تُعَجِّلُهٗ، وَنَصْرٍ مِنْكَ تُعِزُّهٗ، وَاِمَامِ عَدْلٍ تُظْهِرُهٗ اِلٰهَ الْحَقِّ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ اَنْ تَأْذَنَ لِوَلِيِّكَ فِيْ اِظْهَارِ عَدْلِكَ فِيْ عِبَادِكَ وَقَتْلِ اَعْدَائِكَ فِيْ بِلَادِكَ حَتّٰى لَا تَدَعَ لِلْجَوْرِ يَارَبِّ دِعَامَةً اِلَّا قَصَمْتَهَا وَلَا بَنِيَّةً اِلَّا اَفْنَيْتَهَا، وَلَا قُوَّةً اِلَّا اَوْهَنْتَهَا، وَلَا رُكْناً اِلَّا هَدَدْتَهٗ وَلَا حَدّاً اِلَّا فَلَلْتَهٗ، وَلَا سِلَاحاً اِلَّا اَكْلَلْتَهٗ وَلَا رَايَةً اِلَّا نَكَّسْتَهَا، وَلَا شُجَاعاً اِلَّا قَتَلْتَهٗ، وَلَا جَيْشاً اِلَّا خَذَلْتَهٗ، وَارْمِهِمْ يَارَبِّ بِحَجَرِكَ الدَّامِغِ وَاضْرِبْهُمْ بِسَيْفِكَ الْقَاطِعِ، وَبِبَأْسِكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ، وَعَذِّبْ اَعْدَائَكَ وَاَعْدَاءَ دِيْنِكَ وَاَعْدَاءَ رَسُوْلِكَ بِيَدِ وَلِيِّكَ وَاَيْدِيْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اكْفِ وَلِيَّكَ وَحُجَّتَكَ فِيْ اَرْضِكَ هَوْلَ عَدُوِّهٖ وَكِدْ مَنْ كَادَهٗ، وَامْكُرْ مَنْ مَكَرَ بِهٖ، وَاجْعَلْ دَائِرَةَ السَّوْءِ عَلٰى مَنْ اَرَادَ بِهٖ سُوْءاً، وَاقْطَعْ عَنْهُ مَادَّتَهُمْ وَارْعَبْ لَهٗ قُلُوْبَهُمْ، وَزَلْزِلْ لَهٗ اَقْدَامَهُمْ، وَخُذْهُمْ جَهْرَةً وَبَغْتَةً، وَشَدِّدْ عَلَيْهِمْ عِقَابَكَ، وَاَخْزِهِمْ فِيْ عِبَادِكَ وَالْعَنْهُمْ فِيْ بِلَادِكَ، وَاَسْكِنْهُمْ اَسْفَلَ نَارِكَ،

وَأَحِطْ بِهِمْ أَشَدَّ عَذَابِكَ، وَأَصْلِهِمْ نَاراً وَاحْشُ قُبُورَ مَوْتَاهُمْ نَاراً، وَأَصْلِهِمْ حَرَّ نَارِكَ، فَإِنَّهُمْ أَضَاعُوا الصَّلوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ وَأَذَلُّوا عِبَادَكَ.

اَللّٰهُمَّ وَأَحْيِ بِوَلِيِّكَ الْقُرْآنَ، وَأَرِنَا نُورَهُ سَرْمَداً لَا ظُلْمَةَ فِيهِ، وَأَحْيِ بِهِ الْقُلُوبَ الْمَيِّتَةَ وَاشْفِ بِهِ الصُّدُورَ الْوَغِرَةَ، وَاجْمَعْ بِهِ الْأَهْوَاءِ الْمُخْتَلِفَةَ عَلَى الْحَقِّ، وَأَقِمْ بِهِ الْحُدُودَ الْمُعَطَّلَةَ وَالْأَحْكَامَ الْمُهْمَلَةَ حَتّٰى لَا يَبْقٰى حَقٌّ إِلَّا ظَهَرَ، وَلَا عَدْلٌ إِلَّا زَهَرَ، وَاجْعَلْنَا يَا رَبِّ مِنْ أَعْوَانِهِ وَمُقَوِّي سُلْطَانِهِ وَالْمُؤْتَمِرِينَ لِأَمْرِهِ، وَالرَّاضِينَ بِفِعْلِهِ، وَالْمُسَلِّمِينَ لِأَحْكَامِهِ، وَمِمَّنْ لَا حَاجَةَ لَهُ بِهِ إِلَى التَّقِيَّةِ مِنْ خَلْقِكَ وَأَنْتَ يَا رَبِّ الَّذِي تَكْشِفُ السُّوءَ وَتُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاكَ، وَتُنْجِي مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ، فَاكْشِفْ يَا رَبِّ الضُّرَّ عَنْ وَلِيِّكَ، وَاجْعَلْهُ خَلِيفَةً فِي أَرْضِكَ كَمَا ضَمِنْتَ لَهُ.

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِنْ خُصَمَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ، وَلَا تَجْعَلْنِي مِنْ أَعْدَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ، وَلَا تَجْعَلْنِي مِنْ أَهْلِ الْحَنَقِ وَ الْغَيْظِ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ذٰلِكَ فَأَعِذْنِي وَاسْتَجِيرُ بِكَ فَأَجِرْنِي.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْنِي بِهِمْ فَائِزاً عِنْدَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ.

ترجمہ:۔ اے اللہ تو مجھے اپنی معرفت عطا فرما۔ اگر تو نے اپنی معرفت عطا نہ کی تو میں تیرے نبی کی معرفت حاصل نہ کر سکوں گا۔ اے اللہ اپنے نبی کی معرفت عطا کر اگر تو نے اپنے نبی کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیری حجت کی معرفت نہ حاصل کر سکوں گا۔ اے اللہ اپنی حجت کی معرفت عطا کر اگر تو نے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ کی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔ اے اللہ مجھے جاہلیت کی موت نہ دے اور میرے قلب کو ہدایت کے بعد نہ پھیر۔ اے اللہ جب کہ تو نے میری ہدایت کی ان کی ولایت کی طرف جن کی اطاعت مجھ پر لازم ہے جو تیرے رسول کے بعد تیرے امر کے ولی ہیں ان پر اور ان کی اولاد پر درود۔ یہاں تک کہ میں متمسک ہو گیا ہوں تیرے امر کے ولی امیرالمومنینؑ و حسنؑ و حسینؑ و علیؑ و محمدؑ و جعفرؑ و موسیٰؑ و علیؑ و محمدؑ و علیؑ و حسنؑ و حجۃ القائم مہدیؑ ان سب پر تیرا درود ہو۔ اے اللہ مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ اپنی اطاعت پر ہر وقت آمادہ رکھ اور میرے قلب کو اپنے ولی کے امر کے لئے نرم رکھ۔ مجھے بچا ان آزمائشوں سے جن میں تو اپنی مخلوق کو مبتلا کرتا ہے۔ اور مجھے ثابت قدم رکھ اپنے ولی کے امر کی اطاعت پر جن کو تو نے خلق کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے اور جو تیرے اذن سے مخلوق سے غائب ہیں۔ اور تیرے حکم کے منتظر ہیں اور تو عالم غیر معلم

ہے اس وقت کا جس میں تیرے ولی کے امور کی اصلاح ہوگی (اسباب ظہور درست ہوں گے) اور ظہور پُر نور تیرے اذن سے ہوگا اور غیبت کا پردہ چاک ہوگا۔ پس مجھے ان امور میں صبر عطا فرما کہ میں ان چیزوں میں عجلت نہ کروں جن کو تو نے مؤخر کیا ہے۔ ان میں تاخیر نہ کروں جن میں تو نے تعجیل پسند کی ہے اور نہ ان چیزوں کے پیچھے پڑوں جن کو تو نے پوشیدہ رکھا ہے اور نہ ان امور میں جن کو تو نے مخفی رکھا بحث میں پڑوں اور نہ تیری تدبیر میں تنازعہ کروں اور نہ (تیری قضا و قدر میں) کیوں اور کیسے کہوں اور نہ یہ کہ کیا وجہ ہے کہ صاحب امرؑ ظہور نہیں کرتے ؟ حالانکہ زمین ظلم و جور سے بھر گئی ہے اور میں نے اپنے تمام امور تیری طرف تفویض کر دیئے۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنے ولیِ امرؑ کے جمال بے مثال کی زیارت کرا جبکہ ان کے احکامات نافذ ہوں گے (ان کی حکومت قائم ہوگی) میں جانتا ہوں کہ تیرے لئے ہی دلیل و قدرت و برھان و حجت، مشیئت و ارادہ اور طاقت و قوت ہے۔ پس یہ لطف مجھ پر اور تمام مومنین پر فرما کہ ہم سب تیرے ولیِ امر کی زیارت کریں۔ تیرا درود ان پر اور ان کی آل پر ہو۔ اس طرح ان کا فرمان ظاہر ہو۔ رہنمائی واضح ہو۔ وہ گمراہی سے ہدایت کرنے والے اور جہالت کی بیماری سے شفاء دینے والے ہیں۔ اے رب ان کے مشاہدہ کو آشکار کر ان کے ارکان (حکومت) کو مستحکم کر اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جو ان کے جمال بے مثال کی زیارت کریں گے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی خدمت بجالائیں۔ اور ان کے دین پر مریں اور ان کے زُمرے میں محشور ہوں۔

اے اللہ امام غائبؑ کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھ جنہیں تو نے خلق کیا، عدم سے وجود میں لایا، پیدا کیا، پرورش کیا اور صورت دی اور امامؑ کو بچا اس (شر) سے جو ان کے سامنے سے آئے اور پیچھے سے آئے۔ دائیں سے آئے بائیں سے آئے، اوپر سے آئے اور نیچے سے آئے۔ اپنی حفاظت میں رکھ کہ اس حفاظت میں آنے کے بعد کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ان کے وجود کے ذریعہ رسولؐ اور وصیِ رسولؐ (کے احکامات) کی حفاظت فرما۔ اے اللہ امام عصرؑ کی عمر طویل فرما۔ ان کی حیات میں اضافہ فرما اور اپنی اس ولایت و حکومت میں جو تو عطا کرے گا ان کی مدد فرما۔ ان پر لطف و کرم میں اضافہ فرما۔ وہ ہادی، مہتدی اور امرِ حق کو قائم کرنے والے ہدایت یافتہ، پاک، صاحب تقویٰ، خالص، پاکیزہ، خوشنود، پسندیدہ، صابر، راہ خدا میں کوشاں اور شاکر ہیں۔

اے اللہ ہمارے یقین کو ان کی مدت غیبت کی طوالت اور ان کے خبر کے منقطع ہوجانے کے باعث سلب نہ کر اور ان کی یاد اور ان کے انتظار اور ان پر ایمان اور ان کے ظہور کے بارے میں یقین کامل، ان کے لئے دعا اور ان پر درود و سلام کے فریضہ کو ہمارے دل سے محو نہ کرنا یہاں تک کہ ہم ان کی طوالت غیبت کے باعث ان کے ظہور سے مایوس نہ ہوجائیں اور ہمیں امام عصرؑ کے قیام کا اسی طرح یقین کامل ہو جیسے ہمیں تیرے رسولؐ کے قیام کا یقین ہے۔ اور جیسے ان چیزوں کا جو وحی اور تنزیل کے ذریعہ (حضور اکرمؐ تک) آئیں ہمارے قلوب میں (ان کے ظہور کے) ایمان

کو قوی فرما یہاں تک کہ تو ہمیں اس راہ پر چلا جو شاہراہ ہدایت حجت عظمیٰ اور درمیانی راستہ ہے۔ ہمیں ان کی اطاعت کی طاقت دے اور ان کی اتباع پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں ان کے لشکر اور ان کے دوستوں اور مددگاروں میں قرار دے اور ان لوگوں میں قرار دے جو ان کے ہر عمل سے راضی ہوں اور اس سعادت سے نہ ہمیں ہماری زندگی میں محروم رکھ نہ مرتے وقت یہاں تک کہ جب ہمیں موت آئے تو ہم اسی ایمان و یقین پر ہوں۔ نہ ہم شک کرنے والوں میں ہوں اور نہ عہد شکنی کرنے والوں میں نہ سستی عمل کرنے والوں میں اور نہ تکذیب کرنے والوں میں ہوں۔

اے اللہ ان کے ظہور میں تعجیل فرما اور ان کی نصرت فرما اور ان لوگوں کی نصرت فرما جو ان کی مدد کریں۔ انہیں چھوڑ دے جو انہیں چھوڑ دیں اور ان کو تباہ و برباد کر دے جو آنجناب سے دشمنی رکھیں اور ان کی تکذیب کریں۔ ان کے وجود اقدس سے دین حق کو ظاہر فرما۔ ان کے ذریعہ باطل کا خاتمہ فرما اور ان کے ذریعہ مومنین کو ذلت و خواری سے نجات دلا۔ شہروں کو ان کی برکت سے آباد فرما۔ ان کے ہاتھوں کفر کے جباروں کو قتل کر۔ گمراہوں کے رؤسا کی طاقت کو توڑ اور ان کے ذریعہ جابرین و کافرین کو ذلیل فرما اور ان کے ذریعہ منافقین، عہد شکنی کرنے والوں اور تمام مخالفوں، بے دینوں کو جو زمین پر مشرق و مغرب، خشکی اور سمندر، بیابانوں اور پہاڑوں میں جہاں بھی رہتے ہوں تباہ و برباد کر دے یہاں تک کہ نہ ان کے شہر بچیں نہ ان کے آثار اور ان سے تیرے شہر پاک ہو جائیں۔ اور ان (کے ناپاک وجود) سے اپنے بندوں کے سینوں کو شفا بخش (کیونکہ ان کا وجود مرض کی علامت ہے) اور جو چیزیں تیرے دین سے مٹادی گئی ہیں امام عصرؑ کے ذریعہ ان کی تجدید کر اور تیرے وہ احکام جو بدل دیئے گئے ہیں اور تیری وہ سنت جس میں تبدیلی کی گئی ہے، امام عصرؑ کے وسیلہ سے ان کی اصلاح فرما یہاں تک کہ امامؑ کے وجود کی برکت سے تیرا دین پھر سے ترو تازہ اور صحیح و کامل ہو جائے۔ بغیر کجی اور بدعت کے قابل عمل ہو جانے اور ان کی حکومت عدل کے باعث کفر کی آگ بجھ جائے کیونکہ (امام عصرؑ) تیرے وہ بندے ہیں جن کو تو نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اور اپنے نبی کی نصرت کے لئے پسند کیا اور اپنے علم کے لئے چن لیا اور انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کے عیوب سے مبراء رکھا اور اسرار غیب سے ان کو مطلع کیا اور ان پر اپنی نعمتیں نازل کیں۔ ان کو ہر رجس و نجاست سے پاک رکھا۔ اور ہر طرح کے جہل اور عصیان سے طاہر رکھا۔

اے اللہ درود بھیج ان پر اور ان کے آباء ائمہ طاہرینؑ پر اور ان کے برگزیدہ شیعوں پر اور ان کی امید و آرزو کو کامل فرما۔ اور ہماری اس دعا کو ہر شک و شبہ اور ریاء کاری و خودنمائی سے پاک رکھ۔ یہاں تک کہ ہم تیرے علاوہ کسی غیر کا ارادہ نہ کریں اور صرف تیری رضا و خوشنودی طلب کریں۔

اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں اس بات کی کہ ہمارے درمیان ہمارے نبیؐ بھی نہیں ہیں۔ اور ہمارے سرپرست بھی غیبت میں ہیں۔ ہم زمانہ کی سختیوں اور آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ دشمن ہم پر غالب آگئے

ہیں۔ ہمارے دشمنوں کی کثرت ہے۔ ہماری تعداد کم ہے۔

پس اے اللہ جلد اپنی طرف سے ہمیں ان مصائب سے نجات دلا اور امام عدل کے ذریعہ ہمیں غلبہ عطا فرما۔ اے معبود برحق ہماری دعا قبول کر۔

اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو اپنے ولی کو اجازت دے کہ وہ تیرے بندوں میں تیرے عدل کا اظہار کریں اور تیرے دشمنوں کو قتل کریں یہاں تک کہ ظلم کا کوئی داعی باقی نہ رہے۔ اے پروردگار ظلم کے ستون ڈھادے اور ظلم کی بنیادوں کو فنا کردے، ان کے ارکان کو منہدم کردے ان کی تلوار کو کند کردے۔ ان کے اسلحہ کو ناکارہ کردے۔ ان کے جھنڈے کو نیچا کردے۔ ان کے لڑنے والوں کو قتل کرادے۔ ان کے لشکر میں پھوٹ ڈال دے۔ اے رب سخت پتھروں کی ان پر بارش کردے۔ اپنی کاٹ دار تلوار سے ان پر ضرب لگا۔ اور اپنے عذاب کی شدت کو قوم مجرمین سے نہ پھیر۔ اپنے اور اپنے ولی اور اپنے رسول کے دشمنوں پر اپنے ولی اور مومن بندوں کے ہاتھ سے عذاب نازل فرما۔

اے پروردگار تو اپنے ولی اور اپنی حجت کی زمین پر کفایت فرما ان کے دشمنوں کے خوف و ہراس سے ان کے حملوں سے اور جو ان کے ساتھ مکرو فریب کرے تو اس مکرو فریب کا توڑ کر۔ جو امام قائم کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے تو اس کو بدی کے دائرے میں قید کردے۔ ان کے وجود مبارک سے زمانہ کے فتنہ کو دور رکھ۔ اور دشمنوں کے دلوں پر ان کا رعب و دبدبہ ڈال۔ ان کے دشمنوں کے اقدام کو متزلزل کردے۔ ان کے دشمنوں کو سرگردان چھوڑ دے اور ان پر اپنا شدید عذاب نازل فرما۔ اپنے بندوں میں ان کو ذلیل و رسوا کر۔ اپنے شہروں میں ان کے لئے لعنت قرار دے۔ اور جہنم کے انتہائی پست مقام میں ان کو ڈال دے اور ان پر اپنا بدترین عذاب نازل فرما ان کو آگ سے باندھ دے اور ان کی اموات کی قبور کو آگ سے بھر دے اور انہیں آتش دوزخ سے باندھ دے۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے نماز کو حقیر جانا شہوات کا اتباع کیا اور تیرے بندوں کو ذلیل کیا۔

اے اللہ قرآن کو اپنے ولی کے وسیلے سے زندہ کردے اور اس کے نور مبارک کو جو نور دائمی ہے اور جس میں تاریکی نہیں ہوتی ہمیں دکھا۔ ان کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندہ کر۔ کینہ پرور سینوں کو شفا عطا فرما۔ اور ان کے ذریعہ مختلف خواہشات نفسانی کو حق پر جمع فرما۔ ان کے ذریعہ سے معطل شدہ حدود اور متروک احکام کو قائم فرما یہاں تک کہ حق ظاہر اور عدل قائم ہو جائے۔ اے پروردگار ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جو ان کی مدد کریں۔ ان کی حکومت کے لئے باعث تقویت ہوں ان کے احکامات کے فرماں بردار اور ان کے ہر فعل سے راضی۔ ان کے احکام کو تسلیم کرنے والے ہوں اور ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تیری مخلوق سے تقیہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ اے پروردگار تو ہی ہر نقصان سے بچانے والا ہے۔ اور مضطر کی دعا قبول کرتا ہے۔ عظیم کرب و تکلیف سے نجات دلانے والا ہے۔ پس اے رب اپنے

دل سے ہر فرد کو برطرف کر دے۔ اور ان کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دے جیسا کہ تو نے ان کے لئے فیصلہ فرمایا ہے۔
اے پروردگار مجھے آل محمدؐ سے جھگڑا کرنے والوں میں قرار نہ دے اور نہ ان کے دشمنوں میں قرار دے اور مجھے آل محمدؐ پر غضبناک ہونے والوں اور غصہ کرنے والوں میں قرار نہ دے۔ اے مالک ان باتوں سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پس مجھے پناہ دے۔ تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔ میری فریاد سن لے۔
اے اللہ درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر اور مجھے ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں کامیاب فرما اور اپنی بارگاہ میں مقرب قرار دے۔

۴۴۔ بیان کیا مجھ سے ابو محمد حسن بن احمد مکتب نے انہوں نے کہا کہ جس سال شیخ علی بن محمد سمری قدس اللہ روحہ کا انتقال ہوا میں مدینہ میں تھا۔ ان کی وفات سے چند دن پہلے جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے امام عصرؑ کی توقیع تمام لوگوں کو دکھائی جس میں تحریر تھا" **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم** اے علی بن محمد سمری۔ اللہ تمہاری وفات پر تمہارے بھائیوں کو صبر کرنے پر اجر عظیم عطا کرے۔ اب سے چھ دن بعد تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ لہذا اپنے امور کو مکمل کرلو اور آئندہ کے لئے اپنا وصی کسی کو مقرر نہ کرنا جو تمہاری وفات کے بعد تمہارا قائم مقام ہو۔ اس لئے کہ میری غیبت تامہ واقع ہو چکی ہے۔ اور جب اللہ کا حکم ہوگا اسی وقت ظہور ہوگا اور یہ ایک طویل مدت کے بعد ہوگا اس عرصے میں لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے۔ زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ ہمارے شیعوں میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو مجھے دیکھنے کا دعویٰ کریں گے۔ مگر جو خروج سفیانی اور صدائے آسمانی کے پیدا ہونے سے قبل مجھے دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور مفتری ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** پس میں نے اس توقیع کو نقل کرلیا اور ان کے پاس سے چلا آیا۔ چھٹے روز پھر گیا تو وہ جانکنی کے عالم میں تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپؒ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟ فرمایا اب یہ امر اللہ کے پاس رہے گا۔ اور وہ اپنے امر کو پورا کرکے رہے گا۔ اور وہ انتقال کر گئے۔ یہ آخری کلام تھا جو ان سے سنا گیا۔

۴۵۔ بیان کیا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن احمد بن بزرج بن عبداللہ بن منصور بن یونس بن بزرج، امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی نے ان سے محمد بن حسن صیرفی دورقی نے جو بلخ کے رہنے والے تھے کہ ایک سال میں نے حج کا قصد کیا۔ میرے پاس کچھ مال امام عصرؑ کا تھا جس میں کچھ مال سونے اور کچھ چاندی کا تھا۔ میں نے اس تمام مال کو پگھلا کر سونے اور چاندی کی ڈلیاں بنالیں۔ یہ سارا مال مجھ کو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کو دینا تھا۔ جب میں سرخس پہنچا تو ایک ریتیلے مقام پر اپنا خیمہ نصب کیا اور ان سونے اور چاندی کی ڈلیوں کو نکال کر دیکھنے لگا۔ اسی اثناء میں ایک ڈلی ریت میں گر گئی جس کا علم مجھے نہ ہو سکا۔ جب میں ہمدان پہنچا تو ان ڈلیوں کو شمار کیا۔ ان میں ایک کم تھی جس کا وزن ایک سو تین یا ترانوے مثقال تھا۔ میں نے اپنے مال سے اسی وزن کی ایک ڈلی ملادی۔ جب میں

مدینہ پہنچا تو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ کی خدمت میں حاضر ہوکر وہ تمام ڈلیاں ان کو پیش کر دیں۔ انہوں نے تمام ڈلیاں لے لیں اور اس ڈلی کو جو میں نے اپنے مال سے شامل کی تھی نکال کر مجھے واپس کر دیا اور بولے: یہ ہماری ڈلی نہیں ہے۔ ہماری ڈلی تو تم نے سرخس میں گم کر دی ہے جب تم نے ریت میں خیمہ لگایا تھا۔ لہٰذا جاؤ اور اسی مقام پر جہاں پہلے قیام کیا تھا تلاش کرو وہ مل جائے گی وہ لے کر واپس آؤ لیکن تمہاری ملاقات مجھ سے نہ ہوسکے گی۔

میں واپس سرخس گیا اور اسی مقام پر جہاں پہلے قیام کیا تھا اترا۔ ریت میں ڈلی تلاش کی تو وہ مل گئی اس پر سبز گھاس اگ آئی تھی۔ اسے لیکر میں واپس اپنے شہر آیا پھر جب میں نے حج ادا کیا اور مدینہ پہنچا تو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کا انتقال ہو چکا تھا۔ چنانچہ میں نے ابوالحسن سمریؒ سے ملاقات کی اور وہ ڈلی ان کو دے دی۔

۲۶۔　　بیان کیا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن احمد بزرجی نے کہ میں نے سرمن رائے میں ایک مسجد میں جو مسجد زبیدہ کے نام سے مشہور تھی اور بازار کے راستہ پر واقع تھی ایک جوان کو دیکھا وہ ہاشمی موسیٰ بن عیسیٰ کا فرزند تھا۔ (ابو جعفر نے اس کے نام کا ذکر نہیں کیا)۔ میں جب نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے کہا تم قمی ہو یا رازی؟ میں نے کہا میں قمی ہوں اور کوفہ میں مسجد امیرالمومنین کا مجاور ہوں۔ اس نے کہا کیا تم کوفہ میں موسیٰ بن عیسیٰ کا گھر جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں ان کا فرزند ہوں۔ وہ میرے والد تھے۔ ان کے دو بھائی تھے۔ بڑا بھائی صاحب حیثیت تھا جبکہ چھوٹا غریب تھا۔ پس ایک دن چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے گھر گیا اور چھ سو دینار چرالے گیا۔ بڑے بھائی نے کہا کہ میں حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان سے کہوں گا کہ وہ چھوٹے بھائی سے کہہ کر میرا مال واپس دلادیں کیونکہ وہ شیریں کلام ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اس کا ارادہ بدل گیا اور اس نے سوچا کہ میں بادشاہ کے حاجب کے پاس جاکر اس کی شکایت کرتا ہوں۔ پس وہ حاجب کے پاس گیا وہ نرد (ایک قسم کا کھیل) کھیلنے میں مشغول تھا۔ بڑے بھائی کا بیان ہے کہ وہ اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں اس کے پاس حضرت امام حسن عسکریؑ کا آدمی آیا اور بولا: تمہیں امامؑ بلا رہے ہیں۔ پس وہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے فرمایا: اول شب میں تجھ کو ہم سے حاجت تھی پھر وقت سحر تیرا ارادہ بدل گیا۔ اپنے گھر واپس جاؤ وہ صندوقچہ جس میں تمہارا مال تھا واپس تمہارے گھر آگیا ہے اور اپنے بھائی پر شک نہ کرو۔ اس کے ساتھ اچھے طریقہ سے پیش آؤ اور اس کو بھی کچھ مال دے دو۔ اگر تم دینا نہیں چاہتے ہو تو اس کو ہمارے پاس بھیج دو ہم دے دیں گے۔ پس جب میں گھر کی طرف لوٹ رہا تھا تو راستے میں مجھے غلام ملا جس نے بتایا کہ مال کا صندوقچہ مل گیا ہے۔

ابو جعفر بزرجی کہتے ہیں کہ دوسرے دن وہ ہاشمی مجھے اپنے گھر لے گیا اور میری ضیافت کی۔ پھر اپنی کنیز کو آواز دی: اے غزال (یا اے زلال)۔ جب کنیز آئی تو اس سے کہا: اپنے آقا کو مولود اور سرمہ کی سلائی والا قصہ سناؤ۔ کنیز بولی ہمارا ایک بچہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا تھا۔ میری مالکن نے مجھ سے کہا کہ تم امام حسن عسکریؑ کے گھر جاؤ اور جناب حکیمہ

خاتون سے کہنا کہ وہ کوئی ایسی چیز عنایت فرمادیں جس کے استعمال سے ہمارا یہ بچہ تندرست ہو جائے پس میں امام حسن عسکریؑ کے گھر گئی اور وہی کچھ کہا جو میری مالکن نے مجھے بتایا تھا۔ حلیمہ خاتون نے فرمایا: میں تم کو وہ سلائی دیتی ہوں جس سے میں نے کل شب پیدا ہونے والے بچہ یعنی پسرِ حسن عسکریؑ کے سرمہ لگایا تھا۔ پس میں وہ سلائی لے کر آئی اور اپنی مالکن کو دے دی۔ مالکن نے جب اس سلائی سے بچہ کی آنکھوں میں سرمہ لگایا تو وہ صحت یاب ہو گیا اور ایک عرصہ تک وہ سلائی ہمارے پاس رہی اور ہم اس کی برکت سے شفا پاتے تھے پھر وہ ہم سے کھو گئی۔

ابو جعفر بزرجی کہتے ہیں کہ مسجد کوفہ میں میری ملاقات ابوالحسن بن برہون برسی سے ہوئی میں نے اس ہاشمی کا یہ قصہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ مجھ سے بھی بالکل یہی قصہ اس ہاشمی نے بیان کیا تھا نہ زیادہ نہ کم۔

۴۷۔ بیان کیا مجھ سے حسین بن علی بن محمد قمیؒ المعروف بہ ابی علی بغدادی نے کہ میں بخارا میں تھا کہ مجھے ابن جاوشیر نے سونے کی دس ڈلیاں دیں اور کہا کہ انہیں مدینہ لے جاؤ اور شیخ ابوالقاسم حسین بن رَوح قدس اللہ روحہ کو دے دو۔ میں انہیں لے کر آمویہ پہنچا تو ان میں سے ایک ڈلی مجھ سے گم ہو گئی جس کا مجھے علم نہ ہو سکا۔ جب مدینہ پہنچا اور ان ڈلیوں کو شمار کیا تو معلوم ہوا ایک ڈلی کم ہے۔ میں نے اتنے ہی وزن کی ایک ڈلی خرید کر ان میں شامل کر دی پھر ابوالقاسم حسین بن رَوح کے پاس پہنچا اور ان ڈلیوں کو ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے ان ڈلیوں پر نظر ڈالی اور ایک ڈلی کی طرف اشارہ کرکے کہا: یہ ڈلی تم نے خرید کر شامل کی ہے اس لئے اسے اٹھا لو اور وہ گم شدہ ڈلی ہمارے پاس پہنچ گئی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے پاس سے ایک ڈلی نکالی۔ میں نے دیکھا تو واقعی وہ ڈلی وہی تھی جو غائب ہو گئی تھی۔

حسین بن علی بن محمد المعروف بہ ابی علی بغدادی (راوی) مزید بیان کرتے ہیں کہ اس سال میں نے مدینہ میں ایک عورت کو دیکھا جو امام عصرؑ کے وکیل کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ کسی قمیؒ نے اسے بتایا کہ ابوالقاسم حسین بن رَوح آپؑ کے وکیل ہیں چنانچہ وہ حسین بن رَوح کے پاس پہنچی۔ اس وقت میں ان کے پاس موجود تھا۔ وہ عورت بولی: اے شیخ یہ بتائیں کہ میرے پاس کیا ہے؟ حسین بن رَوح نے کہا کہ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے وہ لے جا کر دریائے دجلہ میں پھینک آ۔ پھر بتاؤں گا کہ تیرے پاس کیا ہے۔ وہ عورت گئی اور جو مال اس کے پاس تھا دریائے دجلہ میں پھینک آئی۔ پھر واپس ابوالقاسم روحی قدس اللہ روحہ کی خدمت میں آئی۔ حسین بن روح نے اپنی کنیز کو آواز دے کر کہا کہ وہ ڈبہ لے کر آؤ۔ کنیز ایک ڈبہ لے کر آئی۔ آپ نے اس عورت سے کہا: یہ ہی ڈبہ تیرے پاس تھا جسے تو نے دریائے دجلہ میں پھینک دیا تھا۔ اب تو بتائے گی کہ اس میں کیا ہے یا میں بتاؤں؟ اس نے کہا: آپ ہی بتائیے۔ فرمایا: اس ڈبہ میں سونے کے کنگن کا ایک جوڑا ہے۔ ایک بڑی بالی ہے جس میں جواہرات جڑے ہیں اور دو چھوٹی چھوٹی بالیاں ہیں۔ ان میں بھی جواہرات ہیں۔ دو انگوٹھیاں ہیں جن میں سے ایک میں فیروزہ اور دوسری میں عقیق ہے۔ ایسا ہی ہے جیسا ذکر

کیا گیا اور اس میں کسی شے میں کی نہیں ہوئی ۔ پھر انہوں نے ڈبہ کھولا اور اس عورت کی طرف بڑھایا ۔ عورت نے کہا: یہ واقعی وہی ڈبہ ہے جسے میں دریائے دجلہ میں پھینک کر آئی ہوں ۔ دلیل کی صداقت دیکھ کر خوشی کے مارے میں اور وہ عورت بے ہوش ہو گئی ۔

اس واقعہ کو بیان کرکے حسین بن علی (راوی) نے کہا میں قیامت کے روز اللہ عزوجل کے سامنے گواہی دوں گا کہ جو کچھ بیان کیا ہے اس میں نہ کوئی زیادتی کی ہے اور نہ کمی ۔ اور ائمہ اثنا عشری علیہم السلام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ بیان کیا وہ سچ تھا نہ اس میں کچھ بڑھایا نہ کمی کی ۔

۴۸ ۔ بیان کیا مجھ سے ابوالفرج محمد بن مظفر بن نفیس مصری الفقیہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالحسن محمد بن احمد داؤدی نے ان سے ان کے والد نے کہ میں ابوالقاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ کے پاس موجود تھا ۔ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضور اکرمؐ سے کہا "آپؐ کے چچا ابو طالبؑ جمل کے حساب سے اسلام لائے اور انہوں نے تریسٹھ گرہیں اپنے ہاتھ سے لگائیں ۔" فرمایا "اس سے مراد ہے وہ اللہ کو احد اور جواد مانتے ہیں ۔"

اس کی تفصیل یہ ہے کہ الف کا ایک (ا)، لام (ل) کے تیس، ھاء کے پانچ، (احد کے) الف کا ایک (ا)، حاء کے آٹھ، دال (د) کے چار ۔ (جواد کے) جیم (ج) کے تین، واؤ (و) کے چھ، الف کا ایک (ا)، دال (د) کے چار ۔ پس اس طرح کل تریسٹھ ہوئے ۔

۴۹ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد شیبانی، علی بن احمد بن محمد دقاق، حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مؤدب اور علی بن عبداللہ وراق رضی اللہ عنہم نے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالحسین محمد بن جعفر اسدیؒ نے بیان کیا کہ شیخ ابوجعفر محمد بن عثمان قدس اللہ روحہ کے ذریعہ امام عصرؑ نے میرے عریضہ کا جواب دیا ۔ "اس بات کے بارے میں کہ تم نے پوچھا ہے کہ طلوع و غروب شمس کے دوران جیسا کہ تم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ سورج طلوع کرتے ہوئے شیطان کے دونوں سینگوں سے نکلتا ہے اور غروب کرتے ہوئے اس کے دونوں سینگوں میں ڈوب جاتا ہے تو ایسی صورت میں شیطان کی ناک کو زمین پر رگڑنے میں نماز سے افضل اور برتر اور کیا چیز ہو سکتی ہے ۔ پس اس وقت نماز ادا کرو اور شیطان کی ناک زمین پر رگڑو ۔ اور جو تم نے پوچھا ہے کہ ایک شخص کے پاس تمہارا مال تھا اور اس نے ہم تک نہیں پہنچایا پھر وہ محتاج ہو گیا ۔ پس جو مال قطعاً باقی نہیں رہا تو اس میں اس کا مالک مختار ہے (کہ چھوڑ دے) اور جتنا مال باقی بچا اس کے لئے مالک کو کوئی اختیار نہیں خواہ اس کا مالک اس کی ضرورت محسوس کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، اس کا محتاج ہو یا اس سے مستغنی ہو ۔"

" ان لوگوں کے بارے میں جو تم نے پوچھا ہے کہ وہ ہمارے اموال (خمس) میں سے جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہوتا

ہے اس کو بلا اجازت تصرف میں لاتے ہیں تو جو ایسا کرتا ہے وہ ملعون ہے اور قیامت کے دن ہم اس کے دشمن ہوں گے ۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:جو کوئی میری عترت کے مال کو اپنے لئے حلال قرار دے، وہ میرے نزدیک اور ہر نبی کے نزدیک ملعون ہے پس جو ہم پر ظلم کرے گا وہ ظالمین کے ساتھ محشور ہوگا اور ان کے لئے اللہ کی لعنت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **الا لعنة الله على الظالمين** O "

" اور تمہارا یہ سوال کہ اگر ایک مولود کی ختنہ ہونے کے بعد دوبارہ وہ کھال نکل آئے تو کیا دوبارہ ختنہ کرائی جائے گی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ واجب ہے کہ اس کی وہ کھال کاٹ دی جائے ۔ جب ایک غیر ختنہ شدہ شخص زمین پر پیشاب کرتا ہے تو زمین چالیس دن تک خدا سے فریاد کرتی ہے ۔"

" تمہارا یہ سوال کہ آگ ، تصویر یا چراغ سامنے رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے ؟ تو اس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے ۔ پس (یاد رکھو کہ) وہ شخص جو بت پرستوں یا آتش پرستوں کی اولاد نہیں ہے اس کے لئے اس حالت میں کہ سامنے تصویر آگ یا چراغ ہو نماز جائز ہے ۔ اور وہ شخص جو بت پرستوں یا آتش پرستوں کی اولاد ہے اس کے لئے جائز نہیں ۔"

" اور تمہارا پوچھنا اس جائیداد کے متعلق جو ہماری ہے کہ کیا اس عمارت میں ٹھہرنا جائز ہے اور اس جائیداد کے ذریعے سے خراج ادا کرنا مناسب ہے اور جو شخص ہمارے تقرب اور اجر کے لئے اس موضع میں داخل ہوتا ہے تو اس کی مہمانداری کے لئے اخراجات کرنا جائز ہے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب دوسروں کے اموال کو ان کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہے تو ہمارے اموال کو استعمال کرنا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے ۔ جب کہ ہماری اجازت حاصل نہ کی گئی ہو ۔ پس جو شخص ہماری اجازت کے بغیر ہمارے اموال کو استعمال کرے گا تو گویا اس نے اسے حلال کیا جسے ہم نے اس پر حرام کیا تھا ۔ اور جس نے ہمارے اموال میں سے کوئی شے کھائی تو اس نے اپنے پیٹ میں آگ بھری اور عنقریب دہکتی ہوئی آگ میں جائیگا ۔"

یہ سوال کہ ایک شخص نے اپنی جائیداد ہمارے لئے مخصوص کی اور اس کی دیکھ بھال کے لئے ایک متولی مقرر کیا جو اس عمارت کی دیکھ بھال کرے ، اس کی چوکیداری کرے اور اس کا حساب کتاب رکھے اور جو آمدنی اس جائیداد سے ہو اس میں سے مقرر حصہ بطور اجرت وہ لیلے اور باقی امامؑ کی خدمت میں بھیج دے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس متولی کے لئے اس جائیداد سے اتنا حصہ جو اس جائیداد کو وقف کرنے والے نے مقرر کیا ہے لینا جائز ہے ۔ اس متولی کے علاوہ کسی شخص کے لئے جسے وقف کرنے والے نے مقرر نہیں کیا ہے کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے ۔

تم نے ہماری جائیداد میں پھلوں کے بارے میں سوال کیا ہے کہ کوئی راہ گیر اگر اس میں سے کھالے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہوگا ؟ تو اس کا کھانا تو اس کے لئے حلال ہے لیکن لے جانا حرام ہے ۔

۵۰ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے علی بن ابی حمزہ نے ان سے ابو بصیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے وہ آسان ترین سبب جس کے باعث آدمی دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا: جو شخص یتیم کے مال سے ایک درہم بھی کھائے گا اور ہم (آل محمدؐ) یتیم ہیں ۔

اس کتاب کے مصنفؒ نے کہا کہ یہاں یتیم کا مطلب ہے وہ شخص جس کو اس کی قوم نے چھوڑ دیا ہو ۔ اسی معنی میں رسول اللہؐ کو یتیم کہا جاتا تھا اور آپؐ کے بعد تمام ائمہؑ اسی معنی میں یتیم ہیں ۔ اور وہ آیت جس میں یتیموں کا مال ظلم سے کھانے کی ممانعت ہے انہی حضرات کے بارے میں ہے ۔ ان کے بعد اس کا اطلاق عام یتیموں پر ہوگا ۔ اور دُرِّ یتیم کا نام اس لئے دُرِّیتیم رکھا گیا کہ وہ بھی اپنے ہم جنسوں سے مختلف ہوتا ہے ۔

۵۱ ۔ بیان کیا مجھ سے ابوجعفر محمد بن محمد خزاعیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی ابن ابی الحسین اسدی نے ان سے ان کے والدؒ نے کہا کہ شیخ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ سے ایک توقیع امام زمانہ وارد ہوئی جس کے شروع میں سوال نہیں لکھا تھا ۔ توقیع کے الفاظ یہ تھے ۔ **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم** " اللہ ، تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے ہمارے مال میں سے ایک درہم کو بھی اپنے لئے جائز قرار دیا ۔" ابوالحسن اسدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ مال امام میں سے ایک درہم بھی جس شخص نے بغیر کھائے ہوئے بھی جائز سمجھا تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس کو حلال سمجھتا ہے پس یہ اس کے لئے حرام ہے ۔ تو میں یہ بھی سوچتا رہا کہ حجت علیہ السلام کو اپنے غیر پر کون سی فضیلت حاصل ہوئی ؟ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بشیر بنا کر بھیجا ۔ جب میری نظروں سے امامؑ کی ایک اور توقیع گزری تو جو کچھ میں نے دل میں سوچا تھا اس توقیع میں اس کو پایا اور جو کچھ میں نے سوچا تھا وہ کافور ہوگیا ۔ اس دوسری توقیع کے الفاظ یہ تھے ۔ **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم** " اللہ تعالیٰ ، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے ہمارے مال سے ایک درہم بھی حرام کھایا ۔"

ابو جعفر محمد بن خزاعی کہتے ہیں کہ ابو علی بن حسین اسدی نے یہ توقیع ہمیں دکھائی اور ہم نے خود اسے پڑھا ۔

۵۲ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن عصام کلینیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یعقوب کلینیؒ نے ان سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے محمد بن عیسیٰ بن عبید یقطینی نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو ایک سوال لکھا کہ اگر کسی شخص کے پاس کچھ مال امامؑ (خمس) ہے اسی دوران وہ خود محتاج ہوجائے تو کیا وہ یہ مال اپنے استعمال میں لاسکتا ہے ۔ یا یہ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو بھجوائے ؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا جب تک

وہ مال اس کے ہاتھ میں ہے تو اس کو اختیار ہے ۔ اگر ہمارے پاس پہنچ جائے گا تو پھر ہم اس کی احتیاج کو دیکھ کر ہمدردانہ رویہ اختیار کریں گے ۔

باب (۴۶) طولِ عمر کے بارے میں

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے علی بن حکم نے ان سے ہشام بن سالم نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت نوح دو ہزار پانچ سو سال حیات رہے ۔ ان میں آٹھ سو پچاس سال قبل بعثت تھے ۔ نو سو پچاس سال بعد بعثت وہ اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلاتے رہے ۔ طوفان کے بعد آپ سفینے سے اترے اور آپ کی اولاد زمین پر رہائش پذیر ہوئی تو [illegible] سال آپ زندہ رہے ۔

پھر ایک دن جب آپ دھوپ میں کھڑے تھے تو ملک الموت علیہ السلام آئے اور کہا: السلام علیک ۔ آپ نے جواب سلام دیا اور پوچھا اے ملک الموت کیسے آنا ہوا ۔ وہ بولے آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں ۔ آپؑ نے کہا اتنی اجازت دو کہ دھوپ سے نکل کر سائے میں چلا جاؤں ۔ ملک الموت نے کہا ٹھیک ہے نوح علیہ السلام سائے میں آئے تو فرمایا اے ملک الموت مجھے اپنی زندگی اتنی ہی لگی ہے جتنی دھوپ سے سائے میں آنے کا دورانیہ ۔ اب تمہیں جیسا حکم ہوا ہے ویسا کرو ۔ پس انہوں نے حضرت نوحؑ کی روح قبض کر لی ۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحیٰ عطار نے ان سے حسین بن حسن بن ابان نے ان سے محمد بن اورمہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعید بن جناح نے ان سے ایوب بن راشد نے ان سے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قوم نوح میں ہر فرد کی عمر تین سو سال ہوتی تھی ۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس اور محمد بن یحیٰ عطار نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن احمد بن یحیٰ نے ان سے محمد بن یوسف تمیمی نے ان سے جعفر بن محمد نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد علیہم السلام نے ان سے رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: ابوالبشر آدمؑ نو سو تیس سال زندہ رہے ۔ حضرت نوحؑ نے دو ہزار چار سو پچاس سال زندگی پائی ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک سو پچھتر سال ۔ حضرت اسماعیلؑ نے ایک سو بیس سال ۔ حضرت اسحاقؑ نے ایک سو اسی سال ۔ حضرت یعقوبؑ نے ایک سو بیس سال ۔ حضرت یوسفؑ نے ایک سو بیس سال ۔ حضرت موسیٰؑ نے ایک سو چھبیس سال ۔ حضرت ہارونؑ نے ایک سو تینتیس

سال ۔ حضرت داؤدؑ نے ایک سو سال جس میں چالیس سال حکومت کا دور تھا اور حضرت سلیمانؑ نے سات سو بارہ سال زندگی پائی ۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی بن بشار قزوینیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الفرج مظفر بن احمد نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل برمکی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد صالح بزاز نے انہوں نے کہا کہ میں نے امام حسن عسکریؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد میرا بیٹا قائم ہوگا ۔ جس کی طویل عمر اور غیبت کے ذریعے سنن انبیاء علیہم السلام جاری ہونگی ۔ اس کی غیبت اتنی طویل ہوگی کہ لوگوں کے دل سخت ہوجائیں گے اور کوئی دین پر ثابت قدم نہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کے قلوب پر اللہ نے ایمان لکھ دیا اور جن کے روح القدس سے مدد کی گئی ہے ۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد شیبانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابو عبداللہ کوفی نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نوفلی نے ان سے حمزہ بن حمران نے ان سے ان کے والد حمران بن اعین نے ان سے سعید بن جبیر نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام زین العابدینؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قائم کے لئے نوحؑ کی سنت ہے اور وہ سنت طول عمر ہے ۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ہشام بن سالم نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت داؤدؑ کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن حضرت داؤدؑ گھر سے نکلے ۔ وہ زبور کی تلاوت کر رہے تھے اور جب وہ زبور کی تلاوت کرتے تو کوئی پہاڑ ، کوئی پتھر اور کوئی پرندہ ایسا نہ ہوتا جو ان کے ساتھ تلاوت نہ کرتا ہو ۔ یہاں تک کہ آپ ایک پہاڑ کے قریب پہنچے ۔ جس پر ایک عابد شخص حزقیل نامی رہتا تھا ۔ جب اس نے پہاڑ ، درخت اور پرندوں کو ہم آواز ہو کر تلاوت کرتے ہوئے سنا تو سمجھ گیا کہ حضرت داؤدؑ آئے ہیں ۔ حضرت داؤدؑ نے کہا کہ اے حزقیل مجھے بھی اجازت دو کہ میں تمہارے پاس اوپر آؤں ۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں ۔ یہ جواب سن کر حضرت داؤدؑ رونے لگے ۔ خدا نے اس عابد کو وحی کی کہ داؤدؑ کو اجازت دے دو اور مجھ سے عافیت طلب کرو ۔ چنانچہ اس نے حضرت داؤدؑ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں پہاڑ پر چڑھایا ۔ حضرت داؤدؑ نے کہا: اے حزقیل کیا تیرا کبھی گناہ کا دل چاہا ہے ؟ اس نے کہا: نہیں ۔ آپؑ نے پوچھا کہ تجھے اپنی عبادت گزاری پر فخر ہوتا ہے ؟ اس نے کہا: نہیں ۔ آپؑ نے کہا: کیا تیرا دل کبھی چاہتا ہے کہ تو بھی دنیا کی شہوتوں اور لذتوں کو حاصل کرے ؟ اس نے کہا: کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے ۔ آپؑ نے پوچھا: پھر تو کیا کرتا ہے ؟ اس نے کہا: میں اس غار میں چلا جاتا ہوں اور اس میں جو چیز موجود ہے اس کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہوں ۔ پس حضرت داؤدؑ اس غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک لوہے کا تخت ہے جس پر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رکھا ہوا ہے ۔ اور ایک

لوہے کی تختی لگی ہے ۔ داؤد علیہ السلام نے اسے پڑھا ۔

" میں اروی بن سلم ہوں ۔ میں نے ایک ہزار سال حکومت کی ۔ ایک ہزار شہر تعمیر کرائے ۔ ایک ہزار شادیاں کیں اور میری ساری زندگی کا خلاصہ یہ ہے کہ میں آج مٹی ہو گیا ہوں ۔ کیڑے مکوڑوں کی غذا ہوں ۔ پس جو مجھے دیکھے اسے چاہیئے کہ دنیا کی رغبت نہ کرے ۔"

باب (۴۷) دجّال کے واقعات اور دوسرے علامات ظہور

۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالعزیز بن یحییٰ جلودی نے بصرہ میں انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن معاذ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قیس بن حفص نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے یونس بن ارقم نے ان سے ابی یسّار شیبانی نے ان سے ضحاک بن مزاحم نے ان سے نزال بن سبرہ نے انہوں نے کہا کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ نے ہمارے درمیان خطبہ دیا ۔ اللہ کی حمد وثناء کی اور محمدؐ آل محمدؐ پر درود بھیجا پھر فرمایا: اے لوگوں مجھ سے جو چاہو پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں ۔ یہ جملہ آپؑ نے تین مرتبہ کہا ۔ صعصعہ بن صوحان کھڑے ہوئے اور بولے : اے امیرالمومنین دجال کب خروج کرے گا ؟ آپؑ نے ان سے کہا: بیٹھ جاؤ ۔ اللہ نے تیرا کلام سنا اور تیرا ارادہ جانا ۔ خدا کی قسم اس کا علم کسی کو نہیں لیکن اس کی علامات اور کچھ صورتیں ہیں جو ایک کے بعد ایک آتی ہیں جیسے ایک قدم دوسرے کے بعد پڑتا ہے کہو تو میں بیان کروں ۔ اس نے کہا ہاں اے امیرالمومنین ۔

آپؑ نے فرمایا پس یاد رکھو وہ علامات یہ ہیں:

جب لوگ نماز کو فراموش کر دیں گے ۔ امانتیں ضائع ہوں گی ۔ جھوٹ بولنا جائز سمجھا جائے گا ۔ سود کھایا جائے گا رشوت عام لی جائے گی ۔ بلند عمارتیں تعمیر کی جائیں گی ۔ دین کے عوض دنیا خریدی جائے گی ۔ بے وقوفوں کی حکمرانی ہوگی ۔ عورتوں سے مشورہ لیا جائے گا ۔ قطع رحم ہوگا ۔ ہوس پرستی عام ہوگی ۔ خونریزی کو معمولی فعل سمجھا جائے گا ۔ بردباری کو کمزوری اور ظلم کو قابل فخر سمجھا جائے گا ۔ بادشاہ و امراء فاسق و فاجر ہوں گے ۔ وزراء جھوٹے ہوں گے ۔ عرفاء خائن ہوں گے ۔ قرآن کے قاری فاسق ہوں گے ۔ جھوٹی گواہی قابل قبول ہوگی ۔ گناہ کا علانیہ ارتکاب ہوگا ۔ بہتان لگانا عام ہوگا ۔ گناہ اور سرکشی عام ہوں گے ۔ قرآن کو حقیر سمجھا جائے گا ۔ مساجد کو آراستہ کیا جائے گا ۔ مینار بلند ہوں گے شریر لوگوں کی تکریم کی جائے گی ۔ صفیں (استحکام کے بجائے) دھکم پیل کا نظارہ پیش کریں گی ۔ دل ایک دوسرے سے دور ہوں گے ۔ عہد شکنی کی جائے گی ۔ جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہو جائے گا ۔ عورتوں کو حرص دنیا کی غرض سے

تجارت میں شریک کیا جائے گا۔ گانے والوں کی آوازیں بلند ہوں گی اور انہیں سنا جایا کرے گا۔ رذیل لوگ قوم کے سردار ہوں گے۔ گانے والے اور گانے والیوں کو اجرت پر حاصل کیا جائے گا۔ اس زمانے کے لوگ اگلے زمانے والوں پر لعنت کریں گے۔ عورتیں گھوڑوں کی سواری کریں گی۔ عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی شباہت اختیار کریں گے۔ گواہ بغیر اس کے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے گواہی دیں گے اور دوسرے لوگ بغیر حق کو پہچانے اور دین کے علاوہ دوسرے امور میں سوچ بچار کرنے میں گواہی دیں گے۔ دنیا کو آخرت پر فضیلت دیں گے۔ بظاہر بھیڑوں کی طرح ہوں گے لیکن اندر سے بھیڑیوں کی طرح ہوں گے اور ان کے دل مردار سے زیادہ سڑے ہوئے۔ بدبودار اور ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے۔ اس وقت (جیتابی کے ساتھ) العجل العجل کہا جائے گا اس وقت بیت المقدس بہترین رہنے کی جگہ میں سے ہوگا اور لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہر اک تمنا کریگا کہ وہ بیت المقدس میں سکونت اختیار کرے۔

اصبغ بن نباتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: مولا دجال کون ہوگا ؟ آپؑ نے فرمایا: دجال کا نام صائد بن صید ہے۔ پس وہ شخص شقی ہے جو اس کی تصدیق کرے گا۔ اور وہ شخص خوش بخت ہے جو اس کی تکذیب کرے گا۔ وہ اصفہان کے قریہ یہودیہ سے خروج کرے گا۔ اس کی داہنی آنکھ نہیں ہوگی۔ بائیں آنکھ خونی پارچہ کی طرح پیشانی پر ہوگی جو صبح کے ستارے کی طرح چمک رہی ہوگی۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا "کافر" جس کو ہر عالم و جاہل شخص پڑھ لے گا۔ سمندروں میں گھس جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ سورج چلے گا۔ اس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ اور پیچھے کوہ سفید ہوگا۔ جس کو قحط کے زمانے میں لوگ کھانے کا پہاڑ سمجھیں گے۔ جب خروج کرے گا قحط شدید ہوا۔ سفید گدھے پر سوار ہوگا اس گدھے کا ایک قدم ایک میل کے برابر ہوگا۔ جس چشمہ یا کنوئیں پر پہنچے گا وہ قیامت تک کے لئے خشک ہوجائے گا۔ وہ بلند آواز سے نداء دے گا جس کو مشرق و مغرب کے درمیان موجود تمام جن و انسان اور شیاطین سنیں گے۔ اپنے دوستوں سے کہے گا: انا الذی خلق فسوی وقدر فھدی انا ربکم الاعلی "میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا پھر درست کیا۔ اندازہ کیا پھر راہبری کی۔ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔"

وہ دشمن خدا جھوٹا ہوگا وہ ایک آنکھ کا، احتیاج طعام رکھنے والا اور بازار میں چلنے پھرنے والا شخص ہوگا جبکہ تمہارا رب نہ تو کانا ہے نہ اسے احتیاج طعام ہے۔ نہ وہ چلتا پھرتا ہے اور نہ ہی اسے زوال ہے وہ ان تمام باتوں سے بلند ہے۔

جانو کہ اس کا اتباع کرنے والوں کی اکثریت زنا کی اولاد ہوگی اور سبز ٹوپی پہنے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جمعہ کے روز تین ساعت گزرنے کے بعد شام میں عقبہ افیق پر اس کے ہاتھوں قتل کرادے گا جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔ جان لو کہ اس کے بعد عظیم حادثہ پیش آئے گا۔

پس ہم نے عرض کیا: امیرالمومنینؑ وہ کیا ہوگا ؟ آپؑ نے فرمایا: دابہ الارض کوہ صفاء سے خروج کرے گا اس کے پاس حضرت سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰؑ کا عصاء ہوگا۔ وہ انگوٹھی جب مومن کے چہرہ پر لگائی جائے

گی تو وہ مہر لگا دے گی کہ یہ حقیقتاً مومن ہے۔ اور جب کافر کے چہرہ پر لگائی جائے گی تو وہ لکھ دے گی کہ یہ حقیقتاً کافر ہے یہاں تک کہ مومن کافر سے کہے گا: ہائے ہے تیرے لئے اے کافر۔ اور کافر مومن سے کہے گا: طوبیٰ ہے تیرے لئے اے مومن۔ کاش آج میں بھی تیری طرح فائز و کامران ہوتا۔

پھر دابہ اپنا سر اٹھائے گا تو مشرق و مغرب کے درمیان جو بھی ہوگا اللہ عزوجل کے اذن سے اس کو دیکھ لے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہوگا۔ اس وقت توبہ کی مہلت کا وقت ختم ہو جائے گا اور پھر کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور نہ کوئی عمل اوپر جائے گا جیسے کہ ارشاد ہے۔ **لاینفع نفساً ایمانھالم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیراً** (سورۃ انعام آیت۔۱۵۹) "نہیں آئے گا کچھ کام کسی کے اس کا ایمان لانا جو کہ پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا حالت ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی۔"

پھر امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اس کے بعد کے حالات کا مجھ سے سوال نہ کرو۔ یہ ایک عہد ہے جو میرے حبیب رسول اللہؐ نے مجھ سے لیا ہے کہ اس کی خبر میں اپنی عترت کے علاوہ کسی اور کو نہ دوں۔

نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ میں نے صعصعہ ابن صوحان سے پوچھا کہ امیرالمومنینؑ کی اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ اے ابن سبرہ یہ وہی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریم نماز ادا کریں گے۔ وہ عترت کا بارہواں فرد ہوگا اور حسینؑ بن علیؑ کی نسل سے نواں۔ یہ وہ ہوگا جس کے لئے سورج مغرب سے طلوع کرے گا اور وہ رکن و مقام کے درمیان سے ظہور کرے گا۔ پس وہ زمین کو پاک کرے گا اور میزان عدل قائم کرے گا۔ پس کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے گا۔

پس امیرالمومنین سے ان کے حبیب رسول اللہؐ نے عہد لیا تھا کہ اس کے بعد کی خبر غیر عترت صلوات اللہ علیہم اجمعین سے نہ بیان کریں۔

ایسی ہی ایک حدیث ہم سے ابوبکر محمد بن عمر بن عثمان بن فضل عقیلی فقیہ نے بیان کی انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عمر [و] محمد بن جعفر بن مظفر، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن رازی، ابوسعید عبداللہ بن محمد بن موسیٰ بن کعب صیدانی اور ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن صبیح جوہری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو یعلی بن احمد بن مثنیٰ موصلی نے ان سے عبدالاعلیٰ بن حماد نرسی نے ان سے ایوب نے ان سے نافع نے ان سے ابن عمر نے اور انہوں نے رسول اکرمؐ سے روایت کی ہے۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے ابوبکر محمد بن عمر بن عثمان بن فضل عقیلی فقیہ نے انہی اسناد کے ساتھ اپنے مشائخ سے انہوں نے ابی یعلی موصلی سے انہوں نے عبدالاعلیٰ بن حماد نرسی سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد اپنے اصحاب کے

ساتھ کھڑے ہوئے اور مدینہ میں ایک گھر کے دروازے پر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک عورت نکل کر آئی اور کہا: اے ابوالقاسمؐ آپ کیا چاہتے ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: اے عبداللہ کی ماں مجھے عبداللہ کے پاس جانے دو۔ اس نے عرض کیا: یا اباالقاسمؐ آپ عبداللہ کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ اپنی عقل کھو بیٹھا ہے اور اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہیں۔ اور وہ بچہ سے ایک بہت بڑے کام میں الجھ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے اس کے پاس جانے دو۔ اس نے عرض کی: کیا آپ اپنی ذمہ داری پر جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی: تو آیئے۔ پس آپ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ ایک مخملی چادر اوڑھے ہوا ہے۔ کچھ نافہم اور بے معنی باتیں کر رہا ہے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا: چپ ہو جاؤ اور بیٹھ جاؤ۔ یہ محمدؐ ہیں جو تمہارے پاس آئے ہیں۔ پس وہ چپ ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ پس رسول خداؐ نے فرمایا: اس کو کیا ہو گیا ہے۔ خدا کی لعنت ہو اس پر۔ اگر یہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں بتادوں کہ کیا یہ وہی ہے۔ اس کے بعد نبیؐ نے فرمایا: تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے؟ تو اس نے کہا میں حق اور باطل کو دیکھ رہا ہوں اور ایک تخت کو پانی پر دیکھ رہا ہوں۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: تو کیا تم اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دو گے؟ تو وہ کہنے لگا بلکہ آپ اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیں کیوں کہ اللہ نے اس کے لئے آپ کو مجھ سے زیادہ حق دار نہیں بنایا ہے۔

جب دوسرا دن آیا تو آپؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز فجر ادا کی پھر کھڑے ہوئے تو صحابہ بھی کھڑے ہوئے یہاں تک کہ اس گھر کا دروازہ پھر کھٹکھٹایا تو اس کی ماں نے عرض کیا تشریف لایئے تو دیکھا کہ وہ ایک کھجور کے درخت پر گا گا رہا ہے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا: چپ ہو جاؤ اور نیچے اترو۔ یہ محمدؐ ہیں اور تمہارے پاس آئے ہیں۔ وہ چپ ہو گیا۔ پس رسول خداؐ نے فرمایا: اسے کیا ہو گیا ہے اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر یہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں بتادوں کہ یہ وہی ہے۔

جب تیسرا دن آیا تو پھر آپؐ نے نماز فجر اپنے صحابہ کے ساتھ ادا کی اور کھڑے ہو گئے تو آپ کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اسی محلہ پر آئے تو دیکھا کہ وہ ایک بھیڑ کے ساتھ اس کی آواز نکال رہا ہے۔ پس اس کی ماں نے کہا چپ ہو جاؤ یہ محمدؐ ہیں جو تیرے پاس آئے ہیں۔ پس وہ چپ ہو گیا اور بیٹھ گیا اور اس دن سورۃ دخان کی کچھ آیات نازل ہوئی تھیں اور نبیؐ نے دن کی نماز میں وہ آیات پڑھی تھیں۔ پھر اس سے آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں تو اس نے جواب دیا بلکہ آپ گواہی دیں خدا کی وحدانیت کی اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں کیونکہ خدا نے آپ کو اس میں مجھ سے زیادہ حق دار نہیں بنایا ہے۔

تو رسول اللہؐ نے فرمایا میں نے تمہارے سے کوئی چیز چھپا رکھی ہے پس بتاؤ وہ کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا دھواں ہے دھواں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا چپ ہو جاؤ یاد رکھو تم اپنے معینہ مدت سے آگے نہیں بڑھو گے اور اپنے مقصد تک نہیں پہنچو گے اور جو کچھ تمہارے لئے مقدر کیا گیا ہے اس سے زیادہ تمہیں نہیں ملے گا۔

پھر آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اے لوگوں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ اس نبی نے اپنی قوم کو دجال (کے مکروفریب) سے ڈرایا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے دور تک باقی رکھا ہے۔ اور جب بھی تم پر اس کی بات مشتبہ ہوجائے تو جان لو کہ تمہارا پروردگار ایک آنکھ والا نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ (دجال) ایک گدھے پر سوار ہوکر نکلے گا اس کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہوگا۔ وہ نکلے گا اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اور روٹیوں کا ایک پہاڑ اور پانی کی ایک نہر ساتھ ہوگی۔ اس کے پیروکار اکثر یہودی، عورتیں اور جاہل لوگ ہوں گے۔ زمین کے ہر حصے کا چکر کاٹے گا سوائے خانہ خدا، مکہ، مسجد النبی اور مدینہ کے۔

مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ اہل عناد و جحود ان تمام خبروں کی تصدیق کرتے ہیں اور ان روایات کو جو دجال اور اس کی غیبت اس کے طول عمر اور آخر زمانے میں اس کے خروج کے بارے میں ہیں صحیح مانتے ہیں۔ مگر اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ امام قائمؑ موجود ہیں اور ایک طویل عرصہ پردہ غیبت میں رہیں گے پھر ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اس کے باوجود کہ امام قائمؑ کے نام ونسب و غیبت پر نبیؐ اور ائمہؑ کی نص موجود ہے۔ اور طول غیبت پر احادیث ہیں ان کے انکار کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اور ولی خدا کے امور کو باطل کر دیں۔ مگر اللہ اپنا نور مکمل کر کے رہے گا چاہے مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ ہمارے مخالفین انکار کے سبب میں کہتے ہیں کہ امامؑ غائب کی شان اور ان کی غیبت کے بارے میں جو روایات آپ کے یہاں ہیں وہ ہمارے یہاں نہیں ہیں۔

پس حضورؐ کی نبوت کے انکار کے لئے بھی ملحدین، براہمہ، یہود، نصاریٰ اور مجوسی بھی یہی دلیل لاتے ہیں کہ آپ جو روایات اپنے نبی کے معجزات اور دلائل کے بارے میں بیان کرتے ہیں وہ ہمارے یہاں نہیں ہیں پس اس جہت سے ہم ان کی دلیل کا باطل ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے مخالفین کے اعتراض کو صحیح مان لیں تو پھر حضورؐ کے منکرین کے اعتراض کا کیا بنے گا جو تعداد میں امامؑ کے منکرین سے زیادہ ہیں۔ اسی طرح ہمارے مخالفین یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ بات بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص کی عمر اپنے زمانے کے لوگوں کی عمروں سے تجاوز کر جائے جیسے تمہارے امام کی عمر تمہارے زعم کے مطابق ان کے زمانے کے لوگوں کی عمر سے تجاوز کر گئی۔

پس ہم ان سے کہیں گے: کہ تم اس کو تصدیق کرتے ہو کہ دجال کی عمر جائز ہے کہ غیبت میں اپنے زمانے کے لوگوں سے بڑھ جائے اور اسی طرح ابلیس لعین (کی عمر) لیکن اس کی تصدیق نہیں کرتے ہو کہ اسی طرح قائم آل محمد علیہم السلام کی عمر ان نصوص کے باوجود جو آپ کی غیبت، طول عمر اور حکم الہیٰ کے بعد ظہور و قیام کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں اور وہ احادیث جن کی روایت کی گئی ہے اور ان کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اور اس روایت کے ساتھ جس کی صحت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے جس میں آپ نے فرمایا۔ "ہر وہ بات جو سابقہ امتوں میں واقع ہوئی

ہے اس امت میں بھی واقع ہوگی اسی طرح قدم بقدم اور نقطہ بہ نقطہ ۔"
اور یہ بات بیان ہو چکی کہ کئی نبیوں اور حجت ہائے خدا کی عمریں طویل تھیں ۔ جیسے حضرت نوحؑ نے دو ہزار پانچسو سال کی عمر پائی ۔ اور قرآن نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ اپنی قوم میں نو سو پچاس سال رہے ۔
اور یہ حدیث بھی پیش کی گئی جس کی سند اس کتاب میں ہے کہ حضرت قائمؑ کے لئے نوحؑ کی سنت طول عمر ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی اور آپ اسے خلاف عقل سمجھتے ہیں ۔ بلکہ آپ کو تو چاہیئے کہ اس کا اقرار کریں کیونکہ وجود امام قائمؑ نص رسولؐ سے ثابت ہے ۔
اور ایسے ہی قائم علیہ السلام کا اقرار لازم ہے تمام عقول کے تحت جیسا کہ اصحاب کہف تین سو نو سال تک اپنے غار میں سوتے رہے ۔ کیا اس (روایت) کی تصدیق کی جاسکتی ہے ؟ تو پھر کیوں امر قائم علیہ السلام (کی روایت) کی تصدیق اسی طرح نہیں کی جاسکتی ؟ اور کس طرح وہب بن منبہ اور کعب الاحبار کی روایات کی تصدیق کی جاتی ہے جو محالات میں سے ہیں اور جن کی سچائی قول رسولؐ سے ثابت نہیں ہے اور جو عقلوں پر پوری نہیں اترتیں اور جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی جانب سے قائمؑ، ان کی غیبت اور ظہور کے بارے میں ارشاد کیا گیا اکثر لوگ اس امر میں شک اور اس قول سے انکار کی بناء پر اس کی تصدیق نہیں کرتے ۔ حالانکہ ان حضرات علیہم السلام کے آثار صحیح کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں ۔ کیا یہ جان بوجھ کر حق کا انکار کرنے کے علاوہ کچھ اور ہے ؟
مخالفین یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے زمانے کے لوگوں کی عمروں سے تجاوز نہیں کرسکتا حالانکہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول اس بارے میں سچ ہے کہ سابقہ امتوں کی سنت اس امت میں بھی جاری ہوگی خاص کر مشہور انواع میں اور قائم علیہ السلام کی نوع سے زیادہ مشہور کون سے نوع ہوسکتی ہے کہ ان کا ذکر مشرق و مغرب میں اقرار کرنے والوں کی زبانوں پر بھی ہے اور انکار کرنے والوں کی زبانوں پر بھی ۔ پس اگر غیبت امام قائمؑ باطل قرار پاتی ہے جبکہ ان کے بارے میں حضورؐ سے روایات صحیحہ وارد ہوئی ہیں تو اس صورت بھی حضورؐ کی نبوت باطل قرار پائے گی کیونکہ انہوں نے امام قائمؑ کی غیبت کی خبر دی جو واقع ہی نہیں ہوئی ۔ پس اس طرح حضورؐ کی نبوت باطل قرار پائے گی ۔ حالانکہ مخالفین ان خبروں کی تصدیق کرتے ہیں جو حضورؐ نے جناب عمارؓ بن یاسرؓ کے بارے میں دیں کہ ان کو باغی گروہ قتل کرے گا ۔ اور امیرالمومنینؑ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی ڈاڑھی ان کے سر کے خون سے خضاب ہوگی ۔ امام حسنؑ کے بارے میں فرمایا کہ یہ زہر سے شہید ہوں گے اور امام حسینؑ تلوار سے ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ امام قائمؑ کی غیبت کے واقع ہونے اور ان کے نام و نسب تک کی خبر دی لیکن مخالفین اس کی تصدیق نہیں کرتے ۔ حقیقتاً حضورؐ اپنے تمام اقوال میں صادق ہیں ۔ اور ہر حال میں صائب الرائے ہیں اور کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل اور صحیح قرار نہیں پاتا جب تک کہ حضورؐ کے فیصلے کو ماننے اور تمام امور میں ان کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم

کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہ کرے اور اپنے دل میں کسی شک وشبہ کو داخل نہ کرے ۔ اور یہ ہی اسلام ہے ۔ اسلام نام ہی تسلیم و اطاعت کا ہے اور جو اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین پیش کرے گا وہ قابل قبول نہ ہوگا اور ایسا شخص آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہوگا ۔

سب سے زیادہ مقام حیرت یہ ہے کہ ہمارے مخالف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زمین کربلا سے گزرے آپ نے دیکھا کہ وہاں ہرن جمع ہیں وہ ان سے قریب ہوئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں ۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عیسیٰ زمین پر بیٹھ گئے اور حواریین ان کے گرد بیٹھ گئے ۔ پس وہ روئے اور حواریین بھی روئے جبکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت کیوں بیٹھے ہیں اور کیوں رو رہے ہیں ۔ ان لوگوں نے عرض کیا: یا روح اللہ اور اس کا کلمہ آپ کیوں رو رہے ہیں ۔ فرمایا: کیا تم اس سرزمین کو جانتے ہو؟ حواریین نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے ۔ فرمایا: یہ وہ سرزمین ہے جہاں فرزندِ پیغمبرِ آخر الزماںؐ جن کا نام نامی احمدؐ ہے اور فرزند طاہرہ بتول (سلام اللہ علیہا) جو میری والدہ ماجدہ مریمؑ کی شبیہ ہیں اس زمین پر شہید ہوگا اور یہیں دفن ہوگا ۔ اس زمین کی خاک مشک سے فزوں تر ہے کیونکہ یہ خاک مدفن ہے اس شہید مظلوم کی ۔ اور انبیاء اور اولاد انبیاء کی طینت ایسی ہی ہوتی ہے اور یہ ہرن مجھ سے کلام کرتے ہیں اور خبر دیتے ہیں کہ بوجہ اشتیاق نسبت امام مظلوم ہم اس زمین کی گھاس چرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس زمین پر محفوظ ہیں ۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ نے ان کی مینگنیوں کو توڑ کر سونگھا اور فرمایا: خداوند عالم ان مینگنیوں کو اسی ہیئت پر باقی رکھ تاکہ اس شہید مظلوم کا پدر بزرگوار ان کو سونگھے اور اس کی تسلی کا باعث ہو ۔ چنانچہ وہ مینگنیاں حضرت علیؑ کے دور تک موجود رہیں ۔ یہاں تک کہ امیرالمومنینؑ کا گزر اس علاقہ سے ہوا ۔ آپ نے ان مینگنیوں کو سونگھا، روئے اور اس واقعہ کی خبر دی جو کربلا میں پیش آنے والا تھا ۔

ہمارے مخالف اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ مینگنیاں پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ تک باقی رہیں ان کی تازگی اور ان کی بو میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ اور گردش ہائے روز و شب اور طویل برسوں نے ان پر اثر نہیں کیا مگر اس بات کو نہیں مانتے کہ قائم آل محمدؐ امام عصرؑ باقی ہیں، وہ تلوار کے ساتھ خروج کریں گے، دشمنان خدا کو قتل کریں گے اور دین خدا کو ظاہر کریں گے ۔ جبکہ ان کے لئے نبیؐ و ائمہؑ سے نام و نسب و طویل مدت کی غیبت کے بارے میں روایات صحیحہ وارد ہوئی ہیں اور آپ کے لئے امت سابقہ کی سنت طولِ عمر مقرر ہوئی ہے ۔ یہ انکار صرف بغض و عناد اور حق کے انکار کا باعث ہے ۔ [ہم رسوائی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں] ۔

باب (۴۸) آہوان ارض نینوی کی حدیث کا تفصیلی بیان

۱۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن بن قطان نے جو شہر رے کے بزرگ محدث تھے اور ابو علی بن عبدربہٗ کے نام سے مشہور تھے ان سے احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبداللہ بن حبیب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے تمیم بن بہلول نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن عاصم نے ان سے حصین بن عبدالرحمن نے ان سے مجاہد نے ان سے ابن عباس نے کہا کہ جناب امیرالمومنینؑ جنگ صفین پر گئے تو میں بھی ساتھ تھا جب حضرت زمین نینوی پر پہنچے جو دریائے فرات کے کنارے واقع ہے تو آپؑ نے باآواز بلند مجھ کو پکارا: اے ابن عباس کیا تم اس مقام کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: امیرالمومنین میں نہیں جانتا۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابن عباس اگر تم اس زمین کو جانو جیسا کہ میں جانتا ہوں تو یہاں سے نہ ہٹوگے مگر جب تک میری طرح گریہ نہ کرلو گے۔ اس کے بعد امیرالمومنینؑ رونے لگے یہاں تک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اور آنسوؤں کے قطرے ٹپک ٹپک کر سینۂ اقدس پر رواں ہوئے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آپؑ کو روتا دیکھ کر ہم لوگ بھی رونے لگے۔ اس کے بعد امیرالمومنینؑ نے فرمایا: آہ۔ آہ آل ابوسفیان اور آل حرب سے مجھے کیا مطلب ہے جو لشکر شیطان اور سرگروہ کفر ہیں۔ (اس کے بعد فرمایا) صبر کر اے ابو عبداللہ کیونکہ تیرے باپ کو بھی ان اشقیاء کے ہاتھوں وہی صدمات گزرے ہیں جو تجھ کو پہنچنا ہیں۔ پھر آپؑ نے پانی طلب کیا اور وضو کرکے نماز میں مشغول ہوگئے اور جتنا خدا نے چاہا نمازیں پڑھیں۔

پھر آپؑ نے اپنا پہلا کلام جاری رکھا مگر یہ کہ نماز کے پورا کرنے میں کچھ دیر ٹھہرے رہے پھر آپؑ نے خبردار کیا اور فرمایا: اے ابن عباس؟ میں نے عرض کیا: مولا میں حاضر ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: تم چاہو تو خبردوں جو میں نے اس وقت خواب میں حالت بیداری کی طرح دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا: مولا ہمیشہ آپ کی آنکھیں رہیں جو خواب آپ نے دیکھا ہے بہتر ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے ابھی دیکھا کہ کئی اشخاص آسمان سے اس صحرا میں نازل ہوئے ہیں جن کے ہاتھ میں سفید علم اور گلے میں چمکتی تلواریں ہیں انہوں نے اس زمین کے گرد ایک خط کھینچا پھر میں نے دیکھا کہ جو درخت اس صحرا میں ہیں ان سب کی تمام شاخیں زمین پر جھک گئیں اور یک بیک تازہ خون اس صحرا میں موجیں مارنے لگا اور میں نے اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھا کہ وہ اس دریائے خون میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور فریاد کررہا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچتا۔ سفید اور نورانی افراد جو آسمان سے نازل ہوئے تھے حسینؑ سے باآواز بلند کہتے ہیں صبر کرو اے آل رسولؐ تم بدترین خلق کے ہاتھوں قتل ہوگے۔ اے ابوعبداللہ بہشت تمہاری مشتاق ہے۔ اس کے بعد وہ نورانی افراد میرے پاس آئے اور مجھے پرسا دے کر کہنے لگے اے ابوالحسن خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہاری آنکھوں کو شہادت حسینؑ کی وجہ سے روشن کرے گا جب انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہ دیکھ کر میں بیدار ہوا۔ اسے

ابن عباس میں قسم کھاتا ہوں اس خدائے عزوجل کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے مخبر صادق ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تم اس زمین پر سے اس وقت گزرو گے جب اہل ظلم و ستم سے جنگ کرو گے۔ یہ زمین کرب و بلا ہے۔ اس زمین میں میرا حسینؑ مدفون ہوگا۔ اور اس کے ہمراہ سترہ اشخاص جو میری اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہوں گے اس زمین میں دفن ہوں گے۔ یہ زمین ساتوں آسمانوں میں مشہور ہے۔ اور اہل آسمان زمین کرب و بلا کا اسی طرح تذکرہ کرتے ہیں جس طرح زمین کعبہ، زمین مدینہ اور زمین بیت المقدس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے ابن عباس تم اس صحرا میں ہرن کی مینگنیاں تلاش کرو۔ خدا کی قسم نہ تو میں نے جھوٹ کہا اور نہ ہی رسول اللہؐ سے جھوٹ سنا کہ ان کا رنگ مثل زعفران کے زرد ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے امیرالمومنینؑ کے حکم کے مطابق مینگنیاں تلاش کیں تو ایک جگہ ان کو جمع پایا۔ میں نے بآواز بلند پکارا۔ یا امیرالمومنینؑ مجھے انہی صفات کی مینگنیاں مل گئیں جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا خدا اور رسولؐ نے سچ کہا۔ پھر آپؑ تشریف لائے اور ان مینگنیوں کو اٹھا کر سونگھا اور فرمایا: یہ وہی مینگنیاں ہیں جن کی خبر رسول خداؐ نے دی تھی۔ پھر فرمایا: جان لو اے ابن عباس یہ وہ مینگنیاں ہیں جنہیں حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے سونگھا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کے ساتھ جب اس صحرا میں وارد ہوئے تو دیکھا کہ یہاں ہرنوں کا ایک گلہ جمع ہے اور وہ ہرن رو رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ زمین پر بیٹھ گئے اور ان کے حواریینؑ ان کے گرد بیٹھے۔ اس وقت حضرت عیسیٰؑ رونے لگے حواریینؑ بھی یہ دیکھ کر رونے لگے جبکہ وہ اس بات سے آگاہ نہ تھے کہ حضرت عیسیٰؑ کیوں بیٹھے ہیں اور کیوں رو رہے ہیں حواریینؑ نے عرض کیا: یا روح اللہ اور اس کا کلمہ آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں آپؑ نے فرمایا: کیا تم اس زمین کو جانتے ہو؟ حواریینؑ نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے۔ فرمایا: یہ وہ سرزمین ہے جہاں پیغمبر آخرالزماں کا فرزند وہ پیغمبر جس کا نام احمد ہوگا اور فرزند طاہرہ بتول جو میری والدہ مریمؑ کی شبیہ ہوں گی اس زمین پر شہید ہوگا اور اسی زمین میں دفن ہوگا۔ اس زمین کی خاک پاک مشک سے فزوں تر ہے۔ کیوں کہ یہ خاک اس مظلوم شہید کا مدفن ہے۔ اور انبیاء اور اولاد انبیاء کی طینت ایسی ہی ہوتی ہے۔ یہ ہرن مجھ سے کلام کرتے ہیں اور مجھے بتاتے ہیں کہ تربت امام مظلومؑ کے اشتیاق میں ہم اس زمین کی گھاس چرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس زمین پر محفوظ ہیں اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے ان مینگنیوں کو توڑ کر سونگھا اور فرمایا: ان میں اس گھاس کی خوشبو ہے جو اس زمین میں اگتی ہے۔ اے اللہ ان مینگنیوں کو ہمیشہ اسی حالت میں باقی رکھ تاکہ اس (شہید مظلوم) کے والد بزرگوار ان کو سونگھیں اور ان کی تسلی کا باعث ہو۔ اس کے بعد امیرالمومنینؑ نے فرمایا: اے ابن عباس یہ مینگنیاں آج تک باقی ہیں۔ اور طویل مدت کے باعث ان کا رنگ زرد ہوگیا ہے اور یہ زمین جائے کرب وبلاء ہے۔ اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا: اے عیسیٰؑ بن مریمؑ خدا برکت نہ دے حسینؑ کے قاتلوں، اس کے اشقیاء کی نصرت کرنے والوں اور اس کی مدد نہ کرنے والوں کو۔ یہ کہہ کر امیرالمومنینؑ

بہت روئے ۔ آپؑ کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگا ۔ یہاں تک کہ حضرت روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑے جب غش سے افاقہ ہوا تو تھوڑی مینگنیاں اٹھا کر اپنی چادر کے دامن میں باندھ لیں اور مجھے بھی حکم دیا میں نے بھی تھوڑی سی مینگنیاں اٹھالیں ۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا! اے ابن عباس جب تم دیکھو کہ خونِ تازہ اس میں رواں ہے تو یقین کرنا کہ میرا فرزند اس زمین پر شہید ہو گیا ہے ۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں اپنے واجبات سے زیادہ ان مینگنیوں کی حفاظت کرتا تھا اور ہمیشہ اپنی آستین سے باندھے رہتا تھا ۔ ایک دن میں گھر میں سویا ہوا تھا ۔ جب نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ میری آستین خون سے بھری ہے اور خون ان مینگنیوں سے جاری ہے یہ حال دیکھ کر میں اٹھ بیٹھا اور آہ و بکا کرنے لگا ۔ میں نے دل میں کہا کہ خدا کی قسم فرزند رسولؐ شہید ہوئے اور میرے مولا علیؑ نے ہرگز جھوٹ نہیں فرمایا اور کبھی میرے مولا نے مجھے ایسی خبر نہیں دی جو واقع نہ ہوئی ہو کیونکہ رسول خداؐ ان کو بہت سی خبریں دیتے تھے جس سے دوسروں کو مطلع نہ فرماتے تھے ۔ جب میں گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک غبار نے سارے مدینہ کو گھیر لیا ہے اور کچھ نظر نہیں آتا اور گویا سورج کو گہن لگ گیا ہو ۔ اور مدینہ کی دیواریں سرخ ہو گئیں ۔ ایسا لگتا تھا کہ ان پر خون چھڑکا گیا تھا ۔ پس میں بیٹھ گیا اور رونے لگا ۔ اور کہا خدا کی قسم حسینؑ شہید ہو گئے ۔ اتنے میں میں نے ایک صدائے غیبی سنی جو کہہ رہی تھی ۔

اصبروا آل الرّسول قتل الفرخ النحول

نزل الرّوح الأمین ببکاء و عویل

یعنی اے آل رسولؐ صبر کرو کہ فرزند بتول خستہ تن قتل ہوا اور روح الامین نے با نالہ و فریاد اس شہید مظلوم کے ماتم میں نزول کیا ۔

پھر اس شخص کے رونے کی آواز میرے کان میں آئی ۔ اس کے رونے سے مجھ پر بڑی رقت طاری ہوئی اور میں نے اس وقت کو یاد رکھا اور وہ محرم کا مہینہ اور عاشور کا دن تھا ۔

جب امام حسینؑ کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو معلوم ہوا کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے اور وہ لوگ جو آپؑ کے ساتھ تھے بیان کرتے تھے کہ خدا کی قسم ہم نے بھی یہی آواز سنی تھی ۔ جو تم نے سنی ۔ ہم معرکہ میں تھے اور نہ سمجھ سکے کہ وہ کون تھا اور ہمارا گمان ہے کہ وہ حضرت خضرؑ تھے ۔ اللہ کا درود ہو ان پر اور حسینؑ پر اور اللہ حسینؑ کے قاتلوں اور ان اشقیاء کے فعل پر راضی ہونے والوں پر لعنت کرے ۔

روایت میں ہے کہ حبابہ والبیہ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے ملاقات کی اور آپؑ کے بعد دیگر ائمہ علیہم السلام سے بھی اور وہ حضرت امام رضاؑ کے زمانے تک زندہ رہی ۔ اور کوئی اس کی طول عمر کا انکار نہیں کرتا ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ امام قائمؑ کا انکار کیا جائے ؟

باب (۴۹) حبابۃ الوالبیہ کے بارے میں

۱۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد دقاق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد نے ان سے ابو علی بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر نے ان سے احمد بن قاسم عجلی نے ان سے احمد بن یحییٰ المعروف بہ بردنے ان سے محمد بن خداہی نے ان سے عبداللہ بن ایوب نے ان سے عبداللہ بن ہاشم نے ان سے عبدالکریم بن عمر خثعمی نے ان سے حبابۃ الوالبیہ نے بیان کیا کہ میں نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھا کہ لشکر میں ہیں اور آپؑ کے ہاتھ میں کوڑا ہے اور آپؑ جری اور ، مار ماہی اور ، زمار اور طافی (قسم کی مچھلیاں) فروخت کرنے والوں کو اس سے مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے بنی اسرائیل کے مسوخات بیچنے والو ۔ بنی مروان کے لشکرو ۔ فرات بن احنف نے پوچھا: یا امیرالمومنینؑ بنی مروان کا لشکر کیسا ؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو داڑھی منڈواتے ہیں اور مونچھوں پر بل دیتے ہیں (بنو مروان کے لشکر والے ایسی ہی صورت کے تھے) ۔ میں نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ سے بہتر کلام کرنے والا کوئی اور نہیں دیکھا ۔ پھر میں آپؑ کے پیچھے چل دی ۔ اور آپ کی پشت پر رہی یہاں تک کہ آپؑ مسجد کے چبوترے پر بیٹھے تو میں نے عرض کیا: اے امیرالمومنینؑ اللہ آپ پر رحم فرمائے ، دلالت امامت کیا ہے ؟ آپؑ نے جواب میں فرمایا: یہ پتھر اٹھاؤ اور اپنے ہاتھ سے ایک پتھر کی طرف اشارہ کیا ۔ آپؑ نے اس پتھر پر اپنی انگوٹھی لگائی تو اس انگوٹھی کا نقش پتھر پر ثبت ہوگیا ۔ پھر فرمایا: اے حبابہ کوئی مدعی امامت ہو تو اس سے کہو کہ اسی طرح پتھر پر مہر لگا دے ۔ اگر لگا دے تو سمجھ لینا وہ امام ہے ۔ اور اس کی اطاعت فرض ہے ۔ اور امام جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہ شے اس سے پوشیدہ نہیں رہتی ۔

حبابہ کہتی ہے میں حضرت علیؑ کے انتقال کے بعد حضرت امام حسنؑ کے پاس آئی ۔ آپؑ حضرت علیؑ کی جگہ بیٹھے تھے اور لوگ آپؑ سے سوال کر رہے تھے ۔ آپؑ نے فرمایا: اے حبابہ الوالبیہ ! میں نے عرض کی: جی میرے مولا ۔ آپ نے فرمایا: جو تیرے پاس ہے وہ مجھے دے ۔ میں نے وہ پتھر کا ٹکڑا حضرت امام حسنؑ کو دے دیا ۔ آپؑ نے اس پر اسی طرح مہر لگائی جس طرح جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ نے لگائی تھی ۔

پھر میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؑ اس وقت مسجد نبوی میں تھے ۔ حضرت نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مرحبا کہا ۔ پھر فرمایا: جو تو نے ارادہ کیا ہے وہ دلائل امامت میں سے ایک دلیل ہے ۔ کیا تیرا ارادہ دلیل امامت معلوم کرنے کا نہیں ہے ؟ میں نے کہا: ہاں ضرور ۔ میرے مولا نے فرمایا: جو تیرے پاس ہے وہ مجھے دے ۔ میں نے وہ پتھر نکال کر دیا ۔ آپؑ نے اس پتھر پر مہر لگا دی ۔ پھر میں علیؑ بن حسینؑ کے پاس آئی ۔ بڑھاپے کے باعث مجھے رعشہ تھا ۔ اس وقت میری عمر ایک سو تیرہ برس تھی ۔ میں نے امام زین العابدینؑ کو رکوع و سجود اور عبادت میں مشغول پایا پس میں مایوس

ہوئی تو آپؑ نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا تو میرا شباب لوٹ آیا۔ میں نے کہا: آقا میری عمر کتنی گزر گئی اور کتنی باقی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: گزری کو بتادوں گا۔ باقی عمر نہیں بتاؤں گا۔ پھر فرمایا: جو تیرے پاس ہے وہ لا۔ میں نے وہ پتھر حضرت امام زین العابدینؑ کو دے دیا۔ آپؑ نے اس پر مہر لگا دی۔ پھر میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں آئی۔ آپؑ نے بھی مہر لگادی اس کے بعد میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے بھی (اس پتھر پر) مہر لگا دی۔ پھر میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؑ نے بھی (اس پر) مہر لگا دی۔ پھر میں حضرت امام علی رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انہوں نے بھی (اس پتھر پر) مہر لگا دی۔ عبداللہ بن ہشام کے مطابق حبابہ اس کے بعد نو ماہ زندہ رہی۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن محمد بن عصامؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یعقوب کلینیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے والد موسیٰ بن جعفر نے ان سے ان کے والد جعفر بن محمد نے ان سے ان کے والد محمد بن علی علیہم السلام نے کہا کہ حبابہ والبیہ کے لئے امام علیؑ ابن الحسینؑ نے دعا کی تو اللہ نے اس کا شباب لوٹا دیا۔ اور اس کی طرف اشارہ کیا تو وہ حائضہ ہو گئی اور اس وقت اس کی عمر ایک سو تیرہ سال تھی۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جب حبابہ الوالبیہ کے لئے جائز ہے کہ خدا امام زین العابدینؑ کی دعا سے اس کا شباب اس وقت پلٹا دے جب اس کی عمر ایک سو تیرہ ہو اور وہ امام رضاؑ سے ملنے کے نو ماہ بعد تک زندہ رہے تو پھر یہ کیسے جائز نہیں کہ اللہ امام قائمؑ کو بھی بحالت جوانی سلامت رکھے۔ اور اس وقت تک زندہ رکھے جب تک وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح نہ بھردیں جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ حالانکہ امام قائمؑ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام سے نصوص بھی وارد ہیں۔

ہمارے مخالفین ابوالدنیا المعروف بہ معمر مغربی کے بارے میں بھی روایت کرتے ہیں کہ اس کا نام علی بن عثمان بن خطاب بن مرہ بن موید تھا۔ حضورؐ کے انتقال کے وقت اس کی عمر تین سو سال کے قریب تھی۔ حضورؐ کے بعد اس نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کی خدمت کی اور بادشاہان وقت نے اس سے طول عمر کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس نے آب حیات پیا تھا۔ وہ مقتدر کے دور تک زندہ رہا۔ ہمارے مخالفین تو اس کی موت کو ہی تسلیم نہیں کرتے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ امام قائمؑ کی طول عمر کا انکار کرتے ہیں۔

باب (۵۰) معمر مغربی کے بارے میں

۱۔ بیان کیا مجھ سے ابو سعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب بن نصر سجزی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو بکر محمد بن فتح رقی، ابوالحسن علی بن حسن بن اسحٰق جو ابی بکر کے رشتہ دار تھے، ان دونوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں کی ملاقات ایک شخص سے مکہ میں ہوئی۔ جس کا تعلق اہل مغرب سے تھا۔ ہم لوگ جو اصحاب حدیث کی ایک جماعت کے ساتھ بیت اللہ حج کے لئے آئے ہوئے تھے اس کی خدمت میں پہنچے۔ یہ تین سو نو ہجری تھا۔ ہم نے دیکھا کہ اس شخص کے سر اور داڑھی کے سب بال سیاہ ہیں۔ مگر وہ خود ہڈی اور چمڑے کا ایک ڈھانچہ ہے۔ جیسے خشک مشک۔ اور اس کے ارد گرد اس کی اولاد در اولاد اور اس کے ہم وطن سن رسیدہ اشخاص جمع ہیں۔ ان لوگوں نے بتایا کہ وہ لوگ مغربی ممالک کے بالکل آخری خطہ باہرہ علیا کے قریب کے رہنے والے ہیں۔ اور ان سن رسیدہ اشخاص نے گواہی دیتے ہوئے کہا: ہم نے اپنے آباء سے اور انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے سنا ہے کہ ہم لوگ اس شخص کو جو ابوالدنیا معمر کہلاتا ہے اور جس کا نام علی بن عثمان بن خطاب بن مرہ بن موید ہے ایک مدت سے دیکھتے آرہے ہیں۔ یہ ہمدانی ہے اور یمن کے بالائی حصہ کا باشندہ ہے۔ ہم نے اس معمر شخص سے پوچھا کیا آپ نے حضرت علیؑ کو دیکھا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس کی بھویں لٹک کر آنکھوں پر آگئی تھیں۔ اس کی آنکھیں کھول گئیں تو ایسا معلوم ہوا جیسے دو چراغ روشن ہیں۔ اس نے ہم سے کہا میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں ان کا خادم تھا۔ جنگ صفین میں ان کے ساتھ تھا اور یہ زخم کا نشان آپؑ کی سواری کی لات کا ہے۔ ہم نے اس زخم کا نشان اس کی سیدھی ابرو پر دیکھا۔ سن رسیدہ اشخاص اس کے پوتوں، نواسوں اور دوسرے اہل خانہ میں سے جو لوگ اس کے گرد جمع تھے سب نے اس کو طول عمر کی گواہی دی اور کہا کہ جب سے ہم پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالا ان کو اسی حال میں دیکھا ہے۔ اور اپنے آباء واجداد سے بھی ایسا ہی سنا ہے۔

جب ہم نے ان سے گفتگو کی تو دیکھا کہ وہ فاتر العقل نہیں ہیں اور جو بات بھی پوچھی جاتی اس کا سوچ سمجھ کر جواب دیتے ہم نے ان سے ان کے حالات پوچھے تو انہوں نے بیان کیا "میرے والد سابقہ کتابیں اور صحائف پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک کتاب میں آب حیات کے بارے میں پڑھا کہ وہ ظلمات میں ہے اور جو اس کا پانی پی لے گا اس کی عمر بہت طویل ہوجائے گی۔ یہ پڑھ کر ان کے دل میں ظلمات جانے کا شوق ہوا۔ ہم نے زاد سفر فراہم کیا اور چند خادموں، دودھ دینے والی اونٹنیوں اور بار برداری کے اونٹوں کو اپنے ساتھ لیا اور روانہ ہوگئے۔ اس وقت میری عمر تیرہ سال کی تھی۔ چلتے چلتے ظلمات تک جاپہنچے اور پھر ظلمات میں داخل ہوگئے ہم لوگ اس میں چھ دن رات تک مسلسل چلتے رہے۔ ہم رات اور دن کی تمیز اس طرح کرتے تھے کہ دن میں ہلکی سے روشنی ہوجاتی تھی جو رات کی سیاہی

سے کچھ ہی کم ہوتی تھی۔ چلتے چلتے چند پہاڑوں اور وادیوں کے درمیان اتر گئے اور میرے والد چشمہ حیات کی تلاش میں ہر طرف چکر لگانے لگے۔ انہوں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ چشمہ آب حیات اسی مقام پر واقع ہے۔ ہم نے چند دن وہاں قیام کیا یہاں تک کہ ہمارے ساتھ جو پانی تھا وہ ختم ہوگیا تو ہم نے اونٹنی کے دودھ پر گزارا کیا اگر ہمارے ساتھ اونٹنیاں نہ ہوتیں تو ہم لوگ پیاس سے مرجاتے۔ میرے والد لگاتار چشمہ حیات کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتے رہے اور ہمیں حکم دیا کہ ہر وقت آگ جلائے رکھیں تاکہ راستے کی نشاندہی ہوتی رہے۔ اور انہیں ہم تک آنے میں وقت پیش نہ آئے۔ وہاں ہم پانچ دن ٹھہرے رہے اور میرے والد مسلسل تلاش میں مصروف رہے مگر چشمہ نہ مل سکا۔ بالآخر مایوس ہو کر واپسی کا ارادہ کیا۔ زاد راہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ خادموں کو جان کا خطرہ ہوا تو انہوں نے والد سے ظلمات سے باہر نکلنے کا اصرار کیا۔ ایک دن میں اپنے قافلہ سے نکل کر اپنی حاجت کے لئے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اتفاقاً مجھے ایک چشمہ مل گیا۔ جس کا پانی سفید اور شیریں تھا۔ وہ چشمہ نہ تو بہت بڑا تھا اور نہ بالکل چھوٹا بلکہ درمیانہ درجہ کا تھا جو آہستہ آہستہ ابل رہا تھا میں اس کے قریب گیا اور دو تین چلو لے کر پانی پی لیا جو نہایت شیریں اور خوش ذائقہ اور ٹھنڈا تھا۔ میں بھاگ کر اپنے قافلے میں آیا اور خادموں کو خوشخبری سنائی کہ میں نے پانی کا ایک چشمہ پایا ہے۔ ان لوگوں نے مشکیں اٹھالیں اور میرے ساتھ ہولئے۔ مجھے اس وقت اس بات کا قطعاً خیال نہیں رہا کہ میرے والد چشمہ کی تلاش میں ہیں۔ بلکہ مجھے خوشی اس بات کی تھی کہ میرے قافلہ میں پانی ختم ہوگیا ہے اور مجھے چشمہ مل گیا۔ میرے والد اس وقت موجود نہ تھے بلکہ پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ ہم لوگوں نے اس چشمہ کو بہت تلاش کیا مگر چشمہ دوبارہ نہیں ملا۔ خادموں نے مجھے جھٹلایا اور کہا: تم نے سچ نہیں بولا۔ پس ہم اپنی قیام گاہ کے پاس واپس آئے تو دیکھا کہ والد صاحب بھی واپس آچکے تھے۔ میں نے ان سے سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے فرزند میں نے اسی چشمے کی خاطر اتنے مصائب برداشت کئے مگر میں اس کو نہ پاسکا اور تم کو مل گیا۔ اب تمہاری عمر اتنی طویل ہوگی کہ تم خود زندگی سے عاجز آجاؤ گے۔ پھر ہم لوگ واپس اپنے گھر آگئے۔ والد چند برس زندہ رہے اور اس کے بعد انتقال کرگئے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

جب میری عمر تیس سال کے قریب ہوئی تو اس دوران میں رسول خداؐ اور ان کے بعد دو خلفاء انتقال کرچکے تھے تیسری خلافت کے آخری دور میں حج کے لئے مکہ آیا تو تمام اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرا دل حضرت علیؑ کی طرف مائل ہوا۔ چنانچہ میں ان کی خدمت پر مامور ہوگیا اور ان کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر رہا۔ جنگ صفین میں ان کے گھوڑے کے پیروں سے جو زخم آیا تھا اس کا نشان یہ رہا۔ اس کے بعد بھی میں مسلسل ان کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ پھر ان کی اولاد اور اہل خاندان نے بہت اصرار کیا کہ میں ان کے پاس رہوں مگر میں اپنے وطن واپس آگیا۔

بنی مروان کے دور میں میں پھر حج کے لئے نکلا اور اپنے ہم وطنوں کے ساتھ واپس ہوا۔ میں جب بھی کسی سفر پر نکلتا ہوں تو بلاد مغرب کے جن سلاطین کو میری طول عمری کی خبر ہوتی ہے وہ مجھے اپنے دربار میں بلاتے ہیں اور مجھ سے میری طویل عمر اور میرے مشاہدات و تجربات کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ میری خواہش تھی کہ میں آخری حج اور کرلوں چنانچہ یہ میرے پوتے اور نواسے جنہیں تم لوگ میرے گرد دیکھ رہے ہو مجھے یہاں لاتے ہیں۔

معمر مغربی نے کہا کہ میرے دانت دو یا تین مرتبہ ٹوٹے اور پھر نکل آئے۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو احادیث امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ سے سنی ہیں۔ وہ ہم سے بیان کریں۔ انہوں نے کہا: مجھے حصول علم کا نہ شوق تھا اور نہ حوصلہ۔ اور آپ کے اصحاب بھی آپؑ سے کثیر علم حاصل کر رہے تھے۔ چونکہ مجھے مولا سے بہت محبت تھی اس لئے میں صرف ان کی خدمت میں مشغول رہتا تھا پھر بھی جو کچھ میں نے مولا سے سنا وہ بلاد مغرب و مصر و حجاز کے بہت سے علم دوست لوگوں کو سنایا۔ اور وہ سب وفات پاچکے مگر میرے ان پوتوں اور نواسوں نے وہ سب کچھ لکھ لیا ہے پھر انہوں نے ایک کتاب نکالی اور چند احادیث ہمیں پڑھ کر سنائیں (جو ذیل میں درج ہیں۔)

۲۔ بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن عثمان بن خطاب بن مرۃ بن مؤید ہمدانی المعروف بہ ابو الدنیا معمر مغربی نے (اللہ ان سے راضی ہو زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی) کہ ایک دن حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ حضرتؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اہل یمن سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے اہل یمن سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

۳۔ بیان کیا ہم سے ابو الدنیا معمر مغربی نے کہ مجھ سے حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے گا اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا۔ دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجہ بلند کردے گا۔

پھر امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ حضور اکرمؐ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو کوئی اپنے مومن بھائی کی حاجت برآوری کے لئے کوشش کرے گا بغرض خوشنودی خدا تو اس کا یہ عمل ایسا ہے جیسے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی ایک ہزار سال تک خدمت کی اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس نے اللہ کی معصیت نہیں کی۔

۴۔ بیان کیا ہم سے ابو الدنیا معمر مغربی نے کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بھوک لگی اس وقت آپؐ حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ دسترخوان لاؤ۔ میں دسترخوان لایا تو اس میں سے کچھ روٹی اور بھنا ہوا گوشت نکلا۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے ابوالدنیا معمر مغربی نے کہ میں نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنگ خیبر میں میرے جسم پر پچیس زخم آئے تھے۔ جب میں اس حال میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ مجھے دیکھ

کر رونے لگے اور آپؑ نے اپنے آنسوؤں کو میرے زخموں پر لگایا تو وہ زخم فوراً مندمل ہو کر اچھے ہوگئے۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے ابو الدّنیا معمر مغربی نے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے سورہ **قل ھو اللہ احد** کی ایک بار تلاوت کی گویا اس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی۔ جس نے دو مرتبہ تلاوت کی اس نے گویا دو تہائی قرآن پڑھا۔ جس نے تین مرتبہ تلاوت کی اس نے گویا پورا قرآن پڑھ لیا۔

۷۔ بیان کیا مجھ سے ابو الدّنیا معمر مغربی نے کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بکریاں چرا رہا تھا کہ میرے سامنے ایک بھیڑیا آگیا۔ میں نے اس سے کہا تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا اور آپؐ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ گلہ بانی کر رہا ہوں۔ پس وہ واپس چلا گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ایک دن میں اپنے ریوڑ کو پانی پلا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا اور چیر پھاڑ دیا تو میں نے اس کی گردن پکڑی، اسے ذبح کیا اور اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر میں اس (ذبح شدہ بکری) کو بازار میں لے گیا کہ اچانک تین فرشتے میرے سامنے نمودار ہوئے جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور ملک الموتؑ۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا کہ یہ محمدؐ ہیں۔ جن میں اللہ نے برکت دی ہے۔ پس انہوں نے مجھے لٹایا اور اس چھری سے جو ان کے پاس تھی میرا سینہ چاک کیا اور میرے سینے سے دل نکالا اس کو ٹھنڈے پانی سے دھویا جو ان کے پاس ایک کٹورے میں تھا۔ یہاں تک کہ اس پر سے خون بالکل صاف ہوگیا اور پھر اس کو واپس میرے سینے میں رکھ دیا۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا تو اللہ عزّوجل کے حکم سے میرا سینہ سالم ہوگیا مجھے چھری سے درد اور تکلیف کا احساس نہیں ہوا۔ میں وہاں سے واپس اپنی رضاعی ماں حلیمہ کے پاس آیا انہوں نے پوچھا: جانور کہاں ہیں؟ میں نے ان کو سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا: قریب ہے کہ تمہیں جنت میں عظیم منزلت ملے۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے ابو سعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے ان سے ابوبکر محمد بن فتح برقی اور ابوالحسن علی بن حسین اسکی نے کہا کہ مکہ کے گورنر کے پاس جب ابوالدّنیا کے متعلق خبر پہنچی تو وہ متعرض ہوا اور بولا کہ تم کو میرے ساتھ لازماً بغداد مقتدر کے پاس جانا ہوگا۔ اگر اسے اطلاع ہوئی تو وہ مجھ پر ناراض ہوگا کہ میں نے تم کو جانے کیوں دیا پس اہل مغرب و اہل مصر وشام کے حاجیوں نے کہا کہ اسے معاف کریں اور سفر پر نہ لے جائیں کیوں کہ یہ بوڑھا شخص ہے اور جو کچھ اس پر گزرے گی اس سے یہ زندہ نہ بچ سکے گا تب اس کی جان بخشی ہوئی۔

ابو سعید کہتے ہیں کہ اگر میں اس سال حج کے لئے جاتا تو ابو الدنیا سے ضرور ملاقات کرتا۔ اس کی شہرت تمام شہروں میں پھیل گئی تھی اور مصر وشام و بغداد وغیرہ کے محدثین نے اس سے احادیث نقل کی تھیں۔ مجھے بھی شوق تھا کہ میں اس سے ملتا اور احادیث نقل کرتا۔

۹۔ خبر دی مجھ کو ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبداللہ بن حسن بن علی بن حسین بن علی

ابن ابی طالب علیہم السلام نے کہ مجھے حدیث میں سے صحیح (حدیث روایت کرنے) کا اجازہ مرحمت فرمایا گیا اور میرے نزدیک حدیث شریف ابو عبداللہ محمد بن حسن بن اسحاق بن حسین بن اسحاق بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام درست ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے سن ۳۱۳ ہجری میں حج کیا اور ۸۰ سال مقتدر باللہ کا حاجب نصر قشوری بھی حج کے لئے آیا تھا۔ اس کے ساتھ عبداللہ بن حمدان جس کی کنیت ابو الہیجاء تھی بھی تھا۔ ہم سب ذیقعدہ میں مدینہ پہنچے تو وہاں اہل مصر کا ایک قافلہ ملا جس میں ابو بکر محمد بن علی ماذرائی بھی تھا۔ اس کے ساتھ اہل مغرب کا ایک شخص تھا جس کے متعلق معلوم ہوا کہ اس نے حضورؐ کے اصحاب [میں ایک شخص] کو دیکھا ہے۔ اس کو دیکھنے اور اس سے ملنے کے لئے لوگوں کا اژدحام تھا۔ لوگوں نے اسے گھیرا ہوا تھا وہ اسے حیرت سے دیکھتے اور چھوتے تھے۔ قریب تھا کہ اس اژدحام اور دھکم پیل کے باعث اس کی روح پرواز کر جائے۔ میرے چچا ابو القاسم طاہر بن یحییٰ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس مجمع کو منتشر کردو۔ چنانچہ غلاموں نے ایسا ہی کیا اور معمر مغربی کو ابن ابو سہل طفی کے گھر میں ٹھہرایا گیا میرے چچا وہاں آئے اور لوگوں کو ایک ایک کرکے اس سے ملاقات کی اجازت دی گئی۔ معمر مغربی کے ساتھ پانچ افراد تھے جو اس کے فرزندوں کے فرزند تھے۔ ان میں ایک ۸۰ سال سے زائد عمر کا بوڑھا شخص بھی تھا جس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ معمر مغربی کا پوتا ہے۔ دوسرا ۷۰ سال اور دو اشخاص پچاس یا ساٹھ سال کے تھے جو اس کے پوتے تھے۔ پانچواں شخص ۱۷ سال کا تھا جو اس کا پڑپوتا تھا۔ اس سے کم عمر اور کوئی نہیں تھا۔ معمر مغربی کو دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ تیس چالیس سال سے زیادہ کا نہ ہوگا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سیاہ تھے وہ دبلا پتلا، پستہ قد، چھوٹے پیروں اور پچکے ہوئے گال والا شخص تھا۔ ابو محمد علوی کہتے ہیں کہ یہ شخص جس کا نام علی بن عثمان بن خطاب بن مرۃ بن مؤید تھا نے مجھ سے چند احادیث بیان کیں، جن کو میں نے اسی کے الفاظ میں لکھ لیا۔ میں نے غور کیا کہ اس کے نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان کے بال سفید تھے جب وہ کھانا کھا لیتا تو وہ سیاہ ہوجاتے۔

ابو محمد علویؒ کہتے ہیں کہ مدینہ کے اشراف اور حاجیوں کی ایک جماعت اور دوسرے بہت سے افراد نے اگر یہ احادیث نہ سن لی ہوتی تو میں نے بھی جو کچھ سنا تھا اسے بیان نہ کرتا۔ میں نے اس سے کچھ احادیث مدینہ اور مکہ میں سہمیین کے مشہور مکان میں جو مکبریہ کے نام سے مشہور ہے اور جو علی بن عیسیٰ بن جراح کا ہے سنیں۔ اور باب صفا کے نزدیک قشوری کے خیمے میں اور ماذرائی کے خیمے میں۔ نصر قشوری کا ارادہ ہوا کہ معمر مغربی اور اس کی اولاد کو اپنے ساتھ بغداد مقتدر کے پاس لے جائے مگر اہل مکہ نے آکر کہا کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ پچھلوں سے جو روایات ہم تک پہنچی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اگر معمر مغربی بغداد میں داخل ہوگیا تو بغداد سیاہ ہوجائے گا اور بادشاہت پر زوال آجائے گا۔ یہ سن کر اس نے ساتھ لے جانے کا ارادہ ترک کردیا۔ اور بلاد مغرب کی طرف پلٹا دیا ہم نے اہل مغرب اور اہل مصر کے مشائخ سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم اپنے آباء کرام اور بزرگوں سے اس شخص کا نام اور اس کے وطن طنجہ

کا نام سنتے آرہے ہیں۔ اور ہم نے بھی اس سے بہت سی احادیث اپنی اس کتاب میں نقل کی ہیں۔

ابو محمد علویؒ کا بیان ہے کہ اس بزرگ یعنی علی بن عثمان سعر مغربی نے اپنے سفر اول کا حال اس طرح بیان کیا "میرے والد اور چچا مجھے اپنے ساتھ لے کر حج اور زیارات کے ارادے سے حضر موت (ایک شہر کا نام) سے نکلے دوران سفر راستہ بھٹک گئے۔ تین رات اور تین دن تک راستہ معلوم نہ کرسکے۔ چلتے چلتے ریت کے ٹیلوں میں جسے رمل عالج کہتے ہیں جو رمل ارم ذات العماد سے متصل ہے پھنس گئے۔

ابھی ہم لوگ اسی پریشانی میں گرفتار تھے کہ ہمیں کسی شخص کے بڑے بڑے قدموں کے نشان نظر آئے ہم ان نشانوں کو دیکھتے ہوئے چلے۔ یہاں تک کہ ایک قریہ میں پہنچے ہم نے دیکھا کہ دو افراد کنوئیں یا چشمہ پر بیٹھے ہوئے ہیں جیسے ہی انہوں نے ہمیں دیکھا تو ان میں سے ایک شخص اٹھا اور ایک ڈول پانی سے بھر کر ہماری طرف آیا اور ہمیں پانی پیش کیا۔ والد صاحب نے کہا کہ آج شام ہم لوگ اسی کنوئیں پر قیام کریں گے اور اسی سے افطار کریں گے۔ پھر وہ شخص میرے چچا کے پاس آیا اور بولا: یہ پانی پی لو۔ انہوں نے بھی وہی کہا جو میرے والد صاحب نے کہا تھا۔ پھر اس نے وہ ڈول میری طرف بڑھایا اور بولا: لو اس سے پانی پی لو۔ میں نے اس میں سے پانی پیا تو وہ شخص کہنے لگا تمہیں مبارک ہو تم علی ابن ابی طالبؑ سے ملاقات کرو گے۔ جب تم ان سے ملو تو کہنا کہ خضرؑ والیاسؑ نے آپؑ کو سلام کہا ہے۔ اور انہیں یہ واقعہ سنا دینا۔ اے فرزند تم اتنے عرصہ زندہ رہو گے کہ امام قائمؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کرو گے۔ جب تم ان سے ملو تو ہمارا سلام انہیں پہنچانا۔ اس کے بعد مجھ سے دریافت کیا کہ یہ دونوں تمہارے کیا لگتے ہیں؟ میں نے کہا: میرے والد اور چچا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے چچا تو مکہ نہ پہنچ سکیں گے البتہ تم اور تمہارے والد مکہ پہنچ جاؤ گے۔ مگر تمہارے والد کا انتقال ہو جائے گا۔ تمہاری عمر طویل ہوگی۔ تم حضورؐ سے ملاقات نہ کرسکو گے۔ کیونکہ ان کا انتقال ہونے والا ہے۔

خدا کی قسم یہ کہہ کر وہ دونوں نہ معلوم کہاں چلے گئے۔ آسمان کی طرف یا زمین میں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ نہ وہاں قدموں کے نشان ہیں اور نہ کوئی چشمہ نہ ہی پانی۔ ہمیں اس واقعہ پر بڑی حیرت ہوئی۔ ہم سب نجران کی طرف واپس آگئے۔ وہاں میرے چچا بیمار ہوئے اور مرگئے۔ میں اور میرے والد نے حج ادا کیا پھر مدینہ گئے۔ وہاں میرے والد بیمار ہوگئے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو میرے بارے میں وصیت کی اور ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ حضرت علیؑ نے میری پرورش فرمائی۔ میں تینوں دور خلافت میں اور پھر حضرت علیؑ کی خلافت ظاہری میں بھی جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ ابن ملجم نے آپؑ کو شہید کردیا۔ اللہ کی اس پر لعنت ہو۔

جب حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ ہوا تو انہوں نے مجھے بلایا اور ایک خط اور ایک سواری دے کر مجھ سے کہا کہ یہ خط حضرت علیؑ کے پاس پہنچا دو۔ حضرت علیؑ اس وقت مدینہ میں نہ تھے بلکہ اپنی زمینوں پر گئے ہوئے تھے۔ میں وہ

خط لیکر روانہ ہوا ابھی میں ابی عبایہ کی دیوار تک ہی پہنچا تھا کہ تلاوت قرآن کی آواز میں نے سنی ۔ دیکھا کہ مولا علی ابن ابی طالبؑ مقام ینبوع سے اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے تشریف لارہے ہیں ۔ **افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون** (سورۃ مومنون آیت ۱۱۵) "سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بے مقصد بنایا اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے " ۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابو الدنیا کیا بات ہے یہاں کیسے ؟ میں نے عرض کیا ایک خط ہے جو عثمانؓ نے دیا ہے آپ نے خط کھولا تو اس میں یہ شعر لکھا تھا ۔

فان کنت ما کولا فکن انت آکلی
والا فا درکنی ولما امزّق

یعنی اگر میں اس لائق ہوں کہ کھالیا جاؤں تو پھر آپ ہی مجھے کھالیں ورنہ اس سے پہلے کہ میں چیر پھاڑ دیا جاؤں میری مدد کو پہنچیں ۔

آپ نے خط پڑھ کر فرمایا ۔ چلو مگر جب ہم مدینہ پہنچے تو عثمان قتل ہوچکے تھے ۔ آپ حدیقہ بنی نجّار کی طرف مڑ گئے جب لوگوں کو آپؑ کی آمد کا پتہ چلا تو آپؑ کے پاس دوڑے ہوئے آئے ۔ اس سے پہلے ان لوگوں کا ارادہ تھا کہ طلحہ کی بیعت کریں مگر آپؑ کو دیکھا تو اس طرح دوڑتے ہوئے آئے جیسے بکریوں کے گلے پر جب کوئی بھیڑیا حملہ کرتا ہے تو وہ بھاگتی ہیں ۔ سب سے پہلے طلحہ نے پھر زبیر نے اور ان کے بعد مہاجرین و انصار نے بیعت کی ۔ میں آپ کی خدمت گزاری میں مصروف رہا ۔ میں جنگ جمل اور جنگ صفین میں موجود تھا ۔ صفین میں ایک مرتبہ جب آپ کے ہاتھ سے تازیانہ چھوٹ کر گر گیا تو میں آپ کی داہنی جانب کھڑا تھا میں نے جھک کر تازیانہ اٹھانا چاہا تو گھوڑے کی لجام جو لوہے کی تھی میری بھنوؤں پر آگئی جس کے باعث زخم ہوگیا ۔ امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ نے مجھے بلایا اور اپنا لعاب دہن زخم پر لگایا اور ایک چٹکی خاک اس پر ڈال دی ۔ خدا کی قسم اس کی برکت سے فوراً درد رک گیا ۔ میں آپؑ کی خدمت میں رہا ۔ پھر امام حسنؑ کی خدمت میں رہا جب کہ ساباط مدائن میں آپ کو زخمی کردیا گیا میں آپ کے ہمراہ مدینہ آگیا ۔ آپ کی خدمت میں مشغول رہا یہاں تک کہ جعدہ بنت اشعث ابن قیس کندی ، اللہ کی اس پر لعنت ہو ، نے معاویہ کے ساتھ مل کر سازش کی اور امام حسنؑ کو زہر دے کر شہید کردیا ۔

پھر میں امام حسینؑ کے ہمراہ کربلا پہنچا جب امام حسینؑ شہید کردیئے گئے تو میں بنوامیہ کے خوف سے بھاگ کر بلاد مغرب چلا گیا اور اب ظہور امام قائمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے خروج اور نزول کے انتظار میں ہوں ۔

ابو محمد علویؒ کا بیان ہے کہ میں نے ان بزرگ میں ایک عجیب بات دیکھی وہ یہ کہ جب وہ میرے چچا طاہر بن یحییٰؒ کے گھر میں یہ واقعات بیان کررہے تھے تو ان کے نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان کے بال سرخ ہوگئے پھر سفید ہوگئے ۔ میں (اس سے پہلے) دیکھ چکا تھا کہ ان کے سر اور داڑھی میں سفید بال نہ تھے ۔ جب ان بزرگ نے مجھے

متعجب دیکھا تو کہا تم کیا دیکھ رہے ہو ۔ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو ایسا ہوتا ہے ۔ اور جب میرا پیٹ بھرجاتا ہے تو یہ بال سیاہ ہوجاتے ہیں ۔ پس میرے چچا نے کھانا منگوایا تو تین طشت کھانے سے بھرے ہوئے آئے ۔ ایک طشت معمر مغربی کے سامنے رکھا گیا اور اس میں کچھ حاضرین کے ساتھ میں بھی کھانے میں شریک ہوگیا ۔ باقی دو طشت اور لوگوں کے درمیان رکھ دیئے گئے ۔ میرے چچا نے لوگوں سے کہا: میرا حق تم لوگوں پر ہے تو تم کیوں نہیں کھاتے اور کیوں ہمارے کھانے کو اپنے اوپر حرام کرتے ہو ۔ پس کچھ لوگوں نے کھانا کھایا اور کچھ لوگوں نے نہیں کھایا ۔ میرے چچا معمر مغربی کے داہنی جانب بیٹھے تھے ۔ وہ خود بھی کھاتے اور ان کی طرف بھی بڑھاتے جاتے تھے ۔ میں نے دیکھا انہوں نے اتنا کھانا کھایا جتنا ایک جوان آدمی کھاتا ہے میں نے دیکھا کہ ان کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان کے بال سیاہ ہوتے جارہے ہیں یہاں تک کہ جب وہ پیٹ بھر کر کھا چکے تو سب بال سیاہ ہوگئے ۔

۲ ۔ بیان کیا مجھ سے علی بن عثمان بن خطاب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے انہوں نے کہا کہ جناب رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے اہل یمن سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے اہل یمن سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا ۔

باب (۵۱) عبید بن شریہ جرہمی

۱ ۔ بیان کیا مجھ سے ابو سعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب سجزی نے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی ابوالحسن کی خود نوشت کتاب میں ایک تحریر دیکھی کہ میں نے ایک صاحبِ علم کو بیان کرتے ہوئے سنا جو کتابیں پڑھتا تھا اور حدیثیں سنتا تھا کہ عبید بن شریہ جرہمی تین سو پچاس سال تک زندہ رہا ۔ اس نے حضور اکرمؐ کا عہد مبارک دیکھا اور اسلام لایا ۔ پھر حضورؐ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہا یہاں تک کہ معاویہ سے اس کے غلبہ اور حکومت کے دور میں ملا معاویہ نے کہا کہ اے عبید مجھے بتاؤ تم نے زمانے کو کیسا پایا کیا سنا اور کیا کیا دیکھا؟

عبید نے کہا کہ زمانے میں تو کوئی فرق نہیں پایا جیسے پہلے رات دن تھے ویسے اب بھی ہیں ۔ جیسے پہلے لوگ جیتے مرتے تھے ویسے اب بھی جیتے مرتے ہیں ۔ ہاں لوگ اپنے زمانے کو برا کہتے ہیں ۔ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے اور اس سے ملا ہوں جو ایک ہزار سال زندہ رہا اور اس شخص نے بتایا کہ وہ ایسے شخص سے ملا تھا جو دو ہزار سال زندہ رہا ۔

اور جو کچھ میں نے سنا ہے وہ یہ ہے کہ سلاطین حمیران میں سے ایک بادشاہ جو یمن کے شاہوں میں سے تھا ، ایسا شخص کہ تمام شہروں والے اس سے واقف تھے ۔ اسے ذو سرح کہتے تھے ۔ نوجوانی میں اسے بادشاہت مل گئی تھی ۔ وہ اچھے اخلاق سے اپنی رعایا کے ساتھ پیش آتا تھا ۔ ان پر مہربان تھا لوگ اس کی اطاعت کرتے تھے اس نے سات سو سال حکومت کی ۔ وہ اکثر اپنے مصاحبین کے ہمراہ سیروشکار کے لئے جاتا تھا ۔ ایک دن وہ سیر کے لئے نکلا تو راستے میں دو

سانپ نظر آئے ایک چاندی کی طرح سفید اور دوسرا کوئلہ کی طرح سیاہ۔ دونوں آپس میں لڑ رہے تھے۔ کالا سانپ سفید سانپ پر غالب آگیا اور قریب تھا کہ سفید سانپ ہلاک ہوجائے۔ بادشاہ نے کالے سانپ کو مار ڈالا اور سفید سانپ کو اٹھا لیا۔ ایک چشمہ پر لے جاکر اس کو پانی پلایا تو اس کو ہوش آیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا وہ رینگتا ہوا چلا گیا۔ بادشاہ اپنی قیام گاہ پر واپس آیا جب شام ہوئی تو وہ اپنے محل میں واپس آگیا اور ایسے تخلیہ میں جاکر بیٹھا جہاں کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی ناگاہ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان جس کی خوبصورتی کی تعریف نہیں ہوسکتی چوکھٹوں پر ہاتھ رکھے کھڑا ہے اس نے سلام کیا۔ بادشاہ کو خوف محسوس ہوا۔ اس نے کہا: تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے جبکہ یہاں کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے؟ اس نوجوان نے جواب دیا: اے بادشاہ خوف نہ کھائیں۔ میں انسان نہیں ہوں بلکہ ایک جن ہوں اور آپ کو اس نیک سلوک کا بدلہ دینا چاہتا ہوں جو آپ نے میرے ساتھ کیا۔ بادشاہ نے کہا: میں نے تمہارے ساتھ کیا نیکی کی ہے؟ اس نے کہا: میں دراصل وہی سانپ ہوں جس کی آج آپ نے جان بچائی ہے اور جس سانپ کو آپ نے قتل کیا اور مجھے بچایا وہ میرا غلام تھا جو باغی ہوگیا تھا۔ اور میرے خاندان کے بہت سے افراد کو قتل کرچکا تھا۔ اور جب بھی کسی کو تنہا پاتا قتل کر دیتا تھا اور آپ نے میرے دشمن کو قتل کر دیا اور مجھے بچایا پس میں آپ کو اس کے بدلے کچھ دینا چاہتا ہوں اور شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اے بادشاہ ہم جن ہیں الجن نہیں ہیں۔ بادشاہ نے دریافت کیا جن اور الجن میں کیا فرق ہے؟ پس یہیں پر تحریر ختم ہوگئی اور اسے آخر تک نہیں پہنچایا گیا۔

باب (۵۲) ربیع بن ضبع فزاری

۱۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن یحییٰ مکتب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو طیب احمد بن محمد وراق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا محمد بن حسن بن درید ازدی عمانی نے ان کتابوں میں جنہیں انہوں نے تصنیف کیا اور اسے ہم نے دوسری خبروں میں بھی پایا جس میں انہوں نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کے پاس جو وفد گیا تھا اس میں ربیع بن ضبع فزاری بھی تھا۔ جو معمر ترین افراد میں سے ایک تھا۔ اس کے ساتھ اس کا پوتا وهب بن عبداللہ بن ربیع بھی تھا۔ جو خود بہت ضعیف تھا۔ اس کی ابرو لٹک کر آنکھوں پر آگئی تھیں جن کو وہ پیشانی پر باندھ لیتا تھا۔ جب حاجب نے اسے دیکھا تو سب سے زیادہ ضعیف سمجھ کر اس سے کہا بزرگوار پہلے آپ اندر آجائیں وہ عصا ٹیکتا ہوا اندر آیا اور عصا سے ٹیک لگاکر کھڑا ہوگیا۔ اس کی داڑھی اس کے گھٹنوں تک پہنچ گئی تھی۔ جب عبدالملک نے اسے دیکھا تو بولا: بزرگوار بیٹھ جاؤ۔ وہ بولا: میں کیسے بیٹھ جاؤں جبکہ میرے دادا دروازے پر کھڑے ہیں۔ عبدالملک بولا: اچھا تو تم ربیع بن ضبع کے پوتے ہو۔ اس نے کہا: ہاں میں وهب بن عبداللہ بن ربیع ہوں۔ عبدالملک نے حاجب کو حکم دیا کہ ربیع کو حاضر کرو۔ حاجب نے آواز دی: ربیع کون ہے؟ ربیع نے بڑھ کر کہا: میں ربیع ہوں اور تیزی سے دربار میں حاضر ہوگیا اور سلام

بجالایا۔ عبدالملک نے اپنے ہم نشینوں سے کہا وائے ہو تم پر یہ تو دو آدمیوں سے زیادہ جوان ہے اے ربیع تم نے عمر کیسے گزاری اور کیا کیا دیکھا؟ ربیع نے کہا: میں وہ ہوں جس نے کہا ہے۔

ما انا ذا آمل الخلود وقد

آگاہ رہو میں وہ ہوں جو ابدیت اور ہمیشگی کی امید رکھتا ہوں۔

ادرک عمری ومولدی حجرا

میری زندگی اور پیدائش نے بہت سے ادوار کو دیکھا اور سمجھا ہے۔

انا امرء القیس قد سمعت به

میں امرالقیس ہوں یقیناً تم نے اس کے بارے میں سنا ہوگا۔

هیهات هیهات طال ذا عمرا

ہائے افسوس ہائے افسوس اس کی عمر طولانی ہو گئی۔

عبدالملک نے کہا: میں نے یہ تمہارے اشعار میں دیکھا ہے اور میں بچہ تھا۔ اس نے کہا اور میں نے کہا تھا۔

اذا عاش الفتی مائتین عاماً فقد ذهب, الذاذة والفتاء

جب آدمی دو سو سال زندگی گزارے تو لذتیں اور جوانی چلی جاتی ہے

عبدالملک نے کہا: میں نے یہ بھی دیکھا ہے جب میں لڑکا تھا۔ اے ربیع تم نے بہترین خوش قسمتی کو طلب کیا پس مجھے اپنی زندگی کے بارے میں بتاؤ۔ تو اس نے کہا: میں نے دو سو سال حضرت محمدؐ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان کے زمانہ فترت میں گزارے پھر دور جاہلیت میں ایک سو بیس سال پھر دور اسلام میں ساٹھ سال گزارے عبدالملک نے کہا: تم قریش میں سے کس کس کو جانتے ہو؟ اس نے کہا: آپ جس کا چاہیں حال پوچھ لیں۔ عبدالملک نے کہا: عبداللہ بن عباس کیسے آدمی تھے۔ جواب دیا: وہ صاحب علم و فہم، جود و سخا اور حلیم و برد بار تھے؟ کہا: عبداللہ بن عمر کے متعلق مجھے بتاؤ۔ جواب دیا: کہ وہ صاحب علم و حلم، احسان کرنے والے اور غیظ کو قابو میں رکھنے والے اور ظلم سے دور رہنے والے تھے۔ پوچھا: عبداللہ بن جعفر؟ کہا کہ وہ ہلکی اور بھینی خوشبو کی طرح اور نرم دل تھے اور مسلمانوں کو ان سے کوئی ضرر نہ پہنچا تھا۔ پوچھا عبداللہ بن زبیر کے متعلق کیا خیال ہے؟ کہا کہ وہ ایک ایسا پہاڑ تھے جس سے چٹانیں ٹوٹ کر گرتی تھیں۔

عبدالملک نے کہا: خدا کی قسم تم کو یہ معلومات کیسے حاصل ہوئیں؟ کہا: کچھ ان کی قربت میں رہ کر اور کچھ ان کے بارے میں خبریں جو مجھ تک پہنچیں۔

باب (۵۴) شق الکاهن

۱۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن یحیٰ مکتبؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو طیبؒ احمد بن محمد وراق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن درید ازدی عمانی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن عیسیٰ ابو بشیر عقیلی نے ان سے ابو حاتم نے ان سے ابو قبیصہ نے ان سے ابن کلبی نے ان سے ان کے والد نے کہا کہ میں نے بجیلہ کے بزرگوں سے سنا ہے کہ انہوں نے آدمیت و شرف اور خوبصورتی میں (شق الکاھن کی طرح) کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ خبر دیتے ہیں کہ شق الکاھن تین سو سال زندہ رہا۔ جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں کچھ نصیحتیں کرو کیونکہ اب تمہارا آخری وقت ہے۔ اس نے کہا۔ اے لوگو! تم آپس میں متحد رہنا۔ قطع تعلق نہ کرنا ایک دوسرے کے آگے آگے رہنا، پیچھے نہ رہنا۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا۔ اپنے فرائض کو ادا کرنا۔ سمجھ دار آدمی کو اپنا سردار بنانا۔ بخشش کرنے والے کی تعظیم کرنا۔ بزرگوں کی عزت کرنا کمینہ کو ذلیل کرنا۔ سنجیدگی کے موقع پر بردبار رہنا۔ اپنی نیکیوں کو احسان جتا کر برباد نہ کرنا۔ دشمن پر قدرت حاصل ہوجانے کے بعد اسے معاف کر دینا۔ جب عاجز ہوجاؤ تو صلح کرلینا۔ اور جب تم سے چال بازی کی جائے تو احسان کرنا۔ بزرگوں کی اطاعت کرنا دشمن کے موقع پر اصلاح کی دعوت دینے میں سبقت کرنا۔ کیونکہ یقیناً دشمنی میں انتہا کو پہنچنا ایسا زخم ہے جس کا بھرنا مشکل ہے۔ کسی کے نسب پر طعنہ زنی نہ کرنا۔ عیب جوئی نہ کرنا۔ اپنی لڑکیوں کو غیر کفو میں نہ دینا کیوں کہ یہ بڑے عیب اور رسوائی کی بات ہے۔ نرمی سے کام لینا کیوں کہ سختی کا انجام ندامت ہے اور ملامت کی کمائی ہے۔ صبر کرنا بدلہ لینے سے زیادہ سود مند ہے۔ قناعت بہترین دولت ہے۔ لوگ حرص و طمع کے غلام ہیں۔ ہلاکت ان کی ہم نشین ہے، ان کی سواری جزع و فزع اور رسوا کرنے والی ذات کی روح ہے۔ وہ ایسے ناظر ہیں جن کی اونگھتی ہوئی آنکھوں میں ہمیشہ اپنے مالوں کی امید اور اپنی جائدادوں (کے ضائع ہونے) کا خوف شامل رہے گا۔ پھر اس نے کہا: یہ کیسی نصیحت ہے جو فصیح شیرینی سے گری ہوئی ہے جب کہ اسے انتہائی سخت اور مضبوط ہونا چاہیئے اور نصیحت کی کان ہر ایک کے لئے عام نہیں۔ پھر وہ مرگیا۔

اس کتاب کے مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مخالفین اسی طرح کی بہت سی احادیث نقل کرتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ شدّاد بن عاد بن ارم کے متعلق بھی روایت کرتے ہیں کہ وہ نو سو سال زندہ رہا۔ نیز اس کی جنت کے اوصاف روایت کرتے ہیں اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ جنت اسی زمین پر ہے مگر لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ یہ لوگ صرف حق اور اہل حق سے بغض و عناد کی وجہ سے قائم آل محمدؐ کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان سے متعلق روایات سے انکار کرتے ہیں۔

باب (۵۴) شداد بن عاد بن ارم اور ذات عماد کی جنت کہ اس جیسی روئے زمین پر کوئی اور نہیں بنائی گئی

۱۔ ایک خط کے ذریعہ محمد بن ہارون زنجانی نے مجھے خبر دی کہ ان سے معاذ ابو مثنیٰ عنبری نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا جویریہ نے ان سے سفیان نے ان سے منصور نے ان سے ابووائل نے بیان کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن قلابہ اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں نکلا، وہ اسے عدن کے جنگل اور بیابان میں تلاش کر رہا تھا کہ انہی بیابانوں میں ایک شہر نظر آیا جس کے گرد ایک فصیل تھی چاروں طرف بہت سے قصر اور بے شمار علم بلند تھے۔ وہ سمجھا کہ اس میں آبادی ہوگی وہ اپنے اونٹ کے بارے میں معلوم کرلے گا مگر کسی کو اس شہر میں آتے جاتے نہیں دیکھا۔ وہ قریب پہنچا اور اپنے اونٹ سے اتر کر اس کو ایک طرف باندھ دیا اور اپنی تلوار نیام سے باہر نکال کر شہر کے دروازے میں داخل ہوا۔ اسے دو بڑے دروازے اور نظر آئے جن سے بڑے اور اونچے دروازے کسی نے دنیا میں نہ دیکھے ہوں گے۔ ان دروازوں کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت زرد اور سرخ سے مرصع تھیں۔ جن کی روشنی سے تمام مکانات روشن تھے یہ دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوا۔ پھر اس نے ایک دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ اس میں بھی ایک شہر دیکھا۔ جو بے مثل اور بے نظیر تھا۔ اس میں ایسے محل نظر آئے جو معلق تھے اور جن کے نیچے ستون زبرجد اور یاقوت سے بنائے گئے تھے۔ ہر محل کے اوپر کھڑکیاں تھیں اور ہر کھڑکی کے اوپر ایک دوسری کھڑکی تھی وہ سب سونے، چاندی، مروارید، یاقوت اور زبرجد سے بنی ہوئی تھیں۔ ان محلوں کے دروازے بھی شہر کے دروازوں کے مانند تھے۔ جن کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت سے مزین تھیں۔ ان محلوں کے فرش مروارید اور مشک و زعفران کی گولیوں سے بنے ہوئے تھے۔ اس نے جب ان عمارتوں کو دیکھا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو خوف زدہ ہوا۔ ان محلوں کے چاروں طرف کیاریاں تھیں۔ جن میں درخت لگے ہوئے تھے۔ اور ان میں پھل لٹک رہے تھے۔ ان کے نیچے نہریں جاری تھیں۔ اس نے گمان کیا کہ شاید یہ ہی وہ بہشت ہے جس کا خدا نے نیک بندوں کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دنیا ہی میں اس نے مجھے بہشت میں داخل کیا۔ پھر اس نے مروارید، مشک اور زعفران کی شیشیوں سے جس قدر لے سکتا تھا لے لیا۔ لیکن زبرجد اور یاقوت کا کوئی دانہ نہ اکھاڑ سکا کیونکہ وہ دیواروں اور دروازوں پر مضبوطی سے جڑے ہوئے تھے اور لولو و مشک و زعفران کی گولیاں ان محلوں اور کمروں میں ریت کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ پس جتنا لے سکتا تھا لے لیا پھر باہر آیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جس راہ سے آیا تھا واپس یمن پہنچا۔ وہاں ان مروارید، زعفران اور مشک کی گولیوں کو دکھایا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ موتیوں کو فروخت کیا جو کہ گردش زمانہ کے سبب زرد اور متغیر

ہوگئے تھے یہ خبر مشہور ہوئی اور معاویہ بن ابی سفیان تک پہنچی تو اس نے والی صنعاء کے پاس قاصد بھیجا کہ اس شخص کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ وہ شخص معاویہ کے پاس آیا اس نے اس کو تنہائی میں بلا کر اس شہر کے متعلق دریافت کیا اور یہ کہ اس میں کیا دیکھا۔ اس نے تمام واقعہ اس سے بیان کیا اور وہ بھی دکھایا جو لولؤ ہشک اور زعفران میں سے وہاں سے اٹھایا تھا۔ اور کہا: خدا کی قسم سلیمانؑ بن داؤدؑ کو بھی ایسا شہر نہیں ملا ہوگا۔ معاویہ نے کعب الاحبار کو بلوایا اور کہا: اے ابو اسحاق کیا تجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا شہر ہے جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہو۔ جس کے ستون یاقوت اور زبرجد کے ہوں اس کے قصر اور کھڑکیاں لولؤ کی ہوں اور اس کی کیاریوں میں درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں۔ کعب نے کہا: ہاں اس شہر کو شداد بن عاد نے تعمیر کیا تھا۔ وہی ارم ذات العماد ہے۔ جس کی تعریف میں اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری کہا کہ اس کا مثل نہیں خلق ہوا۔ معاویہ نے کہا کہ اس کا حال مجھ سے بیان کر۔ کعب نے کہا کہ ایک شخص عاد اولی تھا اور یہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد سے نہیں تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شدید اور دوسرے کا شدّاد تھا۔ جب عاد مرگیا تو اس کے یہ دونوں بیٹے بادشاہ ہوئے اور غلبہ حاصل کیا یہاں تک کہ اہل مشرق و مغرب سب نے ان کی اطاعت کی۔ شدید پہلے مرگیا اور شدّاد بلا نزاع بادشاہ بن گیا۔ اسے کتابوں سے بہت لگاؤ تھا۔ جب وہ بہشت کا ذکر سنتا کہ اس میں یاقوت و زبرجد و مروارید کی عمارتیں ہیں تو چاہتا تھا کہ دنیا میں بھی اس کے مثل خدا کے مقابلہ میں ایک بہشت بنائے۔ اس نے ایک سو افراد کو اس کام پر مامور کیا۔ اور ان میں سے ہر ایک کی مدد کے لئے ہزار ہزار افراد مقرر کئے اور حکم دیا کہ ایک بہت بہتر اور وسیع میدان تلاش کرو اور اس میں میرے لئے ایک شہر سونے، چاندی، یاقوت و زبرجد اور مروارید کا تیار کرو۔ اور اس کے ستون زبرجد کے بناؤ۔ اس میں محل تیار کرو اور ان محلوں پر کھڑکیاں بناؤ اور ان کھڑکیوں پر مزید کھڑکیاں تیار کرو۔ ان قصروں کے نیچے مختلف میووں کے درخت لگاؤ اور ان کے نیچے نہریں جاری کرو جیسا کہ میں نے کتابوں میں بہشت کے اوصاف دیکھے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی کی مثل دنیا میں ایک شہر تعمیر کروں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس قدر جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے آئے گا جس سے ہم ایسا شہر بنائیں جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ شدّاد نے کہا شاید تم لوگ نہیں جانتے کہ دنیا کے تمام ممالک میرے قبضہ میں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ جاؤ اور سونے، چاندی اور جواہرات کی کانوں پر ایک ایک گروہ کو مقرر کرو تاکہ جس قدر تم کو ضرورت ہو وہ لوگ جمع کریں۔ اس کے علاوہ لوگوں کے پاس جس قدر سونا، چاندی ہو حاصل کرو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے فرمانروان مشرق و مغرب کو خطوط لکھے گئے اور لوگ دس سال تک جواہرات جمع کرتے رہے۔ پھر تین سو سال کی مدت میں وہ شہر تیار کیا گیا۔ شدّاد کی عمر نو سو سال تھی۔ لوگوں نے اس کو اطلاع دی کہ ہم بہشت کی تعمیر سے فارغ ہوگئے ہیں تو اس نے کہا کہ اس کے گرد ایک حصار تیار کرو اور اس حصار کے چاروں طرف ہزار قصر بناؤ اور ہر قصر کے پاس ہزار ہزار علَم نصب کرو

کیونکہ ہر قصر میں میرا ایک وزیر رہے گا پس واپس جاؤ اور یہ تمام کام کرو۔ یہ سن کر وہ لوگ واپس ہوگئے اور اس کے حکم کے مطابق سب کچھ تیار کر کے اس کو اطلاع دی۔ اب اس نے حکم دیا کہ لوگ ارم ذات العماد چلنے کی تیاری کریں تو لوگ دس سال تک سامان سفر تیار کرتے رہے۔ پھر بادشاہ ارم کے ارادہ سے روانہ ہوا جب اس جنت کے قریب پہنچا اور ایک دن اور شب کی مسافت باقی رہ گئی تو پروردگار عالم نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر آسمان سے ایک آواز بھیجی جس کو سن کر سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ نہ وہ خود ارم میں داخل ہوسکا اور نہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی داخل ہوسکا۔ یہ ہیں اس ارم کی صفات کہ شہروں میں اس جیسا شہر اور کوئی نہیں بنایا گیا۔

اور میں نے یہ بات کتابوں میں پائی ہے کہ ایک شخص اس ارم میں جائے گا۔ اسے دیکھے گا اور لوگوں سے بیان کرے گا مگر لوگ اس کی بات کا یقین نہیں کریں گے۔ البتہ آخری زمانے میں اہل ایمان اس میں داخل ہوں گے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اگر زمین پر بننے والی جنت کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہے گی اور کوئی فرد اس کا پتہ نہ لگا سکے گا اور لوگ یہ علم نہ ہونے کے باوجود کہ وہ کہاں ہے، روایتوں کی بناء پر اس کی موجودگی کا اعتقاد رکھیں گے تو پھر روایتوں کی بناء پر قائم علیہ السلام کی غیبت کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ اور اگر یہ قابل قبول ہے کہ شداد بن عاد نو سو سال تک زندہ رہ سکتا ہے تو پھر امام قائمؑ کی طویل عمر پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔

شداد بن عاد سے متعلق خبر ابو وائل سے مروی ہے اور امام قائمؑ سے متعلق خبر نبیؐ اور ائمہؑ سے مروی ہے پس یہ صرف حق کا انکار کرنا ہے۔

میں نے کتاب معمرین میں دیکھا ہے جس میں ہشام بن سعید رحال سے منقول ہے کہ میں نے اسکندریہ میں ایک پتھر دیکھا جس پر لکھا تھا کہ میں شداد بن عاد ہوں جس نے ارم ذات العماد تعمیر کیا، جس کے مانند کوئی شہر نہیں تعمیر ہوا اور بہت سے لشکر تیار کئے اور اپنے قوت بازو سے میدانوں کو ہموار کیا اور قصرہائے ارم تیار کئے جس وقت پیری اور موت نہ تھی اور پتھر تری میں پھول کے مانند تھے۔ اور میں نے بہت سا خزانہ بارہ منزل تک دریا میں ڈال دیا جس کو کوئی نہ نکال سکے گا لیکن (حضرت) محمدؐ کی امت اس کو باہر لائے گی۔

اوس بن ربیعہ بن کعب بن امیہ الاسلمی دو سو چودہ سال زندہ رہا اور یہ اشعار کہے۔

لقد عمرت حتی مل اھلی ثوائی عندھم و سئمتُ عمری

میں نے اتنی زندگی گزاری کہ میرے گھر والے اکتا گئے میرے ان کے پاس رہنے اور میری عمر کے طولانی ہونے سے

وحقٌ لمن اتی مائتان عاماً علیہ واربعٌ من بعد عشر

اور انصاف یہ ہے کہ جو دو سو سال کے علاوہ چودہ سال گزارے

یملُّ من الثواء وصبح یوم | یغادیه ولیلٌ بعد یُسری
زندگی سے اکتا ہی جاتا ہے اور ہر صبح | کے بعد رات کرتا ہے۔
فابلی جندّتی و تبرکت شلوا | وباح بماجنَّ ضمیر صدری
میری ہڈیوں نے راہب (کی ہڈیوں) کی طرح گوشت کو چھوڑ دیا ہے۔ | اور میرے ضمیر نے اس کو قبول کرلیا ہے۔

ابو زبیدہ جس کا نام بدر بن حرملہ طائی تھا اور جو ایک نصرانی تھا ایک سو پچاس سال زندہ رہا۔

نصر بن دہمان بن (ابصار بن بکر بن) سُلیم بن اشجع بن ریث بن غطفان ایک سو نوے سال زندہ رہا یہاں تک کہ اس کے سارے دانت جھڑ گئے اور سر کے سارے بال سفید ہوگئے اور وہ فاترالعقل ہوگیا تھا۔ جب اس کی قوم کو ایک معاملہ میں اس سے مشورہ کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ اس کی عقل اور جوانی اسے واپس کردے۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور اسے عقل اور جوانی عطا کردی اور اس کے تمام بال سیاہ ہوگئے۔

پس اس (سلسلہ) میں کہا مسلمہ بن خرشب انماری نے انمار بن بغیض سے اور کہا جاتا ہے بلکہ عیاض مرداس سلمی نے کہا:

لنصر بن دَهمان الهُنیدَةَ عاشها | وتسعینَ حَولاً ثمَّ قُوِّمَ فانصَاتا
نصر بن دہمان کی عمر سو سال کے اونٹ کی طرح تھی جو اس نے گزاری۔ | اس کا قد سیدھا ہوگیا اور اس کے بدن نے اس کو قبول کرلیا۔
وعاد سواد الرّأس بعد بیاضه | وراجعه شرخ الشباب الّذی فاتا
اور مزید نوے سال پھر اور اس کے سر کے بالوں کی سفیدی سیاہی میں بدل گئی۔ | اور جوانی کی ابتداء پھر پلٹ آئی۔ اس کے کھوجانے کے بعد
وراجع عقلاً عند مافات عقله | ولکنه من بعد ذاکُلّه ماتا
اور اس کی عقل بھی واپس آگئی | جبکہ وہ اس کو کھو چکا تھا لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود وہ مرگیا۔

سوید بن حذّاق عبدی دو سو سال زندہ رہا۔

جعشم بن عوف بن حذیمہ ایک طویل عرصہ زندہ رہا۔ اور یہ شعر کہا:

حتّی متی الجعشم فی الاحیاء | لیس بذی أیدِ ولا غَنَاء
کب تلک جعشم زندوں میں رہتا | جس کا نہ کوئی پشت پناہی کرنے والا ہے نہ وہ غنی ہے۔

هیهات ما للموت من دَواء

ہائے افسوس موت کے لئے کوئی دوا نہیں ہے۔

ثعلبہ بن کعب بن زید بن عبدالاشہل اوسی دو سو سال زندہ رہا اور یہ اشعار کہے:

لقد صاحبت اقواماً فامسوا خفاتاً مایُجاب لہم دعاء

میں نے بہت سے گروہوں کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ لیکن وہ سب چلے گئے۔ایسے خاموش ہوگئے

مضوا قصد السبیل وخلّفونی فطال علیّ بعد ہم الثواء

کہ انہیں پکاریں تو کوئی جواب نہیں ملتا۔ پس مجھ پر ان کے بعد زندگی طویل ہوگئی۔

فاصبحت الغداۃ رَمین بیتی واخلَفنی من الموت الرَّجاء

پس میں دن بھر اپنے گھر میں گوشہ نشین رہا اور موت کی تمنا میں وہ دن گزارے۔

رداءۃ بن کعب بن ذھل بن قیس نخعی تین سو سال زندہ رہا اور یہ اشعار کہے:

لم یَبقَ یا خذلۃ من لداتی ابو بنینَ لا ولا بنات

اور باقی نہ رہا ہائے کیا رسوائی ہے۔ میں تو نہ بیٹوں اور نہ بیٹیوں کا باپ ہوں۔

ولا عقیم غیر ذی سبات إلاّ یعدّالیومَ فی الاموات

نہ ہی عقیم ہوں جس کے لئے کوئی نیند نہ ہو۔ مگر یہ کہ ہر روز مردوں کو گنا جارہا ہے۔

هل مشتر ابیعه حیاتی

کیا کوئی ہے جو میری زندگی خریدلے میں اسے فروخت کردوں۔

عدی بن حاتم طئی ایک سو بیس سال زندہ رہا۔

اماباۃ بن قیس بن حارث بن شیبان کندی ایک سو ساٹھ سال زندہ رہا۔

عمیرہ بن ہاجر بن عمیر بن عبدالعزیٰ بن قمیر ایک سو ستر سال زندہ رہا اور یہ اشعار کہے:

بَلیتُ واَفنانی الزّمانُ واَصبَحت مُنیدَۃ قد البقیت من بعدها عشرا

میں ہتلاء ہوا اور زمانے نے مجھے فنا کردیا اور میں نے زندگی کے سو سال اور مزید اس پر دس سال بِتائے

واَصبحتُ مِثلَ الفرخ لا انامیّت فأسلی ولاحیٌّ فاَصدِرُ لی اَمرا

اور میں ایسا ہوگیا جیسے کوئی چوزہ کہ نہ میں مردوں میں کہ غموں سے دور ہو جاؤں نہ زندوں میں میرا شمار ہے کہ

شمار ہوتا ہوں — اپنا حکم جاری کروں۔

وَقَد عِشتُ دهراً ماتُجِنَّ عشيرتي — لها مَيّتاًحتّي اُخَطَّ به قبرا

میں نے ایک طویل عرصہ زندگی گزاری اپنے قبیلے والوں کے ساتھ۔ — اب ان کے لئے ایک مردہ ہے جو اپنی قبر کی نشان دہی کر رہا ہے۔

عوام بن منذر بن زبید بن قیس بن حارثہ بن لام دور جاہلیت میں ایک طویل عرصہ زندہ رہا اور عمر بن عبدالعزیز کے زمانے کو دیکھا اور اس سے ملاقات کی۔ اس کی چادر گر جانے سے اس کی ہنسلیاں ایک دوسرے کے پیچھے (نظر آرہی) تھیں پس اس سے پوچھا گیا: تم نے کیا پایا تو اس نے یہ اشعار کہے:

و واللّٰه ما اَدري أ اَدركتُ اُمّةً — علي عهد ذي القرنين اَم كنتُ اَقدَما

اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں نے — ذوالقرنین کے دور کے لوگوں کو دیکھا اور سمجھا کہ میں ان سے بھی زیادہ پرانا ہوں۔

مَتي تَخلعا منّي القميص تبيّنا — جآجيء لم يكسين لحماً ولادما

کب مجھ سے قمیض اتارو گے تاکہ — نظر آئے وہ سینہ جس پر نہ کوئی گوشت ہے نہ خون۔

سیف بن وھب بن جذیمہ طائی دو سو سال زندہ رہا۔ اور یہ اشعار کہے:

اُلا اِنّني عاجلاً ذاهبٌ — فلا تحَسبوا أنّني كاذِبُ

خبردار رہو کہ میں بہت جلد جانے والا ہوں۔ — اور یہ خیال نہ کرو کہ میں جھوٹا ہوں۔

لَبِست شبابي فأفنيتُه — و اُدركني القَدر الغالبُ

جو بھی چادر اوڑھ لی پس اسے فنا کر دیا — اور مجھے حاوی مقدر نے آن لیا۔

وخصم دَفعتُ و مولیٰ نفعت حتّي يثوب له ثائبُ

اور دشمن کو دفع کر دیا اور اپنے مولیٰ کو نفع پہنچایا تاکہ کوئی رہنے والا اس کے پاس رہے۔

ارطاۃ بن وشھبہ مزنی ایک سو بیس سال زندہ رہا۔ اس کی کنیت ابو ولید تھی۔ اس سے عبدالملک بن مروان نے کہا کہ اے ارطاۃ تمہارے شعر سے کچھ بچا ہے۔ کہا اے امیرالمومنین میں نہ شراب پیتا ہوں نہ گانا گاتا ہوں نہ غصہ کرتا ہوں اور میرے پاس جو شعراء آتے ہیں وہ ان خصلتوں کے حامل نہیں ہوتے۔ میں نے کہا ہے:

رايت المرء تأكله اللّيالي — كأكل الأرض ساقطة الحديد

میں نے آدمی کو دیکھا کہ راتیں اسے کھا جاتی ہیں — جیسے زمین لوہے کے ذروں کو کھا جاتی ہے۔

وما تبقى المنيّة حين تأتي | على نفس ابن آدم من مزيد
اور جب موت آتی ہے تو | فرزند آدم کی زندگی ایک لمحہ کے لئے بھی باقی نہیں رہتی۔

وأعلم انها ستكرُّ حتّى | توفّي نذرَها بأبي الوليد
اور جان لو یہ پھر آئے گی یہاں تک کہ | ابو الولید کی نذر کو پورا کردے۔

عبدالملک چونک گیا۔ پس کہا: اے ارطاۃ! تو ارطاۃ نے کہا: یا امیرالمومنین میری کنیت ابو ولید ہے۔

اور عبید بن ابرص تین سو سال زندہ رہا اور یہ شعر کہا:

فَنيتُ وأفناني الزّمان واصبحت | لداتي بنو نَعش وزُهرُ الفَراقد
میں فنا ہوا اور زمانے نے مجھے فنا کر دیا | اور میری مثال بنو نعش اور ستارہ فرقد کی طرح ہو گئی (کہ جن سے راستے کے لیے رہنمائی حاصل کی جاتی تھی۔)

پھر نعمان بن منذر نے اسے گرفتار کیا اور یوم بونسہ پر اسے قتل کر دیا۔

اور شریح بن حانی ایک سو بیس سال زندہ رہا یہاں تک کہ حجاج بن یوسف کے دور میں قتل ہوا۔ اپنی ضعیفی اور پیری میں یہ اشعار کہے:

اصبحت ذابث اقاسی الكبرا | قدعِشتُ بينَ المشركينَ أعصرا
میں طویل العمر ہوا اور بڑھاپے کی اذیتیں برداشت کرتا رہا۔ | اور میں نے مشرکین کے درمیان کافی عرصہ گزارا

ثَمّت أدركت النبيَّ المنذِرا | وبعده صدِّيقه و عمرا
اس کے بعد ڈرانے والے نبی کے زمانہ کو دیکھا۔ | اور اس کے بعد صدیق اور عمر کو بھی دیکھا۔

ويَوم مهران ويوم تُسترا | والجمعُ في صِفّينهم والنَّهرا
اور روز مہران اور اس اجتماع کو بھی (دیکھا) | جو صفین اور نہروان میں ہوا تھا۔

هيهات ماأطول هذا عُمُرا

ہائے اس لمبی عمر پر افسوس

اور بنی ضبہ میں سے ایک شخص جس کو مسجاح بن سباع ضبّی کہا جاتا تھا۔ طویل عرصہ تک زندہ رہا اور اس نے یہ اشعار کہے۔

لقد طوّفت فی الآفاق حتی بَلیت وقد أنی لی لوَ أبیدُ

میں نے زمین کے اردگرد بہت چکر لگائے یہاں تک کہ میں کمزور ہوگیا اور میری خواہش یہ ہوئی کہ کاش میں مرجاتا۔

وأفنانیَ ولو یفنی نهارٌ ولیلٌ کلّما یمضی یَعودُ

اور مجھے فنا کردیا گیا اور اگر دن اور رات فانی ہوجاتے ہیں، تو پھر دوبارہ پلٹ آتے ہیں۔

وشهرٌ مستهلٌ بعد شهر وحَولٌ بعدہ حَولٌ جدید

اور ہر مہینے کے بعد ایک مہینہ آجاتا ہے۔ اور ہر سال کے بعد ایک سال آتا ہے۔

لقمان (۱) عادی کبیر پانچ سو ساٹھ سال زندہ رہا۔ عمر سات انسر زندہ رہا اور ہر انسر میں، ۸۰ سال ہوتے ہیں۔ اور وہ عاد اولیٰ کا بقایا تھا۔ نیز یہ بھی روایت ہے کہ یہ تین ہزار پانچ سو سال زندہ رہا۔ اور یہ قوم عاد کے اس وفد میں شامل تھا جو حرم کی طرف بارش کی دعا مانگنے گیا تھا۔ وہ نسر کے زچوزے کو اس پہاڑ پر رکھ دیتا تھا جو اس کا اصلی گھر ہوتا تھا کہ جب تک وہ زندہ رہتا اور اس کے بعد دوسرے کو پکڑلیتا پھر اس کی پرورش کرتا یہاں تک کہ اس کا بھی کچھ باقی نہ رہتا۔ اور اس کی عمر کافی طویل تھی۔ پس اس کے بارے میں کہا گیا: باوجود کچھ نہ ہونے کے وہ ابد تک باقی رہا۔

اور اس کے بارے میں بہت سے معروف اشعار کہے گئے۔ اور اسے قوت و قدرتِ سماعت اور بصارت اس قدر عطا کی گئی تھی جو اس کے لئے ضروری تھی اور اس نے بہت سی احادیث نقل کیں ہیں۔

زھیر بن جناب بن ھُبَل بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زیداللہ بن رُفیدہ بن ثور بن کلب کلبی تین سو سال زندہ رہا۔

مزیقیا جس کا نام عمر بن عامر تھا آسمانی پانی کی مانند تھا کہ جہاں پہنچتا زندگی بکھیر دیتا اس کو مزیقیا اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے آٹھ سو سال زندگی پائی۔ چار سو سال عوامی رہا اور چار سو سال حکومت کی۔ یہ ہر دن دو جوڑے کپڑے پہنتا پھر ان کو پھاڑ دیتا کہ کوئی دوسرا استعمال نہیں کرسکتا تھا۔

ھُبَل بن عبداللہ بن کنانہ چھ سو سال زندہ رہا۔

ابو طحمان قینی ایک سو پچاس سال زندہ رہا۔

---

(۱) یہ ان لقمان کے علاوہ ہے جو حضرت داؤد کے دور میں تھے۔ (علی اکبر غفاری)

مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن زید مناۃ بن تمیم تین سو تیس سال زندہ رہا۔ اس نے اسلام کا زمانہ دیکھا مگر اسلام نہ لایا۔ اس کے اشعار مشہور ہیں۔

دوید بن زید بن نہد چار سو پچاس سال زندہ رہا اس نے کہا:

اَلقیٰ علیَّ الدّھر رِجلاً ویداً   والدَّھر ما اصلح یوماً اَفسداً

زمانے نے مجھے گھیر لیا۔   اور زمانہ ایسا ہے کہ جو کچھ بنائے اسے بگاڑ دیتا ہے

یُفسد ما اصلحہ الیوم غدا

جس کی آج اصلاح کرے اسے کل خراب کر دیتا ہے۔

جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور وصیت کی کہ لوگوں سے شر سے پیش آؤ ان کی معذرت قبول نہ کرو اور ان کے انتقام کو قبول نہ کرو۔

تیم اللہ بن ثعلبہ بن عکابہ دو سو سال زندہ رہا۔

ربیع بن ضبع بن وھب بن بغیض بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ دو سو چالیس سال زندہ رہا۔ اس نے دور اسلام کو پایا مگر اسلام نہ لایا۔

آل ذی یزن سے معدی کرب حمیری دو سو پچاس سال زندہ رہا۔

اور شریہ بن عبداللہ جعفی تین سو سال زندہ رہا۔ پس وہ مدینہ میں عمر ابن خطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اس صحرا میں جس میں تم ہو دیکھا ہے جو کچھ اس میں بارش کے قطرات گرے اور درخت اگے۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میری قوم کے قدیم لوگ تمہاری اس شہادت کو پڑھتے تھے۔ یعنی لا الہ الا اللّٰہ اس دوران اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ تھا جو لڑکھڑا کر چل رہا تھا اور اس پر بڑھاپے کا عالم تھا۔ اس سے کہا گیا کہ اے شریہ یہ تمہارا بیٹا بڑھاپے کے عالم میں ہے۔ اور تم اب تک باقی ہو۔ اس نے جواب دیا خدا کی قسم میں نے اس کی ماں سے اس وقت شادی کی تھی جب میں ستر سال کا تھا۔ لیکن میری یہ زوجہ نہایت پاک دامن اور وفادار تھی۔ اگر میں خوش ہوتا تو میرے لئے وہ کچھ کرتی جس سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک آجاتی اور اگر میں ناراض ہوتا تو منت سماجت کر کے مجھے خوش کر لیتی۔ اور میرے اس بیٹے نے ایک ایسی عورت سے شادی کی جو نہایت فاحشہ اور بدکار تھی اگر وہ خوش ہوتا تو اس کو اس قدر ستاتی کہ وہ ناراض ہو جاتا اور اگر وہ ناراض ہو جاتا تو اس پر اس قدر زبان درازی کرتی کہ وہ مرنے کے قریب ہو جاتا۔

بیان کیا مجھ سے ابو سعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب بن نصر سجزی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن حمزہ بن زید شعرانی سے سنا جو عمار بن یاسرؓ کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے کہا کہ مجھ سے ابوالقاسم محمد بن قاسم مصری نے حکایت کی ہے کہ ابوالجیش خمارویہ بن احمد بن طولون پر مصر کے خزانوں کے منہ اتنے کھلے جتنے کسی اور پر

نہیں کھلے تھے ۔ پھر اس نے اہرام مصر کے انہدام کا ارادہ کیا تو اس کے با اعتماد مشیروں نے مشورہ دیا کہ ایسا نہ کریں مگر وہ نہ مانا اور ایک ہزار مزدور اس کام پر لگا دیئے جو اس کے گرد ایک سال تک کھدائی کا کام کرتے رہے مگر راستہ نظر نہیں آیا تو مایوس ہو کر واپسی کا ارادہ کیا ۔ کہ اتنے میں ایک سوراخ نظر آیا ۔ اس سے اندازہ ہوا کہ یہی وہ دروازہ ہے جس کی تلاش تھی ۔ اس کو کھودنا شروع کیا تو سنگ مرمر کا ایک فرش نظر آیا ۔ پس انہوں نے اندازہ کیا کہ یہ دروازہ ہے پس انہوں نے ترکیب سے اسے کھود کر نکالا [محمد بن مظفر نے کہا: انہوں نے اس کے پیچھے ایک ایسی بنیاد دیکھی جو بہت مضبوط تھی پھر اسے نکال کر صاف کیا] تو اس پر یونانی زبان میں ایک تحریر کندہ تھی ۔ اس تحریر کو پڑھنے کے لئے مصر کے تمام حکماء اور تمام مذاہب کے علماء کو بلایا گیا ۔ لیکن کوئی بھی وہ تحریر پڑھنے میں کامیاب نہیں ہوسکا ۔ ان میں ایک شخص ابو عبداللہ مدینی تھا جو دنیا کے بڑے علماء میں شمار ہوتا تھا ۔ اس نے ابوالجیش حمادویہ بن احمد سے کہا کہ میں حبشہ کے ایک اسقف کو جانتا ہوں جس کی عمر اس وقت تین سو ساٹھ سال ہے اور وہ اس رسم الخط کو جانتا ہے ۔ اس نے یہ رسم الخط مجھے بھی سکھانا چاہا تھا لیکن مجھے عربی سے زیادہ لگاؤ تھا اس لئے میں نے نہیں سیکھا ۔ وہ شخص اب بھی زندہ ہے ۔ چنانچہ ابوالجیش حمادویہ نے شاہ حبشہ کو ایک خط لکھا کہ وہ اسقف کو یہاں بھیج دے ۔ شاہ حبشہ نے جواب میں لکھا کہ اسقف بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور یہاں کی آب و ہوا کا عادی ہے اگر وہ اس آب و ہوا سے نکل کر کسی دوسری جگہ جائے تو خطرہ ہے کہ اسے وہاں کی آب و ہوا راس نہ آئے اور وہ مرجائے اور اب وہ طویل سفر بھی برداشت نہیں کرسکتا ۔ ہمارے لئے اس کا وجود باعث شرف و فرحت و طمانیت ہے ۔ لہٰذا اگر آپ کو اس سے کچھ پڑھوانا ہے یا تفسیر کرانی ہے یا سوال پوچھنا ہے تو وہ یہاں لکھ بھیجیں ۔

لہٰذا سنگ مرمر کے اس ٹکڑے کو ایک کشتی پر رکھ کر شہر اسوان بھیجا گیا ۔ پھر وہ اسوان سے شہر حبشہ روانہ کیا گیا جو اسوان کے قریب ہے ۔ جب وہ ٹکڑا حبشہ پہنچا تو اسقف نے اسے پڑھ کر اس کا ترجمہ حبشہ کی زبان میں کیا ۔ حبشہ سے پھر اس کا ترجمہ عربی میں ہوا ۔ اس میں تحریر تھا کہ:

" میرا نام ریان بن دومغ ہے " ابو عبداللہ مدینی نے اسقف سے پوچھا یہ کون شخص تھا؟ اس نے جواب دیا یہ حضرت یوسفؑ کے زمانے کے بادشاہ عزیز مصر کا باپ تھا جس کا نام ولید بن ریان بن دومغ تھا ۔ عزیز مصر کی عمر سات سو سال تھی ۔ اس کے باپ ریان کی عمر ایک ہزار سات سو سال اور دومغ کی عمر تین ہزار سال تھی ۔ الغرض اس میں تحریر تھا ۔

" میں ریان بن دومغ ہوں ۔ میں یہ معلوم کرنے کے لئے نکلا تھا کہ دریائے نیل کہاں سے نکلتا ہے کیونکہ مجھے اس کے منبع کا پتہ نہ تھا ۔ میرے ساتھ چار ہزار آدمی تھے اور میں ۸۰ ماہ تک چلتا رہا یہاں تک کہ ظلمات اور بحر محیط تک پہنچا ۔ دیکھا کہ دریائے نیل اس بحر محیط کو کاٹ کر اسے عبور کر رہا ہے ۔ میرے لئے عبور کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا اور میرے ساتھ چار ہزار افراد میں سے ایک فرد باقی رہ گیا تھا ۔ مجھے اپنی مملکت کے ختم ہونے کا اندیشہ ہوا اس لئے مصر واپس آگیا پھر میں نے بہت سے اہرام اور تہہ خانے بنوائے ۔ دو اہرام ایسے بھی بنوائے جن میں اپنا سارا خزانہ محفوظ کر دیا ۔ اور اس

بارے میں میں نے یہ اشعار کہے ۔

وأدرک علمی بعض ماھو کائن ولا علم لی بالغیب واللّٰہ اعلم
میرے علم نے موجودات میں سے کچھ کے بارے میں جان لیا۔ اور میرے پاس غیب کا علم نہیں اور اللہ بہتر جاننے والا ہے۔

وأتقنت ما حاولت إتقان صنعہ وأحکمتہ واللّٰہ أقوی أوحکم
اور جس چیز کو بنانے میں محکم کاری چاہیے تھی اس میں محکم کاری کی۔ میں نے مضبوطی کی اور اللہ تو سب سے قوی اور حکیم ہے۔

وحاولت علم النیل من بدء فیضہ فاعجزنی والمرء بالعجز ملجم
میں نے کوشش کی کہ یہ جان لوں کہ دریائے نیل کہاں سے بہنا شروع ہوا ہے ۔ تو میں عاجز آگیا اور آدمی عاجز ہی ہے ۔

ثمانین شاھوراً قطعت مسایحاً وحولی بنی حجرو جیش عرمرم
۸۰ مہینے میں نے جہان گردی میں گزارے ۔ جبکہ میرے اردگرد بنی حجر کے قبیلے کے لوگ اور ایک بہت بڑا لشکر تھا۔

الی ان قطعت الانس والجنّ کلّہم وعارضنی لجٌّ من البحر مُظلم
یہاں تک کہ میں نے تمام جن وانس کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اور ایک تاریک دریا کا میرا آمنا سامنا ہوا۔

فأیقنت ان لا منفذ بعد منزلی لذی ھمّۃ بعدی ولا متقدّم
پس میں نے یقین کرلیا کہ اس منزل کے بعد کوئی منزل نہیں ہے ۔ کسی بھی صاحب ہمت کے لئے خواہ وہ میرے بعد ہو یا پہلے

فأبت إلی ملکی وأرسیت ثاویاً بمصر وللأیّام بؤس وانعم
پس میں اپنے ملک کی طرف لوٹ آیا اور اس میں قیام کیا کبھی بلاؤں کے ساتھ اور کبھی نعمتوں کے ساتھ ۔

انا صاحب ألاھرام فی مصر کلّھا وبانی برانیھا بھاد المقدّم
میں مصر کے تمام اہراموں کا مالک ہوں ۔ اور اس کے تمام مٹی کے برتنوں کا اور پہل کرنے والا ہوں

ترکت بھا آثار کفّی و حکمتی علی الدّھر لا تبلی ولا تتھدّم
میں نے اس میں اپنے ہاتھوں کی ہنرمندی کے آثار اور اپنی حکمت کے اثرات چھوڑ دیئے۔ اور زمانے کے حوالے کئے جو کبھی بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی ختم ہوں گے ۔

وفیها کنوز جمّة و عجائب وللدّهر أمر مرّة و تجهّم
اور اس میں بہت سے خزینے اور عجائبات ہیں۔ اور زمانے کے لئے یہ کام تلخی اور مایوسی کا سبب ہے۔

سیفتح أقفالی ویبدی عجائبی ولی لربّی آخر الدّهر ینجم
میرے تالے کھولے جائیں گے اور میرے عجائب ظاہر ہوجائیں گے۔ میرے پروردگار کے ایک ولی کے ہاتھوں جو آخری زمانے میں ستارے کی طرح چمکے گا۔

باکناف بیت اللّه تبدو اموره فلابد ان یعلو ویسمعوبه السم
بیت اللہ کے اطراف میں اس کے کام آشکار ہوں گے۔ اور وہ بلندی پر پہنچ جائے گا اور جب صلح و آشتی کا دور دورہ ہوگا۔

ثمان وتسع واثنتان وأربع وتسعون أخری من قتیل وملجم
آٹھ اور نو اور دو اور چار اور دوسرے نوے یا نو مقتول ہوں گے یا اسیر ہوجائیں گے۔

ومن بعد هذا کرّتسعون تسعه وتلک البرانی تستخرّ و تهدم
اور اس کے بعد ننانوے سال ٹکراؤ ہوگا اور میرے سارے آثار ان کے ہاتھ لگ جائیں گے اور ختم ہوجائیں گے۔

وتبدی کنوزی کلّها غیر انّنی اری کلّ هذا أن یفرّ قها الدّم
میرے تمام خزانے ظاہر ہوجائیں گے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی وجہ سے خون بہے گا۔

زبرت مقالی فی صخور قطعتها ستبقی وأفنی بعد ها ثمّ اعدم
میں نے اپنے اقوال کو چٹانوں پر نقش کیا ہے۔ یہ باقی رہیں گے اور اس کے بعد میں فنا اور پھر معدوم ہوجاؤں گا۔

اس تحریر کو دیکھ کر ابوالجیش حمادویہ بن احمد نے کہا کہ یہ تو ایسی چیز ہے جس پر صرف قائم آل محمدؑ کا تصرف ہوگا۔ پھر وہ سنگ مرمر کا ٹکڑا اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔

اس واقعہ کے ایک سال بعد ابوالجیش کو جبکہ وہ حالت نشہ میں تھا اس کے غلام طاہر نے اس کے بستر پر قتل کردیا۔ اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اہرام کی تعمیر کب وجود میں آئی اور اس کو بنانے والا کون تھا۔ اور یہ نیل واہرام کے بارے میں صحیح ترین روایت ہے۔

ضبیرہ بن [سعید بن] سعد بن سہم قرشی ایک سو اسی سال زندہ رہا۔ اس نے دور اسلام بھی پایا۔ اس کی موت ناگہانی ہوئی۔

اور لبید بن ربیعہ جعفری ایک سو چالیس سال زندہ رہا اور اس نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسے قبول کیا۔ جب وہ ستر سال کا ہوگیا تو یہ شعر کہا:

كأنّي وقد جاوزت سبعين حجّة　خلعت بها عن منكبيّ ردائيا

"گویا میں نے ۷۰ سال گزار لئے۔ اور یوں اپنے کاندھے سے ردا اتار لی۔"

اور جب ۷۷ سال کا ہوگیا تو یہ اشعار کہے:

باتت تشكّى إليّ النفس مجهشة　وقد حملتك سبعاً بعد سبعينا

یہ نفس روتے ہوئے مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ میں نے تجھے ستر سال کے بعد سات سال مزید اٹھائے رکھا۔

فان تزيدي ثلاثاً تبلغي أملا　وفي الثلاث وفاء للثما نينا

اگر مزید تین سال اضافہ کرو گے تو کسی تمنا کو پہنچو گے اور ان تین سالوں کے ساتھ ہی ۸۰ سال ہوجائیں گے۔

اور جب نوّے سال کا ہوا تو یہ اشعار کہے:

كاني وقد جاوزت تسعين حجّة　خلعت بها عنّي عذار لثامي

گویا اب تو میں نے نوّے سال گزار دیئے پس میں نے زندگی کی لگام کو اسی کے ساتھ اتار دیا۔

رمتني بنات الدّهر من حيث لاأرى　وكيف بمن يرمى وليس برام

دختران زمانہ نہ معلوم کہاں سے مجھ پر وار کرتی ہیں۔ اور اس کی حالت کیا ہوگی جس پر وار کیا جائے اور وہ کچھ نہ کرسکے۔

فلوانّني أرمي بنبل رأيتها　ولكنّني أرمى بغير سهام

اگر مجھ پر تیر کے ساتھ وار کیا جائے تو مجھے نظر آتا ہے۔ لیکن میں تیروں کے علاوہ کسی اور چیز سے زخم کھاتا ہوں۔

اور جب ایک سو دس سال کا ہوا تو کہا:

أليس في مائة قد عاشها رجلٌ　وفي تكامل عشر بعد ها عمر

جو شخص سو سال زندہ رہا اور اس کے بعد مزید دس سال پورے کئے تو اس عمر میں اس کے لئے کیا کچھ نہیں ہے۔

اور جب وہ ایک سو بیس سال کا ہوا تو کہا:

قد عشت دھراً قبل مجری داحس لوکان للنفس اللّجوج خلود

میں نے ایک طویل زندگی گزاری قبل اس کے کہ مجھ پہ بیماری آئے۔ مگر اس ہٹ دھرم نفس کے لئے کوئی مقام نہیں ہے۔

اور جب ایک سو چالیس سال کا ہوا تو یہ اشعار کہے:

ولقد سئمت من الحیاۃ وطولھا وسؤال ھذا النّاس کیف لبید

اب میں زندگی اور اس کی طوالت سے اکتا چکا ہوں۔ اور لوگوں کے اس سوال سے کہ لبید تم کیسے ہو

غلب الرّجال وکان غیر مغلّب دھر طویل دائم ممدود

مرد لوگ مغلوب ہوئے جبکہ تم نہ ہارے۔ وہ طولانی زمانہ ہو دائم اور ممدود ہے۔

یوماً اذا یاتی علی ولیلۃ و کلاھما بعد المضیّ یعود

اگر ایک دن مجھ پر آتا ہے اور اس کے بعد رات تو یہ دونوں گزرنے کے بعد پھر واپس آتے ہیں۔

جب اس کا وقت آخر آیا تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے فرزند تمہارا باپ نہ صرف مرے گا بلکہ فنا ہوجائے گا۔ پس جب تمہارے باپ کی روح قبض ہوجائے تو اس کی آنکھیں بند کردینا، اسے قبلہ رخ کردینا اور اسے اس کے کپڑے میں لپیٹ دینا۔ اور سب سے کہہ دینا کہ خبردار کوئی نہ روئے نہ چیخے۔ پھر اس بڑے پیالے میں جس سے میں ضیافت کیا کرتا تھا اچھا سا کھانا پکانا اور مسجد میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے لئے فریاد کی ہے پہنچا دینا۔ جب امام جماعت سلام پھیرے تو اسے لوگوں کو کھلا دینا۔ جب سب لوگ فارغ ہوجائیں تو ان سے کہنا کہ آپ کا بھائی لبید بن ربیعہ فوت ہوگیا ہے۔ آپ لوگ اس کے جنازے میں شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح قبض فرمائی ہے پھر یہ اشعار کہے:

واذا دفنت اباک فاجعل فوقہ خشباً وطیناً

"جب اپنے باپ کو دفن کرنا تو اس پر لکڑیاں اور گیلی مٹی ڈال دینا"

وصفائح صماً روا شنھا تسدّدن الغصونا

"اور ایسے سخت تختے رکھ دینا کہ بن بلائے مہمان اس میں گھونسلہ نہ بنا سکیں"

لیقین حرّالوجہ سف ساف التراب ولن یقیناً

"اور یقین ہے کہ چہرہ باریک مٹی کی طرح ہوجائے گا گو اس کا یقین نہیں آتا"

بڑے پیالے (دیگ) سے متعلق ایک اور بھی روایت ہے کہ لبید نے نذر مانی تھی کہ جب باد شمالی چلے گی تو میں چند اونٹ نحر کر کے اس بڑے پیالے (دیگ) کو بھردوں گا اور سب کی دعوت کروں گا۔

جب ولید بن عقبہ بن ابی معیط کوفہ کا والی بنا تو اس نے ایک خطبہ دیا اور حمد و درود کے بعد کہا کہ لوگوں تمہیں لبید بن ربیعہ جعفری کے بارے میں اور اس کی شرافت و مروت کا علم ہے۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس نے نذر مانی ہے کہ جب کبھی باد شمالی چلے گی تو وہ چند اونٹ نحر کرے گا۔ لہذا تم لوگوں کا فرض ہے کہ اس کی شرافت کو دیکھتے ہوئے اس کی مدد کرو اس کے بعد وہ (منبر سے) اترا اور اس نے لبید کے پاس پانچ اونٹ اور ان کے ساتھ یہ اشعار بھی لکھ کر بھیجے:

أرى الجزّار يشحذ شفرتيه　　إذا هبّت رياح ابى عقيل

"میں دیکھتا ہوں کہ جب ابی عقیل لبید کی باد شمالی چلتی ہے　　تو قصاب اپنی چھریاں تیز کرلیتے ہیں۔"

طويل الباع ابلج جعفريّ　　كريم الجدِّ كالسيف الصيقل

وہ نہایت قدآور اور کشادہ سینے والا جعفری ہے　　نسل کے لحاظ سے سخاوت مند، تیز تلوار کی طرح

وفي ابن الجعفريِ بمالديه　　على العلّات والمال القليل

اور جعفری کے فرزند میں بھی وہی صفات ہیں　　گو اس کے پاس مال کی قلت ہے۔"

کہتے ہیں کہ ولید نے بیس اونٹ بھیجے تھے جب ان اشعار کو لبید نے پڑھا تو کہا: خدا امیر کو اس کی جزائے خیر دے شاید اس کو علم نہیں کہ اب میں نے اشعار کہنا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد لبید نے اپنی پانچ سالہ بیٹی کو آواز دی اور کہا کہ تو امیر کے ان اشعار کا جواب دے اس بچی نے تھوڑی دیر غور و فکر کیا پھر چند اشعار کہے:

اذاهبّت رياح أبى عقيل　　دعونا عند هبّتها الوليدا

"اب جب کبھی ابو عقیل کی باد شمالی چلے گی　　تو ہم لوگ ولید کو یاد کریں گے۔

طويل الباع أبلج عبشميّاً　　أعان على مروءته لبيدا

طویل القامت، کشادہ سینے والا　　اور عبد شمس سے تعلق رکھنے والا

بأمثال الهضاب كأنّ ركباً　　عليها من بنى حام قعودا

اس نے لبید کی مدد کی ان لمبی رسیوں کی طرح　　جن پر بنی حام کے لوگ سوار ہوں

جیسے اونٹوں کا قافلہ

أبا وہب جزاک اللہ خیرا نحرنا ہا واطعمنا الثریدا
اے ابو وہب (ولید) خدا آپ کو اس کا بدلہ دے ہم نے آپ کے عطا کردہ اونٹ نحر کر دیئے اور ان کے گوشت کا شوربہ سب کو کھلایا۔

فعد انّ الکریم لہ معاد وعہدی بابن أروی ان تعودا
آپ بار دیگر سخاوت کریں۔ کیونکہ سخی وہ ہوتا ہے جو بار بار سخاوت کرے اور ہماری نذر بار بار انجام پائے۔

لبید نے (یہ اشعار سنے تو) کہا کہ بیٹی تو نے بہت اچھے اشعار کہے مگر تجھے ان میں کچھ طلب نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اس نے جواب دیا: بادشاہ طلب کرنے سے کبھی ناراض نہیں ہوا کرتے لبید نے کہا پھر تو تو بہت بڑی شاعرہ ہے۔

ذوالاصبع عدوانی جس کا نام حرثان بن الحارث بن محرّث بن ربیعہ بن ہبیرہ بن ثعلبہ بن ظرب بن عثمان تھا وہ تین سو سال زندہ رہا۔

جعفر بن قبط تین سو سال زندہ رہا اور اس نے اسلام کا زمانہ پایا۔

عامر بن ظرب عدوانی تین سو سال زندہ رہا۔

محصن بن عتبان بن ظالم بن عمرو بن قطیعہ بن حارث بن سلمہ بن مازن زبیدی دو سو پچاس سال زندہ رہا۔ اور یہ اشعار کہے:

اُلا یا سلم إنّی لستُ منکم ولکنّی امرءٌ قوتی سغوب
• خبردار اے (قوم) مسلم میں تم میں سے نہیں ہوں میں تو ایسا مرد ہوں جس کی قوت بھوک ہے۔

دعانی الدّاعیان فقلت : میّا فقالا : کلٌّ من یدعی یُجیب
مجھے دو نے للکارا تو میں نے کہا آؤ۔ تو انہوں نے کہا ہر وہ شخص جس کو للکارا جائے وہ اپنا جوہر دکھاتا ہے۔

الا یاسلم أعیانی قیامی وأعیتنی المکا سب والذّھوب
آگاہ رہو اے (بنی) مسلم میری زندگی نے مجھے بیزار کر دیا اور میری تجارت اور اس کے لئے آنے جانے نے مجھے ناتواں بنا دیا۔

وصرت رذیۃ فی البیت کلّا تاذّی بی الاٗ باعدو القریب
یوں میں بیماری اور کمزوری کی بناء پر گھر پر بوجھ بنا اور ہر اجنبی اور رشتہ دار مجھ سے بیزار ہوا۔

کذلک الدّھر والاُیّام خون لہافی کلّ سائمۃ نصیب

یہ زمانہ اور ایام دسترخوان کی طرح ہیں جس پر ہر بھوکے کے لئے کوئی نہ کوئی حصہ ضرور ہے۔

عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید بن ثور بن کلب تین سو سال زندہ رہا۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنی اولاد کو جمع کرکے وصیت کی۔

" اے میرے فرزندو میری وصیت کو یاد رکھنا اگر تم نے یاد رکھا اور اس پر عمل کرتے رہے تو میرے بعد تم لوگ قوم کی سرداری کروگے۔"

" اللہ سے ڈرو، (مال کے نقصان ہونے پر) حزن و ملال نہ کرنا، خیانت کرنے سے بچنا، درندوں کو نہ چھیڑنا ورنہ وہ سب اپنی اپنی پناہ گاہوں سے نکل پڑیں گے اور تمہیں ندامت ہوگی۔ لوگوں کو تکلیف مت پہنچانا اور صلح اور سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنا۔ دست سوال دراز کرنے سے گریز کرنا تاکہ لوگ تمہیں بوجھ نہ سمجھیں۔ حق بات کے سوا زبان نہ کھولنا تاکہ لوگ تمہاری تعریف کریں۔ لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا تاکہ ان کے دل تمہارے لئے کشادہ ہوں لوگوں کو اپنی طرف سے فائدہ رسانی سے محروم نہ کرنا ورنہ ان کے دل میں تمہارے لئے شکایت پیدا ہوگی۔ اور اپنے بچوں کو پوشیدہ طور پر انعام دینے والوں میں سے ہوجاؤ۔ لوگوں کے ساتھ زیادہ نہ اٹھنا بیٹھنا ورنہ حقیر جانے جاؤ گے۔ اگر مشکل پیش آئے تو صبر سے کام لینا اور زمانے کے کپڑے اسی کو پہنا دینا۔ پس یقیناً مشکل کے ساتھ اچھی گفتگو آسانی کے ساتھ برے تذکرے سے اچھی ہے۔ جو تم سے جھک کر ملے تم بھی اس سے جھک کر ملو۔ کیوں کہ محبت سے لوگ قریب ہوجاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بغض وکینہ کو ظاہر کرے تو تم عہدوفا سے نہ ہٹو جو تم سے عذر خواہی کرے تو اس کے عذر کو قبول کرلو۔ وفائے عہد اختیار کرنا اور عہد شکنی سے بچنا۔ جھوٹ سے گریز کرکے اپنے حسب و نسب کو بلند کرو اس لئے کہ آدمیت کی آفت کذب اور خلاف مرضی بات کرنا ہے۔ لوگوں سے اپنی تنگ دستی کا ذکر نہ کرو ورنہ ان کی نظروں میں گرجاؤ گے۔ عزت سے ڈرو اس لئے کہ یہ ذلت ہے۔ جو تمہارے ہم پلہ ہوں ان سے بزرگی کے ساتھ پیش آؤ اور اپنے لئے بلندیوں کی خواہش کرو اور تمہیں عورتوں کا حسن۔ صحت نسب سے ہٹ کر خلجان میں ہلکا نہ کرے۔ اس لئے کہ شریف عورتوں سے نکاح عزت و شرف کے مدارج میں سے ہے۔ اپنی قوم سے جھک کر ملو ان سے بغاوت نہ کرو اور وہ سب جس بات پر متفق ہوجائیں اس بات سے اختلاف نہ کرو۔ اس لئے کہ مخالفت سردار کی اطاعت کے خلاف ہوتی ہے۔ پہلے اپنے لوگوں کے ساتھ نیکی کرو پھر دوسروں کے ساتھ۔ اور تم اپنے اہل وعیال کی خواہشات سے وحشت اختیار نہ کرو۔ اس لئے کہ ایسا کرنا محنت کی آگ کے بجھانے اور حقوق کے ادا نہ کرنے کا سبب ہوگا۔ اور سونے والے کو چھوڑ دو اور تم ان کی مصیبتوں اور تکلیفوں میں مددگار بن جاؤ تو تم غلبہ حاصل کرلو گے اور اس مطالبہ سے ڈرو جس کی منفعت ان تک نہیں پہنچی۔ پڑوسی کے ساتھ عزت سے پیش آؤ جو تمہارے پاس تروتازگی کے ساتھ آتا ہے۔ ضعیف کے

حق کو خود پر ترجیح دو۔ بیوقوفوں کے ساتھ تحمل سے کام لو تاکہ تمہارا غم والم کم ہو۔ گروہ بندی سے پرہیز کرو کیونکہ اس میں ذلت ہے۔ سوائے حالت مجبوری کے اپنے آپ کو اپنی استطاعت سے زیادہ تکلیف میں نہ ڈالو مگر جب مجبور ہو تاکہ تم عذر واضح ہونے کے بعد ملامت کا نشانہ نہ ہو اور تمہارے پاس ایسی قوت ہونی چاہیئے کہ جو بے چارگی کی حالت میں ان سے معذرت کے ساتھ تعاون کرنے سے بہتر ہو (یعنی قبل اس کے کہ معذرت کرنی پڑے تم ان سے تعاون کرو) اور کوشش کرو اور اس میں کمی نہ کرو اس لئے کہ کوشش فقر و احتیاج سے روکتی ہے۔ تم سب کا نعرہ ایک ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ہی بات باعث تکریم ہے۔ اور تم اپنی دھار کو تیز رکھو۔ جو بے عزت لوگ ہیں ان کی طرف توجہ نہ کرو کہ انہیں منہ لگاؤ اور نہ کمینے لوگوں سے ملو جلو کہ ان سے تم کو تکلیف پہنچے۔ آپس میں حسد نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ کنجوسی ایک مرض ہے اس سے دور رہو۔ جود و کرم اور ادب و آداب اہل فضل کی پاکیزگیوں سے اپنا مقام بلند کرو۔ خرچ کرکے محبتیں حاصل کرو۔ صاحبانِ علم و فضل کی عزت کا خیال رکھو۔ تجربہ کاروں کے تجربات سے فائدہ اٹھاؤ۔ وہ تم کو کسی چھوٹے سے کام سے بھی منع نہیں کریں گے جس میں ثواب ہو۔ اور لوگوں کی تحقیر نہ کرو ورنہ یہی پلٹ کر تم تک آئے گا۔ کیونکہ آدمی تذکیہ قلب یا تذکیہ لسان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب تم کسی امر سے خوف میں ہو تو تم پر عجلت سے قبل ثابت قدمی لازم ہے۔ اور دیکھو محبت کے ذریعے حاکموں کے پاس اپنی جگہ بناؤ۔ اس لئے کہ جس شخص نے ان کی بے حرمتی کی وہ خود بے حرمت کیا گیا اور جس نے انہیں بلندی دی وہ بلند کیا گیا، اور شرافت کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ نگاہیں تمہاری طرف نشان دہی کر رہی ہیں۔ لوگوں سے وقار کے ساتھ تواضع کرو تاکہ تمہارا رب تمہیں پسند کرے۔ پھر کہا:

وما كلُّ ذي لبٍّ بمؤتيك نصحه　　ولا كلُّ موتٍ نصحه بلبيب

"اور ہر صاحب عقل و فراست تمہیں نصیحت نہیں کرے گا　　نہ ہی ہر نصیحت کرنے والا عقلمند ہوتا ہے۔

ولكن إذا ما استجمعا عند واحد　　فحقٌّ له من طاعة بنصيب

لیکن اگر یہ دونوں چیزیں ایک کے پاس جمع ہوجائیں　　تو اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔"

صیفی بن ریاح بن اکثم جو اسد بن عمر بن تمیم کی اولاد میں سے تھا دو سو ستر سال زندہ رہا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ تمہیں تمہارے بھائی پر سوائے حالت جنگ کے ہر حال میں قابو ہے۔ کیونکہ جب مرد اسلحہ اٹھا لیتا ہے تو پھر کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ تلوار سب سے بڑی ناصح ہے، فخر کا چھوڑ دینا تعریف کو باقی رکھتا ہے۔ سب سے بڑی سزا باغی کی سزا ہے نصرت کا شر ظلم ہے۔ بدترین اخلاق منگ کرنا ہے اور بے ادبی کرنا عتاب کی زیادتی کا باعث ہے اور اس نے اپنا عصا زمین پر مارا۔ اور یہ شعر کہا:

کاموں میں ان کی مدد کرو۔ وہ جس امر کی دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس کا فائدہ تم کو ہوگا اور اگر وہ باطل ہے تو تمہارا فرض ہے کہ ان کی پردہ پوشی کرو اور ان سے کوئی تعرض نہ کرو۔"

" اس سے پہلے اسقف نجران نے بھی ان کے اوصاف بیان کئے تھے۔ اس سے قبل سفیان بن مجاشع نے بھی ان کا ذکر کیا تھا اور اسی لئے اس نے اپنے لڑکے کا نام محمد رکھا تھا۔ تم میں سے جو صاحب الرائے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس امر کی طرف وہ دعوت دے رہے ہیں وہ اچھی بات ہے۔ لہٰذا ان کو تسلیم کرنے میں تم لوگ ہی پہل کرو اور اس سلسلے میں تاخیر نہ کرو۔ ان کی اتباع کرو تو تمہارے شرف کا باعث ہوگا اور تم نمایاں ہو جاؤ گے۔ ان کی اطاعت میں جلدی کرو قبل اس کے کہ مجبوراً ایسا کرنا پڑے۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ کسی بلندی و پستی کو نہ چھوڑیں گے اور جمی ہوئی چیز کو اکھاڑے بغیر نہیں رہیں گے۔ اور ہر جگہ پہنچیں گے اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ جس طرف دعوت دے رہے ہیں وہ کوئی دین نہیں ہے تو نہ سہی اچھے اور کریمانہ اخلاق تو ہیں۔ میری بات مان لو اور اس پر عمل کرو۔ میں تم سے اس بات کے لئے کہتا ہوں جو تم سے کبھی چھینی نہ جاسکے۔ عرب میں تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہے اور تمہارے شہر سب سے زیادہ وسیع ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ذلیل بھی ان کی پیروی کرے گا تو عزت دار ہو جائے گا اور اگر عزت دار بھی ان کی مخالفت کرے گا تو ذلیل ہو جائے گا۔ تم لوگ عزت دار ہو اس لئے تمہاری عزت دوگنی ہو جائے گی۔ پھر تمہارے مقابل کا کوئی نہ ہوگا۔ یاد رکھو آگے جانے والے پیچھے رہنے والوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑتے۔ سبقت کرنے والوں کے لئے رہبری اور پیچھے رہ جانے والوں کے لئے پیروی ہوتی ہے۔ پس تم اپنے کام میں جلدی کرو اس لئے کہ عزیمت قوت کا نام ہے اور احتیاط عجز کا نام ہے۔"

مالک بن نویرہ بولا۔ لوگو یہ بڈھا فاتر العقل ہوگیا ہے۔ اکثم نے کہا وائے ہو اس شخص کے لئے جو غمگین ہو اور انتہائی غمزدہ ہو۔ تم لوگ تو میری بات پر خاموش ہو۔ نصیحت کے لئے سب سے بری بات یہ ہے کہ اس سے منہ موڑ لیا جائے۔

ویل ہو تیرے لئے اے مالک تو ہلاک ہوگا۔ جب حق سربلند ہوتا ہے تو وہ اپنے پیروکاروں کو بھی سربلند کرتا ہے تو پسماندہ لوگ بھی ترقی یافتہ لوگوں کے برابر آجاتے ہیں۔ پس تو اپنے لئے لازم کرلے کہ تو ان لوگوں میں ہو جائے جو قیام حق کے لئے کھڑے ہوں۔ اب جب کہ تم نے مجھے اپنا بڑا مان لیا ہے تو میرا ناقہ لے آؤ تاکہ میں اس پر سوار ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اس کے بیٹے اور بھتیجے اس کے پیچھے چل دیئے۔ پھر اس نے کہا:

مجھے اس کام پر افسوس ہے جسے میں نہیں کرپایا اور جس نے مجھے آگے نہیں بڑھایا۔

بنو طیؔ نے اکثم کو خط لکھا۔ یہ لوگ اس کے ماموں ہوتے تھے۔ جبکہ کچھ کا کہنا ہے کہ بنی مرہ نے خط لکھا یہ بھی اس کے ماموں تھے کہ ہمیں کچھ نصیحتیں کریں۔ اکثم نے ان کے جواب میں لکھا۔

" اما بعد ۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو صلہ رحم اختیار کرو ۔ اس لئے کہ اس کی جڑیں مستحکم اور شاخیں پھیلنے والی ہیں ۔ معصیت اور قطع رحم سے بچو ۔ اس لئے کہ اس کی جڑیں کمزور اور شاخیں پھیلنے والی نہیں ہوتیں بے وقوف عورت سے نکاح نہ کرو کیونکہ اس سے مباشرت مکروہ اور اولاد بے کار ہوتی ہے ۔ اونٹوں کی اہمیت سمجھو یہ عرب کے لئے مضبوط قلعے ہیں ۔ ان پر ان کی قوت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو ۔ یہ کریم مہر اور قتل کی دیت قرار پاتے ہیں ۔ ان کا دودھ بڑوں کے لئے تحفہ اور بچوں کے لئے غذا ہے ۔ یہ چکی چلانے کے بھی کام آتے ہیں ۔ جس شخص کو اپنی اہمیت کا احساس ہے وہ کبھی برباد نہیں ہوتا ۔ عزت دراصل عقل کی عزت ہے ۔ مرد صالح اپنے مال کو کبھی برباد نہیں کرتا ۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرد سو مردوں سے بہتر ثابت ہوتا ہے ۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک گروہ دو گروہوں سے زیادہ اچھا ہوتا ہے ۔ جو زمانے کی شکایت کرتا ہے وہ تکلیف اٹھاتا ہے ۔ جو قسمت پر شاکر ہے وہ اچھی زندگی بسر کرتا ہے ۔ ہوا و ہوس (صائب) رائے کی راہ میں رکاوٹ ہے اور عادت ادب کے تحت ہونی چاہیئے ۔ ایک ایسا محتاج جس کے دل میں محبت ہے اس دولت مند سے بہتر ہے جس کے دل میں عداوت ہے ۔ دنیا سرائے فانی ہے ۔ جو کچھ آنا ہے وہ تمہاری کمزوری کے باوجود آئے گا ۔ اگرچہ تم اس کی طلب میں قاصر رہے اور جو کچھ جانا ہے وہ تمہاری بھرپور طاقت و کوشش کے باوجود چلا جائے گا ۔ فقر و فاقہ کی برائی شرف کو ضائع کر دیتی ہے ۔ حسد ایسا مرض ہے جس کی کوئی دوا نہیں اور شماتت اس کے بعد آتی ہے ۔ جس نے کسی کے ساتھ نیکی کی تو اس کے ساتھ بھی نیکی کی جائے گی ۔ بے وقوفی کے ساتھ ندامت ہے ۔ حلم عقل کا ستون ہے ۔ تمام (اچھے) کاموں کا مجموعہ صبر ہے اور بہترین کام معاف کر دینا ہے ۔ معاہدہ کی پابندی مودت کو باقی رکھتی ہے اور جو شخص رغبت کا اظہار کرتا ہے اس سے محبت زیادہ ہو جاتی ہے ۔ "

اکثم بن صیفی نے اپنی موت کے وقت اپنی اولاد کو جمع کیا اور ان سے کہا: اے میرے فرزندو! میں ایک طویل عرصہ زندہ رہنے کے بعد اب مرنے سے پہلے تمہیں چند وصیتیں کرنا چاہتا ہوں ۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور صلہ رحم کی وصیت کرتا ہوں ۔ نیکی کرتے رہنا تاکہ تمہاری تعداد میں اضافہ ہو ۔ نہ اس کی جڑیں ختم ہوتی ہیں نہ شاخیں ۔ اللہ کی نافرمانی اور قطع رحم سے بچنا کیونکہ قطع رحم کرنے والے کی نہ جڑیں مضبوط ہوتی ہیں نہ شاخیں ۔ اپنی زبان پر قابو رکھو کیونکہ یہ ہی تمہاری دشمن ہے ۔ حق بات سننا کوئی دوست بھی گوارہ نہیں کرتا ۔ اور تم اونٹوں کی گردنوں کو دیکھو اور ان کے اوپر ان کی طاقت کے مطابق بوجھ رکھو کیونکہ ان میں بہترین مہر اور قتل کا خوں بہا ہے ۔ اور تمہیں احمقوں کے نکاح سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ ان کا نکاح آنکھ کا تنکا ہے اور ان کی اولاد بربادی ہے ۔ سفر میں معاش کا خیال رکھنا راحت و قوت کی بقاء کا ضامن ہے ۔ اور جو شخص کسی چیز کے ضائع ہونے پر مایوس نہیں ہوا تو اسے سکون حاصل ہوا ۔ اور جس نے جو کچھ اس کے پاس ہے اس پر قناعت کی تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں ۔ نادم ہونے سے قبل اس (غلط) کام کو چھوڑ دو ۔ اور کسی گناہ کے سرانجام دینے سے بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ میں صحیح کام کروں ۔ کوئی آدمی ہلاک

نہیں ہوتا ہے اگر وہ اپنی قدرو منزلت پہچان لے ۔ مصیبت کے وقت عاجز ہوجانا وقار کی رکاوٹ کا سبب ہے ۔ جس نے تجھے نصیحت کی تو تمہارے قبضے سے کوئی چیز تباہ نہیں ہوئی ۔ اس عالم پر افسوس ہے جو اپنی نادانی سے بے خوف رہا ۔ اور وحشت آگاہی کا چلا جانا ہے ۔ جب کوئی کام سامنے آتا ہے تو وہ متشابہ ہوجاتا ہے اور جب کوئی کام پیچھے چلاجاتا ہے تو اسے چالاک اور احمق دونوں پہچان لیتے ہیں ۔ خوشحالی میں اسراف حماقت ہے ۔ بلندیاں حاصل کرنے میں عزت ہوتی ہے تھوڑا ملنے پر غم مت کرو کیونکہ اس سے زیادہ بھی ملے گا ۔ جو بات تم سے نہ پوچھی جائے اس کا جواب نہ دو ۔ جو بات ہنسنے کی نہ ہو اس پر نہ ہنسو ۔ دنیا سے براءت کا اظہار کرو اور بغض نہ رکھو ۔ حسد قرابت میں ہوتا ہے کہ جب جمع ہوتے ہیں تو ان کے ہتھیار ٹکرانے لگتے ہیں ، تم جب محبت میں قریب ہوتے ہو تو قرابت پر بھروسہ نہ کرو کہ کہیں علیحدگی نہ ہوجائے ۔ اور تم پر لازم ہے کہ مال کے ذریعے اصلاح کرو کیونکہ تمہاری اصلاح کے بغیر مال و متاع کی اصلاح نہیں ہوسکتی ۔ اپنے معاشی حالات پر توجہ دو ۔ اپنے بھائی کے مال پر بھروسہ نہ کرو کہ وہ اپنی حاجت کو پورا ہوتے ہوئے دیکھے ایسا کرنے کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی پانی کو مٹھی میں بند کرنے کی کوشش کرے ۔ جو صاحب ثروت بننا چاہے تو اسے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا چاہیئے ۔ اپنے سرداروں کا اکرام کرو ۔ شریف عورت کا کھیل تکلہ سے کھیلنا ہے (یعنی وہ اپنے کاموں میں مصروف رہتی ہے) ۔ جب کوئی تدبیر نہ ہو تو صبر ہی آخری تدبیر ہے ۔

قردہ بن ثعلبہ بن نفاثہ سلولی ایک سو تیس سال زمانہ جاہلیت میں زندہ رہا پھر اس نے اسلام کا زمانہ دیکھا اور اسلام قبول کیا ۔

مصاد بن جناب بن مرارہ جو عمرو بن یربوع بن حنظلہ بن زید بن مناۃ کی اولاد سے تھا ایک سو چالیس سال زندہ رہا ۔

قس بن ساعدہ اُیادی چھ سو سال زندہ رہا ۔ اور یہ وہی ہے جس نے یہ اشعار کہے :

هل الغيث مُعطي الأمن عند نزوله　　بحالٍ مسيء في الأمور و مُحسن

کیا برستا بادل خراب حال شخص کو امن سے　　ہمکنار کرتا ہے یا اس پر احسان کرتا ہے ؟

وماقدتولّى وهو قدفات ذاهباً　　فهل ينفعنّي ليتني ولوانّني

جو کچھ گزر گیا اور ہاتھ سے نکل گیا تو کیا　　افسوس کرنے اور اے کاش میں ایسا ہوتا کہنے سے کوئی فائدہ ملے گا ؟

اسی طرح لبید کہتا ہے :

وأخلف قُسّاً ليتني والوانّني　　وأعيا على لقمان حكم التدبّر

اور قس نے ، اے کاش اور اگر میں ایسا ہوتا　　کہہ کر لقمان کو بھی حکمت میں پیچھے چھوڑ دیا ۔

حارث بن کعب مذحجی ایک سو ساٹھ سال زندہ رہا ۔

اس کتاب کے مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ ان تمام روایات کا ذکر ہمارے مخالفین نے بھی محمد بن سائب کلبی، محمد بن اسحاق بشار، عوانہ بن الحکم، عیسیٰ بن زید بن آب اور ہیثم بن عدی طائی کے حوالے سے کیا ہے۔ اور حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں ہو چکا ہے وہ اس امت میں بھی ضرور ہوگا۔ بالکل اسی طرح قدم بقدم۔

پس جب کہ سابقہ امتوں میں طول عمر کا ہونا صحیح ہے اور حجج اللہ علیہم السلام کے واقعات غیبت جو پچھلی صدیوں میں گزرے تو پھر امام قائمؑ کی غیبت اور طول عمر کا انکار کیوں کیا جائے جب کہ ان کے لئے تو رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ کی نصوص وارد ہوئی ہیں جن کو ہم نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

بیان کیا مجھ سے علی بن احمد دقاقؒ نے ان سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے ان سے موسیٰ بن عمران نخعی نے ان سے ان کے چچا حسین بن یزید نوفلی نے ان سے غیاث بن ابراہیم نے ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے ان سے ان کے والد بزرگوار نے ان سے ان کے آبائے کرامؑ نے انہوں نے کہا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں ہو چکا ہے وہ سب اس امت میں ہو بہو ہوگا۔ بالکل اسی طرح قدم بقدم۔

بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان یا مجھ سے حسن بن علی سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن زکریا نے ان سے جعفر بن محمد بن عمارہ نے ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے ان سے ان کے والد بزرگوارؑ نے ان سے ان کے جد امجدؑ نے بیان کیا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی اور بشیر مبعوث کیا میری امت میں وہ تمام باتیں جاری ہوں گی جو قدم بقدم سابقہ امتوں میں ہوئیں۔ حتیٰ کہ اگر بنو اسرائیل میں ایک سانپ کسی سوراخ میں داخل ہوا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔

بیان کیا مجھ سے شریف ابوالحسن علی بن موسیٰ بن احمد بن ابراہیم بن محمد بن عبیداللہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو علی حسن بن رکام نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نوفلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ہلال نے ان سے عثمان بن عیسیٰ کلابی نے ان سے خالد بن نجیح نے ان سے حمزہ بن حمران نے ان سے ان کے والد نے ان سے سعید بن جبیر نے انہوں نے کہا کہ میں نے سید العابدین علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے قائمؑ کے لئے انبیاء کی سنتیں ہیں۔ ان میں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ایوبؑ اور حضرت محمدؐ کی سنت ہے۔

حضرت نوحؑ کی سنت طویل عمر، حضرت ابراہیمؑ کی سنت ولادت کا پوشیدہ ہونا اور لوگوں سے پوشیدہ رہنا۔ حضرت موسیٰؑ کی سنت خوف اور غیبت، حضرت عیسیٰؑ کی سنت ہے کہ لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا۔ حضرت ایوبؑ کی سنت مصائب کے بعد خوشحالی اور حضرت محمدؐ کی سنت تلوار لیکر خروج۔

پس جب سابقہ ادوار میں طول عمر کا واقع ہونا صحیح ہے تو امام قائمؑ کے لئے اس سنت کا جاری ہونا بھی صحیح ہے جو

بارہویں امام تھے ۔ یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھا جائے کہ آنجناب کی غیبت میں کوئی چیز باقی نہیں رہے گی ۔ اور جیسا کہ حضور اکرمؐ اور ائمہ علیہم السلام کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ اس کو اتنا طویل کردے گا کہ امام قائمؑ ظاہر ہو کر دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی ۔ اور اسلام ہمیں اس وقت حاصل ہوگا جب ہم حضور اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کرلیں گے ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم O

سابقہ ادوار میں بھی وہ لوگ جو دین دار، عبادت گزار اور پرہیزگار ہوتے تھے وہ اپنے شخص کو پوشیدہ اور اپنے امور کو لوگوں سے چھپائے رکھتے تھے ۔ اور صرف اس صورت میں اپنے کو ظاہر کرتے تھے جب لوگوں کے خوف سے امان ہوتی تھی ورنہ پوشیدہ رہتے تھے اور یہی طریقہ اس دنیا میں ابتداء سے ہمارے وقت تک رائج ہے ۔ پھر کس طرح امام قائمؑ کی غیبت کا انکار ممکن ہے؟ یہ انکار صرف وہی لوگ کریں گے جن کے دلوں میں کفر و ضلالت اور نبیؐ اور ائمہ علیہم السلام کے لئے بغض وعناد ہے ۔

بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن زکریا نے انہوں نے کہا کہ مملکت ہندوستان میں ایک بادشاہ کثیر لاؤ لشکر اور وسیع مملکت پر حکومت کرتا تھا جس کی ہیبت رعایا کے دلوں پر غیر معمولی تھی خواہشات نفسانی کا دلدادہ تھا ۔ دنیا کے ہر عمل ناشائستہ سے محبت کرنے والا اور بہت زیادہ خوشامد پسند تھا ۔ جو لوگ اس کی رائے کو اچھا سمجھتے تھے ان سے محبت کرتا تھا اور ان سے زیادہ مخلص تھا لیکن جو لوگ اس کے حکم کو ٹالتے تھے اور کسی دوسرے کے اثر میں رہتے تھے وہ ان سے بغض وعناد رکھتا تھا اور انہیں ملیامیٹ کردیتا تھا ۔ وہ جوانی اور عنفوان شباب میں پہنچ گیا تھا اس کی رائے بہت پختہ تھی، اس کی زبان بلیغ تھی، لوگوں کے ساتھ تدبر اور نظم و ضبط کا ماہر تھا ۔ چنانچہ اس بات کے مشہور ہونے سے عوام الناس اس کے مطیع ہوگئے ۔ تندخو اور، کم ہمت سب ہی اس کے آگے سر جھکائے ہوئے تھے ۔ نشہ شباب اور نشہ قوت و شہوت وغرور اس میں اکٹھے ہوگئے تھے ۔ دشمنوں پر ظفریاب ہونے اور اہل مملکت پر قہر ڈھانے اور لوگوں کے مطیع ہوجانے، نے اس کو اور تقویت دی ۔ پس اپنی بدمستی میں وہ لوگوں کی تحقیر کیا کرتا تھا ۔ خوشامدیوں کی مدح سرائی نے اسے اور مدہوش کیا ہوا تھا ۔ پھر اس کی رائے اور دل میں غرور و تکبر اس لئے بڑھ گیا کہ لوگوں نے اس کی خوب تعریفیں کیں اور اس کے اقدامات کو اس کے سامنے سراہا ۔ اس کی خواہش صرف دنیا تھی اور دنیا اس کو سب کچھ دے رہی تھی اور کوئی خواہش ایسی نہ تھی جسے دنیا نے پورا نہ کیا ہو ۔ وہ عورتوں اور مردوں سے لذت حاصل کرتا تھا اولاد نرینہ سے محروم تھا ۔ اس کی حکومت سے پہلے دین چھایا ہوا تھا اور اکثریت اس پر عمل پیرا تھی ۔ پس شیطان نے دین اور دینداروں کی عداوت کو اس کی نظروں میں زینت دی اور اس نے اہل دین کو ضرر پہنچایا اور ان کے زور کو توڑ کر انہیں خوف زدہ کیا اور بت پرستوں کو اپنے سے قریب کیا اور ان کے لئے

چاندی اور سونے کے بت بنائے ۔ ان کو فضیلت دی ان کا اکرام کیا اور ان کے بتوں کو سجدہ کیا ۔

پس جب رعایا نے یہ دیکھا تو وہ بھی بت پرستی کی طرف مائل ہوئی اور اہل دین کو ذلیل کیا گیا ۔

ایک روز اس نے ایک شخص کے متعلق پوچھا جو ملک میں اچھی منزلت اور بلند مقام کا حامل تھا تاکہ اس سے بعض امور میں مدد لے اور اس سے محبت سے پیش آئے اور اس کا اکرام کرے ۔

لوگوں نے کہا کہ جناب اس نے دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہے اسے چھوڑ رکھا ہے اور درویشوں سے منسلک ہو گیا ہے ۔ یہ بات بادشاہ پر گراں گزری اور حکم دیا کہ اس کو میرے سامنے حاضر کیا جائے ۔ جب وہ شخص بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا اور بادشاہ نے اس شخص کو درویشوں کے لباس میں اور انہیں کی طرح فروتنی کا اظہار کرتے ہوئے پایا تو اسے جھڑکا اور شماتت کی اور کہا تو ہمارے درمیان ہمارے خدمت گزاروں ، اعیان اہل مملکت ، اور ان کے نمایاں افراد اور اشراف میں سے تھا ۔ تو کیوں تو نے خود کو رسوا کیا اور اپنے گھر والوں اور اپنے مال کو ضائع کیا اور کیوں نقصان اٹھانے والوں اور بیکار لوگوں کی پیروی کی ۔ یہاں تک کہ لوگوں کے لئے مضحکہ اور مثال بن گیا ۔ اور تو ہمارے اہم ترین امور میں ہمارا مددگار تھا اور جو بھی میں چاہتا تھا اس میں تو میری مدد کرتا تھا ۔

پس اس نے جواب دیا : اے بادشاہ اگر میرا تم پر کوئی حق نہیں ہے تو تمہاری عقل کا تو تم پر حق ہے ۔ پس میری بات سننے میں غصہ مت کرو ۔ اور فہم اور دلیل کے بعد اس سلسلے میں فیصلہ کرنا کیونکہ غصہ عقل کا دشمن ہوتا ہے ۔ اور یہ انسان اور اس کی فہم کے درمیان پردہ ڈال دیتا ہے ۔ بادشاہ نے کہا : تجھے کیا کہنا ہے ؟ درویش نے کہا : اے بادشاہ میں تم سے پوچھتا ہوں کیا میرے ذاتی گناہ پر تم نے مجھ پر عتاب کیا ہے ؟ یا میرا گناہ تم پر اثرانداز ہو رہا ہے ۔ بادشاہ نے کہا : تیرا گناہ میرے نزدیک بہت بڑا ہے اور میری رعیت میں سے جو کوئی اپنے نفس کی ہلاکت کا سامان کرے گا تو میں اس کے اور اس کے نفس کے درمیان آجاؤنگا ۔ کیونکہ اس کا اپنے نفس کو ہلاک کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی دوسرے شخص کو ہلاک کرنا ، میں اس کا ولی ہوں اور تم پر بھی اور اس پر بھی حاکم ہوں ۔ پس میں تمہارے نفس پر زیادہ حاکم ہوں اور مواخذہ کرنے والا ہوں جب کہ تم نے خود کو اس طرح ضائع و برباد کر دیا ہے درویش نے اس سے کہا : اے بادشاہ دلیل کے بغیر میری گرفت نہ کرو اور دلیل کو نافذ نہ کرو سوائے اس کے کہ تمہارے پاس قاضی بھی ہو ۔ اور تمہارے پاس انسانوں میں سے بہت سے قاضی ہیں ۔ اور تم انہیں کے احکامات نافذ کرتے ہو ۔ اور میں ان میں سے کچھ سے راضی ہوں اور کچھ سے خوف زدہ ۔

بادشاہ نے کہا : وہ قاضی کون ہیں ؟ اس شخص نے کہا کہ جس کے فیصلہ پر میں راضی ہوں وہ قاضی تمہاری عقل ہے اور جس سے میں خوف زدہ ہوں وہ تمہاری خواہشِ نفس ہے ۔ بادشاہ نے کہا کہ بیان کر تو کہنا کیا چاہتا ہے ۔ یہ خیال تیرے دل میں کب سے پیدا ہوا ؟ اور کس نے تجھے بہکایا ؟ اس شخص نے کہا مجھے اس طرح پتہ چلا کہ میں نے اپنے بچپن میں یہ بات سنی تھی جو میرے دل میں بیٹھ گئی اور اس دانے کی طرح ہو گئی جسے زمین میں بو دیا گیا ہو ۔ پھر وہ بڑھتی رہی اور

درخت بن گئی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ میں نے ایک عقلمند سے سنا ہے کہ جو بے وقوف ہوتا ہے وہ اس چیز کو جس کی کوئی اصل و حقیقت نہیں ہوتی اور وہ کسی کام نہیں آتی اس کو کارآمد سمجھ لیتا ہے اور وہ چیز جو اصل رکھتی ہے اور کارآمد ہوتی ہے اس کو بے کار سمجھ لیتا ہے۔ اور وہ اس امر کو نہیں چھوڑتا جس کی کوئی حقیقت نہیں تو وہ اس مقصد کو حاصل نہیں کرتا جو دراصل حقیقت ہے اور اس امر کو نہیں دیکھتا جو حقیقت ہے تو اس کا نفس اس امر کو چھوڑ دینے سے مطمئن نہیں ہوتا جو حقیقت نہیں اور حقیقت تو دراصل آخرت ہے اور جو حقیقت نہیں ہے وہی دنیا ہے۔ جب سے میں نے یہ سنا ہے تو میں نے بے حقیقت چیز کو جو یہ دنیائے فانی ہے ترک کر دیا اور حقیقی شے کہ جو دارِ باقی ہے کو اختیار کر لیا ہے اور اب میری نظر میں حیات موت ہے تونگری فقر۔ دنیا کی خوشی غم، صحتِ دنیا بیماری، قوتِ دنیا ضعف و مجبوری، عزتِ دنیا ذلت ہے، اور کس طرح حیاتِ دنیا موت نہ ہو جبکہ جینے والا موت کے لئے جیتا ہے۔ اور اسے موت کا یقین ہوتا ہے اور حیات کے ختم ہونے کا بھی۔ اور کیوں اس کے تونگر کو فقیر نہ سمجھا جائے کہ کوئی چیز نہیں ملتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے وہ کسی اور چیز کا محتاج ہو جاتا ہے جو اسے ایسی اشیاء کی طرف مائل کرتی ہے جو اس کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔

جیسے آدمی کبھی جانور کا محتاج ہوتا ہے جسے وہ اسے پالیتا ہے تو اس کے گھاس، چارے اور اس کے تعاون کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح وہ ہر چیز کے لئے کچھ دوسری چیزوں کا محتاج ہوتا ہے جو اس کے کام آسکیں اور ضروری ہوں۔ تو اس کی حاجت کب پوری ہو سکتی ہے جو اس طریق کار کا محتاج ہو؟ اور کس طرح اس کی خوشی غم میں تبدیل نہ ہو کہ جسے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ملتی ہے تو غم و تکلیف اس کی گھات میں بیٹھ رہتی ہے اور وہ اپنی آنکھ سے غم و حزن کو دگنا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اگر وہ اپنے بچے سے خوشی محسوس کرتا ہے تو اس کی بیماری اور موت میں اسے حزن سے سابقہ پڑتا ہے جو اس کے سرور سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اور اگر مال سے خوشی محسوس کرتا ہے تو کیا اس کی بربادی اور ضائع ہونے سے خوف نہیں کھاتا؟ کہ مال کی خوشی ہی سب سے بڑی خوشی ہے۔ اگر یہ امر اسی طرح ہے تو لوگوں کا حق یہ ہے کہ وہ کسی شے سے اپنا دامن وابستہ نہ کریں جو انہیں پہلے سے معلوم ہے۔ اور کس طرح اس کی صحت بیماری میں تبدیل نہیں ہو سکتی کہ اس کی صحت مختلف اخلاط پر مبنی ہے اور حیات سے قریب ترین خلط خون ہے۔ اور واضح ترین بات یہ ہے کہ انسان جو خون سے تخلیق کیا گیا ہے وہ اچانک موت، ذبح، طاعون، رخسار کے زخم اور ذات الجنب میں مبتلا ہو کر فوت ہو سکتا ہے اور کیوں اس کی قوت ضعف میں تبدیل نہ ہو جائے حالانکہ اس میں وہ قوتیں بھی پائی جاتی ہیں جو اسے نقصان پہنچاتی ہیں اور اسے ہلاک کر دیتی ہیں۔ اور کیوں کر ان اخلاط کی عزت ذلت میں تبدیل نہ ہو جائے جب کہ کبھی عزت برقرار نہیں رکھی گئی مگر اس انسان کے اہل کو طویل ذلت کا وارث بنا دیا گیا۔ سوائے اس کے کہ عزت کے دن بہت مختصر ہیں اور ذلت کے دن طویل ہیں۔ پس لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اس دنیا کی مذمت کریں جس کے لئے انہوں نے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں۔ پھر حاجت پوری ہونے کے بعد وہ ہر ساعت اور ہر لحظہ توقع رکھے کہ ہر شب و روز وہ اپنے مال کو شمار کرے جس کا وہ محتاج

ہے اور وہ اس کے جمع کرنے میں اپنے رشتہ داروں کی آنکھوں کو چندھیا دیتا ہے اور اس کو جمع کی ہوئی اشیاء پر وہ لوٹ مار کرتے ہیں۔ اور اس کی عمارت کی بنیادوں کو منہدم کردیتے ہیں اور موت اس کے اہل وعیال پر حملہ آور ہوتی ہے تو ان کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔ اور ہر شخص جو اس سے بھائی چارہ رکھتا ہے اسے تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔ پس اے بادشاہ میں اس دنیا کی کہ جو کچھ وہ دے رہی ہے مذمت کرتا ہوں اور وراثت کے مال سے جو لباس پہنا رہی ہے کہ وہ مال موروثہ جو اس کے بعد برہنہ کردیگا۔ بعض اوقات وہ کسی کی بلندی کا سبب بنتا ہے لیکن یہی بعد میں رونے پیٹنے کا سبب بنتا ہے۔ اور جو اس کے عشق میں مبتلا ہے وہ اسے چھوڑنے والا ہے۔ مال موروثہ کے ملنے کے بعد شقاوت قلبی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور جس نے اس مال کی اطاعت کی اسے دھوکہ دیتا ہے اور جس نے اس پر بھروسہ کیا اس سے غداری کرتا ہے۔ اور مال موروثہ اس سواری کی طرح ہے جو الف ہو کر سوار کو گرا دیتی ہے اور ایسا ساتھی ہے جو خائن ہے اور ایسا راستہ ہے جو گمراہ کرنے والا ہے۔ اور ایسا جائے نزول ہے کہ جو ہلاک کرنے والا ہے اور ایسی بزرگی ہے جو کسی کا اکرام نہیں کرتی بلکہ ذلیل کردیتی ہے اور ایسی محبوبہ ہے جو کسی سے محبت نہیں کرتی اور ایسی لازم شے ہے جو ہمیشہ کسی کے ساتھ نہیں رہتی۔ کبھی یہ مال موروثہ وفا کرتا ہے اور کبھی بے وفائی۔ کبھی تصدیق کرتا ہے اور کبھی تکذیب۔ کبھی موافقت کرتا ہے اور کبھی مخالفت۔ جو اس مال موروثہ کے سہارے آگے بڑھنا چاہتا ہے اس میں کجی پیدا کردیتا ہے۔ جس شخص نے اس کو اپنے قبضہ میں لیا تو وہ مال اس کے ساتھ خوب کھیلتا ہے۔ اسی اثناء میں جو شخص کھانے کا قصد کرتا ہے اسے لقمے کھلاتا ہے اور اسی دوران جب اس آدمی کو نادم بنالیتا ہے تو اس کی مذمت کرتا ہے اور جو اس کے ساتھ ہنسی کرتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے اور جو اسے برا بھلا کہتا ہے تو وہ بھی اس کو برا بھلا کہتا ہے اور جب کوئی اس کے لئے روتا ہے تو وہ بھی اس کے لئے روتا ہے۔ جب کوئی دست سوال دراز کرتا ہے تو وہ بھی عطا کے لئے ہاتھ بڑھا دیتا ہے۔ اور عزت دیتا ہے جب کہ وہ ذلیل ہوتا ہے۔ اور اس کا احترام و اکرام کرتا ہے جب کہ وہ بے عزت ہو۔ اور اسی طرح وہ صاحب عظمت بنتا ہے جبکہ وہ حقیر ہو اور اسی طرح وہ بلند ہوتا ہے جب کہ وہ پستی میں گرا ہوا ہو۔ اور کبھی مال موروثہ مطیع ہوتا ہے جب کہ اس کی نافرمانی کی جائے اور اسی طرح اس مال موروثہ میں خوشی ہوتی ہے جب کہ اسے غم دیا جائے۔ اور اسی طرح اس میں شکم سیر لوگ (حقیقتاً) بھوکے ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح اس مال موروثہ کے سبب کچھ لوگ مردہ ہوتے ہیں حالانکہ وہ زندوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔

پس اس گھر پر تف ہے جس کے کارنامے یہ ہوں اور اس میں اس قسم کی صفات پائی جائیں کہ یہ کسی کے سر پر کسی صبح تاج رکھتا ہے اور کسی کو رات مٹی کے گڑھے میں دفن کردیتا ہے۔ اور کسی کو رات میں ہاتھوں میں سونے کے زیور پہنا دیتا ہے اور صبح کے وقت زنجیروں میں گرفتار کرا دیتا ہے۔ آدمی کو یہ دنیا کبھی تخت پر صبح کے وقت بٹھا دیتی ہے اور کبھی رات میں کسی قید خانے میں پھینک دیتی ہے کبھی رات میں دیبا کے فرش بچھاتی ہے اور صبح کے وقت خاک پر سلا دیتی ہے۔ صبح کے وقت کبھی کھیل کود اور لعب و لہو کو جمع کرتی ہے اور کبھی رات میں گریہ کرنے والوں کو جمع کرتی

ہے۔ کسی رات میں اس آدمی کے اہل وعیال کی قربت کو محبوب بناتی ہے اور کسی صبح ان کی دوری کو محبوب بناتی ہے۔ کبھی صبح کے وقت اس کی خوشبو کو خوشگوار بناتی ہے اور کبھی رات میں اسی خوشبو کو ناگوار بناتی ہے۔ پس وہ اپنی شان وشوکت کے ذریعے توقع رکھنے والا ہے جو اس کے فتنوں اور مصیبتوں سے نجات پانے والا نہیں ہے۔ اس آدمی کا دل دنیا کی باتوں سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور اس کی آنکھیں ان کی عجیب وغریب اشیاء سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اس کا ہاتھ دنیا کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے پھر خالی بھی ہوجاتا ہے۔ مال کا چشمہ پرسکون رہتا ہے جو گیا سو گیا اور جو ہلاک ہوا سو ہلاک ہوا۔ جو ظاہر ہوا وہ ظاہر ہوا۔ ہر ایک کے بعد کسی ایک کو برقرار رکھتا ہے اور ہر ایک سے اس کے بدلے کے طور پر راضی رہتا ہے اور ہر صدی کو صدی کے بعد سکون پہنچاتا ہے۔ اور ہر قوم کے سرداروں کو بحیثیت قوم کے کھلاتا ہے۔ رذیل لوگوں کو افضل لوگوں کی جگہوں پر بٹھا دیتا ہے۔ اور عاجزوں کو صاحبان احتیاط کی جگہ بٹھا دیتا ہے۔ وہ قوموں کو خشک سالی سے تروتازگی کی طرف لاتا ہے۔ اور پیدل کو سواری، فاقہ کشی سے نعمت کی طرف، شدت سے نرمی کی طرف، بدبختی سے پوشیدگی کی طرف یہاں تک کہ جس وقت وہ اس میں ڈوب جاتا ہے تو اس کے ذریعے سے حالات میں تبدیلی پیدا کرتا ہے اور پھر ان سے خوشحالی اور تروتازگی کو دور کردیتا ہے اور ان سے قوت کو چھین لیتا ہے پھر وہ سب سے بڑی ہلاکت اور سب سے بڑی محتاجی اور سب سے بڑی خشک سالی کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

اے بادشاہ! یہ جو تم نے کہا کہ میں نے ترک دنیا کرکے اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال کو ہلاکت میں ڈالا ہے تو ایسا نہیں ہے۔ بلکہ میں ان کی طرف اور زیادہ متوجہ ہوگیا۔ اور ان کے ساتھ خصوصی تعلق رکھا۔ لیکن میں اسی سحرزدہ آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ جس کے ذریعے اپنے رشتہ داروں میں سے اجنبیوں کو اور دوستوں میں سے دشمنوں کو نہیں پہچان رہا تھا۔ پس جب یہ سحر ختم ہوا تو سحرزدہ آنکھ صحیح آنکھ میں تبدیل ہوگئی اور دوستوں میں سے دشمن ظاہر ہوگئے اور اجنبی لوگوں میں سے قریبی رشتہ داروں کا پتہ چل گیا۔ پس اس وقت میں نے اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور بھائیوں اور تعلقات والوں کو شمار کرنا شروع کردیا اور یہ شکاری کتوں کی طرح تھے جن کا قصد وارادہ تھا کہ وہ مجھ کو کھالیں سوائے اس کے کہ ہمت و قوت کے اعتبار سے ان کے مختلف درجات تھے۔ پس ان میں سے کچھ گرم مزاجی کی بناء پر شیر کی طرح تھے، کچھ بھیڑیئے کی طرح پھاڑ ڈالنے والے اور نوچ کھسوٹ میں مشہور تھے، کچھ چاپلوس کتوں کی طرح دم ہلانے والے تھے اور کچھ لومڑی کی طرح حیلہ گر اور چور تھے ان کا مقصد ایک ہی تھا لیکن ان کے طریقے جدا جدا تھے۔

اور اگرچہ اے بادشاہ تمہاری عظیم مملکت کے باوصف اور تمہارے رشتہ داروں، لشکروں اور مصاحبوں اور مطیع و فرماں بردار لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تمہیں عظمت حاصل ہے لیکن میں نے تمہارے بارے میں غور وفکر کیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس دنیا کے لوگوں میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہیں ہے اور تم تنہا ہو اور یہ بھی مجھے پتہ چلا کہ عوام تمہارے دشمن ہیں اور یہ کہ یہ امت جس پر تمہیں قدرت حاصل ہے بہت زیادہ حسد کرنے والی ہے اور یہ دشمنی کرنے

والے ہیں اور دلوں میں نفاق چھپائے ہوئے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو شکاری کتوں سے زیادہ تمہارے دشمن ہیں۔ اور تمام اجنبی تم سے دشمنی رکھنے والے ہیں اور جب میں تمہارے مطیع ومددگار اور رشتہ داروں کی طرف دیکھتا ہوں تو ان کو ایسا گروہ پاتا ہوں جو ایک ظاہری فائدہ کے لئے عمل کرتے ہیں۔ اور اس کے باوجود حرص وہوس میں ہتلا ہیں کہ تمہارے لئے کام کم کریں اور اجر زیادہ لیں اور جب میں تمہارے مخصوصین اور رشتہ داروں کی طرف دیکھتا ہوں تو ان کو ایسا گروہ پاتا ہوں جو تمہارے لئے کوشش اور عمل میں مصروف ہیں اور تمہیں مال و دولت کما کر دیتے ہیں اور تم انہیں ہمیشہ تکلیف پہنچاتے ہو حالانکہ وہ سب ایسے نہیں ہیں۔ وہ تمہاری کوشش و جدوجہد سے راضی ہیں پس اگر تم نے انہیں اس کوشش اور جدوجہد سے روک دیا تو وہ تم سے راضی نہ ہونگے تو اے بادشاہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم تنہا ہو۔ نہ کوئی تمہارا رشتہ دار ہے اور نہ تمہارے پاس مال و دولت۔

لیکن میرے پاس میرے اہل وعیال بھی ہیں، مال بھی، دوست بھی، بھائی بہنیں بھی جو مجھے نہیں کھا رہے اور نہ میرے ذریعے کھا رہے ہیں وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ ہمارے درمیان محبت مفقود نہیں ہے۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں اور وہ مجھے نصیحت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے وہ میری تصدیق کرتے ہیں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ہم ایک دوسرے کو جھٹلاتے نہیں۔

وہ مجھ سے ہمدردی رکھتے ہیں اور میں ان سے ہمدردی رکھتا ہوں اور ہمارے درمیان کوئی دشمنی نہیں۔ وہ میری مدد کرتے ہیں اور میں ان کی مدد کرتا ہوں اور ہم ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ وہ ایسی نیکی کو چاہتے ہیں کہ میں بھی اسے چاہوں۔ انہیں خوف نہیں ہے کہ میں انہیں اپنا زیر اثر کرلوں گا۔ ہمارے درمیان نہ فساد ہے نہ حسد۔ وہ میرے لئے اور میں ان کے لئے ایسے اجر پر کام کرتے ہیں کہ جو فانی نہیں۔ اور ہمیشہ یہ عمل ہمارے درمیان قائم ہے۔ یہ لوگ اگر میں گمراہ ہوجاؤں تو میرے راہنما ہیں اور میرے نور نگاہ ہیں اگر میں نابینا ہوجاؤں اور اگر میں ان کے پاس آؤں تو میرے لئے حفاظت گاہ بن جاتے ہیں۔ اور اگر مجھ پر حملہ کیا جائے تو میری ڈھال بن جاتے ہیں۔ اور جب میں کسی دشواری میں پڑوں تو یہ میرے مددگار بن جاتے ہیں۔ اور ہم گھروں، دکانوں اور طعام گاہوں سے اپنے آپ کو بچائے ہوئے ہیں اور نہ ہم کو ان کی طلب ہے اور ہم نے تمام ذخیروں اور مال ومتاع کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم میں مال متاع کی خواہش نہیں ہے۔ ہم ایک دوسرے سے سرکشی نہیں کرتے، ایک دوسرے سے بغض نہیں رکھتے، نہ فساد کرتے ہیں، نہ حسد رکھتے ہیں، نہ قطع تعلقات کرتے ہیں۔ پس اے بادشاہ یہ میرے اہل وعیال ہیں۔ میرے بھائی ہیں قریبی رشتہ دار ہیں دوست ہیں میں انہی سے محبت کرتا ہوں اور انہی کی طرف رخ کرتا ہوں اور میں نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا ہے جن کو میں نے اپنی سحر زدہ آنکھوں سے دیکھ کر پہچان لیا تھا اور میں نے ان سے اپنی سلامتی چاہی تھی۔

پس اے بادشاہ یہ دنیا ایسی ہے کہ جیسا میں نے تم کو بتایا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ اس کا حسب و نسب ہے

اور یہی اس کی گردش ہے جو میں نے سنی تھی اور یہ جان لینے کے بعد میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں نے اس امر کو دیکھا کہ جو اصل حقیقت ہے ۔ پس اے بادشاہ اگر تم پسند کرو تو میں آخرت کے متعلق جو مجھے معلوم ہے کہ دراصل وہی حقیقت ہے تمہارے سامنے بیان کروں تو تم سننے کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ اور بہت ہی توجہ سے سنو اس طرح نہیں جیسے تم دوسری چیزوں کے بارے میں سنتے ہو ۔ پس بادشاہ نے اس پر کوئی زیادتی نہیں کی مگر یہ کہ اس سے کہا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے اور تیری کوئی بات درست نہیں اور تو شقاوت و عناد میں کامیاب رہا ہے پس فوراً یہاں سے نکل جاؤ اور میری مملکت کے کسی حصہ میں قیام نہ کرنا اس لئے کہ تم فساد برپا کرنے والوں میں سے ہو ۔

اس زمانے میں بادشاہ کے بیٹا پیدا ہوا جب کہ وہ اولاد نرینہ سے مایوس ہو چکا تھا ۔ یہ بچہ حسن و جمال و ضیاء میں ایسا تھا کہ انسانوں نے ایسا مولود نہیں دیکھا تھا ۔ بادشاہ بے انتہا خوش ہوا قریب تھا کہ وہ خوشی کی زیادتی سے ہلاک ہو جائے ۔ اس کے خیال میں یہ عطا ان بتوں کی تھی جن کی وہ پرستش کرتا تھا ۔ پس لوگوں نے جو کچھ اموال ان کے گھروں میں تھے بتوں کے مندروں پر نچھاور کر دیئے ۔ لوگوں کو ایک سال تک خوشی منانے کا حکم دیا گیا اس نے اپنے بیٹے کا نام یوذاسف رکھا اور ملک کے تمام علماء اور نجومیوں کو طلب کیا تاکہ وہ بیٹے کا زائچہ تیار کریں ۔ تمام نجومیوں نے بڑے غور و فکر کے بعد بتایا کہ یہ ارض ہند میں شرف و منزلت میں اپنے زمانے کے ہر بچہ سے بلند تر ہو گا ۔ لیکن ایک شخص نے کہا: نہ صرف شرف و منزلت و فضیلت (دنیا) ہم اس کے لئے پاتے ہیں بلکہ شرف آخرت بھی اور میرے حساب سے تو یہ دین اور دینداروں کا امام بنے گا ۔ اور درجات آخرت میں فضیلت کا حامل ہو گا کیونکہ میں اس میں وہ شرف دیکھ رہا ہوں جو دنیا کے کسی شرف کے مماثل نہیں بلکہ آخرت کے شرف کے مماثل ہے ۔

اس گفتگو سے بچے کے بارے میں بادشاہ کا سرور کافور ہو گیا ۔ کیونکہ مذکورہ نجم معتمد ترین نجم تھا اور بادشاہ کے نزدیک سب سے زیادہ صاحب علم اور سب سے زیادہ راست گو تھا ۔ پس بادشاہ نے بچے کے لئے شہر میں ایک مکان خالی کرا دیا اور معتمد دایاؤں اور خادموں کو وہاں مامور کیا ۔ اور ان کو حکم دیا کہ بچے کے سامنے موت، آخرت، غم، مرض اور فنا کا تذکرہ نہ کریں یہاں تک کہ ان کی زبانیں اس کی عادی بن گئیں اور ان کے دلوں نے حقیقت کو فراموش کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ جب بچہ بڑا ہو تو اس کے سامنے کوئی ایسی گفتگو نہ کریں جس سے اس کے دل میں کوئی خوف پیدا ہو جو اسے دین اور دین داری کی جانب لے جانے کا سبب بنے ۔ اور یہ کہ وہ اس کی حفاظت کریں اور اس سے بچائیں اور ان میں سے ہر ایک ۔ ایک دوسرے کو بھول جائے ۔

اسی طرح بادشاہ اپنے بیٹے کے (راہ راست اختیار کر لینے کے) خوف کی وجہ سے درویشوں پر شدید غضب ناک تھا ۔

اس کا ایک وزیر تھا جو نہ اس کے مال میں خیانت کرتا تھا نہ جھوٹ بولتا تھا اور نہ اس سے کچھ چھپاتا تھا ۔ نہ اس پر کوئی اثر ڈالتا تھا اور اس کے اعمال میں اس کا ہمسر کوئی نہ تھا اور بادشاہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا ۔ اور اس کے ساتھ ہی وزیر

مذکور لطف و کرم والا، بھلائی کا ہاتھ پھیلانے والا اور نیکیوں میں مشہور تھا عوام الناس اس سے محبت کرتے تھے اور وہ ان سے راضی تھا۔ مگر یہ کہ بادشاہ کے احباء و اقربا اس سے حسد کرتے تھے۔ اس پر زیادتی کرتے تھے اور اس کی سزنت کو گراتے تھے۔

ایک روز بادشاہ شکار کے ارادہ سے باہر گیا اس کا وزیر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ایک پہاڑی راستے میں اس نے ایک شخص کو پایا جو پیروں سے زخمی تھا۔ ایک درخت کی جڑ سے لپٹا ہوا تھا اور وہاں سے چلے جانا اس کے لئے ممکن نہ تھا۔ وزیر نے اس سے اس کا حال دریافت کیا تو اس زخمی نے بتایا کہ صحرائی درندوں نے اس کی یہ حالت بنادی ہے۔ وزیر کو اس کی حالت زار پر بہت رحم آیا۔ اس شخص نے وزیر سے کہا کہ میری مدد کرو اور مجھے اپنے گھر لے چلو تو میں بھی کسی وقت تم کو نفع پہنچاؤں گا۔ وزیر نے کہا اگر تجھ سے کوئی فائدہ نہ بھی پہنچے تب بھی اس عالم مجبوری میں تیری مدد کرنا میرا فرض ہے مگر یہ تو بتا کہ تو مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ کیا تو کوئی کام کرسکتا ہے یا کسی چیز کو اچھا کرسکتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں بگڑی بات کو بنانا جانتا ہوں۔ وزیر نے کہا کہ تم کیسے یہ کہہ سکتے ہو؟ اس نے کہا: جیسے ہی اختلاف شروع ہوتا ہے میں جوڑ دیتا ہوں نتیجتاً فساد برپا نہیں ہوتا۔ وزیر نے اس کی بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی اور ہمراہ لاکر علاج کرایا جس سے وہ صحت یاب ہوگیا۔

آخر ایسا ہوا کہ اس بادشاہ کے احباء نے باہم مشورہ کیا کہ اس وزیر پر کوئی الزام لگا کر بادشاہ کی نظروں میں گرانا چاہئے چنانچہ بادشاہ سے کہا کہ یہ وزیر بادشاہت کی طمع رکھتا ہے کہ آپ کے بعد غلبہ حاصل کرلے اسی لئے یہ رعایا پر اس قدر احسانات کرتا ہے اور اس میں دن رات کوشاں رہتا ہے۔ اگر آپ اس خبر کی صداقت جاننا چاہیں تو آپ اس کو بلاکر مشورہ کریں کہ میں ترک حکومت کرکے درویشی کو اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ پس آپ کو اس کی خوشی کے ذریعے پتہ چل جائے گا اور حقیقت حال آپ پر واضح ہوجائے گی۔ اور قوم جانتی تھی کہ دنیا کے فانی ہونے کے ذکر اور موت کے ذکر سے وزیر کا دل رقیق ہوجاتا تھا اور دین داروں کے لئے اس کے دل میں نرمی تھی اور ان سے محبت کرتا تھا۔ انہوں نے یہ خیال کرتے ہوئے ایسا کیا کہ وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہوجائیں گے۔ بادشاہ نے کہا اب جب میری اس سے ملاقات ہوگی تو یہی پوچھوں گا اور کچھ نہیں پوچھوں گا۔ چنانچہ جب وہ وزیر آیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ تم میری دنیا کی حرص اور طلب ملک سے واقف ہو اور میں نے تم سے ذکر کیا تھا کہ ماضی میں میرے پاس یہ مال و دولت نہیں تھی اور میں نے جان لیا ہے کہ جو کچھ باقی رہے گا وہ وہی ہوگا جو ماضی میں تھا۔ کیوں کہ یہ سب جو میں نے جمع کیا ہے جلد تباہ ہونے والا ہے اور کیا میں اس حال میں واپس نہیں جاؤں گا کہ میرے ہاتھ میں اس میں سے کچھ بھی ہو۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آخرت کے لئے کوئی عمل انجام دوں جو ان کاموں سے بہتر ہو جو میں دنیا کے لئے کیا کرتا تھا۔ اور میں اس طرح شروعات کرتا ہوں کہ حق دینداروں کے ساتھ ہے اور میں اس عمل (حکومت) کو اس کے اہل کے لئے چھوڑتا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ وزیر بادشاہ کی باتیں

سن کر شدت سے رو دیا یہاں تک کہ بادشاہ نے جان لیا کہ اس کے دل میں کیا ہے اور عرض کیا بادشاہ سلامت جو چیز باقی رہنے والی ہے اگرچہ مشکل سے حاصل ہو لیکن پھر بھی اس کا حاصل کرنا بہتر ہے۔ اور جو چیز فانی ہو اور وہ آسانی سے حاصل ہو جائے اس کا حاصل کرنا بے کار ہے۔ آپ کی رائے اور خیال ٹھیک ہے میں امید کرتا ہوں کہ خدا آپ کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

وزیر کی یہ بات بادشاہ کو بہت بری لگی اور اسے یقین ہو گیا کہ اس کے بارے میں مجھے جو اطلاعات دی گئیں ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ ادھر وزیر کو اس کی خفگی محسوس ہو گئی پس وہ اپنے گھر والوں کی طرف حسرت و افسوس اور محزون واپس ہوا اور وہ نہیں سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے اس طرز عمل سے بچاؤ کا طریق کار کیا ہے۔ پس وہ رات کو بیدار رہ کر سوچ بچار کرتا رہا تو اسے اس شخص کا خیال آیا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ بگڑی بات کو بنا سکتا ہے۔ چنانچہ اسے بلایا جب وہ آیا تو اس سے کہا: تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم بگڑی بات بنا سکتے ہو۔ اس شخص نے کہا: ہاں بے شک تو آپ کو اس سلسلہ میں کون سی ضرورت پڑ گئی؟ وزیر نے کہا: ہاں میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اس بادشاہ کی بادشاہت سے پہلے سے اس کا ساتھی رہا ہوں۔ اور جب سے وہ بادشاہ ہوا ہے تو میں واقف نہیں کہ میرے اور اس کے درمیان کبھی ناگوار بات ہوئی ہو۔ وہ جانتا ہے میری نصیحت، میری شفقت اور میرے ایثار کے بارے میں جو میں اپنے نفس اور تمام انسانوں کے لئے کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ آج کے دن جو کچھ پیش آیا میں اس سے قطعاً ناواقف ہوں اور گمان کرتا ہوں کہ اس کی طرف سے اس کے بعد بھلائی سامنے آئے گی۔ اصلاح کرنے والے نے کہا: تمہارے پاس اس کا کوئی سبب یا علت ہے؟ وزیر نے کہا ہاں کل (بادشاہ نے) مجھے بلایا تھا اور ایسا ایسا کہا اور میں نے جواباً ایسا ایسا کہا۔ پس اس شخص نے کہا: میں اختلاف کا سبب سمجھ گیا ہوں اور ان شاء اللہ اسے جوڑنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ جان لو کہ بادشاہ یہ گمان کر رہا ہے کہ تم چاہتے ہو کہ اسے اس کے ملک سے ہٹا دو اور اس کے بعد اس پر قابض ہو جاؤ۔ تو جب صبح ہو تو اپنا لباس اور زیورات اتار دینا اور وہ کپڑے پہن لینا جو درویش پہنتے ہیں پھر اپنا سر منڈوانا اور اپنا چہرہ بادشاہ کے دروازے پر رگڑنا تو بادشاہ تمہیں بلا کر پوچھے گا کہ تم نے یہ کیا حلیہ بنایا ہے تو اس سے کہنا: یہ وہ چیز ہے جس کی طرف میں نے آپ کو دعوت دی تھی اور کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے ساتھی کو کوئی نصیحت کرے ہاں مگر یہ کہ خود بھی ویسا ہی کرے اور اس پر ثابت قدم رہے اور میں نے جو کچھ آپ کو دعوت دی تھی تو میرا ارادہ ہم دونوں کے لئے خیر کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پس آمادہ ہو جاؤ اس کام کے لئے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے۔ پس وزیر نے ایسا ہی کیا تب جا کر بادشاہ کے ذہن سے یہ بات نکل پائی۔

بادشاہ نے دوسرے ہی روز شاہی حکم دیا کہ تمام عابد و زاہد اس کے ملک سے نکل جائیں پس وہ وہاں سے بھاگنے لگے اور خود کو پوشیدہ کرنے لگے۔ ایک دن بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو اس کی نظر دور دو اشخاص پر پڑی۔ اس نے انہیں بلایا جب وہ قریب آئے تو وہ درویش تھے بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم میری مملکت سے نہیں نکلے تو انہوں نے کہا کہ

ہم تو جارہے تھے لیکن آپ کے فرستادہ ہمیں یہاں لے آئے بادشاہ نے کہا تم پیدل کیوں جارہے ہو ۔ انہوں نے کہا ہم ضعیف ہیں نہ ہمارے پاس جانور ہے نہ زادِراہ اور ہم معمولی رفتار سے زیادہ سفر کرنے پر قادر نہیں ۔ بادشاہ نے کہا کہ جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ بغیر کسی جانور اور زادِراہ کے تیزی دکھاتا ہے ۔ ان دونوں نے عرض کی کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے بلکہ ہم کسی شے میں خوشی و مسرت نہیں محسوس کرتے ۔ بادشاہ نے کہا: تم موت سے کیوں نہیں ڈرتے جب کہ تمہارے خیال میں ہمارے فرستادہ تمہیں لے کر آئے اور تم جارہے تھے کیا یہ موت سے فرار نہیں تھا ۔ تو ان دونوں نے کہا کہ موت سے فرار خوف کا سبب نہیں ہے ۔ آپ یہ گمان نہ کریں کہ ہم آپ سے خوفزدہ ہیں لیکن ہم اس لئے بھاگ رہے ہیں تاکہ اپنے نفسوں کے برخلاف آپ کی مدد کریں ۔ بادشاہ نے ان کی گفتگو پر خفگی کا اظہار کیا اور ان دونوں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ جو کوئی جہاں بھی کوئی کسی عابد کو دیکھے تو فوراً آگ میں جلا دے ۔ یہ حکم ملتے ہی بت پرستوں اور ان کے پیشواؤں نے ملک کے گوشہ گوشہ میں عابدوں کو نذرِ آتش کر دیا ۔ جب سے ہی سرزمین ہندوستان میں مردوں کو جلانے کی رسم پڑی ۔

ملک سے عابد و زاہد ناپید ہوگئے ۔ چند عابدوں نے جان پر کھیل کر اپنے آپ کو مخفی رکھا اور پوشیدہ رہے تاکہ کسی وقت تلاشِ حق کرنے والے کو راہِ حق دکھا سکیں ۔

یوذاسف بادشاہ کا فرزند اب سمجھدار ہوگیا تھا ۔ وہ بہت عقلمند نوجوان تھا ۔ اس کی دانائی اس کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی تھی کہ اس کو چند آدمیوں کے درمیان تنہائی میں کیوں قید کیا ہوا ہے ۔ وہ سوچتا تھا کہ اس کا سبب اپنے باپ سے معلوم کروں پھر خیال آتا تھا کہ یہ سب کچھ تو اسی کا کیا ہوا ہے وہ کیوں بتائے گا ۔ وہ لوگ جو اس کے پاس آدابِ شاہی اور امورِ سلطنت بتانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے ان میں سے ایک شخص جو اس کی دانائی اور عقلمندی کی وجہ سے بہت مرعوب تھا اس سے ایک روز یوذاسف نے کہا کہ آپ سے مجھے بہت محبت ہے ۔ اور میں آپ کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتا ہوں اور بادشاہ کے بعد سلطنت کا وارث میں ہوں اس وقت آپ کا درجہ سلطنت میں یا تو بہت بلند ہوگا یا بہت کم ۔

اس شخص نے کہا تم کیوں مجھے خوف دلاتے ہو کہ میرا حال برا ہوگا ؟ یوذاسف نے جواب دیا اس لئے کہ تم نے آج تک مجھ سے وہ بات چھپائی جو کل مجھے کسی اور سے پتہ چل جائے گی ۔ تو میں تم سے شدید انتقام لوں گا جیسا بھی میرا بس چلے گا ۔ یہ بات سن کر وہ شخص بہت ڈرا اور یوذاسف کو تمام راز ، نجومیوں کی پیشن گوئی ، تنہائی سے باہر نہ نکلنے کا سبب سب کچھ شہزادے کو بتا دیا ۔ جس پر شہزادہ نے شکریہ ادا کیا اور اسے چپ رہنے کو کہا یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ شہزادے کے پاس آیا تو شہزادے نے عرض کیا کہ ابا جان بے شک میں ابھی بچہ ہی ہوں تو میں نے خود خیال کیا اور اپنے حالات کے اختلاف کو بھی دیکھا تو مجھے جو یاد ہے میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور پہچاننے کے باوجود جس کا میں نے ذکر نہیں کیا اسے بھی اچھی طرح جانتا ہوں اور میں یہ بات بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں اس جیسا نہیں ہوں اور نہ آپ اس حال پر

ہیں۔ اور نہ آپ ابد تک اس پر ثابت رہنے والے ہیں اور زمانہ آپ کو اس حالت سے عنقریب متغیر کردے گا۔ پس اگر آپ چاہتے تھے کہ زوال (فنا) کے معاملات مجھ سے مخفی رہیں تو وہ مجھ پر مخفی نہیں رہے۔ اور اگر باہر نکلنے سے آپ نے مجھے پابند کردیا اور میرے اور لوگوں کے درمیان حائل ہوگئے تاکہ مجھ میں اتنی قوت پیدا نہ ہو اس چیز کے بارے میں جس میں میں نہیں ہوں۔ تو بے شک آپ نے مجھے اپنے حصار سے الگ کردیا۔ میرے دل میں اضطراب اور بےچینی ہے اس چیز سے جو میرے اور زمانہ کے درمیان حائل ہے۔یہاں تک کہ مجھے کسی شے کا غم نہیں ہے۔

اور میرا اس کے علاوہ اور کچھ ارادہ نہیں ہے یہاں تک کہ میرا دل اس چیز سے مطمئن نہ ہوجائے جس حالت میں میں ہوں۔ اور جس سے میں کوئی نفع نہیں اٹھا رہا اور نہ اس سے مجھے دلچسپی ہے۔ پس آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور مجھے اس بارے میں آگاہ فرمایئے جو آپ کو ناپسند ہے اور جس سے آپ خائف ہیں تاکہ میں اس سے اجتناب برتوں اور آپ کی موافقت اور رضامندی مجھ پر غالب آجائے۔ میری سمجھ میں اب تک یہ نہیں آیا کہ مجھے اس گوشہ تنہائی میں کیوں رکھا گیا ہے؟ باہر نکلنا میرے لئے کیوں منع ہے؟ کیا یہ میرے کسی جرم کی سزا ہے؟ اگر یہ مقصد ہے کہ میں فنا اور بقاء کے حالات سے بے خبر رہوں تو کب تک؟ ایک روز یہ دنیا خود بتلا دے گی۔ آپ مجھے باہر جانے کی اجازت دیں ورنہ میں یہ سوچ سوچ کر مرجاؤں گا۔

پس بادشاہ نے جب اپنے بیٹے سے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ اس کو اس بات کا علم ہوگیا ہے جس سے میں نے اسے بچانا چاہا تھا اور اس پابندی لگانے اور قید کرکے رکھنے سے سوائے تجسس اور حقیقت حال جان لینے کی خواہش کے علاوہ اور کسی چیز کا اضافہ نہ ہوا۔ پس اس نے کہا: اے میرے بیٹے تمہیں اس پابندی میں رکھنے کا سبب اس کے علاوہ کچھ نہ تھا کہ میں تم کو تکلیف سے بچانا چاہتا تھا۔ پس مت دیکھو سوائے اس کے جو موافق ہو اور درست سنو سوائے اس کے جو تمہیں خوش کردے۔ پس جب تمہاری خواہش اس کے علاوہ ہو تو یقیناً میں اشیاء کو اپنے نزدیک غالب کرلوں اس چیز پر جس پر تم رضامند ہو اور جس کی تم خواہش رکھتے ہو۔

پھر اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اس کو شان و شوکت کے ساتھ سوار کرائیں اور اس کے راستے سے تمام قبیح نظر آنے والی چیزوں کو ہٹا دیں۔

اس (پہلی) سواری کے بعد وہ متعدد بار سوار ہو کر نکلا۔

ایک روز ایسے راستے پر گیا جس سے وہ واقف نہ تھا اس نے دو بھکاریوں کو دیکھا۔ ایک کا جسم متورم، زرد جلد اور چہرہ بے رونق اور کریہہ المنظر تھا اور دوسرا نابینا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو لرز گیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ ورم اندرونی بیماری کی بناء پر ہے اور اندھا ایک زمانے سے ایسا ہی ہے۔ شہزادے نے پوچھا: ان کے علاوہ کسی اور کو بھی یہ بیماریاں ہیں؟ کہا گیا: ہاں۔ پوچھا: کوئی ان بیماریوں سے خود کو بچاسکتا ہے؟ جواب دیا گیا: نہیں پس اس روز

شہزادہ غم زدہ، محزون، روتا ہوا اور اس سے خائف و ترساں جو کچھ اس کے اور اس کے باپ کی سلطنت میں تھا واپس ہوا۔ اور اسی حال میں کئی دن رہا۔

ایک دن دوران سیر ایک بوڑھا دیکھا سفید بال، کمر خمیدہ، چلنے سے مجبور اس کی رنگت سیاہ ہو چکی تھی، جلد پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا۔ پس شہزادے کو اس کے حال پر تعجب ہوا اور اس نے اس بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا: یہ بوڑھا ہے۔ پوچھا: کتنے عرصے میں انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے؟ کہا تقریباً ایک سو برس میں۔ پوچھا بعد میں کیا ہوتا ہے؟ کہا کہ بعد میں مر جاتا ہے۔ شہزادے نے کہا کہ آدمی اور اس کی عمر کے بعد کوئی چیز باقی رہتی ہے۔ لوگوں نے کہا: نہیں اور یہ مختصر عرصے میں ہوتا ہے۔ تو شہزادے نے کہا مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور سال بارہ مہینے کا اور عمر کی مدت سو سال ہے تو مہینے میں سب سے زیادہ تیز گزرنے والا دن کون سا ہے۔ اور سال میں کونسا مہینہ تیزی سے گزرتا ہے اور عمر میں کون سا سال روانی سے گزر جاتا ہے؟ پھر شہزادہ واپس ہوا اور اپنی اس بات کو بار بار دہرا رہا تھا۔ پھر وہ راتوں کو بیدار رہنے لگا۔ اس کا دل زندہ ہو گیا اس میں ذکاوت و عقل پیدا ہو گئی۔ اس میں سہو و نسیان و غفلت باقی نہیں رہی اور اس میں حزن و اہتمام پیدا ہو گیا اور اس کا دل دنیا اور خواہشات دنیا سے پھر گیا۔ بہرحال وہ اپنے باپ کی مدارت کرتا تھا اور اس سے لطف و مہربانی سے پیش آتا تھا۔ اس کے باوجود وہ ہر متکلم کی ایسی بات سننے کا حریص تھا کہ جس طرز فکر پر وہ ہے اس کے خلاف اسے کوئی دلیل ملے تاکہ وہ اس کی رہنمائی کا سبب ہو۔

شہزادے نے اپنے اس اتالیق کو بلوایا جس نے اسے اس راز سے واقف کرایا تھا اور اس سے پوچھا: تم ایسے لوگوں کو جانتے ہو کہ جن کی حالت ہماری اس حالت سے مختلف ہو۔ اس رفیق نے جواب دیا: ہاں ایک گروہ ہے جنہیں درویش کہا جاتا ہے۔ انہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور آخرت کی طلب میں ہیں۔ اور ان کا کلام اور علم ایسا ہے کہ میں اس کے متعلق نہیں جانتا سوائے اس کے کہ لوگ ان سے دشمنی کرتے ہیں ان سے بغض رکھتے ہیں اور ان کو جلا دیتے ہیں اور بادشاہ نے انہیں اس سرزمین سے نکال دیا ہے۔ پس ان دنوں ہمارے شہروں میں کوئی شخص ان کو نہیں جانتا کیوں کہ وہ پوشیدہ ہو گئے ہیں اور کشائش کے منتظر ہیں۔ اور یہ اولیاء اللہ کا طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے کہ وہ باطل سلطنتوں میں ایک دوسرے سے پوشیدہ طور پر رہتے ہیں۔ پس یہ بات اس کی دل تنگی کا باعث ہو گئی اور اس کا بندوبست اس شخص کی مانند طویل ہو گیا جو اس گمشدہ سرمایہ کی خواہش کرتا ہے جو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے اور زمین کے گوشے گوشے میں اس کے تفکر، جمال، کمال، فہم و عقل، زہد اور وقار کی خبر پھیل گئی۔

پس یہ سراندیپ کے ایک درویش منش بلوہر نامی تک بھی پہنچی۔ جو نہ صرف درویش بلکہ حکیم بھی تھا۔ پس وہ کشتی پر سوار ہو کر بحری راستے سے ارض سولابط آیا اور شہزادے کی بارگاہ کا ارادہ کیا تاکہ اس سے وابستہ ہو جائے اور اس نے درویشی کا لباس اتار کر تاجروں کا لباس پہن لیا۔ پھر اس نے اہل دربار، احباء اور وہاں رہنے والوں کے متعلق مکمل واقفیت

حاصل کی ۔ چنانچہ اسے شہزادے کے رفیق و رازداں کے ساتھ شہزادے کے حسن سلوک کے بارے میں بھی آگاہی ہوئی اور یہ کہ شہزادہ اس کا بہت احترام کرتا ہے چنانچہ بلوہر نے اس رفیق کے یہاں آمد و رفت شروع کی حتیٰ کہ وہ اس کی تنہائی میں پہنچا اور اسے کہا کہ میں سراندیپ کا تاجر ہوں چند دن سے یہاں آیا ہوں ۔ میرے پاس ایک انمول چیز ہے جو بہت زیادہ مفید ہے چونکہ میں نے تمہیں قابل بھروسہ پایا اس لئے (اس عظیم کام کے لئے) تمہیں منتخب کیا ہے کہ میری دوا سرخ گندھک سے زیادہ قیمتی ہے جو اندھے کو بینا، بہرے کو قوت سماعت دیتی ہے، کمزوریوں کا مداوا کرتی ہے، ضعف کو قوت میں بدلتی ہے، جنون سے محفوظ رکھتی ہے اور دشمن کے مقابلے میں مدد دیتی ہے اور میں اس جوان سے زیادہ اس دوا کا حقدار کسی کو نہیں پاتا پس اگر تم مناسب سمجھو تو اس کا تذکرہ شہزادے سے کر دو اگر اس نے ضرورت محسوس کی تو مجھے اس تک لے چلنا کیونکہ میری اکسیر کی فضیلت اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہنی چاہیئے ۔ اتالیق نے حکیم سے کہا کہ جو بات تم کہہ رہے ہو ہم نے اس سے قبل کسی سے نہیں سنی اور میں تمہاری طرف سے اس چیز کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا جس کے متعلق وہ نہیں جانتا لیکن پہلے مجھے وہ دوا دکھلاؤ تو اگر میں نے اس میں کچھ بھی حقیقت پائی تو میں شہزادے سے اس کا تذکرہ کروں گا بلوہر نے کہا کہ میں مرد طبیب ہوں، تمہاری بینائی میں ضعف پاتا ہوں چنانچہ ڈرتا ہوں کہ کہیں میری دوا دیکھنے سے تمہاری (رہی سہی) بینائی سلب نہ ہو جائے ۔ لیکن شہزادہ کی بصارت صحیح ہے اور وہ سن میں کم بھی ہے چنانچہ مجھے اس کے لئے ایسا کوئی خوف نہیں ہے اگر اس نے دیکھ لیا تو اس کے لئے مفید ہی ثابت ہوگی ۔ یہ سن کر وہ شخص شہزادہ کے پاس گیا اور اس سے بلوہر کا تذکرہ کیا ۔ اس کی حق شناسی کی باتیں سن کر شہزادہ اپنی فراست ذاتی سے سمجھ گیا کہ اس سے مفید معلومات حاصل ہوں گی ۔

پس اس نے کہا: اس شخص کو آج رات ہی لے آنا مگر یہ سب پوشیدہ رہے اور ظاہر نہ ہو کہ ایسے آدمی کو بے وقعت نہیں کیا جاتا چنانچہ اتالیق نے بلوہر کو اس ملاقات کے بارے میں آگاہ کر دیا ۔ پس اس نے ایک ٹوکری ہمراہ لی جس میں کتابیں تھیں اتالیق نے پوچھا: یہ ٹوکری کیسی ہے؟ بلوہر نے کہا: اس ٹوکری میں میری دوا ہے ۔ تو اگر تم چاہتے تو مجھے اس کے پاس لے چلو ۔ پس وہ روانہ ہوئے اور شہزادے تک پہنچ گئے ۔ بلوہر کے وہاں پہنچنے پر شہزادے نے اسے سلام کیا، دعا دی اور بہترین طریقے سے پذیرائی کی ۔ اس کے بعد اتالیق چلا گیا ۔ حکیم شہزادے کے پاس بیٹھ گیا اور سب سے پہلے بلوہر نے اس سے سوال کیا: اے شہزادے میں نے محسوس کیا ہے کہ تم نے اپنے خادموں اور ملک کے اشراف سے زیادہ میری تکریم کی ہے ۔ شہزادے نے کہا: یہ اس عظیم امید کی بناء پر ہے جو مجھے تم سے ہے ۔ بلوہر نے کہا: تم نے اسی طرح کیا ہے جیسے کسی ملک کے ایک بادشاہ نے کیا تھا جو اپنی نیکیوں کی وجہ سے معروف تھا اور اس سے لوگ امید خیر رکھا کرتے تھے ۔ وہ ایک دن سیر کر رہا تھا کہ اسی دوران اس نے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ دو مفلوک الحال آدمیوں کو دیکھا جن کے لباس پھٹے ہوئے تھے ۔ مجبوری اور حاجت مندی کے آثار ان سے ظاہر تھے ۔ بادشاہ اترا انہیں سلام کیا اور مصافحہ کیا ۔ اس کے وزراء

نے جو یہ دیکھا تو ان کی طبیعت بہت مکدر ہوئی ۔ پس وہ اس کے بھائی کے پاس آئے جو اس پر اثر رکھتا تھا ۔ اور اس سے کہا: بادشاہ نے خود کو اور اہل مملکت کو رسوا کیا ہے ۔ وہ دو ذلیل انسانوں کے لئے زمین پر اترا ۔ پس اس کی سرزنش کرو تا کہ وہ آئندہ ایسا نہ کرے ۔ اور جو کچھ اس نے کیا اس کی وجہ پوچھو ۔ پس بادشاہ کے بھائی نے ایسا ہی کیا تو بادشاہ نے اسے جو جواب دیا اس سے وہ سمجھ نہ سکا کہ بادشاہ نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے یا اس سے راضی ہے اور وہ اپنے گھر کو واپس چلا آیا یہاں تک کہ کچھ دن بعد بادشاہ نے منادی کو حکم دیا جسے منادیٔ موت کا نام دیا گیا تھا پس اس نے اس (بادشاہ کے بھائی) کو اس کے گھر میں موت کی خبر دی ۔ اور یہی بادشاہ کا طریق کار تھا جس کے لئے بھی وہ قتل کا ارادہ کرتا تھا ۔ پس بادشاہ کے بھائی کے گھر میں نوحہ اور پکار شروع ہو گئی ۔ وہ لباس موت پہن کر بادشاہ کے دروازہ پر پہنچا اور شدت سے گریہ کیا اور اپنے بال نوچنے لگا ۔

جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اسے طلب کیا ۔ بادشاہ کی اجازت پا کر وہ داخل ہوا تو خود کو زمین پر گرا دیا اور رو رو کر خود کو ہلاک کرنے لگا اور اظہار ذلت کے ساتھ ہاتھ جوڑنے لگا ۔ بادشاہ نے اس سے کہا: اے بے وقوف قریب آ تو رو رہا ہے کہ منادی نے خالق کا نہیں بلکہ مخلوق کا حکم تجھ تک پہنچایا تھا اور میں تیرا بھائی ہوں اور تو جانتا ہے کہ تو نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ میں تجھے قتل کروں لیکن زمین میں جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر تم مجھے ملامت کرتے ہو ۔ اور میں اپنے رب کے منادی کو دیکھ رہا ہوں اور تم سے زیادہ اپنے گناہوں سے واقف ہوں ۔ پس واپس جاؤ کہ میں سمجھ چکا ہوں کہ میرے وزیروں نے تجھے دھوکہ دیا تھا اور وہ بھی جلد اپنی خطا کو جان لیں گے ۔

اس کے بعد بادشاہ نے لکڑی کے چار صندوق بنوائے ۔ دو صندوقوں پر تارکول لگوا دیا اور اندر سونا، یاقوت اور زبرجد بھر دیئے ۔ باقی دو پر سونے کا ملمع کیا اور اندر فضلہ، خون اور مردار چیزیں بھر دیں ۔ پھر ان وزراء اور اشراف کو جمع کیا جنہوں نے بادشاہ پر دو ضعیف درویشوں پر احسان کرنے کا عیب لگایا تھا ۔ اور سوال کیا ۔ ان صندوقوں میں کونسے صندوق زیادہ قیمتی ہیں؟ ان وزراء نے کہا ظاہری طور پر جو ہم دیکھ رہے ہیں اور جو ہمارا علم ہمیں بتاتا ہے کہ جو صندوق سونے کے ہیں وہ زیادہ قیمتی ہیں اور جو تارکول کے ہیں وہ اپنی بے قدری کی بناء پر بے قیمت ہیں ۔ بادشاہ نے کہا: ہاں تو یہ ہے اشیاء کے بارے میں تمہارے علم اور تمہاری رایوں کی حقیقت ۔ پھر اس نے تارکول والے صندوقوں کو کھولنے کا حکم دیا پس دربار جواہرات کی چمک دمک سے روشن ہو گیا ۔ پھر اس نے کہا: ان (صندوقوں) کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن کے لباس اور ظاہر بوسیدہ تھے ۔ حالانکہ وہ علم و حکمت و صدق و احسان اور تمام مناقب خیر سے آراستہ تھے جو یاقوت، لعل جواہر اور سونے سے کہیں زیادہ افضل ہیں ۔ پھر اس نے سونے کے صندوق کھولنے کا حکم دیا ۔ پس انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے اور کریہہ منظر دیکھ کر قوم کانپنے لگی اور انہیں اس کی غلاظت اور بدبو سے شدید اذیت ہوئی ۔ پس بادشاہ نے کہا: ان دونوں (صندوقوں) کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو بظاہر کپڑوں اور لباس سے مزین ہوتے ہیں لیکن ان کے پیٹ جہالت،

اندھے پن ، جھوٹ ، ظلم اور تمام اقسام کے شر سے بھرے ہوئے ہیں جو مردہ لاشوں سے زیادہ قبیح ، بدتر اور قابل نفرت ہیں ۔
اس پر قوم نے بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ ہم سمجھ گئے اور نصیحت حاصل کی ۔

پھر بلوہر نے کہا: اے شہزادے مجھ سے ملاقات کرنے اور میرا اکرام کرنے میں تمہاری مثال بھی ایسی ہی ہے پس شہزادہ یوذاسف کھڑا ہوگیا اور کہا: کوئی اور سبق آموز واقعہ سنائیں ۔ حکیم نے کہا: ہر دھقان زمین میں بیج ڈالتا ہے ۔ کچھ دانے کھیت کے کنارے گر پڑتے ہیں کچھ پتھر پر گر جاتے ہیں جو بالآخر خشک ہوجاتے ہیں ۔ کچھ خاردار میں گرتے ہیں جن کو جھاڑیاں بڑھنے نہیں دیتیں ۔ کچھ پاک و صاف زمین میں گرتے ہیں جو کارآمد بنتے ہیں ۔ اے شہزادے سوائے اس پاک و صاف زمین کے دوسرے سب بیج بیکار جاتے ہیں ۔ اسی طرح نیک باتیں صرف پاک و صاف دل میں نشوونما پاتی ہیں ۔ شہزادے نے کہا: اے حکیم آپ کی باتوں سے مجھے جو سکون ملا ہے وہ میں بیان نہیں کر سکتا ۔ کوئی ایسی مثال دیں جس سے دنیا کی محبت کو قریب کہا جائے ۔

بوہر نے کہا: سنا ہے کہ ایک مست ہاتھی نے ایک شخص کا پیچھا کیا ۔ وہ ڈر کے مارے بھاگا ۔ ہاتھی پیچھے پیچھے بھاگا راستہ میں ایک کنواں تھا جس کے کنارے پر ایک درخت تھا اس کی شاخ کو پکڑ کر لٹک گیا ۔ دیکھا کہ درخت کی جڑ میں چار سانپ ہیں اور سب سے نیچے ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا ہے ۔ اور دیکھا تو سفید و سیاہ چوہے درخت کی شاخ کو کاٹ رہے ہیں ۔ اس نے دیکھا کہ درخت کی شاخوں میں شہد لگا ہوا ہے ۔ یہ شخص شہد چاٹنے میں مشغول ہوگیا اور آنے والے خطرات سے بے خبر ہوگیا ۔ اے شہزادے دنیا ایک ایسا کنواں ہے جو آفات و مصائب اور شر سے پُر ہے یہ دو شاخیں عمر ہیں دو چوہوں سے مراد رات اور دن ہیں جو موت کے لانے میں جلدی کرتے ہیں ۔ اور وہ چار سانپ چار خلطیں جو زہر قاتل ہیں یعنی سودا ، صفراء ، بلغم اور خون ہیں کہ ان کا مالک نہیں جانتا کہ کب یہ ہیجان میں آئیں گے ۔ اور نیچے منہ کھولے ہوئے اژدھا موت ہے جو اس کے انتظار میں ہے ۔ شہد سے مراد دھوکا ہے کہ مغرور آدمی دنیا کی لذتوں ، شہرتوں ، نعمتوں ، جائیدادوں ، کھانے پینے کی لذتوں اور سونگھنے ، چھونے ، سننے اور دیکھنے کی احساسات سے دھوکا کھاتا ہے ۔ شہزادے نے کہا: یہ مثل عجیب ہے اور یقیناً یہ تشبیہ درست ہے ۔ پس مجھے دنیا ، صاحب دنیا اور اس کے اوپر مغرور اور اس پر عاشق اور اس سے نفع حاصل کرنے والے کے بارے میں مزید بتائیں ۔

بلوہر نے کہا: کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کے تین دوست تھے ۔ ایک دوست سے وہ بے حد محبت کرتا تھا کہ انتہائی خوفناک اور ڈراؤنی چیزوں پر اس کے سبب غالب رہتا تھا اور اسی سبب سے مغرور ہوگیا تھا ۔ رات دن اسی کی حاجت براری میں لگا رہتا ہے ۔ دوسرے دوست سے بھی محبت کرتا مگر قدرے کم ۔ وہ اس کا حکم مانتا تھا ۔ اس سے لطف و اکرام سے پیش آتا تھا ۔ اس کی خدمت اور اطاعت کرتا تھا ۔ اس سے انعامات و اکرامات سے پیش آتا تھا اور اس سے غافل نہیں رہتا تھا ۔ لیکن تیرا دوست جفاکار ، حقیر اور طبیعت پر گراں تھا ۔ اس سے اس کو محبت نہیں تھی ۔ وہ غریب بھی تھا ۔

یہاں تک کہ اس شخص پر ایک ایسا وقت پڑا کہ اسے تینوں دوستوں کی ضرورت پڑی ۔ اس کے پاس بادشاہ کے سپاہی آئے کہ اسے بادشاہ تک لے جائیں ۔ پس وہ پہلے دوست کے پاس گیا اور اس سے کہا: تم اپنے بارے میں میرے ایثار سے واقف ہو ۔ اور یہ کہ میں نے خود کو تمہارے اختیار میں دے دیا تھا ۔ اور آج کا دن وہ ہے کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے تو تمہارے پاس میرے لئے کیا ہے ؟ اس نے کہا: میں اب تمہارا دوست نہیں ہوں ۔ میرے دوست اب اور ہیں جن کے ساتھ میں تمہارے بعد مشغول ہوں ۔ وہ آج کے دن میرے لئے تم سے بہتر ہیں تاہم میں تمہیں وہ کپڑے دے سکتا ہوں جو تمہارے کام آئیں گے ۔

پھر وہ دوسرے صاحب لطف و محبت دوست کے پاس پہنچا ۔ اور اس سے کہا: تم اپنے بارے میں میرے اکرام و لطف سے واقف ہو اور یہ کہ میں تمہاری خوشی کا کیسا حریص تھا ۔ تو آج کے دن مجھے تمہاری ضرورت ہے تو تمہارے پاس میرے لئے کیا ہے ؟ اس نے کہا: میرے نفس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے اور تمہارے کام سے غافل ہو جاؤں ۔ پس تم اپنے اوپر ہی بھروسہ کرو ۔ اور جان لو کہ میرے اور تمہارے درمیان قطع تعلق ہو چکا کیونکہ میرے اور تمہارے راستے جدا ہیں ۔ میں تمہارے ساتھ چند قدم چل سکتا ہوں جن سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ پھر میں اس کام کی طرف چلا جاؤں گا جو میرے لئے تم سے زیادہ اہم ہے ۔

وہ مایوس ہو کر تیسرے کے پاس گیا جسے وہ ذلیل سمجھتا تھا ، اس کی بات نہیں مانتا تھا اور اس کی درماندگی کے زمانے میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا پس اس سے کہا کہ میں تم سے شرمندہ ہوں لیکن ضرورت مجھ کو تمہارے پاس لے آئی ہے تو تم میرے ساتھ کیا کر سکتے ہو ؟ اس نے کہا: میرے پاس تمہارے لئے برابری اور بھائی چارہ ہے اور تمہاری حفاظت کی ذمہ داری ہے ۔ گو تمہاری طرف سے کچھ غفلت ہوئی تھی ۔ تو تمہیں بشارت ہو اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو ۔ میں تمہارا ایسا ساتھ دوں گا جو تمہارے لئے نہ نقصان کا باعث ہوگا اور نہ کسی اور کے حوالے کرے گا ۔ پس میں تمہیں شرمندہ نہیں کروں گا اس تھوڑے عمل پر جو تم نے میرے ساتھ کیا ۔ بلوہر نے کہا: یہ پہلا دوست مال تھا ۔ دوسرا دوست اولاد تھی ۔ تیسرا دوست عملِ صالح تھا ۔

شہزادہ یہ سن کر کہنے لگا بے شک یہ کھلا ہوا حق ہے پس اس دنیا اس کے غرور اور اس پر مغرور ہو جانے والے اور اس پر مطمئن ہو جانے والے کے بارے میں مجھے کچھ اور بتائیں ۔ بلوہر نے کہا: ایک شہر کے رہنے والے جب ان کے پاس کوئی غریب جاہل آدمی آتا ایک سال کے لئے اپنا بادشاہ بنا لیتے اور وہ اپنی جہالت کی بناء پر اس غلط فہمی میں رہتا تھا کہ یہ ہمیشہ ان پر حکومت کرتا رہے گا ۔ لیکن جب سال ختم ہوتا تھا تو وہ لوگ اسے اپنے شہر سے خالی ہاتھ اور عریاں کر کے نکال دیتے تھے ۔ پس وہ بلاء و بدبختی میں گرفتار ہو جاتا تھا اور کسی سے اسے بیان بھی نہ کر پاتا ۔ وہ شخص جو کچھ اس پر اس کی حکومت میں گزری اور جیسا وہ ذلیل ہوا اور نقصان اٹھایا اور مصیبت و اذیت میں مبتلا ہوا اس بناء پر ٹوٹ کر رہ جاتا تھا ۔ اسی طرح

انہوں نے ایک بار ایک شخص کو پکڑ کر اپنا بادشاہ بنالیا۔اس شخص نے اپنی غریب الوطنی پر نظر کی اور یہ کہ وہاں اس کا کوئی مونس نہ تھا تو اس نے ان لوگوں کے رواج سے باخبر ہو کر اپنے علاقے سے ایک آدمی کو طلب کیا جب وہ آگیا تو اسے اس قوم کے حالات سے آگاہ کیا اور جو مال و دولت اس وقت اسکے تصرف میں تھا اس کی طرف توجہ دلائی کہ اس میں سے جتنا ہوسکے تھوڑا تھوڑا کر کے نکالو اور اس مقام پر جمع کردو جہاں مجھے جانا ہے۔پس جب قوم مجھے نکال دے گی تو میں اس جمع پونجی کا رخ کروں گا جو میں نے پہلے ہی بھیج رکھی ہوگی اور جمع کر رکھی ہوگی۔

پس اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور اس کے حکم کی قطعاً خلاف ورزی نہیں کی۔

بلوہر نے کہا۔شہزادے میں سمجھتا ہوں کہ تم وہ شخص ہو جو غرباء (اجنبیوں اور پردیسیوں) سے انس نہیں رکھتے اور نہ غلبہ واقتدار پر مغرور ہو اور میں وہ شخص ہوں جسے تم نے طلب کیا ہے اور میرے پاس تمہارے لئے دلیل، معرفت اور مفید شے ہے۔شہزادے نے کہا: اے حکیم آپ نے سچ کہا میں ہی وہ شخص ہوں اور آپ ہی میری وہ خواہش ہیں جسے میں نے چاہا تھا۔اب میرے لئے امر آخرت کی مکمل توصیف فرمائیں لیکن دنیا میری عمر کی قسم میں نے تصدیق کی اور میں نے اس دنیا سے وہ کچھ دیکھا ہے جو اس کی فناء پر میری رہنمائی کرتا ہے اور مجھ کو اس کے بارے میں بے رغبتی کی طرف متوجہ کرتا ہے اور امر دنیا میرے لئے ہمیشہ حقیر و ذلیل رہا ہے۔

بلوہر نے کہا: اے شہزادے! بلاشبہ ترک دنیا آخرت کی خواہش کی کنجی ہے اور جس نے آخرت طلب کی وہ اس کے دروازے تک پہنچ گیا اور اس کے حدود میں داخل ہوگیا اور تم اس دنیا کو کیوں نہ ترک کرو گے کہ اللہ نے تمہیں عقل عطا کی ہے اور تم نے دیکھا کہ اگرچہ اہل دنیا کی کثرت ہے لیکن وہ انہیں فانی جسموں میں نظر آئیں گے اور جسموں کے لئے بقاء نہیں ہے یہ اجسام ان کے لئے ضروری بھی ہیں جنہیں اس کی گرمی پگھلا دیتی ہے اور سردی جما دیتی ہے اس کی باد سموم نیزے مارتی ہے۔اس کا پانی غرق کر دیتا ہے۔اس کا سورج جھلسا دیتا ہے۔اس کی ہوا بیمار ڈال دیتی ہے اور درندے پھاڑ کھاتے ہیں۔اور پرندے ٹھونگیں مارتے ہیں۔لوہا اس کو کاٹ دیتا ہے۔درد سراسے توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

پس وہ طینت کے اعتبار سے مختلف قسم کی بیماریوں، دردوں اور امراض کا معجون مرکب ہے اور وہ اس میں گرفتار ہے۔اور اس میں وہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس (دنیا) سے بچنے میں دلچسپی بھی نہیں لیتا۔جہاں وہ ایسی سات آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے جن سے گلو خلاصی ممکن نہیں اور وہ ہیں بھوک، پیاس، گرمی، سردی، درد، خوف اور موت۔لیکن تم نے جو آخرت کے بارے میں پوچھا ہے تو میں تمنا کرتا ہوں کہ تم جسے دور سمجھتے ہو اسے قریب پاؤ اور جسے تم دشوار سمجھتے ہو اسے آسان پاؤ۔اور جسے تم قلیل سمجھتے ہو اسے کثیر پاؤ۔

شہزادے نے کہا: اے حکیم آپ نے اس قوم کو دیکھا جسے میرے والد نے آگ میں جلا دیا اور اہم اصحاب کو ان سے دور کر دیا۔بلوہر نے کہا: ہاں۔شہزادے نے کہا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ ان کی عداوت پر اکٹھا ہوگئے تھے اور ان

کے نقائص بیان کرتے تھے ۔ بلوہر نے کہا: ہاں ایسا ہی تھا ۔شہزادے نے پوچھا: اس کا کیا سبب تھا؟ بلوہر نے کہا: لیکن ان کے نقائص کے لئے تمہارا قول، تو قریب تھا کہ وہ کہتے جو سچ کہتا ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا، اور جانتا ہے جاہل نہیں ہے، اور روکتا ہے اور اذیت نہیں دیتا، نماز پڑھتا ہے اور سوتا نہیں، روزہ رکھتا ہے اور افطار نہیں کرتا، اور بلا میں گرفتار ہو کر صبر کرتا ہے، جب فکر کرتا ہے تو نصیحت حاصل کرتا ہے، مالداروں کے مال کی اسے کوئی پرواہ نہیں اور لوگ اپنے اموال اور اہلیان کے بارے میں اس سے کوئی خوف نہیں رکھتے ۔شہزادے نے کہا: لوگ ان کی عداوت پر کیسے اکٹھا ہوگئے جب کہ آپس میں ان میں اختلاف تھا؟

بلوہر نے کہا: اس کی مثال ان کتوں کی طرح ہے جو مردار سڑی ہوئی لاش پر جمع ہوجاتے ہیں اسے دانتوں سے نوچتے ہیں اور ایک دوسرے پر بھونکتے جاتے ہیں ۔ وہ مختلف رنگ اور جنس کے ہوتے ہیں ۔ پس یہ فوراً اس مردار پر دوڑ پڑتے ہیں کہ اس دوران وہاں ایک انسان آجاتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو چھوڑ کر اس انسان پر لپکتے ہیں اور سب اس پر بھونکنے لگتے ہیں کیونکہ وہ اس سے خوفزدہ ہوجاتے ہیں حالانکہ اس انسان کو ان کی سڑی ہوئی لاش کی کوئی طلب نہیں ہوتی ۔ اور نہ وہ ان سے اس بارے میں جھگڑنا چاہتا ہے ۔ لیکن اس کے اجنبی ہونے کی بناء پر انہیں وحشت ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو بھول جاتے ہیں گو وہ اس انسان کے آنے سے پہلے ایک دوسرے سے خوفزدہ ہوتے ہیں (کہ دوسرا اس مردار میں سے زیادہ سے زیادہ کھا جائے گا) ۔

بلوہر نے کہا: سڑی ہوئی مردار لاش کی مثال متاع دنیا جیسی ہے اور کتوں کی اقسام کی مثال ان آدمیوں جیسی ہے جو دنیا کے لئے قتل و غارتگری کرتے ہیں، انسانوں کا خون بہاتے ہیں اور ان کے اموال کو لوٹتے ہیں ۔اور اس شخص کی مثال جو ان کتوں کی طرف آیا جو مردار کو کھا رہے تھے اور اسے خود اس مردار کی کوئی خواہش نہیں تھی اس دین دار شخص جیسی ہے جس نے دنیا کو چھوڑ دیا اور اس میں سے نکل گیا ۔پس وہ اس بارے میں اہل دنیا سے جھگڑا نہیں کرتا اور وہ ان لوگوں کو اس بات سے نہیں روکتا کہ وہ ان سے اجنبی ہونے کی وجہ سے اس سے دشمنی کریں ۔

پس اگر تم تعجب کرتے ہو تو انسانوں پر تعجب کرو کہ ان کا مقصد و ارادہ صرف دنیا، اس کی کثرتِ مال و اولاد، اس کا فخر اور ان کا اس پر غلبہ حاصل کرلینے کی ہمت ہے یہاں تک کہ جب دیکھتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے دنیا کو چھوڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہوگیا تو وہ اس پر سخت غضبناک ہوتے ہیں اس شخص کے مقابلے میں جو دنیا کو پکڑے ہوئے ہے تو اے شہزادے وہ کون سی دلیل ہے جو دو مختلف چیزوں کے ملاپ سے اس شخص پر جس کے لئے کوئی حجت نہ (چلتی) ہو تم دلیل کو باطل کرسکتے ہو؟شہزادے نے کہا: میرے لئے اس کی وضاحت کریں ۔

بلوہر نے کہا: بلاشبہ ایک مہربان طبیب جب ایسے جسم کو دیکھتا ہے جسے فاسد اخلاط نے ہلاکت میں مبتلا کردیا ہو تو وہ چاہتا ہے کہ اسے قوی اور موٹا کردے پس اسے ایسا کھانا نہیں کھلائے گا جو گوشت اور خون پر مشتمل ہو اور مقوی ہو کیونکہ وہ

جانتا ہے کہ جب یہ کھانا فاسد اخلاط میں داخل ہوگا تو جسم کو نقصان پہنچائے گا، فائدہ نہیں پہنچائے گا اور قوی نہیں کرے گا بلکہ دوا اور کھانے سے پرہیز سے اس کا علاج کرتا ہے۔ پس جب جسم سے فاسد اخلاط نکال دے گا تو صالح خوراک اسے دے گا بس اب اسے کھانے کی خواہش ہونے لگے گی چنانچہ مریض اللہ کی مشیت سے موٹا بھی ہوگا، قوی بھی اور وزن بھی بڑھ جائے گا۔

شہزادے نے کہا: اے حکیم مجھے بتایئے کہ کھانے پینے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

حکیم نے کہا: لوگوں میں مشہور ہے کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ایک بڑے ملک پر حکومت کرتا تھا کثیر لاؤ لشکر اور اموال رکھتا تھا اس نے ایک اور بادشاہ سے جنگ چھیڑ دی تاکہ اپنا ملک اس کے ملک سے اور اپنا مال اس کے مال سے بڑھا لے۔ پس اپنے لشکروں اور سامان جنگ، عورتوں، اولاد اور خزانے لیکر اس کی طرف چلا۔ جب اس سے مقابلہ ہوا تو اس پر غالب آگیا اور اس نے اس کے لشکر کو فنا کر دیا پس وہ بادشاہ بھاگا۔ اس کی عورتوں اور بچوں کو حقارت سے ہنکایا گیا۔ شام کے وقت وہ ایک نہر کے کنارے پر پہنچے۔ انہوں نے اپنے جانوروں کو (منہ باندھ کر) پابند کر دیا تھا کہ کہیں ان کے ہنہنانے سے دشمن ان کا سراغ نہ پا جائیں۔ پس انہوں نے نہر کے کنارے پر رات گزاری اور وہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز ہر طرف سے سن رہے تھے۔ نہ انہیں کھلے میدان تک پہنچنے کا موقع تھا اور نہ نہر کو عبور کرنے کی طاقت اور حالت ایسی تھی کہ دشمن کے پڑاؤ کی وجہ سے وہاں سے نکلنا ممکن نہ تھا وہ ایک تنگ مقام میں تھے جہاں سردی انہیں ستا رہی تھی اور وہ خوفزدہ تھے۔ بھوک نے انہیں کمزور کر دیا۔ نہ ان کے پاس کھانا تھا نہ ان کے ساتھ زاد راہ تھا اور نہ مال و اسباب تھا۔ بادشاہ کے چھوٹے چھوٹے بچے بھوک، پیاس اور اس ابتلاء سے رو رہے تھے جس میں وہ گرفتار تھے۔ پس اس طرح دو دن گزر گئے پھر اس کا ایک بیٹا مر گیا تو اسے نہر میں ڈالدیا گیا۔ دوسرا دن آیا تو اس نے بیوی سے کہا: ہم سب کے سب عنقریب ہلاک ہونے والے ہیں۔ اگر کچھ لوگ ہم میں سے باقی رہیں اور کچھ ہلاک ہوجائیں تو اس سے بہتر ہے کہ ہم سب کے سب ایک ساتھ مر جائیں۔ اور میری رائے یہ ہے کہ ان بچوں میں سے ایک بچے کو ذبح کر دیا جائے تاکہ وہ ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے خوراک کا باعث بنے یہاں تک کہ اللہ ہمارے لئے کشائش کا انتظام کر دے۔ اگر ہم نے اس میں تاخیر کی تو روز بروز کمزور اور لاغر ہوتے جائیں گے۔ پھر ہم ان کے گوشت سے شکم سیر بھی نہیں ہوسکیں گے تا آیں کہ ہم بھی کمزور ہوجائیں گے اور چلنے پھرنے کا قابل نہیں رہیں گے۔ اس کے علاوہ اب ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس کی بیوی نے بھی اس امر سے اتفاق کیا۔ پس بیٹوں میں سے ایک کو ذبح کر دیا گیا اور سب کے درمیان رکھ دیا تو انہوں نے اس میں سے کھایا تو اے شہزادے اس مضطر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بتاؤ کہ زیادہ کھانے والے کتے اور ایک مجبور اور مضطر شخص کے قلیل کھانے میں کیا فرق ہے؟

شہزادے نے کہا: قلیل کھانے والا بہتر ہے۔

حکیم نے کہا: اے شہزادے میرا دنیا میں اسی طرح کھانا پینا ہے کہ میں مجبوراً کھا پی رہا ہوں۔
شہزادے نے کہا: اے حکیم جس کی طرف آپ مجھے دعوت دے رہے ہیں کیا وہ ایسی چیز ہے جو لوگوں کی نظر میں ان کی عقلوں اور ہوش مندیوں کے مطابق ہے یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر اسے پسند کیا۔ یا اللہ نے اس کی طرف ان کو بلایا تب انہوں نے اس کو قبول کیا۔ اس امر سے بلند اور لطف کی بات یہ ہے کہ زمین والوں سے یا ان کی رائے سے اس کی تدبیر کی گئی ہے اور مگر یہ امر اہل زمین کی طرف سے ہے تو انہوں نے اس کے کام، اس کی زینت، اس کی حفاظت اور اس کے حقوق، اس کی نعمتوں، اس کی لذتوں، اس کے لہو و لعب اور اس کی خواہشوں کی طرف دعوت دی ہے لیکن یہ امر غریب ہے اور یہ اللہ عزوجل کی طرف سے روشن دعوت ہے اور سیدھا راستہ ہے جو اہل دنیا کے اعمال کے برخلاف ہے اور ان کا مخالف ہے۔ ان پر عیب لگانے والا ہے، طعن و تشنیع کرنے والا ہے، ان کی خواہشوں کو بدلنے والا ہے اور انہیں اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف دعوت دینے والا ہے اور یہ واضح ہے اس شخص کے لئے جو تنبیہ حاصل کرے اور جو نالائق افراد ہیں یہ امر ان سے چھپا ہوا ہے یہاں تک کہ اللہ حق کو اس کی پوشیدگی کے بعد ظاہر کرے گا اور بلند کلمہ اور ان لوگوں کا کلمہ بنائے گا جس سے کمینے لوگ لاعلم ہیں۔
شہزادے نے کہا: آپ نے سچ کہا اے حکیم۔
پھر حکیم نے کہا: انسانوں میں ایسے ہوتے ہیں جو رسولان علیہم السلام کے آنے سے پہلے تفکر کرتے ہیں پس وہ درست راہ پر ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں رسول آنے کے بعد بلاتے ہیں تو وہ لبیک کہتے ہیں اور تم اے شہزادے وہ ہو کہ جس نے اپنی عقل سے تفکر کیا پس تم بھی راہ راست پر ہو۔
شہزادہ نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں انسانوں میں سے کوئی ایک آپ کے علاوہ بھی ایسا ہے جو ترک دنیا کی دعوت دیتا ہو؟ حکیم نے کہا: اس ملک میں تو نہیں ہے لیکن تمام امتوں میں ایسی قوم ہوتی ہے جو دین کو اپنی زبانوں سے اختیار کرتے ہیں اور اپنے اعمال سے اس کا حق ادا نہیں کرتے تو ہمارا راستہ اور ان کا راستہ مختلف ہے۔

شہزادے نے کہا: کیسے؟ تم حق کے ساتھ خود کو ان سے بہتر سمجھتے ہو؟ اور بہاشہ یہ امر غریب تم تک بھی وہیں سے آیا جہاں سے ان تک آیا۔ حکیم نے کہا: تمام حق اللہ عزوجل کی طرف سے ہی آیا ہے اور بے شک (اللہ) تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی طرف بلایا۔ تو قوم نے اسے حق اور شرائط کے ساتھ مان لیا یہاں تک کہ اس کے اہل کی طرف لوٹایا جیسا کہ حکم دیا گیا تھا۔ نہ انہوں نے ظلم کیا نہ خطا کی اور نہ اسے ضائع کیا اور دوسروں نے اس طرح قبول کیا کہ نہ اس کے حق اور شرائط کے لئے قیام کیا اور نہ اس کے اہل کی طرف لوٹایا اور نہ اس میں ارادہ کی پختگی دکھائی اور نہ ان کا عمل چھپا ہوا راز تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے ضائع کیا اور اسے بوجھ سمجھا پس ضائع کرنے والا محفوظ کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا، نہ مفسد مصلح کی طرح ہوتا ہے، نہ صابر بے صبرے کی طرح ہوتا ہے۔ پس ہم ان کے مقابلے میں حق سے زیادہ قریب

اور ان سے بہتر ہیں ۔ اور بعض امتیں اپنے نبی کے بعد کچھ عرصہ زمانے کے گزرنے کے بعد اس پر ٹھہری رہیں کہ ان میں کوئی تغیر و تبدیل نہیں ہوا ۔ پھر اس کے بعد لوگ مختلف حوادث میں مبتلا ہوگئے اور خواہشات نفسانی کی اتباع کرنے لگے اور علم کو ضائع کرتے رہے ۔ تو جو شخص عالم معتبر ہوتا تھا وہ اپنی شخصیت کو مخفی رکھتا تھا اور اپنے علم کو ظاہر نہیں کرتا تھا لوگ اس کو نام سے پہچانتے تھے لیکن اس کے مقام تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے تھے ۔ اور ان میں سے وہی لوگ باقی رہ گئے جو اہل علم میں بے خسیس و لئیم تھے اور جاہل اور باطل لوگوں کے اوپر چھائے ہوئے تھے ۔ علم کو گمنام کر رہے تھے اور جہل کا برملا اظہار کر رہے تھے اور صدیاں گزر رہیں تھیں لیکن وہ اپنے جہل اور باطل کو پہچان نہیں رہے تھے اور جاہلوں کا غلبہ ہو رہا تھا اور کثرت بڑھتی جا رہی تھی ۔ اور علماء گوشہ گمنامی اور قلیل تعداد میں تھے ۔ انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی نشانیوں کو تبدیل کر دیا تھا ۔ اور اس کے راستے کے ارادے کو ترک کر دیا تھا ۔ اور وہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی تنزیل کے اقرار کرنے والے تھے اور اپنی تاویل کا اتباع کرنے والے تھے وہ اس صفت سے متعلق تھے اور اس کی حقیقت کے ترک کرنے والے تھے اور اس کے احکام کے مخالف تھے پس ہر صفت کے رسول آئے کہ جو اس کی طرف دعوت دیتے تھے ۔ پس ہم اس صفت میں ان کے موافق تھے اور ان انبیاء کے احکام اور ان کی سیرت کے مخالف تھے اور ہم کسی چیز کے بارے میں ان کی مخالفت نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان پر کوئی واضح حجت اور عدل پر مبنی کوئی دلیل نہ ہوگی ۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں کی موجودگی میں ہمارے سامنے ہوتی پس ہر ایک ان (انبیاء) میں سے کچھ حکمت کے متعلق گفتگو کرتا تھا تو وہ ہمارے لئے اور ہمارے اور ان کے درمیان اس پر گواہ بنتا تھا کہ ہماری صفت اور صورت اور حکم ان کے موافق ہے اور اس پر بھی گواہی دیتا تھا کہ وہ ان کی سنت اور ان کے اعمال کا مخالف ہے پس وہ کتاب کو سوائے اس کی تعریف کے نہ جانتے تھے اور نہ دین کے نام سے وہ واقف تھے ۔ وہ حقیقتاً اہل کتاب میں سے نہیں تھے کہ اس پر قیام کر سکیں ۔

شہزادے نے کہا کہ وہ انبیاء و رسل علیہم السلام جو ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے تک آئے ان کا حال کیا ہے ؟

حکیم نے کہا کہ اس کی مثال اس بادشاہ کی طرح ہے کہ جس کی زمینیں بنجر ہوں اور جس میں آبادی نہ ہو ۔ پس جب اس نے چاہا کہ اس کی آبادی کے لئے متوجہ ہو تو اس ملک کی طرف قوی ، امین اور ناصح شخص کو بھیجا ۔ پھر اس کو حکم دیا کہ اس زمین کو آباد کرے اور یہ کہ مختلف اقسام کے درخت اور طرح طرح کے کھیتوں کو سیراب کرے پھر اس کا نام ملک رکھا جو رنگ برنگ زراعتوں سے پر ہوگیا اور طرح طرح کے کھیتوں سے مشہور و معروف ہوگیا اور پھر اس قوی ، امین اور ناصح شخص کو حکم دیا کہ وہ اس نام زد ملک کے ساتھ دشمنی نہیں کرے اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں کرے جس کا حکم اس کے سردار نے نہ دیا ہو ۔ اور اس کو حکم دیا کہ اس میں ایک نہر نکالے اور ایک چار دیواری کھینچ دے اور اس کی روک تھام کرے کے کوئی مفسد اس کو تباہ و برباد کرے تو وہ رسول جس کو اس زمین کی طرف بھیجا تھا اس نے اس کو اس کے بنجر ہونے کے باوجود از سر نو حیات بخشی اور اس کی ویرانی کو آبادی میں تبدیل کیا اور اسے سینچا اور ان اقسام کی کاشت کی کہ جس کا اس

کو حکم دیا گیا تھا۔ پھر اس زمین کی طرف پانی پہنچایا۔ تا کہ کھیتی اگے اور زراعت پھولے پھلے۔ پھر وہ کچھ عرصہ رہا۔ یہاں تک کہ اس زمین کو بنانے سنوارنے والے کو موت آگئی۔ اور اس کے بعد اس کے قائم مقام آگئے۔ اور اس کے بعد میں آنے والے اس کے قیام کے خلاف گئے اور اس امر پر انہوں نے غلبہ حاصل کرلیا۔ آبادی کو ویران کردیا، نہروں کو خشک کردیا، ساری تری خشکی میں تبدیل ہوگئی اور کھیتی برباد ہوگئی۔ جب اس کے رسول کے بعد اس کی مخالفت پر زمین تباہ ہوگئی تو بادشاہ نے اس کی طرف ایک دوسرا نگراں بھیجا جو اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کی کایا پلٹ دے نیز اصلاح بھی کرسکے جیسا کہ وہ پہلے تھی۔ اسی طریقہ سے انبیاء اور رسل علیہم السلام ہیں کہ جنہیں اللہ عزوجل ایک کے بعد دوسرے کو بھیجتا ہے اور وہ لوگوں کے معاملات کو ان کی تباہی کے بعد اصلاح کرتے ہیں۔

شہزادے نے کہا: کیا انبیاء و رسل علیہم السلام مخصوص کردیئے جاتے ہیں کہ وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ عام افراد کے لئے ہوتا ہے؟ جوہر نے کہا: بیشک انبیاء و رسل جب آتے ہیں تو عوام کو دعوت دیتے ہیں تو جو لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان میں شامل ہوجاتے ہیں اور جو ان کی نافرمانی کرتے ہیں ان کا شمار ان میں نہیں ہوتا اور زمین کبھی اس بات سے خالی نہیں ہوتی کہ اللہ عزوجل کا اس کے انبیاء، رسولوں اور اس کے وصیوں میں سے کوئی اطاعت کردہ شخص نہ ہو اور اس کی مثال اس پرندہ کی طرح ہے جس کو قدم (ایک قسم کا پرندہ) کہا جاتا ہے اور وہ سمندر کے کنارے پر ہوتا ہے اور بہت زیادہ انڈے دیتا ہے اور بچوں کی کثرت کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اور ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے کہ وہ اس سے معذور ہوجاتا ہے کیونکہ کسی دوسری سرزمین کی طرف اس کے لئے کوچ کا وقت آجاتا ہے۔ تو وہ اس خوف سے اپنے انڈوں کو کہ وہ اس کی شفقت کی محرومی کی وجہ سے خراب نہ ہوجائیں۔ مختلف پرندوں کے گھونسلوں میں رکھ دیتا ہے تو پرندے اپنے انڈوں کے ساتھ اس کے انڈے کو بھی سیتے ہیں۔ اور ان کے بچوں کے ساتھ اس کا بچہ بھی نکل آتا ہے۔ اور جب کچھ مدت گزر جاتی ہے تو قدم کے چوزے پرندوں کے چوزوں کے ساتھ باہمی الفت میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور ان سے مانوس ہوجاتے ہیں پس جب قدم اپنی جگہ واپس آتا ہے تو وہ پرندوں کے گھونسلوں میں رات کے وقت پہنچتا ہے تو اپنے چوزوں اور دوسروں کے چوزوں کی آوازوں کو سنتا ہے پس جب اس کا چوزہ اس کی آواز کو سنتا ہے تو بولنے لگتا ہے اور دوسرے پرندوں کے چوزے بھی جو اس کے ساتھ الفت رکھتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ بولنے لگتے ہیں۔ گویہ ضروری نہیں ہے کہ قدم کے بچے اپنے محبوب ساتھیوں کی وجہ سے اس کے بلاوے کا جواب دیں۔ اسی طرح انبیاء ہیں کہ وہ لوگوں کو (دین کی طرف) دعوت دیتے ہیں تو اہل حکمت و عقل بطفیل حکمت ان کی معرفت کی وجہ سے ان کی دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ اس پرندے کی مثال جس نے اپنی آواز بلند کی ان انبیاء و رسولوں کی طرح ہے جن کی دعوت تمام لوگوں کے لئے عام ہے اور مختلف پرندوں کے گھونسلوں میں رکھے ہوئے انڈوں کی مثال حکمت کی مثال ہے اور تمام پرندوں کے چوزوں کی قدم کے چوزے کے ساتھ مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے رسولوں کے آنے سے پہلے حکماء کی باتوں کو قبول کیا۔ اس لئے کہ اللہ

عزوجل نے اپنے انبیاء اور رسولوں کو وہ فضل اور (صلاحیت) رائے بخشی ہے جو دوسرے لوگوں کو نہیں دی۔اور ان کو وہ جنہیں نور اور ضیاء عطا کئے ہیں جو ان کے غیر کو نہیں دیئے۔اور یہ اسی وقت ہوتا ہے کہ جب وہ رسالت کا ابلاغ اور اس کی حجتوں کے نزول کا ارادہ کرتا ہے اور جب رسول آتے ہیں اور ان کی دعوت غالب ہوتی ہے تو لوگوں میں سے بھی کچھ لوگ ان کو قبول کرتے ہیں۔جنہوں نے حکماء کو قبول نہیں کیا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوت میں روشن اور واضح دلیل کو رکھا ہے۔

شہزادے نے کہا: آپ کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول اور انبیاء لاتے ہیں وہ انسانوں کا کلام نہیں ہوتا اور اللہ عزوجل کا کلام ہی دراصل کلام ہے اور اس کے فرشتوں کا کلام بھی کلام ہے۔حکیم نے کہا: کیا تم نے لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جب وہ بعض چوپاؤں اور پرندوں کے متعلق چاہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی پہلے رہے کوئی بعد میں، کوئی آگے رہے کوئی پیچھے رہے تو وہ چوپاؤں اور پرندوں کے لئے جو گو کہ ان کے کلام کو سنتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں اپنے منہ سے سیٹی کی آواز یا چیخ کی آواز نکالتے ہیں اور چوپائے اور پرندے اس طرح کی آوازوں پر ان کی خواہش کے مطابق عمل کرتے ہیں۔کیونکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ ان کی بات کو سمجھنے کے اہل نہیں ہیں۔اسی طرح بندے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل اور ملائکہ کے کلام کو اس کی حقیقت، کمال، لطف اور صفت کو ساتھ جاننے سے عاجز ہیں تو عوام الناس ان آوازوں کی طرف جو حکمت کے ذریعے چوپاؤں اور پرندوں کے مشابہ وضع کی گئی ہیں رجوع کرتے ہیں یہ آواز اس حکمت کی جگہ ہے کہ جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ آوازیں عوام الناس کے درمیان واضح، قوی، روشن، شرف والی اور عظمت والی ہیں اور حکمت ان معانی کے مختلف موقعوں پر واقع ہونے سے ان کو نہیں روکتی اور اس ابلاغ سے بھی نہیں روکتی کہ جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر حجت قائم کی ہے۔آواز حکمت کے لئے جسم اور مسکن کی طرح ہے اور حکمت آواز کے لئے نفس و روح کی حیثیت رکھتی ہے اور لوگوں میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ حکمت کے کلام کی گہرائی پر نفوذ حاصل کر سکیں۔اور نہ وہ اپنی عقلوں کے ذریعے اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔اور اس سے پہلے علماء نے اپنے علم میں فضیلت حاصل کی ہے۔پس ہمیشہ ایک عالم دوسرے عالم سے علم حاصل کرتا ہے۔یہاں تک کہ علم کا مرجع اللہ عزوجل کی وہ ذات ہے جس کی طرف سے وہ علم آیا ہے۔اسی طرح علماء ہیں جو حکمت اور علم سے وہ کچھ پاتے ہیں جس کے ذریعے سے وہ جہل سے نجات پاتے ہیں۔لیکن ہر صاحب فضل کے لئے اس کا فضل کافی ہوتا ہے جس طرح سے لوگ سورج کی روشنی سے وہ نفع حاصل کرتے ہیں جو ان کی ضروریات زندگی اور جسموں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔لیکن وہ اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ وہ سورج کو اپنی نگاہوں سے دیکھ سکیں جو کہ فطری آنکھ کی طرح ہے جو بظاہر اس کا مقام اجزاء ہے لیکن اس کا عنصر پوشیدہ ہے تو لوگ اس تری سے جو ظاہر ہوتا ہے اس کو قبول کر لیتے ہیں اور اس کے تہہ تک نہیں پہنچتے۔اور اس آنکھ کی مثال ان روشن ستاروں کی طرح ہے کہ جن سے لوگ ہدایت پاتے ہیں لیکن وہ ان کے اصل مقام سے واقف نہیں ہوتے۔

پس میں نے جو کچھ بیان کیا حکمت ان سب سے اشرف، ارفع اور عظیم ہے۔ وہ تمام نیکیوں کے بند دروازے کی چابی ہے۔ اور ہر برائی سے نجات کا ذریعہ ہے۔ وہ آب حیات ہے جس نے اسے پی لیا وہ کبھی نہیں مرے گا اور بیماری سے شفا ہے کہ جس نے اس کے ذریعے شفا طلب کی وہ کبھی بیمار نہیں پڑے گا۔ اور سیدھا راستہ ہے کہ جس نے اسے اختیار کیا وہ کبھی نہیں بھٹکے گا۔ وہ اس اللہ کی مضبوط رسی ہے کہ جو بخشش (وعظ) کی تکرار سے تھکتا نہیں۔ جس نے اس سے تمسک کیا اسے اندھے پن سے بچاتی ہے اور جس نے اسے پکڑ لیا وہ کامیاب ہوا اور ہدایت پاگیا اور اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا (یعنی دین پر مضبوطی سے قائم ہوگیا)۔ شہزادے نے کہا آپ نے فضل و شرف، بلند اور قوت، منفعت اور کمال و برہان سے جس حکمت کی تعریف کی ہے اگر وہ تمام انسانوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی تو اس کا کیا فائدہ، بلوہر نے کہا علم و حکمت کی مثال آفتاب کی سی ہے جو گورے، کالے، چھوٹے اور بڑے پر اپنی روشنی ڈالتا ہے۔ تو جو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اسے روکتا نہیں اور نہ وہ قریب اور بعید کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص چاہے کہ آفتاب سے فائدہ حاصل نہ کرے تو اس میں آفتاب کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور نہ سورج تمام لوگوں کو اس سے روکتا ہے اور نہ لوگوں اور ان کے فائدے کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اسی طرح حکمت کا حال ہے کہ وہ قیامت تک لوگوں کے درمیان رہے گی۔ حکمت تمام لوگوں میں عام ہے مگر یہ کہ لوگ اس میں ایک دوسرے سے فضیلت رکھتے ہیں اور سورج جب دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے تو وہ تین قسم کے لوگوں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ تو ان میں سے جو صحیح نظر والا ہے اس کو روشنی فائدہ پہنچاتی ہے اور نظر کو قوی بناتی ہے اور ان میں سے کچھ اندھے ہیں جو اس بے بصارتی کے حامل ہوتے ہیں کہ اگر ان پر ایک سورج یا بہت سے سورج طلوع ہوجائیں تو انہیں ذرا بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کچھ کمزور بصارت والے ہوتے ہیں کہ جن کا شمار نہ اندھوں میں ہوتا ہے نہ نگاہ والوں میں۔ اسی طرح حکمت ہے جو دلوں کا سورج ہے جب وہ طلوع ہوتا ہے تو وہ بھی تین منزلوں میں بٹ جاتا ہے۔ پہلی منزل ان صاحبان بصیرت کی ہے جو حکمت کو سمجھتے ہیں اور ان کا شمار اہل حکمت میں ہوتا ہے۔ اور وہ اس پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں۔ اور دوسری منزل ان اندھوں کی ہے جن کے دل ان کے انکار حکمت کی وجہ سے سست ہوجاتے ہیں۔ اور حکمت قبول کرنے کو ترک کردیتے ہیں جس طرح کہ اندھوں سے سورج کی روشنی غائب ہوتی ہے۔ اور تیسری منزل ان مریضان قلوب کی ہے جن کا علم بہت کم ہوتا ہے جن کا عمل ضعیف ہوتا ہے اور ان کے نزدیک برائی اور اچھائی اور حق و باطل برابر ہوتے ہیں۔ اور بے شک سورج جن لوگوں پر زیادہ طلوع ہوتا ہے وہ وہی حکمت ہے کہ جس سے لوگ اندھے ہوتے ہیں۔

شہزادے نے کہا کیا کوئی آدمی حکمت قبول نہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ کچھ عرصہ اس کا منکر رہے پھر اسے قبول کرے اور اس کی طرف بازگشت کرے۔ بلوہر نے کہا: ہاں حکمت کے بارے میں لوگوں کے زیادہ

تر حالات یہی ہیں۔

شہزادے نے کہا: کیا ان باتوں کو میرے والد نے کبھی سنا؟ بلوہر نے کہا: نہیں میں نے ان کو صحیح طریقہ سے سنتے ہوئے نہیں پایا جو ان کے دل میں اتر جاتا اور نہ کسی شفیق ناصح نے ان سے اس بارے میں کلام کیا۔

شہزادے نے کہا: ان حکماء نے معمر ہونے کے باوجود کس طرح اسے ترک کیا (کہ معمر شخص بے خوف ہوجاتا ہے)۔

بلوہر نے کہا: انہوں نے موقع محل کی مناسبت کی وجہ سے اسے ترک کردیا بلکہ اس کو اس شے کے لئے چھوڑ دیا جو تمہارے باپ کے لئے بطور انصاف کے زیادہ اچھی اور بحیثیت نفس کے زیادہ نرم اور بحیثیت شنوائی کے زیادہ بہتر تھی یہاں تک کہ جو آدمی کسی آدمی کے ساتھ عمر طویل کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور ان کے درمیان موانست و مودت اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے اور ان کے درمیان کوئی شے سوائے دین و حکمت کے تفریق پیدا نہیں کرتی اور وہ اس کے اوپر جزع وفزع کرتا ہے اور اس کے لئے دردناک ہوتا ہے پھر بھی اس پر حکمت کے اثرات واضح نہیں ہوتے اس لئے کہ اس نے ان کے لئے کوئی موقع نہیں دیکھا۔اور ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک عقلمند بادشاہ جو لوگوں سے قریب تھا ان کے امور کی اصلاح کرنے والا تھا، حسن نظر کا مالک اور انصاف کرنے والا تھا اس کا ایک وزیر بھی بڑا نیک اور سچا تھا جو اصلاح کے سلسلے میں اس کا مددگار تھا اور جو اس کی نصرت کرتا اور اس کے امور میں مشورے دیتا تھا۔ یہ وزیر مہذب اور عاقل تھا، دین دار، پرہیزگار اور دنیا سے بے رغبت تھا، اہل دین سے ملاقات کرتا تھا، ان کی باتوں کو سنتا تھا، ان کی فضیلت کو پہچانتا تھا، ان کو مانتا تھا اور ان سے بھائی چارگی اور محبت کا تعلق رکھتا تھا اور بادشاہ کے حضور اس کو مرتبہ اور خصوصیت حاصل تھی۔ بادشاہ اس سے کسی امر کو چھپاتا نہیں تھا اور وزیر بھی اسی منزلت پر فائز تھا لیکن دینی امور کے متعلق بادشاہ کو مطلع نہیں کرتا تھا اور نہ حکمت کے رازوں کو اس پر آشکارا کرتا تھا دونوں نے اسی طرح ایک طویل عرصہ گزارا اور وزیر جب کبھی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو بتوں کو سجدہ کرتا اور ان کی تعظیم کرتا اور بہت کچھ بطور جہالت اور ضلالت اور تقیہ کے طور پر کرتا تھا گو وزیر پر یہ سب شاق گزرتا تھا آخر اس نے اپنے احباب اور بھائیوں سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ تم خود اپنی طرف اور اپنے ساتھیوں کی طرف نظر ڈالو اور کوئی گفتگو کا موقع دیکھ کر بادشاہ سے گفتگو کرو اور اس تک حق بات پہنچاؤ ورنہ تم اس کی اپنی ذات کے خلاف مدد کررہے ہو اور اپنے اہل دین کے خلاف اس کو ہیجان میں مبتلا کررہے ہو۔ کیونکہ بادشاہ کو اس طرح دھوکا نہیں دینا چاہیے اور نہ اس کی شان و شوکت سے بے خوف رہنا چاہیے۔ تو وزیر اس اہتمام کے لئے کمر بستہ رہا اور اس امید میں بادشاہ کا رفیق بنا رہا کہ فرصت ملی تو اسے نصیحت کرے گا یا گفتگو کے لئے کوئی موقع ملا تو یہ بات اس تک پہنچائے گا۔

بادشاہ باوجود اپنی گمراہی کے بہت متواضع اور نرم دل تھا۔ اپنی رعیت کے بارے میں اس کا طریقہ کار اچھا تھا۔

وہ ان کی اصلاح کا حریص تھا اور ان کے امور میں گہرائی تک پہنچنے والا تھا۔ پس کچھ عرصے کے بعد وزیر کو بادشاہ کی معیت حاصل ہوئی بادشاہ نے ایک رات جب کہ لوگ نیند میں مشغول تھے وزیر سے کہا: کیا تم میرے ساتھ سیر کرنے کے لئے شہر چل سکتے ہو تاکہ ہم لوگوں کے حالات اور ان مصائب کے آثار کو دیکھ سکیں جن میں وہ مبتلا ہیں۔ وزیر نے حامی بھری اور دونوں شہر کے گرد ونواح میں گھومنے کے لئے چلے۔ ان دونوں کا گزر راستے میں ایک کوڑہ گھر (مزبلہ) پر ہوا جو ایک پہاڑی کے مشابہ تھا۔ بادشاہ نے اس کوڑہ گھر کے گرد آگ کی روشنی دیکھی تو وزیر سے کہا: اس واقعے کو دیکھنے کے لئے اترو تاکہ ہم پیدل اس کے قریب پہنچیں اور معلوم کریں کہ کیا بات ہے۔ پس ان دونوں نے ایسا کیا۔ جب وہ روشنی کے مخرج تک پہنچے تو انہیں غار کے مشابہ ایک گڑھا نظر آیا جس میں ایک مسکین تھا۔ پھر انہوں نے غار کو اچھی طرح دیکھا تو انہیں کوئی اور مرد نظر نہ آیا۔ اور وہ مسکین انتہائی بدہیئت تھا۔ اس کے بدن پر کوڑا گھر کے پھٹے ہوئے کپڑوں کا لباس تھا وہ کوڑے کا تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اس کے سامنے ایک بڑی چھاگل رکھی ہوئی تھی جس میں شراب تھی اور اس کے ہاتھ میں طنبورہ تھا جسے وہ بجا رہا تھا اور اس کی عورت بھی پھٹے ہوئے لباس میں اس کے سامنے تھی جو اس کو شراب پلا رہی تھی اور وہ جب اس کو مارتا تھا تو وہ رقص کرتی تھی۔ وہ عورت اسے شراب پلا کر بادشاہوں کی سی تعظیم دیتی تھی۔ وہ مرد اس عورت کو سیدۃ النساء کے نام سے پکارتا تھا۔ اور وہ دونوں اپنے آپ کو حسین وجمیل سمجھ رہے اور ان کے مابین خوشی، مسرت اور ایسا طرب تھا جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ بادشاہ اپنے دونوں پیروں پر مضبوطی سے کھڑا ہوا تھا اور وزیر بھی اس منظر کو دیکھ رہا تھا اور یہ دونوں ان دونوں کی لذت اور پسندیدگی جو ان کے مابین تھی کو تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ پھر بادشاہ اور وزیر واپس ہوئے۔ بادشاہ کہنے لگا۔ تمہیں اور مجھے کیسا محسوس ہوا جو زمانے نے اس رات لذت، سرور اور خوشی ہمیں عطا کی ہے۔ میرا ان دونوں کے متعلق خیال ہے کہ وہ ہر رات اسی طرح عمل کرتے ہیں۔ پس وزیر نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کچھ دیر بعد بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ مجھے ڈر ہے کہ ہماری دنیا بھی اسی قسم کے دھوکے کی بنی ہو اور آپ کا ملک اور وہ چیز جس میں ہم خوشی اور مسرت محسوس کر رہے ہیں جو ہماری نگاہوں میں ہے۔ کون جانتا ہے کہ یہ ہمیشگی کی سلطنت بھی اس کوڑا گھر کی طرح ہو اور ان دونوں افراد کی طرح ہو جنہیں ہم نے دیکھا ہے۔ کون اسے سمجھ سکتا ہے اس شخص کی طرح جو سعادت اور آخرت کے ثواب کی امید رکھتا ہے اس گھر کی طرح کہ جسے ہم نے دیکھا ہے۔ اور ہمارے جسم جو طہارت اور تازگی اور حسن و صحت کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں اس بدہیئت آدمی کے جسم کی طرح ہوں اور ہماری حیرانی سے لوگوں کو تعجب ہو جس طرح ہم ان دونوں افراد کو اس حالت میں دیکھ کر متعجب ہوئے۔

بادشاہ نے کہا: کیا تم اس صفت کا کسی کو اہل پاتے ہو؟ وزیر نے کہا: جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ وزیر نے کہا: وہ اہل دین ہیں جنہوں نے آخرت کے ملک اور اس کی نعمتوں کو پہچانا پھر ان کو طلب بھی کیا۔ بادشاہ

نے کہا: آخرت کا ملک کیا ہے؟ وزیر نے کہا۔ وہ ایسی نعمت ہے جس کے بعد ہلاکت نہیں ہے۔ اور ایسی تونگری ہے جس کے بعد کوئی فقیری نہیں۔ اور ایسی خوشی ہے جس سے بڑھ کر کوئی راحت نہیں اور ایسی صحت ہے جس کے بعد کوئی بیماری نہیں۔ اور ایسی رضامندی ہے جس کے بعد کوئی ناراضگی نہیں اور ایسا امن ہے کہ جس کے بعد کوئی خوف نہیں اور ایسی حیات ہے جس کے بعد موت نہیں اور ایسی سلطنت ہے جس کے بعد زوال نہیں۔ وہ ایسا ہمیشہ رہنے والا گھر ہے اور ایسا زندگی والا گھر ہے جس سے کبھی جدائی نہیں ہوگی اور جس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اللہ عزوجل نے دار آخرت کے ساکنوں کے لئے نہ بڑھاپا رکھا نہ بیماری، نہ مشقت، نہ تھکن، نہ بھوک، نہ پیاس، نہ موت۔ یہ ملک آخرت کی تعریف ہے اور اسے بادشاہ یہی اس کی معلومات ہیں۔

بادشاہ نے کہا کیا اس گھر کی خواہش کی جاسکتی ہے اور کیا اس میں داخل ہونے کی کوئی سبیل ہے؟ وزیر نے کہا ہاں یہ دار آخرت اپنے طالب کو میسر آجاتا ہے اور جو اس کے دروازے پر پہنچ جاتا ہے کامیاب ہوجاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: آج سے پہلے تمہیں مجھے یہ بات بتانے سے کس نے روکا تھا؟ وزیر نے کہا: مجھے اس بات سے آپ کے جاہ و جلال اور ہیبتِ سلطانی نے روکا تھا۔ بادشاہ نے کہا جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے اگر یقینی طور پر یہ بات ہے تو ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اس کو فراموش کردیں اور ہمیں اس تک پہنچنے کے لئے جدوجہد ترک نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس دار آخرت کی خبر ہمارے لئے صحیح اور درست ہوجائے۔ وزیر نے کہا: اے بادشاہ کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں آپ سے اس کا ذکر بار بار کرتا رہوں؟ بادشاہ نے کہا: بلکہ میں تمہیں یہ حکم دے رہا ہوں کہ اس کا تذکرہ رات دن مجھ سے کرو۔ اور کسی وقت اس تذکرے کو روکو نہیں۔ کیونکہ یہ بڑا عجیب معاملہ ہے کہ جسے آسان نہیں سمجھنا چاہیے۔ اور اس جیسے کام سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

اور یہی بادشاہ اور وزیر کی نجات کی راہ تھی۔

شہزادے نے کہا۔ میں ان امور سے اور اس راستے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ بلکہ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی ہے کہ میں تمہارے ساتھ رات کو اسی مقام پر جاؤں جہاں سے تمہیں یہ بات معلوم ہوئی۔ بلوہر نے کہا۔ آپ میرے ساتھ کس طرح جاسکتے ہیں اور میری ہم نشینی پر کس طرح صبر کرسکتے ہیں جبکہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میری حفاظت کرے اور نہ میرے پاس سواری کے لئے جانور ہے، نہ میں سونے چاندی کا مالک ہوں، نہ میرے پاس رات کے کھانے کے لئے غذا ہے، نہ میرے پاس کپڑے ہیں اور نہ میں مستقل طور پر کسی شہر میں ٹھہرتا ہوں۔ یہاں تک کہ اس سے روگردانی اختیار کرتا ہوں۔ اور نہ میرے پاس ایک سرزمین سے دوسری سرزمین تک پہنچنے کے لئے کوئی مستقل زادِ راہ ہوتا ہے۔ شہزادے نے کہا: مجھے بھی وہی چیز قوی کرے گی جس نے تمہیں قوی کیا ہے۔ بلوہر نے کہا: لیکن یہ کہ اگر تم میری ہم نشینی کا خیال چھوڑ دو تو تم زیادہ صاحب خلق ہوگے اور اس غنی کی طرح ہوگے جو کسی فقیر کا

قرابت دار ہو۔

یوذاسف نے کہا: یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ بلوہر نے کہا: یوں سمجھو کہ ایک جوان مالداروں کی اولاد میں سے تھا اس کا باپ اس کے چچا کی بیٹی سے اس کی شادی کرنا چاہتا تھا جو صاحبِ مال و جمال تھی۔ لیکن وہ جوان اس بات پر متفق نہیں تھا۔ اس نے اپنی ناپسندیدگی سے اپنے باپ کو مطلع بھی نہیں کیا بلکہ کسی دوسری جگہ چلا گیا۔ راستے میں ایک لونڈی سے ملاقات ہوئی جس کے بوسیدہ کپڑے تھے اور جو مفلوک الحال لوگوں کے گھر کے دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ وہ لڑکی اسے پسند آگئی۔ تو اس نے اس لڑکی سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس گھر میں رہنے والے ایک بوڑھے آدمی کی بیٹی ہوں۔ اس جوان نے اس بوڑھے شخص کو آواز دی اور اس تک پہنچا۔ پھر اس نے کہا: کیا تم اپنی اس بیٹی کی مجھ سے شادی کردو گے؟ اس بوڑھے نے کہا: تم فقیروں کی بیٹیوں سے شادی کرنے والے نہیں ہو کیونکہ تم مالداروں میں سے ایک جوان ہو۔ تو وہ کہنے لگا مجھے یہ لڑکی اچھی لگی ہے اور میں صاحبِ حسب اور مالدار عورت سے بھاگ کر آیا ہوں۔ جس کی شادی مجھ سے ہو رہی تھی اور میں نے اسے ناپسند کیا۔ لہذا تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دو۔ کیونکہ تم مجھ سے ان شاء اللہ خیر ہی پاؤ گے۔

اس بوڑھے نے کہا: میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کس طرح کردوں جبکہ تم اس کو ہم سے جدا کر دو گے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گمان رکھتا ہوں کہ تمہارے گھر والے اس کے تمہارے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہوں گے۔ وہ جوان کہنے لگا: ہم اسی گھر میں آپ کے ساتھ رہیں گے۔ بوڑھے نے کہا: جو تم کہہ رہے ہو اگر سچ ہے تو تم اپنا یہ لباس اور زیورات اتار دو۔ بلوہر نے کہا: اس جوان نے ایسا ہی کیا۔ ان کے اثاثے میں سے ایک پرانا لباس لیا، اسے پہن لیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس بوڑھے نے اس کے حالات دریافت کئے اور اس سے گفتگو کرنے کے لئے کہا تاکہ اس کی عقل کا اندازہ کر سکے۔ پس اس نے جان لیا کہ وہ صحیح العقل ہے اور اس کی اس حرکت کو بیوقوفی پر محمول نہیں جا سکتا۔ چنانچہ بوڑھے نے کہا: اب جب کہ تم نے ہمیں پسند کرلیا ہے اور ہمارے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو تم اس گڑھے کے اندر داخل ہو جاؤ۔ اس مکان کے پیچھے بہت سے مکانات تھے۔ وسعت و حسن کے اعتبار سے جن کا کوئی مثیل و نظیر نہیں تھا اور ان میں وہ تمام خزانے موجود تھے جن کی کسی کو احتیاج ہو سکتی ہے۔ پھر اس بوڑھے نے ان کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہا: یہاں جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے اور اس سے جو تم چاہو کرو۔ کیونکہ تم ایک بہترین جوان ہو۔ اس طرح وہ جوان جو کچھ چاہتا تھا اس کو مل گیا۔

یوذاسف نے کہا: جس طرح بوڑھے نے اس لڑکے کی عقل کا امتحان لیا تاکہ اس پر اعتماد کر سکے میں بھی اسی جیسا ہونا چاہتا ہوں پس تم میری عقل کے بڑھانے میں کوشش کرو اور اس بارے میں جو کچھ تمہیں معلوم ہے اس سے مجھے آگاہ کرو۔

حکیم نے کہا اگر یہ کام میرے سپرد کرنا چاہتے ہو۔ تو میں معمولی گفتگو سے اس مسئلے کو حل کرسکتا ہوں لیکن میرے ذہن میں ایک اور طریقہ ہے جو انتہا تک پہنچنے میں توفیق کے لئے ائمہ ہدیٰ کا طریقہ ہے اور ایک علم ہے جو سینوں میں محفوظ ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تم نے اس طریقہ کی مخالفت کی تو میں کہیں کسی بدعت کے شروع کرنے کا سبب نہ بن جاؤں اور میں تم سے آج رات رخصت ہورہا ہوں اور پھر ہر رات آؤں گا۔ لہذا تم خود اس بارے میں غور وفکر کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اور اپنے فہم و فراست سے کام لو اور ثابت قدم رہو۔ اور تم پر جو تکلیف وارد ہو اس کی تصدیق میں جلدی نہ کرو (کہ وہ حقیقی غم ہے) تا ایں کہ اس کی ادائیگی اور قربت کے بعد تمہیں اس کی حقیقت کا علم ہوجائے اور تم پر لازم ہے کہ اس بارے میں تم اس بات سے بچو کہ تمہیں ہوا وہوس اور شبہ اور گم گشتگی راہ کی طرف رغبت ہو۔ اور ان مسائل میں چھان بین کرو کہ جن میں تمہیں شبہ محسوس ہو پھر اس بارے میں مجھ سے استفسار کرو اور اپنی غور وفکر کے نتیجے سے مجھے آگاہ کرو۔ اس بات پر اس رات وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

پھر حکیم جب دوبارہ آیا تو اسے سلام کیا دعا دی اور بیٹھ گیا۔ اس نے دعا میں کہا: میں اس اللہ سے سوال کرتا ہوں جو اول ہے اور جس سے پہلے کچھ نہ تھا اور وہ ایسا آخر ہے کہ جس کے ساتھ کوئی شے باقی نہیں رہے گی اور ایسا باقی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے وہ ایسا واحد و یگانہ اور بے نیاز ہے کہ کوئی اس کے ساتھ نہیں اور ایسا قاہر ہے کہ کوئی اس کا شریک نہیں اور ایسا پیدا کرنے والا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ خالق نہیں وہ ایسا قادر ہے کہ کوئی اس کی ضد نہیں وہ ایسا صمد ہے کہ جس کا کوئی مثل نہیں وہ ایسا مالک ہے کہ تم کو ملک عادل بنا دیتا ہے جب کہ کوئی اور ایسا نہیں کرسکتا۔ وہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔ وہ تقویٰ کی طرف لے جانے والا ہے اور اندھے پن سے بصارت دینے والا ہے۔ دنیا سے زہد و بے رغبتی عطا کرنے والا ہے اور صاحبانِ عقل کو دوست رکھنے والا ہے اور ہلاکت والوں سے بغض رکھنے والا ہے۔ وہ ہمیں اور تمہیں پورا فیض پہنچاتا ہے اور اس چیز کی طرف پہنچاتا ہے جس کا اس اللہ نے اپنے اولیاء کے لئے اپنے انبیاء کی زبانوں کے ذریعے اپنی جنت اور اپنی رضا کا وعدہ کیا۔ پس ہماری اللہ کی طرف رغبت نور بخشنے والی ہے اور اس سے ہمارا خوف باطنی ہے اور جس سے ہماری نگاہیں خوف و خضوع و خشوع محسوس کرتی ہیں اور ہماری گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی ہیں اور ہمارے تمام امور اس ہی کی طرف بازگشت کرتے ہیں۔

شہزادے پر اس دعا سے شدید رقت طاری ہوئی اور حصول خیر کی رغبت میں اضافہ ہوا اور اس کا تعجب اس قول سے ظاہر ہوا کہ اے حکیم مجھے اپنی عمر کے بارے میں بتایئے کہ کتنی ہے؟ حکیم نے کہا: بارہ سال۔ شہزادہ حیران رہ گیا اور کہا بارہ سال کا تو بچہ ہوتا ہے اور میں آپ کو بڑھاپے کے اعتبار سے ساٹھ سال کا سمجھ رہا ہوں، حکیم نے کہا: بااعتبار پیدائش تو ساٹھ سال کا ہوں لیکن تم نے مجھ سے عمر کے متعلق سوال کیا اور عمر تو حیات کا نام ہے اور حیات دین اور اس پر عمل کرنے سے اور دنیا سے بچنے سے ہے اور اس کا عرصہ میرے لئے بارہ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے

پہلے میں مردہ تھا۔ اور میں موت کے دنوں کو اپنی عمر میں شامل نہیں کرتا۔

شہزادے نے کہا تو پھر آپ کیوں کھاتے پیتے تھے جب کہ آپ مردہ تھے؟ حکیم نے جواب دیا: اس لئے کہ میں اندھے پن اور بہرے پن اور گونگے پن میں مُردوں جیسا تھا، میری زندگی بڑی کمزور تھی اور دوسروں پر انحصار کرتا تھا۔ گویا میں اس صفت میں ان (مُردوں) کا شریک تھا تو میں نے نام کے اعتبار سے ان کے ساتھ موافقت کی۔

شہزادے نے کہا: اگر آپ اپنی زندگی کا شمار نہیں کر سکتے اور نہ اس خوشحالی اور شادمانی کا جو آپ کے لئے ضروری ہے تو آپ واقع ہونے والی موت سے جسے آپ ناپسند نہیں سمجھتے اسے شمار کریں۔

حکیم نے کہا: میری ذات تمہاری رہنمائی کرے گی یہ جاننے کے باوجود کہ تمہارے باپ کی مطاق العنانی، اہل دین کے لئے تباہی کا باعث بنے گی اس لئے کہ میں نہ موت کو موت سمجھتا ہوں نہ اس زندگی کو زندگی سمجھتا ہوں اور نہ میں موت سے کسی ناپسندیدہ چیز کی توقع رکھتا ہوں۔ پس وہ شخص زندگی سے کیا رغبت رکھے گا جس نے اس کا حصہ ہی چھوڑ دیا ہو۔ یا وہ کیوں موت سے بھاگے گا کہ جس نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے کو مار ڈالا ہو۔ اے شہزادے کیا تم نہیں دیکھتے کہ دین دار آدمی نے دنیا کے اہل اور مال کو چھوڑ دیا اور ان چیزوں کو بھی ترک کر دیا جو زندگی میں اسے دستیاب تھیں لیکن وہ ان کی طرف راغب نہیں ہوا۔ اس نے عبادت کے بار کو اٹھایا جو سوائے موت کے اس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ پس ایسا شخص جو حیات کی لذتوں سے متمتع نہیں ہو سکتا تو اسے ایسی حیات کی کیا ضرورت؟ اور اس راحت سے وہ کیوں بھاگے جو اسے موت سے حاصل ہوتی ہے۔

شہزادے نے کہا: اے حکیم آپ نے سچ کہا۔ کیا آپ کو خوشی ہوگی اگر موت آپ کو کل آجائے؟ حکیم نے جواب دیا: بلکہ میری خوشی کا سبب ہوگا اگر کل کے بجائے اس رات ہی میں موت مجھ پر واقع ہو جائے۔ کیونکہ جس شخص نے برائی اور اچھائی کو پہچانا اور ان کے اجر کو پہچانا جو اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ جو برائی کے چھوڑنے اور اس کی سزا کے خوف میں ہے۔ اور اچھائی کا عمل اس کے ثواب کی امید میں کرے اور جو اللہ کے یکتا ہونے میں یقین رکھے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرے تو وہ موت کو پسند کرتا ہے اس لئے کہ موت کے بعد جس نرمی کا وہ امیدوار ہے اور زندگی میں دنیاوی خواہشات اور اللہ کی نافرمانی سے خوف کھاتا ہے تو وہی موت کے جلد آنے کو پسند کی نگاہ سے دیکھتا ہے شہزادے نے کہا: یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے کہ ہلاکت کی جلدی نجات کی خواہش کے لئے کرے! خیر ہماری اس قوم کے متعلق بتایئے کہ وہ کیوں بتوں پر اعتماد کرتے ہیں۔ حکیم نے کہا: ایک آدمی نے محنت کرکے ایک باغ لگایا۔ اس میں ٹھہرنا اس کے لئے راحت کا باعث تھا ایک دن اس نے اپنے باغ میں ایک چڑیا کو دیکھا کہ جو ایک درخت پر لگا ہوا پھل کھا رہی تھی۔ تو اس نے ایک ڈھیلہ اس پر کھینچ مارا۔ پس جب اس نے اس کے ذبح کا ارادہ کیا تو اللہ عزوجل نے چڑیا کو قوتِ گویائی عطا کی اور اس نے باغ کے مالک سے کہا تم مجھے ذبح کرنے کا قصد رکھتے ہو جب کہ تم میرے ذریعے شکم

سیر نہیں ہو سکتے اور نہ اس سے تمہیں کوئی قوت حاصل ہو سکتی ہے تو جو تم نے ارادہ کیا ہے کیا اس میں خیر کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے؟ اس آدمی نے کہا: وہ خیر کیا ہے؟ چڑیا نے کہا: مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں تین باتیں بتاؤں گی۔ اگر تم نے انہیں یاد رکھا تو یہ تمہارے اہل و مال سے جو تمہارے پاس ہے بہتر ہوگا۔ وہ آدمی بولا: میں نے نیکی کا ارادہ کر لیا ہے اب تم مجھے یہ باتیں بتاؤ۔ چڑیا نے کہا: جو میں کہوں اسے یاد رکھنا۔ جو تم سے گم ہو جائے اس پر مایوس نہ ہونا اور جو شے وجود نہ رکھتی ہو اس کی تصدیق نہ کرنا اور جس کی طاقت نہ ہو اس کی طلب نہ کرنا۔ جب باتیں پوری ہو گئیں تو اس مرد نے چڑیا کو آزاد کر دیا وہ اڑ کر ایک درخت پر بیٹھ گئی اور اس آدمی سے کہا: کاش تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم سے کیا چیز ضائع ہو گئی ہے تو میں بتاتی ہوں کہ تم سے ایک بڑا امر فوت ہو گیا ہے۔ اس نے کہا وہ امر کیا ہے؟ چڑیا نے کہا: اگر تم نے جو ارادہ کیا تھا اس پر عمل کرتے اور مجھے ذبح کر دیتے تو میرے پوٹے سے بطخ کے انڈے کے برابر ایک موتی پاتے جس کے تم مالک ہو جاتے اور زمانے سے بے نیاز ہو جاتے۔

جب اس آدمی نے یہ بات سنی تو جو اس سے ضائع ہو گیا تھا اس سے اس کے دل میں ندامت پیدا ہو گئی پس کہا اچھا جو گزر گیا اسے چھوڑو اور نیچے اتر آؤ اور میں تمہارے ساتھ اپنے گھر چلتا ہوں اور تمہاری ہم نشینی سے اچھائی اور تمہارے احسانات سے بزرگی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

چڑیا نے کہا: اے جاہل تو نے مجھ سے جو کچھ سنا تھا اسے یاد نہیں رکھا اور تو نے میرے ان کلمات سے فائدہ نہیں حاصل کیا جو میں نے تجھے بتائے تھے۔ کیا میں نے تجھ سے عہد نہیں لیا تھا کہ جو چیز تم سے گم ہو جائے اس پر غم نہ کرنا اور جو موجود نہ ہو اس کو سچ نہ سمجھنا اور جو حاصل نہ ہو سکے اس کی طلب نہ کرنا۔ کیا تم جو گم کر چکے ہو اس سے دردناکی محسوس کر رہے ہو؟ اور مجھ سے میری واپسی کی خواہش کر رہے ہو اور وہ طلب کر رہے ہو جو تم پا نہیں سکتے۔ اور تم سچ سمجھ رہے ہو کہ میرے پوٹے میں ایک ایسا موتی ہے جو بطخ کے انڈے کے برابر ہے اور (حالانکہ) میرا مجموعی جسم بطخ کے انڈے سے چھوٹا ہے اور میں نے تم سے عہد لیا تھا کہ جو موجود نہ ہو اس کو سچ نہ سمجھنا۔

اسی طرح تمہاری قوم نے اپنے ہاتھوں سے بت بنائے اور تم نے یہ خیال کیا کہ یہی وہ ہیں جنہوں نے تم کو پیدا کیا اور جنہوں نے تم کو خوف و خطر سے بچانے کی کوشش کی اور تم نے یہ بھی گمان کیا کہ یہ بت تمہاری حفاظت کرتے ہیں پس تم اپنی کمائی اور مال ان پر خرچ کرتے ہو اور تمہاری قوم نے یہ گمان کیا کہ یہی بت ان کو رزق دیتے ہیں اور تمہاری قوم نے اس چیز کو طلب کیا جو ان سے نہیں پا سکتے اور اس کو سچ سمجھا جس کا کوئی وجود نہیں۔ پس انہوں نے بھی اسی کو ضروری سمجھا جسے باغ کے مالک نے ضروری سمجھا۔

شہزادے نے کہا آپ نے سچ فرمایا لیکن بتوں کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا میں نے کبھی ان کی طرف رغبت نہیں کی نہ انہیں فائدہ پہنچایا۔ اب آپ مجھے اس ذات کے بارے میں بتایئے جس کی طرف آپ مجھے دعوت دیتے ہیں۔

اور اس ذات کے متعلق بھی بتایئے جسے آپ نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا ہے کہ وہ کیا ہے۔

بلوہر نے کہا: دین دو باتوں پر مشتمل ہے ایک اللہ عزوجل کی معرفت اور دوسرا اس کی رضا پر عمل۔ شہزادے نے کہا۔ اللہ کی معرفت کس طرح ہو سکتی ہے۔ حکیم نے کہا: میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ جان لو کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے یگانہ پروردگار ہے اور اس کے سوا جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کی پروردہ ہیں اور یہ کہ وہ خالق ہے اور اس کے علاوہ تمام مخلوق ہیں اور یہ کہ وہ قدیم ہے اور اس کے علاوہ سب حادث ہیں اور یہ کہ وہ صانع ہے اور اس کے علاوہ سب مصنوع ہیں اور یہ کہ وہ مدبر ہے اور اس کے علاوہ سب اس کے تدبیر کردہ ہیں۔ اور یہ کہ وہ باقی ہے اور اس کے علاوہ سب فانی ہیں۔ اور یہ کہ وہ صاحب عزت ہے اور اس کے علاوہ سب ذلیل ہیں۔ اور یہ کہ نہ وہ سوتا ہے نہ غافل ہوتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ کمزور ہے نہ اس پر غلبہ حاصل کیا جاسکتا ہے نہ اس سے ناراضگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے نہ کوئی شے اسے عاجز کر سکتی ہے۔ آسمان، زمین، ہوا، خشکی اور تری اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتے۔ اس نے اشیاء کو بغیر کسی شے کی مدد کے پیدا کیا، وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ اس میں حوادث پیدا نہیں ہوتے اور حالات اس کو متغیر نہیں کرسکتے اور نہ زمانے اس میں تبدیلی کرسکتے ہیں اور وہ ایک حال سے دوسرے حال میں بدلتا نہیں۔ اس سے کوئی مکان خالی نہیں اور نہ وہ کسی مکان میں مقید ہے اور کوئی جگہ اس سے قریب تر نہیں ہے کوئی شے اس سے غائب نہیں ہے۔ وہ عالم ہے جس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ ایسا قدرت رکھنے والا ہے کہ کوئی شے اس سے بچی ہوئی نہیں ہے۔ اور یہ کہ تم اس کو اس کی نرمی، رحمت اور عدل سے پہچان سکتے ہو۔ اور یہ کہ اس شخص کے لئے اس نے ثواب مقرر کر رکھا ہے جس نے اس کی اطاعت کی اور اس شخص کے لئے عذاب مقرر کیا ہے جس نے اس کی نافرمانی کی۔ لہذا تم اللہ کی رضا کے مطابق عمل کرو اور اس کی ناراضگی سے پرہیز کرو۔

شہزادے نے کہا۔ کیا یہ یکتا خالق اعمال سے راضی ہوجاتا ہے؟ حکیم نے کہا اے شہزادے اس کی رضا یہ ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو اور تمہیں جو کچھ دیا جائے وہ تم اپنے غیر کو دینا پسند کرو۔ اور جو کچھ تم سے روکا جائے وہ تم اپنے غیر سے روکنے کی کوشش کرو۔ پس یہی عدل ہے اور عدل میں اللہ کی مرضی ہے اور اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے آثار کی پیروی کرنے میں تم ان کی سنت کو مت بھلاؤ۔

شہزادے نے کہا اے حکیم زہد دنیا اور اس کی حالت کے متعلق مجھے بتایئے۔

حکیم نے کہا۔ جب میں نے دنیا کو تصرف و زوال کا گھر پایا اور اس کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتے ہوئے دیکھا اور جب سے میں نے اہل دنیا کو مصائب کا نشانہ بنتے دیکھا اور مختلف بیماریوں میں پھنسا پایا۔ اور کبھی صحت کے بعد بیمار ہوتا دیکھا اور جوانی کے بعد بڑھاپا اور مالداری کے بعد فقر اور خوشی کے بعد حزن اور عزت کے بعد ذلت

آسودگی کے بعد بے سروسامانی ۔ امن کے بعد خوف ، اور زندگی کے بعد موت کو دیکھا اور میں نے قلیل عمریں دیکھیں اور ایسی اچانک موتیں دیکھیں جو بغیر کسی قتل وغیرہ کے واقع ہوتی ہیں اور ایسے تیر دیکھے جو نشانے پر بیٹھنے والے تھے اور ایسے جسم دیکھے جو کمزور تھے ۔ جن کے جوڑ جوڑ الگ تھے اور جو محفوظ نہیں تھے تو میں نے جان لیا کہ دنیا جدا ہوجانے والی اور فنا ہوجانے والی ہے اور میں نے یہ بھی پہچانا کہ اس دنیا سے جو کچھ بھی ظاہری طور پر میرے سامنے آیا اس میں سے بہت کچھ میری نظر سے غائب ہوگیا ۔ میں نے اس کے ظاہر و باطن کو دیکھا اور اس کی گہرائیوں کو واضح طور پر پہچانا اور اس کے پوشیدہ رازوں کو علانیہ طور پر دیکھا اور اس کے وارد ہونے سے اس کے احکامات کے صادر ہونے کو دیکھا تو میں اپنی اس موت سے خوفزدہ ہوگیا اور جو کچھ میں نے دیکھا اس سے راہ فرار اختیار کی ۔ دریں اثنا ، تم ایسے لوگ بھی دیکھو گے جو نہایت متکبر اور مغرور اور سرکش ہیں اور ایسے بادشاہ بھی ہیں جو آسودگی اور مال کے اعتبار سے اور نعمت اور گنجائش کے اعتبار سے شباب کی راحت اور اپنے ملک پر تکبر کرنے اور اپنے غلبہ کی خوشی میں اور صحت بدن میں مسرور ہیں ۔ جب دنیا میں انقلاب آتا ہے تو آدمی اس کا اسیر ہو کر رہ جاتا ہے اور جس کو اس نے آنکھ سے دیکھا ہے اس کا اقرار کرتا ہے ۔ لہذا تم اس دنیاوی ملک ، اس کے تکبر ، اس کی آسودگی اور اس کی خوشی سے نکل آؤ ۔ اور ذلت کو عزت سے بدل دو ، غم کو خوشی سے ، حزن کو سرور سے ، ہلاکت کو نعمت سے ، فقر کو مالداری سے ، تنگی کو کشائش سے ، بڑھاپے کو شباب سے ، بدنامی کو شرف سے اور موت کو حیات سے تبدیل کرلو ۔ پس یہ ایک تنگ قبر ہے جس میں انتہائی وحشت ہے جس میں انسان یکتا و تنہا مسافر کی طرح ہے جو اپنے دوستوں سے جدا ہوگیا ہے ۔ اور جنہوں نے اسے چھوڑ دیا ہے ، اس کے بھائیوں نے بھی اسے تنہا چھوڑ دیا ہے اور ان کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور اس کے دشمنوں نے اسے دھوکا دیا ہے ۔ اب اس کی طرف سے کوئی دفاع کرنے والا نہیں ہے ۔ اور اس کی عزت ، اس کا ملک ، اس کے اہل وعیال اور اس کا مال و دولت ، اس کے بعد لوٹ کا مال بن جاتے ہیں ۔ گویا وہ دنیا ہی میں نہیں تھا اور ایک لحہ بھی اس کا تذکرہ نہیں ہوتا اور ذرا بھی اس کا خیال نہیں آتا ۔ گویا اسے کبھی زمین کی ملکیت میں سے کوئی حصہ نہیں ملا تھا ۔ تو اے شہزادے ایسے گھر کو اختیار مت کرنا ۔ اور نہ اس گھر میں مال و متاع اور چوپائے رکھنا ۔ پس اس دنیا کے اوپر اف بھی ہے اور تف بھی ہے ۔

شہزادے نے کہا : اس دنیا کے لئے بھی اف ہے اور اس شخص کے لئے بھی اف ہے جو اس پر غرور کرے جب کہ اس کا یہ حال ہے یہ کہہ کر شہزادہ رونے لگا اور اس نے حکیم سے کہا : اپنی بات ذرا اور بڑھائیے اس لئے کہ یہ میرے سینے کے لئے شفا ہے ۔

حکیم نے کہا : عمر بہت قلیل ہے اور رات دن تیزی سے بدل رہے ہیں اور دنیا سے کوچ بہت تیزی سے قریب ہے اگرچہ عمر کتنی ہی طویل ہوجائے لیکن موت آنے والی ہے اور کوچ کرنے والا لامحالہ جانے والا ہے اور جو کچھ اس دنیا میں

جمع کیا ہے وہ منتشر ہونے والا ہے اور جو کچھ اس نے اس دنیا میں اعمال کئے ہیں وہ اعمال اس سے بیزار ہیں اور جو کچھ اس نے مضبوط سے مضبوط تعمیرات کی ہیں وہ ویران اور برباد ہونے والی ہیں ۔ لوگ اس کے نام سے نا واقف ہو جائیں گے اور اس کا ذکر بھلا دیا جائے گا ۔ اس کا حسب گمنام ہو جائے گا اور اس کا جسم کہنہ اور شکستہ ہو جائے گا اور اس کا شرف کمینگی سے بدل جائے گا ، اس کی نعمت وبال بن جائے گی اور اس کی کمائی خسارہ میں تبدیل ہو جائے گی ۔ اور کوئی دوسرا اس کی مملکت کا وارث بن جائے گا اور اس کے پیچھے رہنے والے ذلیل ہو جائیں گے ۔ اس کے اہل حرم دوسروں پر مباح ہو جائیں گے ۔ اس کے عہد و پیمان ٹوٹ جائیں گے ، اس کی ذمہ داریاں فراموش کردی جائیں گی ۔ اس کے آثار پرانے ہو جائیں گے ۔ اس کا مال تقسیم کردیا جائے گا ۔ اس کے ساز و سامان کو لپیٹ دیا جائے گا ۔ اس کے دشمن خوش ہوں گے اس کا ملک تباہ و برباد کردیں گے ، اس کے تاج کے وارث بن جائیں گے ، اس کے تخت سلطنت پر بیٹھ جائیں گے ۔ اور اسے اس کے گھر سے نکال کر ہر چیز چھین کر اس کی قبر کی طرف لے جائیں گے اور اسے قبر میں تنہائی ، وحشت ، تاریکی اور مسکنت کے ساتھ چھوڑ دیں گے ۔ دوست اسے مٹی کے سپرد کر کے جدا ہو جائیں گے ۔ وہ کبھی اپنی وحشت سے مانوس نہیں ہوگا اور اس کا عالم غربت کبھی ختم نہ ہوگا اور یہ بھی جان لو کہ ایک عقلمند آدمی کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے نفس کو سولی پر چڑھا دے خاص طور پر اس امام عادل اور محتاط کی سیاست کی طرح جو عوام کو ادب سکھاتا ہے اور رعایا کی اصلاح کرتا ہے اور جو ان کے لئے درست ہوتا ہے اس کا حکم دیتا ہے اور جس سے ان میں فساد پیدا ہوتا اس سے روکتا ہے پھر ان میں سے جو نافرمانی کرتا ہے اس کو سزا دیتا ہے اور ان میں سے جو اطاعت کرتے ہیں ان کی عزت کرتا ہے ۔ اسی طرح ایک مرد دانا کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام اخلاق ، خواہشوں اور خواہشات نفسانی میں اپنے نفس کو ادب سکھائے اور ان کو برداشت کرے خواہ وہ ان کے ضروری فائدوں سے کراہت کرتا ہو ۔ اور اپنے نفس کو ان کے نقصانات سے بچائے اور یہ کہ جب اس نے کوئی نیک کام کیا ہے اور اسے خوشی محسوس ہو تو اپنے نفس کو ثواب و عتاب کے لئے تیار رکھے اور ایسے ہی جب اسے غم ہو اور اسے برا لگے تب بھی اور یہ بھی صاحب عقل کا حق ہے کہ جو اس پر امور وارد ہوتے ہیں ان پر نظر غائر ڈالے اور ان کے درست امور کو حاصل کرے اور ان امور کے غلط ہونے سے اپنے نفس کو روکے اور یہ کہ اپنے عمل کو اور خود کو اپنی رائے میں حقیر سمجھے تاکہ اس میں غرور و عُجب پیدا نہ ہو ۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے صاحبان عقل کی مدح کی ہے ۔ اور اہل غرور کی مذمت کی ہے ۔ اور ان لوگوں کی بھی مذمت کی ہے جن کے پاس عقل نہیں ۔ عقل سے اللہ کی اجازت سے ہر نیکی کا ادراک کیا جاتا ہے اور جہل کے ذریعے نفوس ہلاک ہو جاتے ہیں اور بے شک صاحبان عقل و فہم کے لئے سب سے معتبر بات یہ ہے کہ جو ان کی عقلوں نے ادراک کیا ہے اور جو ان کے تجربوں سے ذم تک پہنچا ہے اور جو ان کی نگاہوں نے ترک ہوا ہوس میں دیکھا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے ۔ اور صاحب عقل کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے عمل کی حفاظت پر قوت رکھنے کے باوجود اس کو حقیر سمجھ کر

چھوڑ دے جبکہ اس عمل پر جو اس سے زیادہ اہم ہے وہ قدرت نہ رکھتا ہو۔ اور یہ تو چھپے ہوئے شیطان کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہے کہ جس کو وہی شخص دیکھتا ہے جو اس میں غور وفکر کرتا ہے۔ اور اس سے کوئی شخص محفوظ نہیں رہتا۔ مگر وہ کہ جسے اللہ محفوظ رکھے۔ شیطان کے اسلحے کا سرمایہ دو ہتھیار ہیں۔ ایک ان میں سے انکار عقل ہے جو انسان عاقل کے قلب میں پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نہ اس کے پاس عقل ہے نہ اس کی کوئی نگاہ ہے۔ اور نہ اس کی عقل و نگاہ میں اس کے لئے کوئی فائدہ ہے۔ اور وہ اس کو علم کی محبت و طلب سے روکنا چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے دنیا کے لہو و لعب میں سے کچھ مشغلوں کو سجا کر پیش کرتا ہے تو اگر اس طریقے سے انسان اس کی پیروی کرتا ہے تو یہ شیطان کی کامیابی ہے اور اگر وہ شیطان کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ غلبہ پانے کے لئے دوسرے ہتھیار کی طرف مائل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جب کوئی کام کرتا ہے اور غور کرتا ہے تو شیطان ایسی اشیاء اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ وہ سمجھ نہیں پاتا کہ وہ اس کو کسی پریشانی میں مبتلا کردیں گی اور جس چیز کا اسے علم نہیں ہے اس میں وہ اسے نقصان پہنچائیں گی۔ یہاں تک کہ وہ اشیاء اس کی عقل کی کمزوری کا سبب بنتی ہیں اور اس میں بغض اور شک پیدا ہوجاتا ہے اور شیطان کہتا ہے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ تم اس کام کو پورا نہیں کر سکتے تھے اور اس کی طاقت تم میں کبھی نہ تھی۔ تم نے اس بارے میں بیکار مشقت اٹھائی۔ پس وہ اس ہتھیار سے بہت سے لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے۔ چنانچہ جو ایسے علم کے حاصل کرنے سے جو یہ تمہیں سکھا رہا ہے اور جو تم نے اس سے اکتساب کیا ہے وہ دھوکا ہے۔ تم ایسے مقام پر ہو کہ جہاں کی اکثریت پر شیطان نے مختلف حیلوں اور گمراہیوں کے اسباب کے ساتھ غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ اور ان میں سے وہ بھی ہیں کہ جنہوں نے اپنے کانوں کو، اپنی عقلوں کو، اپنے قلوب کو مار رکھا ہے اور شیطان نے ایسے لوگوں کو چھوڑ دیا کہ جو کچھ بھی نہیں جانتے اور ایسے علم سے جس سے وہ جاہل ہیں جانوروں کی طرح سوال نہیں کرتا۔ اور عامۃ الناس میں مختلف دین ہیں ان میں سے کچھ لوگ اس گمراہی میں اتنے آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ دیگر لوگوں کے خون اور اموال کو حلال سمجھتے ہیں۔ اور ان کی گمراہی انہیں حق کی چیزوں سے منحرف کردیتی ہے تاکہ ان پر ان کے اس دین کا غلبہ کردے۔ اور اس کی کمزوری کو زینت دیدے اور ان کو دین قیم سے روک دے۔ شیطان اور اس کا لشکر لوگوں کی ہلاکت میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں اور ان کے گمراہ کرنے میں وہ مایوس نہیں ہوتے اور نہ وہ راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ اور ان کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی شمار نہیں کرسکتا اور کسی شخص کے لئے ان شیطانوں کے مکروفریب کا دفع، اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے دین کو مضبوطی سے پکڑے بغیر ممکن نہیں۔ پس ہم اللہ سے اس کی اطاعت کی توفیق اور اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کا سوال کرتے ہیں کیونکہ سوائے اللہ کے کسی میں کوئی طاقت نہیں۔

شہزادے نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کی تعریف میرے سامنے اس طرح کریں گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ حکیم نے کہا: اللہ جس کا ذکر بڑا پاک و پاکیزہ ہے اس کا روایت کے ذریعہ وصف بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اور عقلوں کے ذریعے اس

کے صفت کی حقیقت تک نہیں پہنچا جاسکتا اور نہ زبانیں اس کی مدح کی حقیقت کو پہنچ سکتی ہیں۔ اور بندے اپنے علم کے ذریعے سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر اس علم کے ذریعے سے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو سکھایا تھا وہی اس کی حقیقت کا وصف بیان کرسکتے ہیں۔ اور ہماری قوت وہم و ادراک اس کی ربوبیت کا ادراک نہیں کرسکتی وہ اس سے کہیں بلند و بالا اور جلیل و عزیز تر ہے۔ وہ سب سے عظیم عطا کرنے والا اور لطف و مہربانی کرنے والا ہے۔ پس اس نے اپنے علم میں سے جو پسند کیا۔ بندوں کو بخش دیا۔ اور اپنی صفت میں سے جس کا ارادہ کیا اس کو ان پر ظاہر کردیا۔ اور اپنی معرفت اور اپنی ربوبیت کی معرفت کو ان چیزوں سے جو نہ تھیں پیدا کرکے اور جو موجود تھیں ان کو معدوم کرکے ان کی رہنمائی کی۔

شہزادے نے کہا اس کی قطعی دلیل کیا ہے؟ حکیم نے کہا: جب تم کسی بنی ہوئی چیز کو دیکھتے ہو اور اس کا بنانے والا تمہارے سامنے نہیں ہوتا تو تم اپنی عقل کے ذریعے سے جان لیتے ہو کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے اسی طرح آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان کا کوئی صانع ہے پس کون سی دلیل اس سے قوی تر ہے؟

شہزادے نے کہا اے حکیم مجھے بتایئے کہ آیا لوگوں کو جو امراض اور درد و فقر اور دوسرے نامناسب حالات پیش آتے ہیں وہ اللہ کی قدرت سے ہیں یا اس کے بغیر ہیں؟ بلوہر نے کہا: نہیں بلکہ قدرت سے متعلق ہیں۔ شہزادے نے کہا: تو مجھے لوگوں کے برے اعمال کے متعلق بتایئے۔ بلوہر نے کہا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے برے اعمال سے بری ہے لیکن اس نے بہت بڑا ثواب ان لوگوں کے لئے رکھا ہے جو اس کے مطیع ہیں اور جنہوں نے اس کی نافرمانی کی ہے ان کے لئے سخت عذاب رکھا ہے۔

شہزادے نے کہا۔ اب مجھے سب سے زیادہ عادل انسان، سب سے زیادہ ظلم و جور کرنے والے، سب سے زیادہ محنت کرنے والے، سب سے زیادہ احمق، سب سے زیادہ شقی اور سب سے زیادہ نیک لوگوں کے بارے میں بتایئے۔

بلوہر نے کہا سب سے زیادہ عادل وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ذات سے انصاف کیا، سب سے زیادہ ظلم و جور کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے جور کو عدل سمجھتے ہیں اور جن کے نزدیک عدل کرنے والوں کا عدل ظلم ہے۔ اور سب سے زیادہ محنتی اور کمانے والا وہ شخص ہے کہ جس نے آخرت کے لئے زادراہ حاصل کیا، اور سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے کہ جس کا مقصد دنیا ہو اور خطائیں اس کا عمل ہوں، اور سب سے زیادہ نیک بخت وہ شخص ہے کہ جو اپنے انجام کار کو خیر پر ختم کرے۔ اور سب سے زیادہ شقی وہ شخص ہے کہ جو اپنے عمل کو اللہ کی ناراضگی پر ختم کرے۔

پھر اس نے یہ کہا۔ جس نے اپنے دین کو اپنی خواہش جیسا سمجھا وہ ہلاک ہوگیا پس وہی اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور جو بات اسے پسند کرنی چاہیئے تھی اس کا مخالف ہے۔ اور جس نے یہ یقین کیا کہ دین صلح کی مانند ہے تو وہی اللہ کا مطیع ہے اور یہ بات اللہ کی ناراضگی سے بچنے والے کے لئے پسندیدگی کا باعث ہے۔

پھر کہا: اچھائی اگرچہ بدافعالوں میں ہو تو اسے برا نہ سمجھنا اور اگر برائی نیک لوگوں میں پائی جائے تو اس کو اچھا نہ سمجھنا۔

پھر شہزادے نے کہا: مجھے یہ بتایئے کہ کون لوگ سعادت کے حق دار ہیں اور کون لوگ شقی کہلانے کے مستحق ہیں بلوہر نے جواب دیا سعادت کے مستحق وہ لوگ ہیں جو اللہ کی اس کے احکامات میں اطاعت کریں اور اس کے ممنوعہ احکامات سے پرہیز کریں۔ اور شقاوت کے حامل وہ لوگ ہیں کہ جو اللہ کی نافرمانی پر عمل پیرا ہیں، اس کی اطاعت کو ترک کیے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کی رضا کے خلاف اپنی خواہشات نفس کو خود پر اثرانداز کیے ہوئے ہیں۔

شہزادے نے کہا: کون لوگ سب سے زیادہ اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں؟

حکیم نے کہا: جو اس کے امر کی اتباع کرنے والے ہیں اور جو اس کے دین پر مضبوطی سے قائم ہیں اور جو برے اعمال سے دور ہیں۔

شہزادے نے کہا: نیکیاں اور برائیاں کیا ہیں؟ حکیم نے جواب دیا: نیکیاں نیت، عمل، پسندیدہ قول اور عمل صالح کی صداقت کا نام ہے۔ اور برائیاں بری نیت، برے عمل اور برے قول کا نام ہے۔

شہزادے نے کہا: صدق نیت کیا ہے؟ حکیم نے جواب دیا: ارادہ میں میانہ روی اختیار کرنے کا نام ہے۔

شہزادے نے کہا: بدگوئی کیا ہے؟ حکیم نے جواب دیا: جھوٹ بولنا۔ اس نے پوچھا: بد عملی کیا ہے؟ بلوہر نے کہا: اللہ تعالٰی کی نافرمانی۔

شہزادے نے کہا: مجھے بتایئے کہ ارادہ میں میانہ روی کس طرح ہو سکتی ہے؟ بلوہر نے کہا: دنیا کے زوال اور امور دنیا سے قطع تعلق کے بار بار تذکرہ کرنے سے اور ان امور سے بچنے سے جن سے آخرت میں ہلاکت اور تباہی ہو۔

شہزادے نے کہا: سخاوت کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: فی سبیل اللہ مال دینا سخاوت ہے۔ اس نے کہا: کرم کیا ہے؟ بلوہر نے کہا: تقویٰ کرم کا نام ہے۔ اس نے کہا: بخل کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: حق داروں کو حق نہ دینا اور بغیر کسی وجہ کے ان کا حق لے لینا بخل ہے۔

شہزادے نے کہا: حرص کیا ہے؟ بلوہر نے کہا: دنیا کی طرف ہمیشہ رغبت کرنا۔ اور ان امور کی طرف متوجہ ہونا جن میں فساد ہی فساد ہو اور جن کا صلہ آخرت کا عذاب ہو۔

شہزادے نے کہا: صدق کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا دین کی راہ میں ضروری ہے کہ آدمی نہ تو اپنے آپ کو دھوکا دے اور نہ اس دین کے راستے کی تکذیب کرے۔

شہزادے نے کہا: حماقت کیا ہے؟ بلوہر نے کہا: دنیا پر مطمئن ہونا اور ان چیزوں کو جنہیں دوام و بقا حاصل ہے چھوڑ دینا۔

شہزادے نے پھر دریافت کیا: جھوٹ کیا ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: آدمی اپنے آپ کو جھٹلائے اور اپنی خواہشات نفس پر فریفتہ ہو۔ اور اپنے طریقہ پر پختہ ہو۔

شہزادے نے دریافت کیا: کون لوگ صلاح و مشورے میں کامل ترین ہوتے ہیں؟

بلوہر نے کہا: جو لوگ عقل میں کامل اور امور کے نتائج میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں اور جو اپنے دشمنوں کا مکمل علم رکھتے ہیں اور جو ان سے بچنے میں شدید ہیں۔

شہزادے نے کہا: انجام کیا ہے اور وہ کون دشمن ہیں کہ جنہیں ایک عقلمند انسان پہچانے اور پھر خود کو ان سے محفوظ رکھے۔ بلوہر نے کہا: انجام آخرت اور دنیا کی فنا کا نام ہے۔

شہزادے نے پوچھا: دشمن کون ہیں؟ بلوہر نے کہا: حرص، غضب، حسد، حمیت، شہوت، ریا اور لجاجت دشمن ہیں۔

شہزادے نے کہا: وہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ زیادہ قوی اور اہم سمجھتے ہیں اس بات سے کہ ان سے بچا جائے؟ بلوہر نے جواب دیا حرص جس میں رضا قطعاً نہیں اور جو غضب کے اعتبار سے زیادہ برا ہے اور غضب غلبہ میں زیادہ ظالم کرنے والا ہے اور شکر کو کم کردینے والا ہے اور بغض کرنے والوں کی سب سے بڑی کمائی ہے۔ اور حسد نیت کی گمراہی کو زیادہ برا کرکے دکھانے والا ہے۔ اور ظن اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے اور حمیت، لجاجت سے زیادہ شدید ہے اور معصیت سے زیادہ پریشان کن ہے اور کینہ کی آگ برپا ہوتی ہے اور رحمت کی نفی ہوتی ہے اور غلبہ کے اعتبار سے شدید ہوتی ہے۔ اور ریاکاری دھوکہ اور فریب سے زیادہ سخت ہوتی ہے اور پوشیدہ چیز کو اور مخفی کردیتی ہے اور موقع و محل کے خلاف ہوتی ہے۔ اور لجاجت دشمنی کو بڑھاتی ہے اور عذر خواہی کو قطع کردیتی ہے۔

شہزادے نے پوچھا: شیطان کے وہ کون سے حیلے بہانے ہیں جو لوگوں کی ہلاکت کا زیادہ باعث ہوتے ہیں؟

حکیم نے جواب دیا شیطان کا انسانوں کو خواہشاتِ نفسانی کے ارتکاب میں اور نیکی، گناہ، ثواب اور عذاب میں اندھا بنا رہنا ہے۔

شہزادے نے کہا: مجھے اس قوت کے بارے میں آگاہ فرمائیے کہ جس کے ذریعے اللہ نے اپنے بندوں کو ان برے امور اور ہلاک کردینے والی خواہشات پر غلبہ حاصل کرنے میں قوی بنایا ہے۔

حکیم نے جواب دیا: وہ علم کہ جس کے ساتھ عقل بھی ہو اور عمل بھی اور خواہشات نفسانی سے اپنے نفس کو روک دینا۔ اور دین میں ثواب حاصل کرنے کے لئے امیدوار ہونا ہے۔ اور فنائے دنیا کا اور موت سے قریب ہونے کا کثرت سے تذکرہ کرنا ہے۔ اور فنائے دنیا کے بعد باقی رہ جانے والی ذات کی ضد سے پرہیز کرنا۔ پس گزرنے والے امور کا اعتبار ان کے انجام سے ہے۔ اور ان کا ذہن میں محفوظ رکھنا۔ سوائے صاحبان عقل کے کوئی شخص اپنے نفس کو بری

عادت سے روکنے اور اچھی عادت پر محمول کرنے اور پسندیدہ اخلاق پر قائم رہنے پر محفوظ نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہ صاحبانِ عقل اپنی زندگی کے مطابق اس کی انتہا تک پہنچ جائیں۔ اور یہی باتیں ہیں کہ جن کا نام قناعت ہے اور ساز و سامانِ زندگی کے ساتھ صبر و رضا ہے اور فیصلۂ حق کو اپنے لئے لازم رکھنا ہے۔ اور انتہائی سخت تکلیف اٹھانے اور اکتساب کرنے میں زیادتی کرنے اور جو کچھ گم ہوگیا ہے اس پر ماتم کرنے اور نفس کے اس سے خوش ہوتے اور اس علاج کو چھوڑ دینے سے جو مکمل نہیں ہوسکتا اور ان امور پر صبر کرنے سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں اور راہ راست کو گمراہی کے راستے پر اختیار کرنے اور نفس کو اس بات پر لازم کرنے میں کہ وہ اگر اچھا عمل کرے گا تو اسے (اچھی) جزا دی جائیگی اور اگر برا عمل کرے گا تم اسے ویسی ہی جزا دی جائیگی۔ پس ان سب باتوں کی معرفت ہونی چاہیئے اور حقوق اور حدودِ تقویٰ اور نصیحت پر عمل کرنے اور خواہشوں کی پیروی سے نفس کو روکنے اور شہواتِ نفسانی پر غالب آنے اور تمام امور کو اپنی رائے پر محمول کرنے اور یقین و قوت کے ساتھ اس پر جمنے کی معرفت ہونی چاہیئے۔ پس اگر اس پر کوئی آزمائش آتی ہے تو وہ آئے اور وہ بغیر کسی آزردگی کے معذور سمجھا جائے گا۔

شہزادے نے کہا کون سا اخلاق زیادہ اچھا اور لائقِ عزت ہے؟ حکیم نے کہا اللہ کے لئے بھائیوں کے ساتھ خوش گفتاری اور تواضع سے پیش آنا۔

شہزادے نے کہا: کون سی عبادت زیادہ بہتر ہے؟ حکیم نے کہا: وہ عبادت وقار اور مودت ہے۔ وہ کہنے لگا مجھے بتایئے کہ کون سی عادتیں افضل ہیں؟ بلوہر نے کہا: نیک لوگوں سے محبت کرنا۔

شہزادے نے دریافت کیا: کون سا تذکرہ افضل ہے؟ حکیم نے کہا وہ تذکرہ بہتر ہے جو نیک کام کو کرنے اور ناگوار بات سے روکنے کے لئے کیا جائے۔

شہزادے نے پوچھا: کون سا دشمن سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے؟ حکیم نے کہا گناہوں سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں۔

شہزادے نے کہا: مجھے یہ بتایئے کون سا فضل سب سے بڑھ کر ہے؟ بلوہر نے کہا۔ ساز و سامانِ زندگی پر راضی رہنا (جتنا حاصل ہوجائے اس پر اکتفا کرنا)۔

شہزادے نے کہا: کون سا ادب زیادہ اچھا ہے؟ حکیم نے کہا: دین کا ادب۔

پوچھا کون سی چیز زیادہ ظلم و جفا کرنے والی ہے؟ اس نے جواب دیا سرکش بادشاہ اور سنگدل۔

شہزادے نے پوچھا: کون سی چیز انتہا کے لحاظ سے بعید تر ہے؟ حکیم نے جواب دیا۔ حریص کی وہ آنکھ جو دنیا سے سیر نہیں ہوتی۔

شہزادے نے کہا کون سے امور ایسے ہیں جو انجام کے اعتبار سے زیادہ برے ہیں۔ حکیم نے کہا اللہ تعالیٰ کی

ناراضگی میں لوگوں کی رضامندی کی خواہش کرنا۔

شہزادے نے پوچھا: کون سی چیز زیادہ جلد تبدیل ہو جاتی ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: ان بادشاہوں کے دل جو دنیا کے لئے کام کرتے ہیں۔

شہزادے نے کہا: مجھے بتایئے کہ کون سے گناہ ایسے ہیں جو زیادہ بڑے ہیں؟ حکیم نے کہا: اللہ کے عہد کو قبول کرنا اور پھر اس سے خیانت کرنا۔

شہزادے نے کہا کون سی چیز جلد منقطع ہونے والی ہے؟ حکیم نے کہا: فاسق کی محبت جلد ختم ہو جاتی ہے۔

شہزادے نے دریافت کیا: کون سی چیز سب سے زیادہ خیانت کرنے والی ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: جھوٹے کی زبان سب سے زیادہ خائن ہے۔

شہزادے نے کہا: کون سی چیز زیادہ چھپی رہتی ہے؟ بلوہر نے کہا: دھوکہ دینے والے انسانوں کا شر؟

شہزادے نے دریافت کیا: کون سی چیز دنیا کے حالات سے زیادہ مشابہ ہے؟ حکیم نے کہا: کسی سونے والے کے جھوٹے خواب۔

شہزادے نے پوچھا: کون لوگ رضا کے اعتبار سے افضل ہیں؟ بلوہر نے کہا: وہ لوگ جو اللہ سے حسن ظن رکھتے ہوں اور زیادہ پرہیزگار ہوں اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ برتتے ہوں اور موت کو یاد رکھتے ہوں اور مدت حیات کے ختم ہونے کا یقین رکھتے ہوں۔

شہزادے نے دریافت کیا: دنیا کی کون سی چیز ایسی ہے جو آنکھ کی ٹھنڈک ہے؟ بلوہر نے جواب دیا: صاحب ادب بیٹا اور موافقت کرنے والی بیوی جو امور آخرت پر معین و مددگار ہو۔

شہزادے نے کہا: کون سی بیماری ہے جو دنیا کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے؟ بلوہر نے کہا: کسی کا لڑکا بد تہذیب اور عورت بد قماش ہو کہ وہ دونوں سے چھٹکارا نہ پاسکے۔

شہزادے نے کہا: کون سی آسودگی سب سے بہتر ہے؟ بلوہر نے کہا: آدمی کا اپنے حصے پر راضی ہونا اور نیک لوگوں کے ساتھ محبت کرنا۔

پھر شہزادے نے حکیم سے کہا: آپ اپنے ذہن کو تھوڑا سکون دیں کیونکہ میں آپ سے اہم ترین اشیاء کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان چیزوں کے متعلق بصیرت عطا کی جن سے میں جاہل تھا۔ اور مجھے رزق دین عطا کیا کہ جس سے میں مایوس تھا۔ حکیم نے کہا: جو بات تم پر منکشف ہوتی ہے دریافت کرو۔

شہزادے نے کہا: آپ کی رائے میں جس بچے کو بچپن میں سلطنت دے دی گئی اور جس کا دین بتوں کی پرستش ہے اور جو دنیاوی لذتوں سے فائدہ حاصل کر رہا ہے اور اس سے نشوونما پا رہا ہے یہاں تک کہ وہ مکمل مرد اور پھر بوڑھا

ہوجاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی جہالت کی وجہ سے اپنی حالت کو تبدیل نہیں کرتا اور اپنے نفس کو خواہشات نفسانی کے حوالے کرنے کی وجہ سے مقصود کے حاصل ہونے تک عاری رہتا ہے ۔ اس وجہ سے کہ خواہشات اس کے لئے زینت بن گئی ہیں اور اس پر اثر رکھتی ہیں اور وہ ان پر جراءت رکھتا ہے اور وہ انہی خواہشات میں رشدوہدایت کو پاتا ہے اور طویل عرصے تک ان خواہشات کی محبت ، ان کے دھوکے اور ان کے فخر میں مبتلا رہتا ہے ۔ وہ اپنی قوم اور صاحبان رائے کے لئے فخر و محبت کا سبب ہے اور اس کی بصیرت نے اس کو چھوڑ دیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخرت کے امور سے بھی جاہل اور غافل رہا اور اس کو اس نے خفیف سمجھا اور اس کے قلب کے اندر قساوت پیدا ہوگئی ۔ اور خبثِ نیت اور کج رائی پیدا ہوگئی ۔ اور اس کی عداوت دینداروں کی مخالفت اور پوشیدہ اشخاص جو اس کے ظلم سے نکلنا چاہتے ہیں کے لئے شدت پکڑ گئی ۔ کیا وہ ان نزاعات میں جن میں اس کی عمر طویل ہوجائے اس کی تمنا کرسکتا ہے کہ وہ اس سے نکل جائے ۔ اور اس فضل کی طرف کہ جو روشن ہے اور اس جہت کی طرف کہ جو واضح ہے اس کا نکلنا درست ہوسکتا ہے ؟ اور دین کا سب سے بڑا حصہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے گزرے ہوئے گناہوں سے جس مغفرت کی تمنا کرتا ہے اور جو کچھ اس دین میں اچھے ثواب کی تمنا کرتا ہے تو وہ اسے حاصل کرلے گا ؟

حکیم نے کہا: تم نے اس بات کو جان لیا ہے اور اس مسئلے میں تم کیا چاہتے ہو ؟

شہزادے نے کہا: عقل و فہم کے ذریعے جو فضل آپ کو عطا کیا گیا ہے میں اس کا منکر نہیں ہوں اور نہ جس علم سے آپ کو مخصوص کیا گیا ہے اس کا منکر ہوں ۔

حکیم نے کہا . اس صفت کا حامل بادشاہ ہے اور وہ شخص ہے جس کی عنایت نے تمہیں دعوت دی ، جس سے تم نے دریافت کیا ۔ اور جس نے اس امر کا اہتمام کیا ۔ اور یہ کہ گو اللہ نے عذاب کا وعدہ کیا تھا مگر اس انسان پر اس کی خواہش کے مطابق شفقت کی ۔ اس کے ساتھ ساتھ تم نے اللہ کے ثواب کا ادائے حق کے بارے میں قصد کیا ہے جو اللہ نے تم پر واجب قرار دیا ہے ۔ اور میرا خیال ہے کہ تم لطف ومہربانی میں عذر کی انتہا تک پہنچنا چاہتے ہو ۔ تاکہ ایک بہت بڑے خطرے سے خود کو نکال سکو اور اس ہمیشہ کی مصیبت سے خود کو بچا سکو کیونکہ اللہ کے عذاب سے بچاؤ ممکن نہیں مگر یہ کہ اسی کی مدد شامل حال ہو ۔

شہزادے نے کہا کہ آپ کی جو مراد ہے اس سے ذرا بھی محروم نہ کریں بلکہ آپ اپنی رائے سے مطلع کیجئے اس خوف کے بارے میں جو بادشاہ کو اپنی موت کے متعلق ہوتا ہے جس سے وہ حسرت و ندامت میں مبتلا ہوجاتا ہے اور کوئی شے اس کی کفالت نہیں کرتی ۔ آپ مجھے اس کے بارے میں یقین دلائیے ۔ اور آپ میرے شدتِ غم کو مجھ سے دور فرمایئے کیونکہ اس کے بارے میں میرے پاس کوئی حیلہ نہیں ہے ۔

حکیم نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم مخلوق کو اس کے خالق اللہ عزوجل کی رحمت سے دور اور اس کی رحمت

سے مایوس نہیں کر سکتے جب تک اس میں روح باقی رہے خواہ وہ سرکش عیار و گمراہ ہو کیونکہ ہم نے اپنے پروردگار کی توصیف مہربانی، نرمی اور رحمت سے کی ہے اور اس پر ایمان کی دلالت کی ہے اور جس کے لئے استغفار و توبہ کا حکم دیا ہے اس میں ان شاء اللہ تمہاری حاجت و ضرورت کے مطابق تمہاری خواہش کا فضل ہے ۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ کسی زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جو علم میں شہرہ آفاق رکھتا تھا، مہربان محافظ تھا جو اپنی قوم و ملت میں عدل اور اپنی رعایا کے اصلاح حال میں کوشاں رہتا تھا ۔ وہ اس طرح اچھی حالت میں عرصہ دراز تک زندہ رہنے کے بعد مرگیا تو اس کی قوم نے اس کا سوگ منایا ۔ اس کی بیوی حاملہ تھی تو نجومیوں اور کاہنوں نے بتایا کہ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ان کے ملک کا منتظم و مدبر ہوگا جو کوئی شخص اس کے زمانۂ سلطنت میں ہوگا دیکھ لے گا ۔ تو نجومیوں اور کاہنوں کے کہنے کے مطابق یہ معاملہ طے پاگیا اور اس حمل سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کی یوم پیدائش سے ایک سال تک گانے بجانے، کھیل تماشے اور شراب نوشی اور کھانے پینے کا جشن منایا ۔ اس کے بعد ان کے اہل علم، صاحب فہم و خرد اور عارف باللہ اشخاص نے عوام الناس سے کہا کہ یہ مولود اللہ کا عطیہ ہے اور تم نے اس کے غیر کا شکریہ ادا کیا اور اگر یہ غیر اللہ کا عطیہ ہے تو تم نے اس کا حق ادا کردیا کہ جس نے تم کو عطیہ دیا لیکن جس نے تم کو رزق بخشا تم نے اس کا شکر ادا کرنے کی کوشش کی؟ تو عوام الناس نے ان لوگوں سے کہا کہ اس مولود کو ہمیں اللہ نے بخشا ہے اور اس کے علاوہ کسی نے ہم پر احسان نہیں کیا ہے ۔ علماء نے کہا کہ اگر اس بچہ کو اللہ ہی نے بخشا ہے تو تم اس کے غیر کو جس نے تم کو عطا نہیں کیا تھا راضی کرلیا اور اس اللہ کو ناراض کردیا جس نے اس کو تمہیں عطا کیا تھا تو رعایا نے ان علماء سے کہا کہ اے حکیمو! ہمیں نصیحت کرو اور اے عالمو! ہمیں آگاہ کرو تاکہ ہم تمہاری بات کی پیروی کریں اور تمہاری نصیحت کو مانیں اور تمہارے حکم کے مطابق چلیں ۔ علماء نے کہا کہ ہماری یہ رائے ہے کہ موسیقی ۔ لہو و لعب اور نشہ آور اشیاء شیطان کی پسندیدہ اشیاء ہیں پس اس کی پیروی سے انحراف کرو اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خواہش اور اس کی نعمتوں کا شکریہ شیطان کے شکریہ کے بجائے کرو تاکہ جو کچھ تم سے ہوا ہے وہ اس سے تم کو معاف کردے ۔ رعایا نے کہا کہ آپ لوگوں نے جو فرمایا اور حکم دیا ہے ان تمام باتوں کا بار ہم نہیں اٹھا سکتے ۔ علماء نے کہا کہ اے جاہلو! تم اس کے مطیع کس طرح ہوگئے جس کا تم پر کوئی حق نہیں ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو جس کا حق تم پر واجب ہے اور تم کس طرح نامناسب بات پر قوی و قادر ہوگئے اور اس چیز سے جو مناسب ہے ضعیف اور کمزور ہوگئے؟ عوام الناس کہنے لگے کہ اے حکماء کے پیشواؤ: ہم میں شہوات نفسانی بڑھ گئی ہیں اور لذات دنیوی کی کثرت ہوگئی ہے تو ہم کو جو مشابہت کے اعتبار سے عظیم معلوم ہوتیں، انہوں نے قوی کردیا اور ہماری نیتیں اور ارادے ضعیف ہوگئے تو ہم بھاری بھرکم وزن اٹھانے سے عاجز ہوگئے پس آپ لوگ ہماری ان سے بازگشتگی پر راضی ہوجائیں اور اس تمام بار کو اٹھانے میں ہمیں کلفت میں نہ ڈالیں ۔ ان حکماء نے ان سے کہا کہ اے احمقوں کے گروہ! کیا تم جہل کے بیٹے اور گمراہی کے بھائی

نہیں ہو جبکہ مشقت تم کو ہلکی معلوم ہورہی ہے اور سعادت بھاری لگ رہی ہے۔ تو عوام الناس نے ان سے کہا کہ اے سرداران حکما و قائدان علما! ہم آپ کی اس سختی و عتاب سے اللہ کی مغفرت کے ساتھ پناہ چاہتے ہیں۔ اور ہم آپ کی طرف سے ہمیں عار کی طرف نسبت دینے پر عفو خداوندی کے مدد سے پردہ پوشی چاہتے ہیں لہذا ہم کو ملامت نہ کیجئے اور نہ ہماری کمزوری کو عار سے تعبیر کیجئے اور نہ ہم پر جہالت کا عیب لگائیے۔ کیونکہ اگر ہم اللہ کی اطاعت اسی کے عفو اور عمل و حسنات کی کمزوری کے ساتھ کریں گے اور ہم اس کی عبادت اس شخص کی طرح کریں گے جس نے ہماری خواہشات کو باطل ٹھہرایا تو ہم اپنی حاجت کو حاصل کرلیں گے اور اللہ ہماری غایت کو پالے گا۔ اور ہم پر رحم کرے گا جس طرح اس نے ہم کو خلق کیا۔ پس جبکہ انہوں نے یہ کہا تو ان کے علما نے ان سے اقرار لیا اور ان کے قول سے راضی ہوئے اور انہوں نے پورے سال نماز، روزہ، عبادت اور صدقات ادا کئے۔ پس جب وہ لوگ یہ کرچکے تو کاہنوں نے کہا کہ اس ذات نے کہ جس نے اس مولود کی پیدائش پر قوم پر احسان کیا تھا بتایا ہے کہ یہ بادشاہ فاجر ہوگا اور نیک بھی ہوسکتا اور سرکش بھی ہوسکتا ہے اور متواضع بھی۔ کبھی برائیوں کا مرتکب ہوسکتا ہے اور کبھی احسان کرنے والا بھی۔ نجومیوں نے بھی ایسا ہی بتایا۔ تو ان کاہنوں اور نجومیوں سے کہا گیا کہ تم نے یہ باتیں کس طرح کہیں؟ کاہنوں نے کہا کہ ہم نے یہ بات اس لئے کہی کہ (اس کی پیدائش پر) پہلے لہو و لعب، گانا بجانا اور باطل کام کئے گئے اور اس کے بعد اس کے برخلاف کیا گیا۔ نجومیوں نے جواب دیا کہ ہم نے یہ بات زہرہ اور مشتری کے اعتدال سے پہلے کہی ہے کیونکہ یہ بچہ شرافت کے ساتھ پیدا ہوا ہے جسکی عظمت کی تعریف نہیں کی جاسکتی اور خوشی و شادمانی کی حالت میں پیدا ہوا ہے کہ جس کی مکمل توصیف نہیں کی جاسکتی اور ظلم کے ساتھ پیدا ہوا ہے جس کی برداشت کی کوئی طاقت و قدرت نہیں رکھتا پس وہ ظلم و جور و ستم کے احکامات جاری کرے گا اور (حقوق) غصب کرے گا اور اس کے محبوب ترین وہ لوگ ہوں گے جو اس کی موافقت کریں گے اور وہ لوگ ناپسندیدہ ہوں گے جو ان تمام امور میں اس کی مخالفت کریں گے اور وہ شباب، صحت، قدرت، ظفر اور نظر کی وجہ سے غافل و بے خبر رہے گا اور وہ اسی میں سرور و مسرت میں ہمکنار رہے گا۔ اور وہی دیکھے گا جو اس کو پسند ہے اور وہی سنے گا جس کی اس کو خواہش ہے۔

الغرض جب وہ بتیس سال کا ہوگیا تو اس نے بادشاہ کی اولاد میں سے عورتوں، بچوں اور بچیوں، پردہ دار (باعزت) عورتوں، بہترین گھوڑوں (سواروں)، رنگ برنگ کی عمدہ سواریوں اور اپنی کنیزوں اور خدمت گاروں کو جمع کیا اور ان کو بہترین لباس پہننے کو کہا اور یہ کہ وہ اچھی طرح بناؤ سنگھار کریں اور اس نے حکم دیا کہ مطلع شمس (مشرق) کے بالمقابل جلسہ گاہ تعمیر کریں۔ جس کی زمین کی سطح سونے کی ہو جو مختلف جواہرات سے جڑی ہوئی ہو۔ جس کی لمبائی ایک سو بیس گز اور چوڑائی ساٹھ گز ہو۔ جس کی چھت اور دیواریں سونے سے آراستہ ہوں اور جو قیمتی زیورات، طرح طرح کے جواہرات اور منظم و مرتب عمدہ موتیوں سے سجائیں جائے اور طرح طرح کے اموال و متاع کے لئے حکم دیا جو

خزانوں سے نکالے گئے اور راستہ کے دونوں جانب چن دیئے گئے اور اس نے اپنے لشکر، اپنے اصحاب، مطیع افراد، کاتبوں (پرچہ نویسوں)، حاجبوں، اپنے شہر کی عظیم ہستیوں اور علماء کو حکم دیا کہ وہ آئیں تو وہ سب کے سب مسلح شہ سوار بہترین شکل و صورت میں اپنی صفوں میں حاضر ہوگئے پھر وہ اپنے مقامات اور اپنے اعلیٰ درجات کے مطابق گھوڑوں کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ اس بادشاہ نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ بہترین و اعلیٰ نظارہ دیکھے گا کہ جس سے اس کو مسرت حاصل ہوگی اور اس سے آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوگی۔ پھر وہ چل کر نشست گاہ تک پہنچا اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو سب نے اس کو سجدہ کیا۔ اس نے اپنے ایک غلام سے کہا کہ میں نے اپنی رعایا کا ایک اچھا منظر دیکھا اور اب میں اپنی شکل و صورت دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے آئینہ منگوایا اور اپنے چہرہ کو دیکھا۔ وہ اس آئینہ میں نگاہوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا کہ اس کو اپنی ڈاڑھی کے سیاہ بالوں میں سفید اولے کی طرح ایک بال نظر آیا جس سے اس کو خوف و دہشت محسوس ہوئی اور اس کی حالت متغیر ہوگئی اور دل شکستگی و حزن کا اس کے چہرے سے اظہار ہونے لگا اور ساری مسرت اس سے رخصت ہوگئی۔

پھر اس نے اپنے دل میں کہا کہ یہ وقت میرے شباب میں موت کی خبر دے رہا ہے اور مجھ پر ظاہر کر رہا ہے کہ میرا ملک و اقتدار جانے والا ہے اور مجھ کو تخت سلطنت سے اتار کر ذلیل کیا جائے گا۔ پھر کہنے لگا کہ یہ وقت موت کا پیش خیمہ اور مصیبت کا قاصد ہے جس کو مجھ سے کوئی حاجب نہیں روک سکتا اور نہ کوئی محافظ اسکو منع کر سکتا ہے۔ یہ مجھ کو موت سے مطلع کر رہا ہے اور زوال سلطنت کی خبر دے رہا ہے۔ میری خوبصورتی اور رعنائی کو تبدیل کرنے اور میری خوشی اور مسرت کو ختم کرنے اور قوت کو گھٹانے میں کتنی جلدی کر رہا ہے۔ جس کو مجھ سے قلعوں اور پناہ گاہوں نے نہیں روکا اور جس کو مجھ سے لشکروں نے نہیں بچایا۔ یہ وقت شباب و قوت کا چھیننے والا ہے۔ عزت و ثروت کا مٹانے والا، لوگوں میں جدائی پیدا کرنے والا، دوستوں اور دشمنوں میں میراث تقسیم کرنے والا، ذرائع زندگی کو تباہ کرنے والا، لذتوں کو بدمزہ کرنے والا، عمارتوں کو ویران کرنے والا، مجمع کو متفرق کرنے والا، بلند کو پست کرنے والا اور قوی کو ذلیل کرنے والا ہے۔ اس نے مجھ پر بوجھ لاد دیئے ہیں اور اس نے مجھ کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔

پھر وہ خوف زدہ اپنی نشست گاہ سے اتر کر چلا اور لشکروں کو جمع کیا، اپنے با اعتماد لوگوں کو بلایا اور کہنے لگا:

اے سرداران قوم جب سے میں بادشاہ ہوا اور تمہارے امور کا نگراں ہوا میں نے تمہارے بارے میں کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ اے پسندیدہ بادشاہ ہمارے نزدیک آپ کی مصیبت عظیم ہے اور ہماری جانیں آپ کی اطاعت میں مصروف ہیں پس آپ اپنے اس امر کے متعلق بتایئے۔ بادشاہ نے کہا کہ ایک خطرناک دشمن رات کے وقت آیا تم نے اس کو مجھ سے نہیں روکا حالانکہ تم میری جماعت اور اعتبار کے لوگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے بادشاہ یہ دشمن کہاں ہے؟ کیا وہ دکھائی دیتا ہے یا نہیں دکھائی دیتا؟ بادشاہ نے کہا: وہ اثر کے ذریعہ دکھائی دیتا ہے اور اسے آنکھیں نہیں دیکھتی ہیں۔

ان صاحبان علم و خرد نے کہا: اے بادشاہ آپ ہماری جماعت کو دیکھ رہے ہیں اور ہمارے پاس برکت و سکون ہے اور ہم میں صاحبان عقل و فہم ہیں آپ ہمیں اس کو دکھایئے ہم اس کو آپ سے (اس قوت کے ذریعے) روک دیں گے۔ بادشاہ نے کہا: میں تم پر بے خبری میں زیادہ مغرور ہوگیا اور میں نے غلط جگہ اور موقع پر اعتماد کیا جبکہ میں نے تم کو اپنے لئے ڈھال بنایا۔ میں نے تم کو مال و دولت عطا کیا۔ تمہارے شرف کو بلند کیا اور تم کو لوگوں کے مقابلہ میں خواص بنایا تاکہ تم دشمنوں سے میری حفاظت کرو اور ان سے میری نگہداری کرو۔ پھر اس کے بعد میں نے شہروں کی تعمیر اور مضبوطی اور ہتھیاروں کی فراہمی سے تمہاری تائید و مدد کی اور تم سے غم و اندوہ کو دور کیا اور تم کو شجاعت دکھانے اور حفاظت کے لئے فارغ رکھا اور میں تمہاری ذمہ دارانہ نگہبانی پر قطعاً فکر مند نہ ہوا اور اپنی عمارت پر حوادث کے آنے سے ذرا بھی نہیں گھبرایا کیونکہ تم اس میں رہتے ہو اور اطاعت گزار ہو۔ میں چلا تو تم میرے اردگرد تھے اور میں آیا تو تم میرے ساتھ تھے پس اگر یہ تمہاری کمزوری کی وجہ سے ہوا تو میں اپنے امور میں تم پر بھروسہ کرنے سے نہیں ڈرتا اور اگر یہ تمہاری غفلت کا نتیجہ ہے تو تم نصیحت کے اہل نہیں ہو اور نہ میری شفقت و مہربانی کے لائق ہو۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ جس چیز کا دفاع ہم لشکر اور قوت سے کرسکتے ہیں تو وہ ان شاء اللہ ہماری زندگی میں آپ تک نہیں پہنچ سکے گی لیکن جو چیز دکھائی نہیں دیتی تو اس کا علم ہم کو نہیں ہے اور اس سے ہماری قوت و قدرت عاجز ہے۔

بادشاہ نے کہا: کیا تم نے عہد نہیں کیا تھا کہ تم مجھ کو میرے دشمن سے بچاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ بادشاہ نے کہا: کیا تم مجھ کو اس دشمن سے محفوظ رکھو گے جو مجھ کو نقصان پہنچائے یا اس دشمن سے جو نقصان و ضرر نہ پہنچائے انہوں نے جواب دیا: اس دشمن سے آپ کی حفاظت کریں گے جو آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ بادشاہ نے کہا: کیا تمام ضرر رساں لوگوں سے یا کسی ایک سے؟ انہوں نے کہا: ہر ضرر رساں سے۔ بادشاہ نے کہا: قاصد آزمائش میرے پاس آچکا ہے کہ جو مجھے میری سلطنت کے متعلق خبر دے رہا ہے کہ جو کچھ میں نے آباد کیا ہے اس کو وہ اجاڑ دینا چاہتا ہے اور جو کچھ میں نے تعمیر کیا ہے اس کو ڈھانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اور جو کچھ میں نے اکٹھا کیا ہے اس کو متفرق و منتشر کرنا چاہتا ہے اور جو کچھ میں نے اصلاح کی ہے اس کو فاسد کر دینا چاہتا ہے۔ جو کچھ میں نے جمع کیا ہے اس کو فضول خرچ کرنا چاہتا ہے، جو میں نے کام کئے ہیں ان میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے۔ جس کو میں نے مضبوط بنایا ہے دشمن اس کو کمزور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اسی میں دشمنوں کی خوشی بھی ہے جن کی آنکھیں میری مصیبت کی وجہ سے ٹھنڈک محسوس کریں گی۔ اور وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ میری وجہ سے ان کے سینوں کو شفاء عطا کرے اور اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ جلد ہی میرے لشکر کو شکست دیدے گا، میری انسیت کو وحشت میں تبدیل کردے گا، میرے عزو وقار کو ختم کردے گا اور میرے بچوں کو یتیم کردے گا۔ میری جماعتوں کو منتشر کردے گا۔ میری وجہ سے میرے بھائیوں، اہل و عیال اور اعزاو اقرباء کو دردناکی میں مبتلا کردے گا۔ وہ میرے اعضاء کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ میرے دشمنوں کا قیام میرے

محلات میں کرائے گا۔

ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ ہم آپ کی حفاظت لوگوں، درندوں، زہریلے کیڑوں اور زمین پر رینگنے والے جانوروں سے کر سکتے ہیں۔ لیکن اس آزمائش سے بچانے اور روکنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ تو بادشاہ نے پوچھا: مجھ کو اس سے بچانے کی کوئی ترکیب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ بادشاہ نے کہا: لیکن تم اس کے علاوہ ایک چیز کی طاقت رکھتے ہو۔ انہوں نے پوچھا: وہ شے کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا: وہ بیماریاں اور غم و اندوہ ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! ان اشیاء کو قوت لطیف عطا ہوئی ہے اور یہ جسم اور نفس پر حملہ آور ہوتی ہیں اور وہ آپ تک بغیر پہنچائے پہنچ جاتی ہیں اور آپ سے چھپ نہیں سکتی ہیں اگرچہ پوشیدہ ہوں۔ بادشاہ نے کہا: اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے۔ انہوں نے پوچھا: وہ مسئلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ کیا چیز ہے جو قضا سے سبقت لے گئی؟ انہوں نے کہا: اے بادشاہ! وہ کون شخص ہے جو قضا پر غالب آئے اور پھر مغلوب نہیں ہو؟ کون ہے وہ شخص جس نے اس کی مخالفت اور دشمنی کی اور وہ مغلوب نہیں ہوا؟ بادشاہ نے کہا: تمہارے پاس اس کا کیا حل ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم قضاء کے دفاع کی قدرت نہیں رکھتے۔ اور توفیق و درستگی سے دور ہیں۔ پس آپ کیا چاہتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا: میں ایسے ساتھی چاہتا ہوں جو دوامی عہد کریں اور میرے وفادار رہیں اور ان کی برادرانہ محبت میرے لئے برقرار رہے اور موت ان کو مجھ سے حجاب میں نہ رکھ سکے اور بلا و آزمائش ان کو میری ہم نشینی سے روک نہ سکے، ان کے لئے میری صحبت سے محرومی محال ہو اور وہ مجھ کو تنہا نہ چھوڑیں خواہ میں مر ہی جاؤں۔ اور اگر میں زندہ ہوں تو وہ مجھ کو کسی دوسرے کے سپرد نہ کریں۔ مجھ سے امر موت کا دفاع کریں۔ جس سے تم عاجز ہو۔ انہوں نے کہا: وہ کون لوگ ہیں جن کی تعریف و توصیف آپ نے کی ہے؟ بادشاہ نے کہا: وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے تمہاری درستگی کو فاسد کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! کیا آپ ہم پر اور ان پر احسان نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کے اخلاق مکمل ہیں اور آپ بہت مہربان ہیں؟ بادشاہ نے کہا: اب تمہاری ہم نشینی میرے لئے زہر قاتل ہے اور تمہاری اطاعت میں گراں گوشی و نابینائی اور تمہاری موافقت میں گونگا پن ہے۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ بادشاہ نے کہا: تمہاری ہم نشینی تونگری اور مالداری کی وجہ سے ہے اور تمہاری موافقت جمع ہونے پر ہے اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری انتظار غفلت کی وجہ سے ہے۔ تم نے مجھ کو معاد سے روکا اور میرے لئے دنیا کو زینت بنایا اور اگر تم مجھ کو نصیحت کرتے اور مجھ کو موت کے متعلق بتاتے اور یاددہانی کراتے اور اگر تم مجھ سے ہمدردانہ رویہ رکھتے تو تم مجھ سے اس آزمائش و امتحان کا تذکرہ کرتے اور میرے لئے وہ جمع کرتے جو باقی رہتا اور میرے لئے کثرت مال و دولت کی کوشش نہ کرتے جو فنا ہو جائیں گے تو یہ منفعت جس کا تم نے دعویٰ کیا ہے ضرر و نقصان ہے۔ اور یہ محبت عداوت ہے میں نے ان کو تم پر لوٹا دیا ہے، ان میں سے مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔

ان لوگوں نے کہا: اے صاحب حکمت و پسندیدہ اخلاق بادشاہ! ہم نے آپ کی بات سمجھ لی اور دل سے اس کو قبول کرلیا اور ہم آپ کے خلاف کوئی دلیل نہیں دے سکتے ہیں کیونکہ ہم نے مقام حجت دیکھ لیا ہے۔ لہذا ہمارا اپنی حجت سے سکوت اختیار کرنا ملک کی تباہی، ہماری دنیا کی ہلاکت اور ہمارے دشمن کی شماتت کا باعث ہوگا۔ ہم کو ایک امر عظیم پیش آگیا ہے جس نے ہمیں آپ کی رائے سے تبدیل کردیا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ بے خوف ہو کر کہو اور جو کچھ تم پر ظاہر ہو بغیر مرعوب ہوئے بیان کرو۔ کیونکہ میں اب تک ہٹ دھرمی اور غرور و تکبر سے مغلوب تھا اور آج میں ان دونوں پر غالب ہوں۔ آج تک میں ان دونوں (حمیت و غرور) کے زیر اثر تھا۔ لیکن آج میرا ان دونوں پر غلبہ ہے۔ اور میں آج تک تمہارا بادشاہ تھا اور میں نے تم کو مملوک (غلام) بنا رکھا تھا اور آج میں آزاد ہوں اور تم میری سلطنت کے آزاد کردہ لوگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! آپ کس سبب سے مملوک (غلام) تھے جبکہ آپ ہمارے بادشاہ تھے؟ بادشاہ نے کہا: میں اپنی خواہشات کا غلام، جہل کا بندہ اور خواہشات نفسانی کا پجاری تھا۔ تو میں نے اس اطاعت کو خود سے قطع کردیا۔ اور ان سب کو پس پشت ڈال دیا۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! آپ نے کس چیز کا تہیہ کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا: میں نے عجز اور آخرت کے لئے خلوت نشینی، اس غرور کے ترک، اس بار کو اپنی پشت سے اتارنے، موت کے لئے تیار ہونے اور بلاء کے دفاع کا تہیہ کیا ہے کیونکہ اس کے ایلچی نے مجھ کو بتایا کہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ جب تک مجھے موت نہ آئے وہ میرے ساتھ رہے اور قیام کرے۔ ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! وہ کون سا ایلچی ہے جو آپ کے پاس آیا اور جس کو ہم نے نہیں دیکھا اور جو موت کا پیش خیمہ ہے جس کو ہم نہیں پہچانتے؟ بادشاہ نے جواب دیا: اس کا قاصد یہ سفیدی ہے جو سیاہی میں چمک رہی ہے اور جو ہر شے میں زوال کو چیخ چیخ کر بتا رہی ہے تو ان لوگوں نے اس کو تسلیم کیا اور یقین کرلیا کہ موت کا پیش خیمہ وہ بلا ہے کہ جس کا راستہ یہ سفیدی ہے۔

ان لوگوں نے کہا: اے بادشاہ! کیا آپ سلطنت چھوڑ دیں گے؟ اور اپنی رعایا کو رلائیں گے اور آپ اپنی قوم کو بغیر والی و وارث چھوڑنے کے گناہ سے کیوں خوف نہیں کھاتے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سب سے بڑا اجر لوگوں کی خیرخواہی اور بھلائی چاہنے میں ہے۔ اور یہ کہ بہترین اصلاح قوم و جماعت کی فرمانبرداری ہے۔ پھر آپ اس گناہ سے ذرا بھی خوف نہیں کرتے؟ اور خواص کی اصلاح کے اجر کی امید سے زیادہ عوام کی ہلاکت اور تباہی کے گناہ سے بچنے کی فکر کرنا چاہیئے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ افضل عبادت عمل ہے اور سب سے زیادہ سخت عمل حکمرانی اور امور مملکت کی انجام دہی ہے پس اے بادشاہ (آپ میں جتنی قدرت و طاقت ہو) اپنی رعایا پر توجہ مبذول کریں، اپنی تدبیر سے ان کی بہتری چاہیں کیونکہ آپ جتنا ان کی بہتری کے لئے کام کریں گے اتنا ہی اجر آپ کو ملے گا۔ اے بادشاہ! کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ اپنی قوم کی درستی کے اختیار سے ہاتھ اٹھالیں گے (الگ ہو جائیں گے) تو یہ ان کی تباہی اور بربادی چاہنے کا مصداق ہوگا پس ان کے بارے میں آپ بار گناہ اس سے بڑھ کر اٹھائیں گے کہ جتنا اپنے خواص کے لئے اجر چاہتے ہیں۔

اے بادشاہ: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ علماء فرماتے ہیں کہ جس نے نفس کو برباد کیا تو وہ اپنے نفس کے لئے سبب فساد ہوا اور جس نے اس کو درست حالت میں رکھا تو اس نے اپنے جسم کو درست حالت میں رکھا۔ اور اپنی رعایا کو چھوڑ دینے سے بڑھ کر کون سا فساد ہو سکتا ہے کہ جس کے آپ پیشوا اور رہنما ہیں اور اس قوم کے ساتھ ترک تعلق کریں کہ جس کے ناظم آپ ہیں۔ اے بادشاہ! آپ اس سے الگ رہیں گے اور لباس شاہی اتار دیں گے جو کہ دنیا و آخرت کے شرف کا وسیلہ ہے۔ بادشاہ نے کہا: جو کچھ تم نے بیان کیا میری سمجھ میں آگیا اور جو باتیں تم لوگوں نے کہی ہیں میری عقل میں آگئی ہیں اگر میں بادشاہت کو تم پر عدل و انصاف کرنے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کے لئے چاہوں تو میں تنہا تمہارے بارے میں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیا تم سب لوگ دنیا اور اس کی خواہشات و لذات کے مشتاق و شیدائی نہیں ہو؟ اور نہ مجھے اس کا یقین ہے کہ میں اس حال پر باقی رہوں گا جس کو میں چھوڑ دینا اور ترک کرنا چاہتا ہوں۔ تو اگر میں ایسا کروں گا تو میں غفلت کی حالت میں مرجاؤں گا جو مجھے تخت سلطنت سے اتار کر زمین بوس کر دے گی اور وہ مجھ کو دیبا، سونے سے بنے ہوئے لباس اور نفیس جواہرات کے بجائے مٹی کا لباس پہنا دے گی اور کشادہ جگہ کے بعد تنگ جگہ میں داخل کر دے گی اور کرامت و شرافت کے بعد لبادہ رسوائی پہنا دے گی تو میں تنہا ہو جاؤں گا اور اس تنہائی میں تم لوگوں میں سے کوئی میرے ساتھ نہیں ہوگا۔ تم مجھ کو آبادی سے نکال کر ویرانے کے سپرد کر دو گے۔ اور میرے گوشت کو درندوں، پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں کے لئے چھوڑ دو گے۔ اور مجھے چیونٹی اور اس سے بڑھ کر شیر کھالیں گے۔ میرا جسم کیڑوں سے پُر اور سڑی ہوئی لاش کی طرح ہو جائے گا۔ ذلت میری ساتھی ہوگی اور عزت میرے لئے اجنبی ہوگی۔ تم لوگ مجھ سے زیادہ محبت کے اظہار میں دفنانے میں جلدی کرو گے۔ اور مجھے اور میرے اعمال قدیمہ اور گزرے ہوئے گناہوں کے درمیان تنہا چھوڑ دو گے تو یہ حسرت مجھ کو وراثت میں ملے گی اور مجھ کو انجام میں ندامت ملے گی۔ اور تم لوگوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مجھ کو نقصان پہنچانے والے دشمن سے بچاؤ گے۔ اس وقت تمہارے پاس اس کو روکنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ تمہارے پاس قوت و قدرت ہے اور نہ کوئی راستہ ہے۔ اے لوگو! میں خود کو فریب دے رہا ہوں یا تم فریب دے رہے ہو؟ اور تم نے پُر فریب اور بیہودہ باتوں کا جال لگا رکھا ہے۔

تو ان لوگوں نے اپنے پسندیدہ بادشاہ سے کہا: ہم وہ نہیں ہیں جو تھے اور آپ بھی وہ نہیں ہیں جو تھے اور ہمیں بھی اس نے بدل دیا ہے جس نے آپ کو بدل دیا ہے اور اسی نے ہم کو تبدیل کر دیا ہے جس نے آپ کی حالت میں تغیر پیدا کیا ہے تو آپ ہماری توبہ کو رد نہ فرمائیں اور ہم کو مفید مشورہ و نصیحت فرمائیے۔ بادشاہ نے کہا: (فی الحال) میں تمہارے اس عمل و فعل کے ساتھ قیام کرتا ہوں لیکن جب تم اس کے برخلاف کرو گے تو تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ اپنے ملک پر سلطنت کرتا رہا اور اس کا تمام لشکر اس کی سیرت پر عمل کرتا رہا۔ اور وہ عبادت و خدمت میں مصروف رہے۔ ان کا ملک سرسبز و شاداب ہو گیا، ان کے دشمن مغلوب ہو گئے اور ان کی سلطنت میں اضافہ ہوا۔

اور اسی طریقہ و سیرت پر تیس سال گزر گئے تاآنکہ وہ بادشاہ مر گیا اور مجموعی طور پر وہ چونسٹھ سال زندہ رہا۔

یوذاسف نے کہا: میں اس قصہ کو سن کر بہت خوش ہوا لہٰذا اس جیسا کچھ اور بیان کیجئے جو میری خوشی اور شکر رب میں زیادتی کا باعث ہو۔

حکیم نے کہا: عوام کا خیال ہے کہ نیک بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اور اس کے لشکری خوف خدا رکھتے تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے اور اس کے باپ کی سلطنت پر حملے ہوتے رہتے تھے اور ان کے درمیان تفرقہ تھا لیکن شہزادہ ان کے شہروں سے دشمن کو کم کرتا تھا اور ان لوگوں کو پرہیزگاری، خوف خدا، اللہ سے امداد چاہنے اور اس کی نگہبانی و پناہ کے لئے اکساتا تھا پس جب وہ بادشاہ ہوا تو اس نے اپنے دشمن کو مغلوب کیا، رعایا کو یکجا کیا اور شہروں میں درستی پیدا کی اور اپنے ملک کا انتظام کیا۔ پھر جب اس نے خود پر فضل الٰہی دیکھا تو مال و دولت نے اس کو سرکش اور متکبر بنا دیا اور وہ بہک گیا اور یہاں تک کہ اس نے عبادت الٰہی کو ترک کر دیا اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے ان کے قتل میں سرگرمی دکھائی۔ اس کی حکومت کافی عرصہ تک قائم رہی اور اس کی مدت کافی طویل ہو گئی اور لوگ اس کی بادشاہت سے پہلے جس حق پر تھے اسے بھول گئے، نشہ میں سرشار ہو گئے، اس کے احکامات کی اطاعت میں لگ گئے، گمراہی کی طرف دوڑ پڑے اور اسی نہج پر برقرار رہے پھر اسی ماحول میں ان کے بچوں نے پرورش پائی ان میں کوئی شخص اللہ کی بندگی نہیں کرتا تھا اور اس کا نام تک نہیں لیتا تھا۔ اور وہ سوائے اس بادشاہ کے اللہ کو نہیں مانتے تھے۔ حالانکہ شہزادہ نے اپنے باپ کی زندگی میں اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ کبھی بادشاہ ہوا تو اطاعت الٰہی کے سلسلہ میں ایسے امور انجام دے گا جو اس سے قبل بادشاہوں نے انجام نہیں دیئے تھے اور نہ وہ اس کی قدرت و استعداد رکھتے تھے۔ مگر جب وہ بادشاہ بنا تو اس نے اپنی پہلی رائے اور نیت کو بھلا دیا اور بدمست شرابی کی طرح نشہ میں مخمور ہو گیا۔ نہ اس کا نشہ اترا اور نہ ہوش میں آیا۔ بادشاہ کے احسان مندوں میں ایک مرد صالح بھی تھا جو اس کے مصاحبوں میں زیادہ قدر و منزلت رکھتا تھا تو اس کو بادشاہ کی دین میں گمراہی اور اللہ سے عہد کی فراموشی پر دکھ اور غم ہوا اور جب بھی وہ چاہتا کہ اس کو نصیحت کرے تو وہ اس کے حد سے گزرنے اور سرکشی کا ذکر کرتا اور اس بادشاہ کی حدود مملکت میں کوئی شخص اس کے علاوہ ایسا باقی نہیں تھا جو اس کا مقام نہیں پہچانتا ہو اور اس کے نام سے نہ پکارتا ہو۔

پھر وہ ایک دن بادشاہ کے پاس ایک کھوپڑی کو جو کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی لے کر آیا اور بادشاہ کی دائیں جانب بیٹھ کر اس کھوپڑی کو کپڑے سے نکالا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا پھر اس کو اپنے پیروں سے روندا اور فرش پر رگڑتا رہا یہاں تک کہ بادشاہ کی جائے نشست اس کھوپڑی کے ریزوں سے اٹ گئی۔ بادشاہ اس کے اس فعل سے بہت غضبناک ہوا پس بادشاہ کے مصاحبوں اور ہم نشینوں کی نگاہیں اس پر جم گئیں اور پاسبان لوگ اس کے قتل کے لئے شاہی حکم کے انتظار میں تلواریں سونت کر مستعد ہو گئے۔ بادشاہ اس وقت اپنے غصہ کو روک رہا تھا اور اس زمانے کے بادشاہ

لوگوں پر اپنی قدرت اور ان کی سرکشی کے باوجود انتہائی مہربانی اور محبت اور اپنی رعایا کی خیرخواہی کے لئے اپنی سرزمین کو آباد رکھنے کے لئے اپنے غصہ کو ضبط کرتے تھے تاکہ (یہ رویہ) ان کے فائدے کے حصول اور خراج کے وصول کرنے میں مددگار ثابت ہو چنانچہ بادشاہ اس حالت پر خاموش رہا یہاں تک کہ اس شخص نے اس کھوپڑی کو کپڑے میں لپیٹا اور اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اس نے یہی عمل کیا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہ اس کھوپڑی کے متعلق کچھ دریافت ہی نہیں کر رہا ہے اور اس کے بارے میں کچھ گفتگو کرنا نہیں چاہتا تو ایک دن اس کھوپڑی کے ساتھ ایک ترازو اور تھوڑی سے مٹی لیکر آیا اور ترازو کے ایک پلڑے میں درہم رکھا اور دوسرے پلڑے میں اس کے وزن کے برابر مٹی رکھی پھر اس مٹی کو اس کھوپڑی کی آنکھ میں ڈال دیا اور تھوڑی سے مٹی لے کر اس کھوپڑی کے منہ میں ڈالی۔ پس جب بادشاہ نے اس کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے صبر نہ ہوسکا اور اس نے اس کی حرکات کی تہہ تک پہنچنا چاہا تب اس سے کہا: میں سمجھ رہا ہوں کہ تم نے یہ جرات اس لئے کی ہے کہ میں نے تمہیں یہ مقام عطا کیا ہے اور میری رہنمائی کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ تمہارے قدر و منزلت میرے نزدیک کافی زیادہ ہے۔ اور شاید جو تم نے عمل کیا ہے اس کا مقصد یہی تھا۔ اس آدمی نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اس کے قدموں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا: اے بادشاہ! آپ اپنی عقل کے ساتھ متوجہ ہوئے کیونکہ کلام کی مثال اس تیر کی طرح ہے کہ جب اسے نرم زمین میں پھینکا جائے تو اس میں گڑ جاتا ہے۔ اور جب اسے سخت چیز پر مارا جاتا ہے تو وہ اثر انداز نہیں ہوتا۔ اور کلمے کی مثال اس بارش کی طرح ہے کہ جب وہ کسی اچھی زمین پر برستی ہے تو اس سے نباتات اگتی ہیں اور جب بنجر زمین پر برستی ہے تو کچھ نہیں اگتا۔ اور یقیناً لوگوں کی خواہشیں جدا جدا ہیں اور عقل اور خواہش دونوں قلب پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اگر خواہش عقل پر غالب آجائے تو آدمی غصہ اور بیوقوفی کے کام کرتا ہے اور اگر خواہش مغلوب ہوجائے تو پھر آدمی کے کام میں کوئی لغزش نہیں پائی جاتی۔ میں بچپن ہی سے علم کو دوست رکھتا تھا اور اسی میں رغبت رکھتا تھا۔ اور میں اپنے تمام کاموں میں علم ہی کو موثر گردانتا تھا۔ پس میں نے دامن علم کو نہیں چھوڑا چنانچہ اس کے ذریعے بہترین مقام پر فائز ہوگیا اسی دوران ایک دن میں قبروں کے درمیان گھوم رہا تھا تو میں نے اس کھوپڑی کو بادشاہوں کی قبور سے نکلا ہوا دیکھا۔ وہ اپنے جسم سے جدا تھی تو بادشاہوں کے دبدبہ کے باوصف اس کھوپڑی کا اپنے جسد سے جدا ہو کر اس طرح مجھے ملنا میرے لئے غم و غصہ کا باعث ہوا۔ پس میں نے اسے اٹھایا اور اپنے گھر لے گیا اس کھوپڑی کو دیبا کا لباس پہنایا۔ گلاب اور خوشبوؤں کے پانی سے دھویا اور فرش پر رکھ دیا۔ اور دل میں کہا: اگر یہ بادشاہوں کی کھوپڑیوں میں سے ہے تو میرے اوپر اس کی عزت کرنا ضروری ہے اور اسے حسن و جمال سے آراستہ کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ غریبوں کی کھوپڑیوں میں سے ہے تو شرافت اور بزرگی کا یہ عمل اس کے لئے زیادتی کا سبب نہیں بنے گا۔ پس میں کافی دنوں تک اس کھوپڑی کے ساتھ یہی کرتا رہا۔ لیکن میں اس کی زندگی کے متعلق کچھ نہ جان سکا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے اپنے غلام کو بلایا جو

میرا انتہائی مددگار ہے پھر میں نے اس کھوپڑی کی توہین کی ۔ تو اس کی حالت توہین اور آرام دونوں صورتوں میں ایک جیسی پائی ۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں حکماء کے پاس پہنچا اور ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا ۔ انہیں بھی اس کے بارے میں کوئی علم نہ تھا ۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ بادشاہ انتہائی عالم اور حکیم شخص ہے چنانچہ میں آپ کے پاس ڈرتا ہوا حاضر ہوا لیکن میرے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ میں آپ سے کچھ دریافت کروں یہاں تک کہ آپ خود ہی مجھ پر اس کو ظاہر نہ کریں اور میں یہ بھی چاہتا تھا کہ اے بادشاہ آپ مجھے بتائیں کہ یہ کھوپڑی بادشاہ کی ہے یا کسی غریب کی ۔ کیونکہ جب میں نے اس کے امور کے متعلق غور و فکر کیا تو اس کی آنکھوں میں دیکھا کہ جہاں کچھ نہ تھا ۔ اگر میں اس بات پر قادر ہوتا کہ آسمانوں کے پیچھے کیا ہے تو اس بات سے بھی مطلع ہوجاتا کہ آسمان کے اوپر کیا ہے ۔ تو میں سوچتا رہا کہ وہ کونسی چیز ہے جو ان (گڑھوں) کو (آنکھوں سے) بھرتی ہے اور انہیں وہاں روکتی ہے ۔ بالآخر میں نے ایک درہم وزن کی مٹی لی (کہ آنکھ بھی تقریباً اتنے وزن کی ہوتی ہے) اور اسے گڑھے میں ڈال دیا ۔ تب میں نے اس کے اندر دیکھا تو پایا کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے تو میں نے تھوڑی مٹی اور بھری لیکن وہاں نہ ٹہری تو اے بادشاہ اگر آپ مجھے بتائیں کہ یہ ایک غریب آدمی کی کھوپڑی ہے تو میری دلیل آپ کے لئے یہ ہے کہ میں نے اس کو بادشاہوں کی قبروں کے درمیان سے پایا تھا ۔ (میری درخواست ہے) آپ بادشاہوں اور غریبوں کی کھوپڑیوں کو یکجا کریں ۔ پس اگر یہ آپ (بادشاہوں) کی کھوپڑیوں میں سے ہے کہ جنہیں فضیلت حاصل ہے تو جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہے اور اگر آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ بادشاہوں کی کھوپڑیوں میں سے نہیں ہے تو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ یہ اس بادشاہ کی کھوپڑی ہے کہ جو ملک کا حسن و جمال تھا اور اس کی عزت تھا جیساکہ آج کل آپ ہیں ۔ پس اللہ آپ کو بچائے اس بات سے کہ آپ کی حالت بھی اس کھوپڑی کی طرح ہوجائے کہ جو پیروں میں روندی جاتی ہے اور مٹی میں مل جاتی ہے اور جسے کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں اور کثرت کے بعد قلت محسوس کریں اور عزت کے بعد ذلیل ہوجائیں اور ایسے گڑھے میں ڈال دیئے جائیں جس کی لمبائی چار گز کے قریب ہو ۔ اور آپ کے ملک کا کوئی اور وارث ہوجائے ۔ آپ کا تذکرہ منقطع ہوجائے ۔ اور آپ کے کاموں میں فساد پیدا ہوجائے اور جنہیں آپ نے بزرگی دی ہے وہ ذلیل کردیئے جائیں اور جن کو آپ نے ذلیل سمجھا ان کا اکرام کیا جائے ۔ اور آپ کے دشمن خوش ہوں اور آپ کے مددگاروں کو نابود کردیا جائے اور آپ کے درمیان مٹی حائل ہوجائے ۔ پس اگر ہم آپ کو پکاریں گے تو آپ نہیں سنیں گے اور اگر ہم آپ کا اکرام کریں گے تو آپ قبول نہیں کریں گے اور اگر آپ کی توہین کریں گے تو آپ غضبناک نہیں ہوں گے ۔ پس آپ کی اولاد یتیم ہوجائے گی اور آپ کی بیویاں بیوہ ہوجائیں گی اور آپ کے خاندان والے قریب ہے کہ آپ کی بیویوں (کی زوجیت) کو تبدیل کردیں ۔

پس جب بادشاہ نے سنا تو اس کا دل غمگین ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ۔ اور اس کی زبان سے لفظ ویل (ہائے وائے) نکلنا شروع ہوا ۔ جب اس آدمی نے یہ دیکھا تو اس نے محسوس کرلیا کہ اس کی بات بادشاہ پر

اثرانداز ہوئی ہے اور اس کی بات نے بادشاہ میں کیفیت درد پیدا کردی ہے تو اس کی جرات میں اضافہ ہوا اور جو اس نے کہا تھا اس کی تکرار کی اور اس نے بادشاہ سے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کو (یہاں موجود) میرے گرد عظیم (اور طاقتور) لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے بادشاہ نے کہا: میری عمر کی قسم کہ میں تمہاری گفتگو کو سمجھ گیا ہوں اور مجھے صحیح صورتحال نظر آگئی ہے۔

جب لوگوں نے یہ خبر سنی تو اہل فضل اور ان جیسے لوگ متوجہ ہوئے اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔ اور وہ اس امر پر باقی رہا یہاں تک کہ اس نے دنیا سے مفارقت اختیار کی۔

شہزادے نے کہا: آپ اس جیسی چیزیں کچھ اور اضافہ فرمائیں۔

حکیم نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اور چاہتا تھا کہ اس کے ایک بیٹا ہو اور اس نے اپنے علاج کے لئے کوئی طریقہ نہیں چھوڑا جو اس کے اس عمل کو کامیاب کرسکتا۔ جب کافی مدت گزر گئی تو اس کی بیویوں میں سے ایک کو حمل قائم ہوا اور اس سے ایک بچہ ہوا۔ جب وہ پرورش پاکر جوان ہوگیا تو اس نے ایک دن کہا: تمہاری بازگشت (قیامت) تمہیں برائیوں سے روکتی ہے پھر دوسری بات یہ کہی کہ تم بوڑھے ہوجاؤ گے پھر تیسری بات کہی کہ اس کے بعد تم مرجاؤ گے پھر اس کی حالت اس طرح ہوگئی جس طرح بچے حرکات کرتے ہیں۔ اس کی پیدائش کے بعد بادشاہ نے علماء اور نجومیوں کو بلایا تھا اور ان سے کہا تھا کہ تم میرے بیٹے کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے اس کے بیٹے کے بارے میں غور و خوض کیا تو اس کے بارے میں عاجز ہوگئے اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ جب بادشاہ نے یہ دیکھا کہ ان لوگوں کو ذرا بھی علم نہیں ہے تو اس لڑکے کو دائیوں کے سپرد کردیا۔ کہ اسے دودھ پلائیں مگر ایک نجومی نے کہا کہ عنقریب یہ امام ہوگا اور اس کے اوپر ایسے پاسبان مقرر کرنے چاہئیں جو اس سے کبھی جدا نہ ہوں یہاں تک کہ جب وہ جوان ہوگیا تو ایک دن اپنی دائیوں اور پاسبانوں سے چھپ کر باہر نکل گیا اور ایک بازار میں پہنچا جہاں سے ایک جنازہ گزر رہا تھا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک آدمی مرگیا ہے۔ اس نے دریافت کیا: اس کو کس چیز نے مار دیا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ بڑھاپے نے اور زمانے نے اس کو فنا کردیا پس اس کی موت قریب ہوئی اور وہ مرگیا۔

اس نے دریافت کیا: کیا وہ تندرست اور زندہ تھا اور چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا تھا؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں!

پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک بہت بوڑھے شخص کو دیکھا تو وہ انتہائی حیرت زدہ ہوا پھر اس جوان نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ایک بوڑھا شخص ہے کہ جس کی جوانی رخصت ہوگئی ہے اور بڑھاپا آگیا ہے۔ اس جوان نے دریافت کیا: کیا وہ بچے سے جوان ہوا تھا؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں!

پھر وہ آگے بڑھا تو اس نے ایک مریض شخص کو دیکھا جو اپنی پشت کے بل لیٹا ہوا تھا۔ وہ اسے کھڑا دیکھتا رہا اور تعجب کرتا رہا۔ پس لوگوں سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ایک بیمار آدمی ہے اس نے دریافت کیا: کیا یہ صحت مند تھا پھر مریض ہوا؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔

تو یہ جوان کہنے لگا خدا کی قسم اگر تم سچے ہو تو یقیناً لوگ مجنون اور دیوانے ہیں۔

پس اس وقت ایک غلام نے اس کو بازار میں جالیا چنانچہ اسے لیکر واپس ہوا اور گھر میں پہنچا دیا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے چھت کی ایک کڑی دیکھی تو پوچھا: یہ کس طرح کی ہے؟ اسے بتایا گیا کہ یہ کڑی پہلے درخت تھی پھر لکڑی بن گئی پھر اس کو کاٹا گیا جب یہ گھر تعمیر کیا گیا تو اس لکڑی کو یہاں رکھدیا گیا۔

اس دوران بادشاہ نے اس پر مقرر کردہ لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ دیکھیں کہ وہ کیا کچھ گفتگو کرتا ہے انہوں نے بتایا: وہ جو کلام کرتا ہے ہمارے خیال میں وہ وسوسہ ہے۔ جب بادشاہ نے غلام سے یہ بات سنی تو اس نے علماء کو بلایا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن ان میں سے کسی کو اس کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ سوائے اس پہلے آدمی کے اور بادشاہ نے اس کی بات کا انکار کیا تھا پھر بعض علماء نے بادشاہ سے کہا: اگر آپ اس کی شادی کردیں تو جو بات آپ دیکھ رہے ہیں اس سے ختم ہوجائے گی۔ اور وہ (اس صورت حال کو) قبول کرلے گا، عقلمند ہوجائے گا اور اس میں بصیرت پیدا ہوجائے گی۔ تو بادشاہ نے اپنی مملکت میں ایسی عورت کی تلاش کے لئے لوگوں کو بھیجا۔ پس ایک ایسی عورت ملی جو بہت حسین تھی۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کی شادی اپنے لڑکے سے کردی۔ جب شادی کا ولیمہ ہوا تو کھیل کود کرنے والوں نے لہولعب شروع کیا اور ستارنوازوں نے ستارنوازی شروع کی۔ پس جب اس لڑکے نے ان کی ملی جلی آوازیں سنیں تو دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ اسے جواب دیا گیا: یہ لوگ کھیل کود کرنے والے اور گانے بجانے والے ہیں جو آپ کی شادی پر جمع ہوگئے ہیں۔ تو وہ لڑکا خاموش ہوگیا۔ پس جب لوگ شادی کے ہنگامے سے فارغ ہوئے اور شام ہوئی تو بادشاہ نے اپنی بہو کو بلا کر کہا: میرے اس لڑکے کے علاوہ کوئی بیٹا نہیں جب تم اس کے پاس جاؤ تو اس سے لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آنا اور اس سے قربت حاصل کرنا اور اس سے محبت کا اظہار کرنا۔ پس وہ عورت جب اس کے پاس آئی اور اس کے قریب ہونا چاہا تو اس لڑکے نے کہا: تھوڑی سی مہلت دو۔ کیونکہ رات لمبی ہے۔ اللہ تمہارے بارے میں مجھے برکت دے۔ اتنی دیر صبر کرو کہ ہم کچھ کھا پی لیں۔

پس کھانا آیا تو انہوں نے کھانا شروع کردیا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو اس نے اس عورت سے شراب لی اور وہ عورت خود بھی شراب پی کر سو گئی۔

پس وہ لڑکا نگہبانوں اور چوکیداروں سے بچ کر چپکے سے گھر سے نکل گیا۔ لیکن شہر پہنچ کر متردد ہوا آخر اہل شہر

میں اسے اپنے جیسے قد و قامت کا ایک جوان نظر آیا۔ وہ اس کے پیچھے گیا اور اس سے اپنے لباس کو تبدیل کرلیا۔ اس طرح اس کی ہیئت بدل گئی۔ پھر دونوں شہر سے نکلے اور پوری رات چلتے رہتے لیکن صبح کے قریب ڈھونڈے جانے کے خوف سے ایک جگہ چھپ گئے۔

ادھر صبح اس کی بیوی سے جو اونگھ رہی تھی لوگوں نے دریافت کیا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے اس نے کہا کہ وہ ابھی تو میرے ساتھ تھا۔

اب ان کا معمول یہ ہوا کہ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپے رہتے یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کی سلطنت سے نکل کر ایک دوسرے بادشاہ کی سلطنت میں پہنچ گئے۔ یہ دونوں جس مملکت میں پہنچے تھے وہاں کے بادشاہ کی ایک بیٹی تھی جس کے لئے طے کیا گیا تھا کہ وہ اس سے شادی کرے گی جسے وہ پسند کرے گی۔ چنانچہ اس کے لئے شاہراہ عام پر ایک بالاخانہ تعمیر کرایا گیا تھا جہاں بیٹھ کر وہ ہر آنے جانے والے کو دیکھتی رہتی تھی۔ ایک دن اس کی نظر بازار میں گھومنے والے جوان پر پڑی جس کا ساتھی بوسیدہ اور کہنہ لباس میں تھا تو شہزادی نے بادشاہ کے پاس اطلاع کرائی کہ مجھے ایک جوان پسند آگیا ہے اگر آپ میری شادی کرنا چاہتے ہیں تو اس سے کردیں۔ یہ بات ملکہ تک پہنچائی گئی تو وہ خوش ہو کر اپنی بیٹی کی پاس پہنچی تاکہ اس لڑکے کو دیکھے۔ چنانچہ شہزادی نے اس لڑکے کو دکھایا۔ ملکہ خوش ہو کر بالاخانہ سے اتری اور بادشاہ تک پہنچی اور اسے بتایا: آپ کی بیٹی ایک شخص کی محبت میں گرفتار ہوگئی ہے۔ پس بادشاہ نے بھی اسے دیکھنے کی خواہش کی۔ چنانچہ اسے بھی وہ شخص دکھایا گیا۔ بادشاہ نیچے اترا اور اسے حکم دیا کہ وہ دوسرا لباس پہنے اور اس سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھ سے آپ کا یہ کیا سوال ہے کہ میں مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں۔ بادشاہ کہنے لگا: تم پردیسی ہو تمہارا رنگ و روپ اس شہر والوں جیسا نہیں ہے۔ جوان نے جواب دیا: میں پردیسی نہیں ہوں۔ بادشاہ نے اس سے اس بات کا ثبوت مانگا تو اس نے اس سے انکار کردیا۔

اس پر بادشاہ نے جاسوسوں کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ اس کے علم میں آئے بغیر یہ دیکھیں کہ وہ کہاں رہتا ہے پھر واپس اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے لگتا ہے کہ یہ شخص کسی بادشاہ کا بیٹا ہے اور تم لوگ اسے جس طرف مائل کرنا چاہتے ہو اسے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

تاہم بادشاہ نے ایک شخص کو بھیج کر اسے بلایا۔ تو اس جوان نے کہا: میری کوئی حیثیت نہیں اور (اس کے باوجود) بادشاہ مجھے بلا رہا ہے حالانکہ مجھے اس سے کوئی حاجت نہیں جبکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔ بہرحال وہ ناگواری خاطر کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اسے کرسی پر بٹھایا۔ اپنی بیوی اور بیٹی کو بھی بلایا جو بادشاہ کے پیچھے پس پردہ بیٹھ گئیں۔ بادشاہ نے اس جوان سے کہا: میں نے تمہیں ایک اچھے کام کے لئے بلایا ہے میری ایک بیٹی ہے جو تم پر ریجھ گئی ہے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی اس سے کردوں۔ اگر تم مسکین و محتاج

ہو تو ہم تمہیں غنی و تونگر بنا دیں گے اور تمہاری قدر و منزلت اور شرف کو بڑھا دیں گے ۔ اس جوان نے کہا: آپ مجھے جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں البتہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے ایک مثال پیش کر دوں ۔

بادشاہ نے کہا: بیان کرو ۔

جوان نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ کا ایک بیٹا تھا جس کے دوستوں نے اسے دعوت طعام دی تو اس نے ان کے ساتھ جاکر خوب کھایا پیا اور وہ سب بدمست ہو کر سو گئے ۔ شہزادہ رات کے درمیانی حصہ میں بیدار ہوا اور اس کو گھر والے یاد آئے تو اپنے گھر کی طرف چلا ۔ اس کے دوستوں میں سے کوئی بھی جاگ نہیں رہا تھا ۔ مدہوشی میں راستہ طے کرنے کے درمیان اس کو ایک قبر نظر آئی تو اس کو گمان ہوا کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہونے کی جگہ ہے تو وہ اس قبر کے اندر داخل ہو گیا اس کو مردے کی بو سنگھائی دی تو حالت نشہ کی وجہ سے اس نے خیال کیا کہ وہ خوشبوئیں ہیں جب اس نے ہڈیوں کو دیکھا تو یہ سمجھا کہ اس کا آراستہ بستر ہے ۔ جب اس نے ایک جسم کو دیکھا جو ابھی تازہ تازہ مرا تھا اور اس نے اس کی بو محسوس کی تو سمجھا کہ اس کی بیوی ہے تو اس نے اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور اس کا بوسہ لیا اور ساری رات اس سے کھیلتا رہا ۔ جب (نشہ دور ہونے سے) اس کی حالت درست ہوئی اور اس نے اس منظر کو دیکھا کہ وہ ایک مردہ جسم کے اوپر ہے اور اس سے بدبو آرہی ہے اور اسکے کپڑے اور کھال گندے ہو گئے ہیں تو قبر اور مردہ کی یہ حالت دیکھ کر اور اپنی ہیئت کذائی چھپانے کے لئے اس نے شہر کے دروازہ کی طرف رخ کیا جو کھلا ہوا تھا چنانچہ اس سے گزر کر اپنے کنبہ والوں کے پاس پہنچ گیا اور اس نے خیال کیا کہ یہ اس پر انعام کیا گیا ہے کہ اس حالت میں کسی شخص سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی ۔ تب اس نے ان کپڑوں کو اتار کر غسل کیا، دوسرا لباس پہنا اور خوشبو لگائی ۔

اے بادشاہ! آپ کو اللہ عمر عطا فرمائے کیا آپ کی رائے میں وہ جس حالت میں تھا اسکی طرف رجوع کر سکتا ہے؟ بادشاہ نے کہا: نہیں ۔ وہ جوان کہنے لگا: میں وہی شخص ہوں ۔ پھر بادشاہ اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: میں نے تم کو بتایا تھا کہ اس کو اس بارے میں کوئی رغبت نہیں ہے جس کی تم دعوت دے رہی ہو ۔ شہزادی کی ماں نے کہا: آپ نے میری بیٹی کی تعریف و توصیف میں کمی کی ہے اس لئے میں اس کے ساتھ علیحدہ گفتگو کرنا چاہتی ہوں ۔ چنانچہ بادشاہ نے اس جوان سے کہا: میری بیوی باہر آکر تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہے حالانکہ اس سے پہلے اس نے کسی غیر مرد کے لئے ایسا نہیں کیا ۔ اس جوان نے کہا: اگر وہ یہ چاہتی ہے تو باہر نکلے ۔ پس وہ باہر آکر بیٹھی اور جوان سے کہنے لگی کہ اس مسئلہ کی طرف آؤ جو اللہ نے تم کو خیر و رزق میں سے دیا ہے پھر میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں گی ۔ اگر تم اس کو دیکھ لو کہ اللہ نے اس کو کیا جمال و شکل عطا کی ہے تو تم رشک کرو گے ۔ جوان نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا: کیا میں آپ کو ایک بات نہ سناؤں ۔ بادشاہ نے کہا: ہاں سناؤ ۔

اس جوان نے کہا: چند چوروں نے یہ طے کیا کہ وہ شاہی خزانہ میں داخل ہو کر چوری کریں گے تو انہوں نے خزانہ کی دیوار میں نقب لگائی اور اندر داخل ہو کر ایسا مال و متاع دیکھا جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسی اثناء میں ان کی نظر ایک سونے کے مٹکے پر پڑی جس پر سونے سے مہر لگائی گئی تھی تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس سونے سے مہر شدہ مٹکے سے بہتر کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس سے بہتر ہے جو ہم نے دیکھا ہے تو اس مٹکے کو اٹھا کر وہ چل دیئے یہاں تک کہ وہ ایک جنگل میں داخل ہوئے اور انہیں ایک دوسرے پر اعتماد نہ تھا فوراً انہوں نے اس مٹکے کو کھولا تو اس کے اندر سانپ تھے جنہوں نے اوپر اٹھ کر ان سب کو مار ڈالا۔

اے بادشاہ! اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے کہ آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ اس کو اس امر کا علم ہوا ہو جیسا ان چوروں کے ساتھ واقعہ پیش آیا کہ وہ ایسے مٹکے میں اپنا ہاتھ ڈال دے جس میں سانپ ہوں؟ بادشاہ نے کہا۔ نہیں اس جوان نے کہا کہ میں وہی شخص ہوں۔ شہزادی نے اپنے باپ سے کہا: آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں بذات خود نکل کر اس سے گفتگو کروں۔ اگر وہ جوان مجھ کو اور میرے حسن اور شکل و صورت کو دیکھ لے گا اور جو اللہ نے مجھ کو جمال سے نوازا ہے تو وہ قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکے گا۔ بادشاہ نے جوان سے کہا: میری بیٹی چاہتی ہے کہ تمہارے پاس نکل کر آئے حالانکہ وہ کبھی کسی کے سامنے نکل کر نہیں آئی ہے۔ اس لڑکے نے کہا: اگر وہ یہ چاہتی ہے تو سامنے آئے۔ پس وہ نکل کر سامنے آئی اور وہ چہرہ مہرہ، قد و قامت اور آنکھ، ناک اور جسمانی اعتبار سے بہت حسین تھی اس نے اس جوان کو سلام کرنے کے بعد کہا: کیا تم نے کبھی مجھ جیسا دیکھا ہے یا ایسا کامل خوبصورت اور بے عیب حسین تمہاری نظر سے گزرا ہے؟ مجھے تم سے عشق ہے اور تم سے محبت کرتی ہوں۔ تو جوان نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا: کیا میں آپ کو ایک مشہور قصہ نہ سناؤں؟ بادشاہ نے کہا: ہاں ضرور سناؤ۔

نوجوان نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے دو بیٹے تھے ان میں سے ایک بیٹا دوسرے ملک چلا گیا جہاں اس کو ایک گھر میں محبوس کر دیا گیا اور وہاں کے بادشاہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جو بھی ادھر سے گزرے وہ اس کو پتھر مارے اس طرح کافی عرصہ گزر گیا۔ اس کے بھائی نے اپنے والد سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے بھائی تک پہنچ کر اس کو چھڑانے کی جدوجہد کرے۔ بادشاہ نے کہا: سفر کی تیاری کرو اور اپنے ساتھ جو مال و متاع اور ساز و سامان باربرداری لینا چاہتے ہو لے لو۔ چنانچہ وہ زاد راہ اور سازوسامان باربرداری لے کر چل پڑا اس کے ساتھ گانے بجانے والیاں اور اجرت پر رونے پیٹنے والی عورتیں بھی تھیں۔ جب وہ اس بادشاہ کے شہر (دارالسلطنت) کے قریب پہنچا تو بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے استقبال کے لئے جائیں اور اس کے لئے حکم دیا کہ وہ شہر کے باہر قیام کرے تو وہ لڑکا وہیں قیام پذیر ہو گیا جب وہ اطمینان سے بیٹھا تو اپنے مال و متاع کو کھولا اور اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ اس مال و متاع کے بیچنے میں ان لوگوں کے ساتھ سہل انگاری سے کام لیں اور نرمی کا رویہ

اختیار کریں ۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا جب اس شہزادہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ خرید وفروخت میں مشغول ہوگئے ہیں تو وہ خاموشی سے نکل کر شہر میں داخل ہوگیا ۔ اس کو قید خانہ کا علم تھا کہ جس میں اس کے بھائی کو قید کیا گیا تھا ۔ اس نے قید خانہ میں داخل ہو کر اس پر ایک کنکری پھینکی تا کہ پتہ چل سکے کہ اس کا بھائی زندہ ہے ۔ جب اس قیدی بھائی کو کنکری لگی تو اس نے چیخ ماری اور کہنے لگا کہ تم نے مجھ کو مار ڈالا ۔ تو اس وقت شاہی محافظ خوف زدہ ہوگئے اور اس کے پاس جاکر دریافت کیا کہنے لگے کہ تم نے چیخ کیوں ماری اور تمہارا کیا حال ہے اور تم کو کیا ہوا ہے اور ہم نے تم کو بولتا ہوا کبھی نہیں دیکھا حالانکہ ہم تم پر سختی کرتے تھے اور جو کوئی یہاں سے گزرتا تھا وہ تم کو مارتا بھی تھا اور پتھر بھی پھینکتا تھا ۔ اس آدمی نے ایک کنکری ماری تو تم اس سے چیخ پڑے ؟ اس قیدی نے کہا کہ لوگ میرے بارے میں علم نہیں رکھتے تھے اور اس شخص نے جاننے کے باوجود مجھ کو کنکری ماری ہے ۔

اس قیدی کا بھائی اپنے ٹھکانہ اور مال و متاع پر واپس آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ کل میرے پاس آنا میں تم کو ملبوسات و ہتھیار اور ساز و سامان دکھاؤں گا جو تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا تو اس دن لوگ واپس چلے گئے جب دوسرا دن ہوا اور وہ سب کے سب پھر جمع ہوئے تو اس نے ملبوسات کو کھول کر دکھانے کا حکم دیا اور گانے بجانے والی اور اجرت پر آہ و بکا کرنے والی عورتوں اور ہر قسم کے لوگوں کو جن سے لوگ لہو ولعب میں مشغول ہوجائیں حکم دیا تو انہوں نے ان لوگوں کی شان میں بولنا شروع کیا اور لوگ مشغول و مصروف ہوگئے تب وہ قید خانہ میں آیا اور اپنے بھائی کی بیڑیاں کاٹ دیں اور اس سے کہنے لگا کہ میں تمہارا علاج کراؤں گا اس کے بعد چھپن چھپ کر اس کو شہر سے نکال کر لے گیا اس کے زخموں پر مرہم لگایا ۔ جب اس کو آرام آگیا تو اس کو راستہ کا پتہ بتایا اور کہا: اب جاؤ تم کو سمندر میں ایک کشتی نظر آئے گی پس وہ چھپتا چھپاتا چلتا رہا کہ اچانک ایک گہرے گڑھے میں گر پڑا جس میں ایک اژدہا موجود تھا اور گڑھے پر ایک تناور درخت تھا جب اس کی نظر درخت پر پڑی تو اس نے اس کے اوپر بارہ خوفناک شکلیں دیکھیں اور اس کے نچلے حصہ میں بارہ تلواریں تھیں جو نیام سے باہر نکلی ہوئی تھیں ۔ وہ برابر تحمل کے ساتھ جدوجہد کرتا رہا اس اثناء میں اس کے ہاتھ میں اس درخت کی ایک شاخ آگئی جس سے لٹک کر اس نے نجات پائی پھر چلتے چلتے سمندر تک پہنچا جہاں ساحل سمندر پر کشتی موجود تھی جس پر سوار ہو کر وہ اپنے ملک اور پھر اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا ۔ اے بادشاہ! اللہ آپ کی عمر دراز کرے کیا آپ نے کسی شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اتنی مصیبتوں کو دیکھا ہو اور جھیلا ہو وہ پھر ان کی طرف پلٹ جائے ؟ بادشاہ نے کہا نہیں ۔ اس جوان نے کہا: میں ہی وہ شخص ہوں ۔ اس پر بادشاہ ، اس کی بیوی اور بیٹی مایوس ہوگئے مگر اس شہزادے کے ساتھ جو جوان آیا تھا اس نے شہزادے کے کان میں کہا: اس شہزادی کے لئے میری بات کریں اور اس کا نکاح مجھ سے کردیں ۔ تو شہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا: یہ میرا ساتھی کہہ رہا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ بادشاہ شہزادی کا نکاح اس سے کردے ۔ بادشاہ نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا ۔ شہزادہ نے کہا کہ کیا میں آپ کو ایک مشہور

واقعہ نہ سناؤں ؟

بادشاہ نے کہا: ہاں ضرور سناؤ ۔ شہزادہ نے کہا کہ ایک شخص کچھ لوگوں کے ساتھ کشتی میں سفر کر رہا تھا ۔ چند شب و روز وہ سفر کرتے رہے پھر ان کی کشتی سمندر میں ایک جزیرہ کے قریب ٹوٹ گئی وہ سب کے سب اس شخص کے علاوہ غرق ہوگئے اور اس کو سمندر نے اس جزیرہ میں پھینک دیا ۔ یہ جزیرہ غول بیابانی کا مسکن تھا یہ بھوت جزیرہ سے سمندر کی طرف دیکھتے رہتے تھے یہاں وہ شخص ایک بھوتنی پر عاشق ہوگیا اور اس سے نکاح کرلیا جب صبح ہوئی تو اس بھتنی نے اس کو قتل کرکے اپنے ساتھیوں میں اس کے اعضاء تقسیم کردیئے ۔ اور یہی اتفاق ایک دوسرے آدمی کو پیش آیا کہ اس کو بھوتوں کے بادشاہ کی بیٹی لے گئی اور اس شخص نے اس بھوتنی کے ساتھ رات گزاری اور اس دوسرے شخص کو پہلے والے شخص کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا معلوم تھا تو وہ خوف کے مارے رات بھر نہیں سویا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور وہ بھوتنی سو گئی تو وہ شخص چپکے سے نکل کر ساحل پر پہنچا ۔ اچانک اس کو ایک کشتی نظر آئی تو اس نے کشتی والوں کو پکارنا شروع کیا اور فریاد کی تو انہوں نے اس کو کشتی پر سوار کرلیا اور بالآخر وہ اپنے گھر والوں میں پہنچ گیا ۔ جب بھوت صبح کو اٹھے تو وہ اس بھتنی کے پاس آئے جس نے اس شخص کے ساتھ پوری رات گزاری تھی ۔ اس سے کہنے لگے: وہ آدمی کہاں ہے جس نے تیرے ساتھ رات گزاری ہے ؟ وہ کہنے لگی: وہ میرے پاس سے فرار ہوگیا ۔ تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور کہنے لگے: تو نے اس کو تنہا کھالیا اور خود کو ہم پر ترجیح دی ہے اور اگر تو اس کو لے کر نہیں آئی تو ہم تجھ کو قتل کردیں گے ۔ چنانچہ وہ پانی میں سفر کرکے اس کے گھر تک پہنچ گئی اور گھر میں داخل ہوکر اس کے پاس بیٹھ گئی ۔ اور اس سے کہنے لگی کہ تم کو اس سفر میں کن حالات سے سابقہ پڑا ۔ اس شخص نے کہا: میں ایک مصیبت میں گرفتار ہوگیا تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نجات دلائی اور پورا واقعہ بیان کیا ۔ اس بھتنی نے پوچھا: تجھ کو چھٹکارا مل گیا ؟ اس شخص نے کہا: ہاں ۔ تو وہ کہنے لگی کہ میں وہی بھتنی ہوں اور تم کو لینے کے لئے آئی ہوں ۔ اس شخص نے کہا: میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ جو تو مجھ کو ہلاک کرے ۔ میں تجھے ایک آدمی کا پتہ بتاتا ہوں (جس سے تیرا مطلب پورا ہوجائے گا) ۔ اس بھتنی نے کہا کہ میں تم پر رحم کھاتی ہوں پھر وہ دونوں چل کر بادشاہ تک پہنچے ۔ بھتنی نے بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ تم پر اللہ نیکی کرے ۔ ہماری بات سنو ۔ میں نے اس آدمی سے شادی کی اور یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے مگر یہ مجھ سے کراہت کرتا ہے اور میری صحبت اس کو ناگوار گزرتی ہے تو ہمارے بارے میں غور فرمایئے ۔ جب بادشاہ نے اس کو دیکھا تو اس کا حسن و جمال دیکھ کر مبہوت ہوگیا پس بادشاہ نے تخلیہ میں اس آدمی کے کان میں یہ بات کہی کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کو چھوڑ دو اور میں اس سے شادی کرلوں گا ۔ اس آدمی نے کہا: بادشاہ جس بات کو اچھا سمجھتا ہے تو اللہ اس کو بہتر کرے ۔ پھر بادشاہ نے اس بھوتنی سے شادی کرلی اور اس کے ساتھ تمام رات گزاری اور سحر کے زور پر اس بھوتنی نے بادشاہ کو ذبح کردیا ، اس کے اعضاء کے ٹکڑے کئے اور ان کو اٹھا کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلی گئی ۔

اے بادشاہ! کیا آپ نے کسی شخص کو دیکھا ہے جو ان تمام حالات کا علم رکھتا ہو پھر وہ جزیرہ کی طرف چلا جائے ؟ بادشاہ نے کہا: نہیں ۔ یہ حکایت سن کر شہزادی کے طلبگار نے شہزادے سے کہا: میں تم سے جدا نہیں ہوں گا ۔ اور جو میں نے ارادہ کیا تھا اس کی مجھ کو ضرورت نہیں ۔ پھر وہ دونوں بادشاہ کے پاس سے چلے گئے ۔ وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور زمین کی سیاحت کرتے تھے ۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ذریعہ اکثر لوگوں کو راہ راست دکھائی ۔ شہزادہ کی شان میں اضافہ ہوا اور چاروں طرف اس کا تذکرہ ہونے لگا ۔ پھر اس کو اپنے والد کی یاد آئی اور دل میں کہنے لگا کہ اگر میں ان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں تو مجھے چاہیے کہ جس حالت میں وہ ہیں میں ان کو نجات دلاؤں تب اس نے اپنا قاصد بھیجا اس نے جاکر بادشاہ سے کہا کہ آپ کے بیٹے نے آپ کو سلام کہا ہے اور اس نے اس کی بابت تمام قصہ بیان کیا پھر اس کے والد اور گھر والے اس شہزادہ کے پاس آئے اور اس نے انہیں اس حالت سے نجات دلائی جس میں وہ مبتلا تھے ۔

اس کے بعد بلوہر اپنی قیام گاہ پر واپس گیا اور وہ یوذاسف کے پاس چند دنوں تک بار بار آتا رہا یہاں تک کہ اس نے جان لیا کہ اس نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا ہے اور راہ ثواب کی طرف اس کی رہنمائی کردی ہے ۔ اس کے بعد بلوہر ان شہروں کو چھوڑ کر دوسرے شہروں کی طرف چلا گیا ۔ جس کی بناء پر یوذاسف کچھ عرصہ حزین و غمگین رہا تاآنکہ وہ عابد و زاہد لوگوں تک پہنچا تاکہ ان تک حق کی آواز پہنچائے اور اس کی طرف بلائے ۔ خداوند عالم نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جو تنہائی میں اس پر ظاہر ہوا اور اس کے سامنے کھڑا ہوگیا پھر اس فرشتہ نے یوذاسف سے کہا: تمہارے لئے خیر اور سلامتی ہے تم جاہل درندوں اور ظالموں کے درمیان ایک انسان ہو ۔ میں حق کی طرف سے تمہارے پاس سلام لے کر آیا ہوں اور مخلوق کے معبود نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تم کو بشارت دوں اور تمہارے دنیاوی و اخروی امور کو جو تمہاری نظر سے غائب ہیں یاد دلاؤں لہذا تم میری بشارت اور مشورہ کو قبول کرو اور میرے قول سے غفلت نہ برتو ۔ تم دنیا سے پیچھا چھڑاؤ اور دنیاوی خواہشات کو ترک کردو اور اس ناپائیدار ملک و سلطنت سے بے رغبتی اختیار کرو ۔ یہ فانی سلطنت و غلبہ جس کو دوام نہیں اور جس کا انجام ندامت اور حسرت ہے چھوڑ دو اور اس سلطنت کو طلب کرو جو زائل نہیں ہوگی اور اس خوشی کو طلب کرو جو ختم نہیں ہوگی اور اس راحت کو طلب کرو جس میں تغیر نہیں ہوگا تم کو راست گفتار اور عادل ہونا چاہیے کیونکہ تم لوگوں کے پیشوا و رہنما ہو کہ جنہیں تم جنت کی طرف بلاتے ہو ۔

جب فرشتے سے یوذاسف نے یہ سب کچھ سنا تو وہ بارگاہ الہیٰ میں سجدہ ریز ہوگیا ۔ اور کہنے لگا: میں احکام الہیٰ کا اطاعت گزار ہوں اور اس کا حکم اس کا احسان ہے پس تم مجھ کو اپنے امر کے بارے میں حکم کرو اس لئے کہ میں تمہارا اور اس ذات کا شکر گزار ہوں جس نے تم کو میرے پاس بھیجا کیونکہ اس نے مجھ پر رحم فرمایا اور وہ مجھ پر مہربان ہے اور اس نے مجھ کو دشمنوں میں نہیں چھوڑا ۔ میں اس ذات کی طرف کوشش کروں گا جس کی طرف سے تم یہ لے کر آئے ہو فرشتہ نے کہا: میں چند دنوں کے بعد واپس آؤں گا پھر تم کو یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا تو تم تیار رہنا اور اس سے

غفلت نہ برتنا۔ پس یوذاسف نے نکلنے کا پکا ارادہ کرلیا اور اس نے اس بارے میں پوری ہمت سے کام لیا اور اس کی اطلاع کسی کو نہیں دی یہاں تک کہ جب اس کے نکلنے کا وقت آگیا تو فرشتہ نصف رات میں آیا جب کہ لوگ سو رہے تھے۔ اور یوذاسف سے کہا: اٹھو اور چل پڑو اور تاخیر نہ کرو، چنانچہ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور لوگوں میں سے کسی کو بھی اس راز کا پتہ نہ چلا سوائے اس کے وزیر کے کہ جب وہ سوار ہونا چاہتا تھا تو اس کے پاس وہ جوان رعنا آیا کہ جس کو اس نے شہروں کا مالک بنایا ہوا تھا۔ وہ آداب شاہی بجالایا اور دریافت کیا: اے شہزادے آپ کہاں جارہے ہیں؟ اے مصلح اور حکیم کامل ہم اس وقت انتہائی دشواری میں ہیں۔ کیا اس دشواری کی وجہ سے آپ ہم سے علیحدہ ہورہے ہیں اور اپنے ملک اور اپنے شہروں کے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ اس لئے کہ جب سے ہم پیدا ہوئے عیش و عزت میں پلے بڑھے اور ہم پر کوئی دشواری اور ناپسندیدہ چیز نازل نہیں ہوئی۔ کچھ دیر یوذاسف خاموش رہا پھر کہا: تم اپنے شہروں میں اپنے اہل مملکت کے گھروں میں قیام کرو کیونکہ مجھے جہاں بھیجا گیا ہے وہاں جانے والا ہوں اور اسی امر پر عمل پیرا ہوں۔ پس اگر تم میری مدد کروگے تو میرے عمل میں بھی حصہ دار بن جاؤ گے۔ پھر وہ سوار ہوکر قضائے الٰہی کے مطابق چلا۔

لیکن چلتے چلتے اسے گھوڑے سے اترنا پڑا کیونکہ اس کا وزیر اس کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور خوب آہ و بکا کررہا تھا اور یوذاسف سے کہہ رہا تھا: میں کس طرح آپ کے والدین کا سامنا کروں گا اور میں کس طرح آپ کے بارے میں ان کو جوابدہ ہوں گا۔ اور وہ دونوں کس عذاب سے مجھے قتل کریں گے۔ اور آپ کس طرح اس سختی اور تکلیف کو برداشت کرسکتے ہیں جس کی آپ کو عادت نہیں ہے۔ اور کس طرح آپ وحشت میں مبتلا نہیں ہوں گے حالانکہ آپ ایک دن بھی کبھی تنہا نہیں رہے کیا آپ کا جسم بھوک، پیاس اور زمین اور مٹی کے ماحول کی تبدیلی کو برداشت کرسکتا ہے؟ پس شہزادے نے اس کو خاموش کیا اور اس سے اظہار ہمدردی کیا اور اسے اپنا گھوڑا اور علاقہ بھی عطا کیا۔ پس اس نے یوذاسف کے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا: اے میرے سردار مجھے آپ اپنے پیچھے نہ چھوڑیں میں آپ کے ساتھ چلوں گا جہاں بھی آپ جائیں گے اس لئے کہ آپ کے بعد میرے لئے کوئی انعام و اکرام نہیں ہے اور اگر آپ نے مجھے چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ نہیں لے گئے تو میں صحرا میں نکل جاؤں گا اور کسی انسان کے گھر میں کبھی داخل نہیں ہوں گا۔ یوذاسف نے پھر اسے تسلی دی اور اظہار ہمدردی کیا اور کہا: اے وزیر تم اپنے دل میں سوائے اچھائی کے کوئی خیال نہ کرو۔ کیونکہ میں تمہیں بادشاہ کے پاس بھیج رہا ہوں اور تمہارے بارے میں اسے وصیت کررہا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ کرم کے ساتھ پیش آئے اور تم سے حسن سلوک کرے۔

پھر اس نے شاہی لباس اتارا اور وزیر کو دیا کہ میرے لباس کو تم پہن لو اور اسے وہ یاقوت بھی دیا جسے وہ (تاج میں) سر پر رکھتا تھا۔ اور اس سے کہا: تم اپنے ہمراہ اسے اور میرے گھوڑے کو لے جاؤ۔ اور جب بادشاہ کے پاس پہنچو تو

اس کی تعظیم کے بعد یہ یاقوت اسے دے دینا اور میرا سلام عرض کرنا۔ اور کہنا کہ جب میں نے ہمیشہ رہنے والی اور فنا ہونے والی چیزوں میں غور کیا تو میں ہمیشہ رہنے والی چیزوں کی طرف راغب ہو گیا اور فانی چیزوں سے بے رغبتی اختیار کی اور جب مجھ پر اپنی اصلیت اور حسب کا اظہار ہوا تو میں نے ان کے درمیان اور دشمنوں اور عزیزوں کے درمیان جدائی اختیار کی پس میں نے دشمنوں اور عزیزوں کو چھوڑ دیا اور اپنی حقیقت اور حسب سے رشتہ منقطع کر لیا۔

جس دن میرے والد یاقوت کو دیکھیں گے تو ان کا دل خوش ہوگا اور جب میرا لباس تمہیں پہنے ہوئے دیکھیں گے تو مجھے یاد کریں گے اور میری اس محبت کا تذکرہ کریں گے جو مجھے تم سے ہے اس کے بعد میں تمہارے ہی ذریعے اپنے والد کو اس بات سے منع کرتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی ناپسندیدہ عمل کریں۔ پس اس کا وزیر واپس لوٹ گیا اور یوذاسف آگے بڑھ گیا۔ وہ چلتا رہا یہاں تک کہ ایک وسیع جگہ پہنچا اس نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت پانی کے چشمہ پر ہے۔ اور وہ بہت خوبصورت درخت تھا۔ اس کی متعدد شاخیں تھیں اور اس کا پھل انتہائی میٹھا تھا۔ اس پر اتنی تعداد میں پرندے تھے کہ جن کو گنا نہیں جاسکتا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر اسے خوشی اور مسرت محسوس ہوئی چنانچہ آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور وہ اپنے دل میں اس کی تاویل و تفسیر کر رہا تھا۔ اس نے اس درخت کو اس بشارت اور خوش خبری سے تشبیہ دی کہ جس کی طرف اسے بلایا گیا تھا۔ اور پانی کے چشمے کو حکمت اور علم سے تشبیہ دی اور پرندوں کی تشبیہ ان لوگوں سے دی کہ جو اس پر جھمگٹا کریں گے اور اس سے دین کو قبول کریں گے۔

ابھی وہ کھڑا ہی تھا کہ چار فرشتے (نظر) آئے جو اس کے سامنے چل رہے تھے۔ وہ بھی ان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ فضائے آسمانی میں اسے اٹھا کر لے گئے اور اسے علم و حکمت میں سے وہ کچھ عطا کیا جو پہلے، درمیانی اور آخری چیزوں کے ذریعے اسے معلوم ہوا تھا (یعنی بشارت، علم و حکمت اور دین کی طرف راغب لوگ) اور وہ علم بھی دیا گیا جو آخر میں ہونے والا ہے۔ پھر اس کو زمین پر اتارا اور چاروں فرشتے اس کے ہم نشین بن کر رہے وہ ایک مدت تک ان شہروں میں قیام پذیر رہا۔ پھر وہ سرزمین سولابط پر پہنچا تو اس کے والد کو اس کے آنے کی اطلاع ملی پس وہ اور تمام معزز اراکین سلطنت آئے اور اس کا کافی احترام کیا۔ اس کے شہر والے بھی اپنے قربت داروں اور جاہ و حشم کے ساتھ اکٹھا ہو گئے اسے سلام کیا اور اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور یوذاسف نے ان کے لئے فرش بچھایا ان سے بہت سی باتیں کیں اور ان سے کہا کہ تم کان لگا کر میری باتیں سنو اور اپنے دلوں کو حکمت الہیٰ کو غور سے سننے کے لئے قائم کر لو کہ جو نفسوں کا نور ہے اور اس علم پر اعتماد کرو جو راہ راست کا رہنما ہے۔ اور اپنی عقلوں کو بیدار کر لو اور حق و باطل اور گمراہی اور ہدایت کے درمیان جو فصل ہے اس کو سمجھو۔ اور یہ بات بھی جان لو کہ یہ وہ دین حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل علیہم السلام اور پہلی صدیوں والوں پر نازل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں ہم کو پھر اس خصوصیت سے نوازا ہے۔ اور ہم پر اس نے احسان کیا اور اسی میں جہنم کی آگ۔۔ نجات ہے مگر یہ کہ انسان آسمانوں پر نہیں پہنچ سکتا اور کوئی

شخص وہاں داخل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ وہ ایمان میں کامل ہو اور عمل خیر کرے۔ پس اس سلسلے میں کوشش کرو تاکہ راحت دائمی اور وہ زندگی تمہیں مل جائے کہ جو تم سے کبھی جدا نہ ہو سکے۔ اور جو شخص تم میں سے دین پر ایمان لائے تو اس کا ایمان دنیاوی زندگی کے لالچ اور زمین کے مالک ہونے کی امید اور دنیا کے عطیات کی طلب پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمہارا دین پر ایمان آسمانی سلطنت کی طمع و نجات کی امید اور گمراہی سے نجات کی طلب اور آخرت میں راحت و خوشی کے حصول پر ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ زمینی سلطنت اور اس کی بادشاہت زائل ہونے والی ہے۔ اس کی لذتیں منقطع ہونے والی ہیں۔ پس جو اس کے دھوکے میں آیا وہ ہلاک ہو گیا اور رسوا ہوا۔ اگر تم دینداروں کے موقف سے واقف ہو جاؤ جن کا دین حق پر مبنی ہے تو تم سمجھ لو کہ موت تمہارے جسموں کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور وہ جسموں کے ساتھ تمہاری روحوں کو بھی کچلتی رہتی ہے۔ اور یہ بھی جان لو کہ جس طرح پرندے (اپنی) زندگی اور دشمنوں سے نجات پر قادر نہیں ہیں مگر اپنی قوت بصارت اور بازوؤں اور پیروں کی مدد سے انہیں قدرت حاصل ہے اسی طرح انسان حیات اور نجات پر قادر نہیں ہے مگر اپنے عمل، ایمان اور عمل صالح اور بہترین کامل افعال کے ذریعے سے قدرت رکھ سکتا ہے تو اے بادشاہ آپ اور آپ کے ارکان سلطنت جو کچھ اس بارے میں سن رہے ہیں وہ اس پر غور کریں اور سمجھیں اور عبرت حاصل کریں اور اس سمندر کو عبور کریں کہ جس میں ہمیشہ سے کشتی موجود ہے اور ان بیابانوں کو طے کریں کہ جن میں ہمیشہ اپنی باربرداری کا سامان اور زادراہ مہیا رہتا ہے اور تم اپنے راستے پر چلتے رہو جب تک کہ چراغ تمہارے پاس رہے اور زاہدوں کے ساتھ نیکی کے خزانوں میں اضافہ کرو اور خیر اور عمل صالح میں ان کے شریک بن جاؤ۔ اور ان کی اچھی طرح اتباع کرو۔ اور ان کے مددگار بن جاؤ اور تم اپنے اعمال کے ساتھ اس طرح چلو کہ وہ تمہارے ساتھ نوری سلطنت میں داخل ہو جائیں۔ اور نور کو قبول کرو اور اپنے فرائض کو یاد رکھو اور خبردار دنیا کی آرزوؤں، شراب نوشی اور عورتوں کی خواہش پر اعتماد نہ کرنا۔ اور ہر برائی سے جو روح اور جسم کی ہلاکت کا سبب ہو بچنا۔ اور حمیت، غضب، عداوت اور چغل خوری سے پرہیز کرنا۔ اور جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو کہ وہ تمہیں دی جائے تو وہ کسی دوسرے کو نہ دینا۔ تم اپنے قلوب کو پاک و صاف رکھنا۔ نیتوں کو صاف رکھنا تاکہ جب تمہیں موت آئے تو تم صحیح راستے پر ہو۔

پھر وہ سرزمین سولابط سے چل کر بہت سے مختلف شہروں اور بستیوں میں تبلیغ دین کرتا ہوا سرزمین کشمیر میں پہنچا اور چل پھر کر اس نے وہاں کے مردہ دل باشندوں کو از سر نو حیات بخشی اور اس دوران میں اس کا انتقال ہو گیا اور جسمانی ہیئت کو چھوڑ کر نور کی طرف پرواز کر گیا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے شاگرد "ایابد" نامی کو بلایا جو اس کی خدمت کرتا تھا اور نگہبانی کے فرائض انجام دیتا تھا اور تمام امور میں مرد کامل تھا۔ اس نے اس سے وصیت کی کہ میرا اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے تم سب اپنے فرائض بجاآوری کی پاسداری کرو، حق سے نہ پھرنا اور زہد و عبادت کو اختیار کئے رہنا۔ پھر اس نے ایابد کو حکم دیا کہ وہ اس کے لئے ایک جگہ بنائے پھر اس نے اپنے دونوں پاؤں

پھیلائے اور اپنا سر مغرب کی سمت میں کیا اور اس کا چہرہ مشرق کی طرف تھا پھر اس کا انتقال ہوگیا۔

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور اسی جیسی معمرین کے بارے میں جو روایات وغیرہ ہیں وہ غیبت اور وقوع غیبت کے بارے میں قابل اعتقاد نہیں ہیں کیونکہ غیبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی احادیث سے ثابت و صحیح ہے جس طرح اسلام اور اس کے قوانین و احکام ان کی احادیث سے ثابت ہیں۔ لیکن میرے خیال میں بہت سے انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم ان کے بعد بہت سے ہادیان برحق علیہم السلام اور بہت سے نیک بادشاہوں کو اللہ کی طرف سے غیبت حاصل ہوئی اور ہمارے مخالفین بھی اس کے منکر نہیں اور سب روایتیں صحیح ہیں اس کے سوا جو صحیح روایات کثیرہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام سے بارہویں امام حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں اور ان کی غیبت کے سلسلے میں ہیں یہاں تک کہ زمانہ طویل ہوجائے گا اور دل سخت ہوجائیں گے اور لوگ ان کے ظہور سے مایوس ہوجائیں گے پھر اللہ ان کا دیدار کرائے گا اور زمین ان کے نور سے روشن ہوجائے گی، ان کے عدل و انصاف سے ظلم و جور ختم ہوجائے گا تو کوئی اس کی تکذیب نہیں کرتا باوجودیکہ اس کی نظائر کا اقرار کرتے ہیں مگر یہ کہ وہ نور الہیٰ کے بجھانے کا قصد و ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے دین کو باطل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ کو پسند نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو کامل کرے اور اپنے کلمہ کو بلند کرے اور حق کی حقیقت ظاہر کرے اور باطل کو باطل ثابت کرے اگرچہ مخالفین اور تکذیب کرنے والوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ اللہ کا صالحین سے بذریعہ لسان سیدالانبیاء صلوات اللہ علیہ وآلہ یہی وعدہ ہے۔

اس حدیث اور اس کتاب میں اس جیسی حدیث کے تذکرے سے کوئی دوسرے معنی مراد نہیں ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ تمام موافقین و مخالفین ان جیسی احادیث کی طرف مائل و راغب ہیں پھر جب وہ اس کتاب کی وجہ سے اس سفر میں کامیاب ہوجائیں تو پورے مسئلہ سے اچھی طرح واقف ہونے کی تمنا کریں پھر وہ منکر و ناظر اور شک و اقرار کرنے والے سے واقف ہوجائیں۔ اقرار کرنے والا اس کے ذریعے اپنی بصیرت میں اضافہ کرے اور جو منکر ہے تو اللہ کی طرف سے اس پر حجت قائم ہو۔ اور جو شک میں مبتلا ہیں کہ اقرار کریں یا انکار کریں تو ان کو امر غائب اور غیبت پر بحث اور تفتیش و جستجو کی طرف دعوت دے تو اس کے لئے ہدایت کی امید جاسکتی ہے کیونکہ صحیح امور میں بحث و تفتیش سے اضافہ نہیں ہوتا مگر تاکید و ثبوت سے، اس سونے کی طرح کہ جس کو آگ میں تپایا جاتا ہے تو اس کی صفائی اور خوبصورتی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اسم اعظم کو قرآن کی سورتوں کی ابتداء میں پوشیدہ رکھا ہے کہ جس کے ذریعہ سے جب دعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے اور جب اس کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے تو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے الم، المر، الر، المص، کھیعص، حمعسق، طسم، طس اور یس اور اس جیسے دوسرے حروف کو دو سببوں کی وجہ سے ارشاد فرمایا ایک سبب یہ تھا کہ کفار اور مشرکین کی آنکھوں پر ذکر خدا اور رسولؐ سے پردہ پڑا ہوا تھا قول الہیٰ

" قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً " (الطلاق ۔ آیت ۱۰-۱۱) " تمہارے پاس اللہ نے ذکر رسول کو نازل فرمایا ہے ۔" اور کفار و مشرکین قرآن کے سننے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے تو اللہ عزوجل نے بعض سورتوں کی ابتداء میں الگ الگ حروف میں اسم اعظم کو نازل فرمایا جو ان کے کلام و لغت کے حروف تھے اور وہ ان حروف مقطوعہ کے ذکر کے عادی نہیں تھے ۔ جب انہوں نے ان کلمات کو سنا تو حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ ہم اس کے مابعد کو تعجب کے اعتبار سے سنیں گے پھر انہوں نے اس کے بعد کی آیتوں کو غور سے سنا تو بس منکرین پر حجت قائم ہوگئی اور اقرار کرنے والوں کی بصیرت میں اضافہ ہوا کچھ لوگ شک و شبہ میں مبتلا رہے جن میں صرف اتنی ہی ہمت و جرات تھی کہ وہ امر مشکوک میں بحث کریں اور بحث و تمحیص کے بعد حق تک پہنچ جائیں ۔

اور دوسرا سبب ان سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات کے ساتھ نازل کرنے کا تھا کہ ان کی معرفت سے اہل عصمت و طہارت کو مخصوص کر دیا جائے جسکے ذریعہ سے وہ دلیلیں قائم کریں اور ان کے ذریعہ وہ معجزات ظاہر فرمائیں ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان حروف کی معرفت تمام لوگوں کے لئے عام کر دیتا تو یہ حکمت کے خلاف اور تدبیر کے فساد کا باعث ہوتا اور کوئی غیر معصوم میں سے امین نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ نبی مرسل یا آزمائے ہوئے مومن کے برخلاف ان حروف کے ذریعہ دعا کرے پھر یہ بات بھی روا نہیں ہوسکتی کہ خدا کے وعدہ قبولیت کے باوجود اور اس کے وعدہ خلافی نہ کرنے کی صفت سے موصوف ہونے کی بناء پر وہ دعا کو قبول نہ کرتا ۔ اسی بناء پر اسکے لئے مناسب ہوا کہ وہ بعض حروف مقطعات کی معرفت اس شخص کو عطا کردے جو اس کی مخلوق کے لئے عبرت بن جائے کہ وہ اپنی حد سے آگے بڑھ جائے جیسے بلعم بن باعور ۔ جبکہ اس نے چاہا کہ وہ موسیٰ کلیم اللہ کے خلاف دعا کرے تو وہ اسم اعظم کو بھول گیا اور اس سے راہ فرار اختیار کی ۔ کلام مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے " واتل علیهم نبا الذی اتیناہ ایاتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطن فکان من الغاوین (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۵) " اور اے رسول تم ان لوگوں کو اس شخص کی خبر سناؤ جس کو ہم نے آیات عطا کی تھیں پھر وہ ان آیتوں کو چھوڑ بھاگا تو شیطان نے اس کا پیچھا کیا تب وہ گمراہوں میں ہوگیا ۔" اور اللہ عزوجل نے یہ کام اس لئے کیا تاکہ لوگ جان لیں کہ فضل کے لئے وہی مخصوص ہے کہ جس کو علم ہو کہ وہ فضل کا مستحق ہے اور اس کو اس نے عام نہیں کیا کہ عوام الناس سے بھی وہی وقوع پذیر ہوتا جو بلعم بن باعور سے واقع ہوا ۔ اور جب یہ مناسب ہے کہ اللہ عزوجل اپنے اسم اعظم کو حروف مقطعات کی شکل میں اپنی اس کتاب میں جو اسکی حجت اور اس کا کلام ہے ، پوشیدہ کردے تو یہ بھی مناسب ہے کہ وہ اپنی حجت کو مومن بندوں اور ان کے غیروں سے پوشیدہ رکھے کیونکہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ کب اس کو ظاہر کرے کہ جب تک لوگوں کی اکثریت حدود الہیٰ کی خلاف ورزی نہ کرنے لگے جس کی وجہ سے وہ قتل کے سزاوار ہوں گے ۔ مگر ان کا قتل جائز نہیں ہوگا کہ ان کے صلبوں میں مومنین ہوں گے ۔ اور اگر وہ حجت خدا ان کو قتل نہ کرے تو یہ بھی مناسب و جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ قتل کے مستحق ہو چکے ہیں ۔

اس جیسی صورت حال میں غیبت کی حکمت ضروری ہے جب وہ متفرق و پراگندہ ہوجائیں گے اور ان کے اصلاب میں کوئی مومن باقی نہیں رہے گا تو اللہ اپنی حجت کو ظاہر کرے گا کہ وہ اس کے دشمنوں کو زمین دوز کردیں گے اور ان کو ہلاک کردیں گے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ کوئی شوہردار عورت زنا کرلے اور وہ حاملہ ہو تو اس کو سنگسار نہیں کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ بچہ کو نہ جنے اور اس کو مدت خاص تک دودھ نہ پلائے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ساتھ کوئی مرد مسلمان اس کی کفالت دوران رضاعت کرلے اور یہی طریقہ اس شخص کے لئے ہے جس کے صلب میں مومن ہے کہ جب وہ واجب القتل ہو تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس مومن بچہ کو اس سے الگ نہ کردیا جائے اور اس کا علم سوائے علام الغیوب کی طرف سے مقرر حجت کے کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا اور سوائے اس کے کوئی شخص حدود قائم نہیں کرسکتا اور یہی وہ سبب تھا جس کی بناء پر امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے مخالفین سے جہاد کو بعد وفات رسولؐ پچیس سال تک چھوڑے رکھا۔

ہم سے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حسین بن محمد بن عامر نے بیان کیا، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابو عمر سے انہوں نے اس شخص سے جس نے اس کا ذکر ابو عبداللہ علیہ السلام سے کیا کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کو کیا ہوا تھا کہ جو انہوں نے اپنے مخالفین سے دور اول میں مقاتلہ نہیں کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ قرآن کی اس آیت کی وجہ سے "**لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذاباً الیماً**" (سورہ فتح آیت ۲۵) " اگر ایماندار لوگ ان کافروں سے الگ ہوجاتے تو ہم ان کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔" اس شخص نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ تزیل سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ اس سے مراد وہ مومن امانتیں ہیں جو کافروں کے اصلاب میں ہیں۔

اسی طرح قائم علیہ السلام کا اس وقت تک ظہور نہیں ہوگا جب تک اللہ عزوجل کی امانتیں پیدا نہ ہوجائیں اور جب وہ امانتیں پیدا ہوجائیں گی تو وہ دشمنان خدا پر ظاہر ہوجائیں گے پھر ان کو قتل کریں گے۔

ہم سے مظفر بن جعفر بن مظفر علویؒ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جعفر بن محمد بن مسعود نے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن محمد سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابراہیم کرخی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا یا ان سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کیا حضرت علی علیہ السلام دین خدا میں پختہ و قوی نہ تھے یا آپ نے فرمایا: ہاں وہ قوی تھے۔ اس نے کہا: پھر قوم ان پر کس طرح غالب آگئی اور انہوں نے اس کا دفاع نہیں کیا اور نہ ان کو روکا۔ تو آپؑ نے فرمایا: کتاب خدا میں ایک آیت ہے جس نے ان کو اس بات سے روکا۔ اس شخص نے کہا: وہ کونسی آیت ہے؟ آپؑ نے فرمایا: **لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذاباً الیماً**" کیونکہ اللہ عزوجل کی مومن امانتیں کافروں اور منافقوں کی

صلبوں میں موجود تھیں تو علی علیہ السلام کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ان کے آباء کو قتل کردیں تاوقتیکہ امانتیں پیدا ہوجائیں اور جب امانتیں نکل آئیں تو علی علیہ السلام ان پر حملہ آور ہوئے اور ان سے مقابلہ کیا اسی طرح ہمارے اہلبیت کے قائم علیہم السلام کا اس وقت تک ظہور نہ ہوگا جب تک کہ اللہ کی امانتیں پیدا نہ ہوجائیں پھر وہ اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کرکے ان کو قتل کریں گے۔

ہم سے مظفر بن جعفر بن مظفر سمرقندی علویؒ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جعفر بن محمد بن مسعود نے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے جبرئیل ابن احمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے بیان کیا، انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے، انہوں نے منصور بن حازم سے، انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ کے اس ارشاد " لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منهم عذاباً الیماً " کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ مومنین کے اصلاب میں سے کافروں کو نکال دے اور کافروں کے اصلاب میں سے مومنوں کو نکال دے گا تو وہ کافروں پر عذاب کرے گا۔

اور عمر رسیدہ لوگوں کی روایت کو ہم سے ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد فقیہ اسواری نے ایلاق میں بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مکی بن احمد برذعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے اسحاق بن ابراہیم طرطوسی کو کہتے ہوئے سنا: میں ستانوے سال کی عمر میں یحییٰ بن منصور کے گھر پہنچا تو میں نے قنوج کے ہندوستانی بادشاہ سرباتک کو دیکھا تو ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ اس کی عمر نو سو پچیس سال ہے اور وہ مسلمان ہے، اس نے بیان کیا: جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے دس افراد کو جس میں حذیفہ بن یمان، عمرو بن العاص، اسامہ بن زید، ابو موسیٰ اشعری، صہیب رومی اور سفینہ وغیرہ تھے میرے پاس بھیجا۔ انہوں نے مجھے دعوت اسلام دی تو میں اس دعوت کو قبول کرکے اسلام لے آیا اور مکتوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے بوسہ دیا تو میں نے اس سے کہا: تم کمزوری کے باوجود نماز کس طرح پڑھتے ہو؟ اس نے مجھے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے " الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً و علی جنوبھم " (آل عمران آیت ۱۹۱) "وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر اور کروٹ لیکر کرتے ہیں" میں نے اس بادشاہ سے دریافت کیا: تمہاری غذا کیا ہے؟ جواب دیا: میں ماء اللحم اور پیاز یا لہسن غذا میں استعمال کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا: کیا تم کو اجابت ہوتی ہے؟ اس نے جواب میں کہا: ہفتہ میں ایک مرتبہ تھوڑی سی اجابت ہوتی ہے۔ میں نے اسکے دانتوں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: بیس مرتبہ ان کو تبدیل کرچکا ہوں۔ میں نے اس کے اصطبل میں ہاتھی سے بڑا ایک جانور دیکھا جس کو زندفیل کہا جاتا ہے۔ میں نے کہا: اس سے تم کیا کام لیتے ہو؟ اس نے کہا: یہ ملازمین کے کپڑے لاد کر دھوبی تک لے جاتا ہے۔ اس کی سلطنت کی لمبائی اور چوڑائی کا فاصلہ چار سال کے برابر تھا۔ اور اس کا دارالسلطنت ہر طرف سے پچاس فرسخ تھا۔ اور ہر دروازہ پر ایک لاکھ بیس

ہزار کا لشکر متعین تھا کہ اگر کسی دروازہ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو یہ لوگ جنگ کریں اور کسی دوسرے کی امداد کے محتاج نہ ہوں ۔ وہ بادشاہ خود دارالسلطنت کے وسط میں رہتا تھا ۔ میں نے اس کو کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک مغربی ملک میں پہنچا اور ایک ریگستان دیکھا جس میں روئیدگی نہیں تھی ۔ چلتے چلتے میں موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پہنچ گیا کہ جنکے گھروں کی چھتیں ایک دوسرے کے برابر تھیں اور غلہ وغیرہ کے خرمن و کھلیان شہر کے باہر تھے ۔ کچھ اناج کھانے پینے کے لئے لے آتے تھے اور باقی کو وہیں چھوڑ دیتے تھے ۔ ان کی قبریں گھروں کے اندر تھیں اور ان کے باغات شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھے ۔ ان میں نہ کوئی بوڑھا تھا نہ بڑھیا تھی اور نہ میں نے ان میں کوئی بیماری دیکھی اور نہ کوئی جاں بلب بیمار دیکھا ۔ وہاں بازار بھی تھے جب کوئی شخص کسی شے کو خریدنا چاہتا تو وہ بازار جاکر خود ہی اس شے کا وزن کرتا اور جو چاہتا تھا لے لیتا تھا حالانکہ مالک دوکان موجود نہ ہوتا تھا اور جب وہ نماز پڑھنا چاہتے تو آکر نماز پڑھتے اور واپس چلے جاتے ۔ ان کے درمیان کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا اور سوائے ذکر الہیٰ و نماز اور تذکرہ موت کے بات چیت نہ کرتے ۔

اس کتاب کے مولف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مخالفین اگر سرانک بادشاہ ہندوستان کی حالت کو جائز سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ حجت خدا کی عمر میں کسی قسم کا حیلہ بہانہ نہ کریں اور سوائے خدا کے کسی میں قدرت و قوت نہیں ہے ۔

باب (۵۵) ظہور امامؑ کے انتظار کا ثواب

۱ ۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسعود نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرکی ابن علی بوفکی نے ان سے حسن بن علی بن فضال نے ان سے ثعلبہ بن میمون نے ان سے موسیٰ نمیری نے ان سے علاء بن سیابہ نے انہوں نے کہا : حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص امام قائمؑ کا انتظار کرتے ہوئے مرے گا اس کا مرتبہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص امام قائمؑ کے ساتھ خیمہ میں مقیم ہو ۔

۲ ۔ انہی اسناد کے ساتھ ثعلبہ سے روایت ہے کہ ان سے عمر بن ابان نے بیان کیا ان سے عبدالحمید واسطی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا : مولا خدا آپ کا بھلا کرے ہم لوگوں نے تو صاحب امرؑ کے انتظار میں بازار جانا چھوڑ دیا ۔ آپؑ نے فرمایا : اے عبدالحمید کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ضبط نفس سے کام لے گا تو خدا اس کے لئے راستہ نہ کھولے گا ؟ نہیں ۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور راستہ پیدا کرے گا ۔ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو ہمارے خاطر ضبط نفس سے کام لے ۔ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو ہمارے امر کو زندہ کرے ۔ میں نے عرض کیا : مولا اگر میں امام قائمؑ کا زمانہ پانے سے پہلے مرگیا تو ؟ آپؑ نے فرمایا : اگر تم میں سے کوئی یہ

خواہش رکھے کہ اگر میں امام قائمؑ کا زمانہ پاؤں گا تو ان کی نصرت کروں گا تو وہ اس شخص کے مانند ہے۔ جو ان کی معیت میں تلوار چلائے نہیں بلکہ ان کے ہمراہ شہادت بھی پائے۔

۳۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن مسعود سے روایت ہے۔ ان سے جعفر بن معروف نے بیان کیا ان سے محمد بن حسین نے ان سے جعفر بن بشیر نے ان سے موسیٰ بن بکر واسطی نے ان سے ابوالحسنؑ نے ان سے ان کے آباء کرامؑ نے بیان کیا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: میری امت کا بہترین عمل اللہ عزوجل کی جانب سے فرج و (کشائش) کا انتظار ہے۔

۴۔ انہی اسناد سے محمد بن عبدالحمید نے بیان کیا ان سے محمد بن فضیل نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے ظہور قائمؑ کے متعلق دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا: اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فانتظروا انی معکم من المنتظرین** (سورۃ اعراف آیت ۷۱) "سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔"

۵۔ انہی اسناد کے ساتھ بیان کیا محمد بن مسعود نے ان سے ابوصالح خلف بن حماد کشی نے ان سے سہل بن زیاد نے ان سے محمد بن حسین نے ان سے احمد بن محمد بن ابی نصر نے بیان کیا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر اور انتظار امام قائمؑ کیا خوب بات ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ **وارتقبوا انی معکم رقیب** (سورۃ ہود آیت ۹۳) "انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کررہا ہوں۔" نیز فرمایا **فانتظروا انی معکم من المنتظرین** (سورۃ اعراف آیت ۷۱) "سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔" پس صبر سے کام لو کیونکہ مایوسی کے بعد کشادگی آتی ہے۔ اور تم سے پہلے کے لوگ تم سے زیادہ صابر تھے۔

۶۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے قاسم بن یحییٰ نے ان سے ان کے جد حسن بن راشد نے ان سے ابی بصیر اور محمد بن مسلم نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے ان کے آباء کرامؑ نے ان سے حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ ہمارے صاحب امرؑ کا انتظار کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرکے اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔

۷۔ بیان کیا مجھ سے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حیدر بن محمد اور جعفر بن محمد بن مسعود نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن مسعود نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ہشام لولوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن محبوب نے ان سے ہشام بن سالم نے ان سے عمار ساباطی نے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آقا باطل حکومتوں کے دور میں امام قائمؑ کے دامن سے متمسک رہتے ہوئے چھپ چھپ کر عبادت کرنا افضل ہے یا ظہور امامؑ کے بعد آپؑ کے عہد حکومت میں اعلانیہ عبادت کرنا؟ آپؑ نے فرمایا: اے عمار (باطل حکومتوں میں) پوشیدہ خیرات خدا کی قسم علانیہ خیرات سے افضل اور

امام قائمؑ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: نہ انہیں دیکھا جائے گا اور نہ ان کا نام لیا جائے گا۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے اسماعیل بن ابان نے ان سے عمرو بن شمر نے ان سے جابر بن یزید جعفی نے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت عمرؓ نے امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے حضرت مہدیؑ کے متعلق دریافت کیا اور کہا اے ابن ابی طالبؑ مجھے یہ بتائیں کہ مہدیؑ کا نام کیا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا۔ میرے حبیب و خلیل (رسول اللہؐ) نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اس کا نام کسی کو نہیں بتاؤں یہاں تک کہ وہ ظہور کرے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے رسول کے علم میں دیں۔

۴۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن احمد علوی نے ان سے ابو ہاشم جعفری نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا جانشین میرا بیٹا حسنؑ ہوگا۔ تم کیا سلوک کرو گے اس کے فرزند کے ساتھ؟ میں نے عرض کیا خدا مجھے آپ پر فدا کرے آپؑ نے ایسا کیوں فرمایا؟ آپؑ نے جواب دیا: نہ تم اسے دیکھ سکو گے اور نہ ہی اس کا نام لینا جائز ہوگا۔ میں نے عرض کیا: پھر ہم ان کا ذکر کیسے کریں؟ آپؑ نے فرمایا: حجت آل محمد صلوات اللہ علیہ وسلامہ کہا کرو۔

باب (۵۷) علاماتِ ظہور امام قائمؑ

۱۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے ابراہیم بن مہزیار نے ان سے ان کے بھائی علی نے ان سے حسین بن سعید نے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے محمد بن حکیم نے ان سے میمون البان نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ظہور امام قائمؑ سے پہلے پانچ علامتیں ظاہر ہوں گی۔ یمانی اور سفیانی کا خروج، ندائے آسمانی، زمین بیداء کا دھنس جانا، نفس زکیہ کا قتل۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے ان سے عباس بن معروف نے ان سے علی بن مہزیار نے ان سے عبداللہ بن محمد حجّال نے ان سے ثعلب بن میمون نے ان سے شعیب حذاء نے ان سے صالح نے جو بنی عذراء کا غلام تھا بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ظہور قائمؑ اور قتل نفس زکیہ کے درمیان پندرہ راتیں ہوں گی۔

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن ہلال نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے ابوایوب خزاز اور علاء بن رزین نے ان سے محمد بن مسلم نے انہوں

نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ظہور امام قائم سے پہلے اللہ مومنین کے لئے نشانیاں مقرر کرے گا۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں وہ نشانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ نشانیاں ہیں جو قرآن میں آئی ہیں **ولنبلونکم** "اور تمہیں آزمائیں گے" یعنی مومنین کو قائم علیہ السلام کے خروج سے قبل **بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین** (سورۃ بقرہ آیت ۱۵۵) "تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مال کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو" پھر فرمایا: مومنین کو بنو فلاں کے آخری حکمران کے خوف سے آزمایا جائے گا **الجوع** سے مراد یہ کہ مہنگائی کے بڑھ جانے سے بھوک و افلاس کے ذریعہ **"نقص من الاموال"** سے مراد ہے کساد بازاری اور برکت کے اٹھ جانے سے **"ونقص من الانفس"** سے مراد زراعت میں کمی ہے اور **"نقص من الثمرات"** سے مراد زراعت میں پیداوار کی قلت **"وبشر الصابرین"** یعنی صبر کرنے والوں کو تعجیل ظہور امام کی خوشخبری دو۔

پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد یہی تاویل ہے اس آیت کی جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔ اور اللہ ارشاد فرماتا ہے **ومایعلم تاویلہ الا اللہ والرسخون فی العلم** (سورۃ آل عمران آیت ۷) "اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوائے ان کے اور مضبوط علم والوں کے۔"

۴۔　بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے ان سے حسین بن سعید نے ان سے نضر بن سوید نے ان سے یحییٰ حلبی نے ان سے حارث بن مغیرہ بصری نے ان سے میمون البان نے انہوں نے کہا میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ان کے خیمہ میں تھا۔ آپ نے خیمہ کا پردہ اٹھایا اور فرمایا: ہمارا امر اس سورج سے زیادہ واضح ہے پھر فرمایا: (ظہور کے وقت) آسمان سے ایک منادی ندا دے گا کہ فلاں بن فلاں امام ہے۔ اور ابلیس لعنۃ اللہ زمین پر صدا لگائے گا جیسے اس نے لیلۃ العقبہ میں حضور اکرمؐ کو صدا دی تھی۔

۵۔　انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید نے روایت کی ہے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے عیسیٰ بن اعین نے ان سے معلی بن خنیس نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سفیانی کا خروج حتمی ہے اور یہ رجب میں ہوگا۔

۶۔　انہی اسناد کے ساتھ روایت کی حسین بن سعید نے ان سے حماد بن عیسیٰ نے ان سے ابراہیم بن عمر نے ان سے ابی ایوب نے ان سے حارث بن مغیرہ نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ندائے آسمانی ماہ رمضان میں شب جمعہ ۲۳ ویں تاریخ کو بلند ہوگی۔

۷۔ انہی اسناد کے ساتھ روایت کی حسین بن سعید نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے عمر بن حنظلہ نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ظہور امامؑ سے پہلے پانچ علامات حتمی ہیں۔ یمانی اور سفیانی کا خروج، صدا کا بلند ہونا، نفس زکیہ کا قتل اور بیداء کی زمین کا دھنس جانا۔

۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی خطاب نے ان سے جعفر بن بشیر نے ان سے ہشام بن سالم نے ان سے زرارہ نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک منادی امام قائمؑ کا نام لے کر نداء دے گا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا یہ نداء خواص کے لئے ہوگی یا عوام کے لئے؟ آپؑ نے فرمایا۔ عوام کے لئے اور ہر قوم اس آواز کو اپنی اپنی زبانوں میں سنے گی۔ میں نے عرض کیا: کیا وہ لوگ جو حضرت قائمؑ کے مخالف ہوں گے ان کے لئے بھی نام لیکر صدا دی جائے گی؟ فرمایا نہیں ان کے لئے ابلیس [آخر شب میں] صداء دے گا۔ اور لوگوں کے دل میں شک ڈالے گا۔

۹۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے چچا محمد بن ابی قاسم نے ان سے محمد بن علی کوفی نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے عمر بن اذینہ نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد نے بیان کیا کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ (ظہور امام قائمؑ سے پہلے) جگر خوارہ کا بیٹا وادیِ یابس سے خروج کرے گا۔ وہ درمیانہ قد کا ہوگا۔ اس کے چہرے سے وحشت ٹپکتی ہوگی جسم موٹا ہوگا۔ اس کے چہرے پر چیچک کے نشانات ہونگے۔ ایک آنکھ کا ہوگا۔ اس کا نام عثمان اور اس کے باپ کا نام عنبسہ ہوگا۔ ابوسفیان کی نسل سے ہوگا۔ شہروں کو تباہ و برباد کرتا ہوا کوفہ میں قیام کرے گا اور وہاں اس کے لئے منبر بنایا جائے گا۔

۱۰۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد ابراہیم بن ہاشم نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے حمّاد بن عثمان نے ان سے عمر بن یزید نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر ہم نے سفیانی کو دیکھا تو گویا انسانوں میں سب سے خبیث شخص کو دیکھا جو زرد، سرخ و نیلی گوں ہوگا اور کہے گا اے رب مجھے بدلہ لینا ہے (مومنوں سے) چاہے اس کے بعد دوزخ میں ہی کیوں نہ ڈالا جاؤں۔ اس کی خباثت کی انتہاء یہ ہے کہ وہ اپنی ام ولد (ماں) کو زندہ دفن کردے گا تاکہ وہ اس کے نسب کو نہ بتائے۔

۱۱۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن ابو القاسم ماجیلویہ نے ان سے محمد بن علی کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن سفیان نے ان سے قتیبہ بن محمد نے ان سے عبداللہ بن ابی منصور بجلی نے انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سفیانی کے

نام کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں اس کے نام سے کیا کام ہے۔ (بس اتنا سمجھ لو) جب وہ شام کے پانچ علاقے دمشق، حمص، فلسطین، اردن اور قنسرین کو فتح کرے تو اس وقت ظہور (امام قائمؑ) کی توقع کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا وہ نو ماہ حکومت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ آٹھ ماہ اور اس سے ایک دن بھی زیادہ نہیں۔

۱۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن علی انصاری نے ان سے ابو صلت ہروی نے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے قائمؑ جب خروج کریں گے تو ان کی کیا پہچان ہوگی؟ آپ نے فرمایا ان کی عمر تو معمر بزرگ کی ہوگی مگر جوان نظر آئیں گے جو دیکھے گا وہ کہے گا کہ چالیس یا اس سے کم کے ہیں۔ ان پر گردشِ شام و سحر اثر نہیں کرتی یہاں تک کہ اجل آجائے۔

۱۳۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے ان سے ان کے چچا محمد بن ابی القاسم نے ان سے محمد بن علی کوفی نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابی المغراء نے ان سے معلّی بن خنیس نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیلؑ کی آواز آسمان سے آئے گی اور ابلیس کی آواز زمین سے پس تم پہلی آواز کا اتباع کرنا اور دوسری آواز پر کان نہ دھرنا کیونکہ وہ فتنہ پھیلانے کے لئے ہوگی۔

۱۴۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے ابو حمزہ ثمالی نے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ مولا کیا سفیانی کا خروج امر لازمی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور عباسیوں کا اختلاف بھی حتمی ہے۔ نفس زکیہ کا قتل بھی لازمی ہے۔ اور امام قائمؑ کا خروج بھی لازمی ہے۔ میں نے عرض کیا: اس وقت کس قسم کی نداء آئے گی؟ فرمایا ایک منادی دن کے شروع میں آسمان سے نداء دے گا: " جانو کہ حق علیؑ اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے۔" پھر دن کے آخر میں ابلیس لعنتہ اللہ نداء دے گا: " جانو کہ حق سفیانی اور اس کے شیعوں کے ساتھ ہے۔" اس آواز سے باطل پرست (حق کے بارے میں) شک کا شکار ہو جائیں گے۔

۱۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسنؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے ان سے حسین بن سعید نے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے عیسیٰ بن اعین نے ان سے معلّی بن خنیس نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سفیانی کا معاملہ ضرور پیش آئے گا اور وہ رجب کے ماہ میں خروج کرے گا۔

۱۶۔ انہی اسناد سے حسین بن سعید سے روایت ہے ان سے حماد بن عیسیٰ نے بیان کیا ان سے ابراہیم بن عمر نے ان سے ابو ایوب نے ان سے حارث بن مغیرہ نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صدائے غیبی ماہِ رمضان کی ۲۳ ویں تاریخ شب جمعہ کو بلند ہوگی۔

۱۷۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن موسیٰؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے

انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن اسماعیل برکی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے اسماعیل بن مالک نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے ابی جارود زیاد بن منذر نے ان سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے جد نے کہا کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میری اولاد میں سے آخر زمانہ میں ایک مرد ظاہر ہوگا۔ اس کی رنگت سفید ہوگی، مونچھیں سرخ ہوں گی، اس کا شکم چوڑا، رانیں بڑی، پہلو چوڑے ہوں گے، راستے سے منحرف لوگوں کے سروں پر عظمت پانے والا ہوگا، اس کی پشت پر دو تل ہوں گے، ایک اس کی جلد کی رنگت کا اور ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے تل کے مشابہ۔ اس کے دو نام ہوں گے ایک خفی اور دوسرا اعلانیہ۔ خفی نام احمد اور اعلانیہ محمد ہوگا۔ اس کے علم کے نور سے مشرق و مغرب منور ہوں گے۔ وہ اپنے ہاتھ کو لوگوں کے سروں پر رکھے گا تو مومن کا دل لوہے سے زیادہ مضبوط ہوجائے گا اور ایک مومن کو اللہ تعالیٰ چالیس مردوں کی طاقت و قوت عطا فرمائے گا۔ اور جو مومن مرگئے ہیں ان کی قبروں میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو (ظہور امام سے) فرحت بخشے گا۔ اور وہ اپنی قبروں میں ہی امام قائم کی زیارت کریں گے اور باہم ایک دوسرے کو قیام امام قائم کی مبارک باد دیں گے۔

۱۸۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن سنان نے روایت کی ان سے عمرو بن شمر نے ان سے جابر نے ان سے حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کا علم ہمارے مہدیؑ کے دل میں اس طرح اگا ہے جس طرح بہترین نباتات اگتے ہیں۔ پس تم میں سے جو کوئی زندہ رہے اور انہیں دیکھے تو اس طرح سلام کرے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ الرَّحْمَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الْعِلْمِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَةِ۔

ایک اور روایت کے تحت امام قائم کو اس طرح سلام کرنے کا حکم ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ۔

۱۹۔ بیان کیا مجھ سے حسین بن احمد بن ادریسؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے حسین بن سعید نے ان سے علی بن ابی حمزہ نے ان سے ابی بصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام قائم عاشورہ کے دن، جس دن امام حسینؑ قتل ہوئے خروج کریں گے۔

۲۰۔ انہی اسناد سے روایت ہے حسین بن سعید سے انہوں نے روایت کی ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابو ایوب سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے کہا کہ کوفہ کے ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ امام قائم کتنے اصحاب کے ساتھ خروج کریں گے؟ لوگ کہتے ہیں کہ اہل بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ افراد ہوں گے؟ آپؑ نے فرمایا امام قائم اس وقت خروج کریں گے جب ان کو صاحبان قوت کی موزوں تعداد حاصل ہوجائے گی اور یہ موزوں تعداد دس ہزار سے کم نہیں ہو سکتی۔

۲۱۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے ابو خالد قماط نے ان سے ضریس نے ان سے ابو خالد کابلی نے ان سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ امام کے پاس پہلے پہنچنے والے اہل بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ ہوں گے۔ وہ جہاں سے بھی چلیں گے صبح مکہ میں ہوں گے اور یہی تاویل ہے اس آیت کی **این ما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا** (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۸) "جہاں کہیں تم ہو گے تم کو اللہ ایک جگہ کر دے گا۔" اور اس سے مراد اصحاب قائم ہیں۔

۲۲۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے ان سے صفوان بن یحییٰ نے ان سے مندل نے ان سے بکار بن ابی بکر نے ان سے عبداللہ بن عجلان نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی محفل میں خروجِ امام قائم کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا مولا امام قائم کے خروج کا کیسے علم ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک جب صبح اٹھے گا تو اس کے سرہانے ایک پرچی رکھی ہوئی ہوگی جس پر تحریر ہوگا "**طاعۃ معروفۃ**"۔

اور روایت میں ہے کہ امام مہدیؑ کے پرچم پر یہ تحریر ہوگا "**البیعۃ للہ عزّوجل**"۔

۲۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے عمرو بن ابی مقدام نے ان سے ان کے والد نے ان سے عبید بن کرب نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم اہل بیت کے لئے ایک عَلَم ہے جو اس سے آگے نکل گیا وہ دین سے خارج ہوگیا جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا اور جو اس عَلَم کے ساتھ رہا (یعنی اتباع کی) وہ کامیاب رہا۔

۲۴۔ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن ابی عبداللہ برقی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے ان سے ان کے جد احمد بن ابی عبداللہ برقی نے ان سے ان کے والد محمد بن خالد نے ان سے ابراہیم بن عقبہ نے ان سے زکریا نے ان سے ان کے والد نے ان سے عمرو بن ابی مقدام نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: آل عباس کا ایک بے وقوف خفیہ طور پر ہلاک کیا جائے گا۔ اس کی موت کا سبب یہ ہوگا کہ وہ ایک ہیجڑے سے نکاح کرے گا۔ وہ ہیجڑا اس کو موقع ملتے ہی ذبح کر کے فرار ہوجائے گا۔ اس کی موت چالیس دن تک پوشیدہ رہے گی پھر جب ارکان حکومت کے علم میں آئے گی تو وہ اس ہیجڑے کی تلاش میں نکلیں گے۔ مگر واپس پلٹ کر نہ آسکیں گے یہاں تک کہ ان کی حکومت ختم ہوجائے گی۔

۲۵۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسنؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے ان سے

حسین بن سعید نے ان سے نضر بن سوید نے ان سے یحییٰ حلبی نے ان سے حکم حناط نے ان سے محمد بن ہمام نے ان سے درو نے ان سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ (ظہور امام قائمؑ سے پہلے) دو علامتیں ظاہر ہوں گی ۔ پانچ دن تک چاند گہن اور پندرہ دن تک سورج گہن رہے گا اور ایسا حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے سے لے کر اس واقعہ کے پہلے تک کبھی نہیں ہوا ۔ اس وقت نجومیوں کا علم ساقط ہوجائے گا ۔

۲۶ ۔ انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے روایت ہے کہ ان سے نضر بن سوید نے ان سے یحییٰ حلبی نے ان سے معمر بن یحییٰ نے ان سے ابو خالد کابلی نے ان سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ بنو عباس فرات کے کنارے ایک شہر آباد کریں گے ۔ اس شہر کی تکمیل کے بعد ایک سال تک ان کی حکومت رہے گی ۔

۲۷ ۔ انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے مروی ہے ان سے صفوان بن یحییٰ نے بیان کیا ان سے عبدالرحمٰن بن حجاج نے ان سے سلیمان بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام قائمؑ کے ظہور سے پہلے دو طرح کی موتیں ظاہر ہوں گی ۔ سرخ موت اور سفید موت ۔ یہاں تک کہ ہر سات میں سے پانچ افراد ان اموات کا شکار ہوں گے ۔ سرخ موت سے مراد تلوار اور سفید موت سے مراد طاعون ہے ۔

۲۸ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے ان سے احمد بن محمد بن خالد نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ابی ایوب نے ان سے ابی بصیر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ امام قائمؑ کے ظہور سے قبل رمضان کی پانچویں تاریخ کو سورج گرہن ہوگا ۔

۲۹ ۔ انہی اسناد کے ساتھ ابو ایوب سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو بصیر اور محمد بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ امر (ظہور امام قائمؑ) اس وقت تک واقع نہیں ہوگا جب تک کہ تہائی انسان ختم نہ ہوجائیں ۔ پس آپؑ سے عرض کیا گیا کہ مولا جب تہائی انسان ختم ہوجائیں گے تو پھر باقی کیا بچے گا؟ فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تہائی بھی باقی بچیں ۔

اس کتاب کے مصنف (ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہؒ) نے فرمایا کہ میں نے علامات ظہور حضرت قائمؑ اور آپؑ کی سیرت اور جو کچھ آپؑ کے دور میں وقوع پذیر ہوگا ان سب کو کتاب "السر المکتوم الی الوقت المعلوم" میں تحریر کیا ہے (ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔

باب (۵۸) نوادر

۱۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن ہارون قاضیؒ، جعفر بن محمد بن مسرورؒ اور علی بن حسین بن شاذویہ مودبؒ نے ان سب نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن عبداللہ بن جعفر بن جامع حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب دقاق نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے مفضل بن عمر نے انہوں نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت ان الانسان لفی خسرہ (سورۂ عصر آیت ۲) "قسم ہے عصر کی انسان خسارہ میں ہے" کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا العصرؔ سے مراد قائمؑ کے خروج کا زمانہ ہے۔ "ان الانسان لفی خسر" سے مراد ہمارے دشمن "الاالذین امنوا" سے مراد ہماری نشانیاں "وعملوالصٰلحت سے مراد بھائیوں کے درمیان مواسات "وتواصوا بالحق" سے مراد امامت "وتواصوا بالصبر" سے مراد زمانہ فترت ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ اس حدیث میں لفظ فترت کے ذریعہ ہمارے خلاف دلیل قائم کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ امامت اس زمانے میں منقطع ہوگئی جیسے کہ نبوت اور رسالت ایک نبی سے دوسرے نبی کے آنے تک منقطع ہوگئی تھی۔

پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عرض کروں گا کہ یہ قول ان کثیر روایات کے خلاف ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ زمین قیامت تک حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور نہ ہی آدمؑ سے لے کر اس وقت تک خالی رہی ہے۔ یہ وہ معروف روایات و احادیث ہیں جن کا اس کتاب میں تذکرہ ہوا اور جو شیعہ اور دوسرے فرقوں کے مختلف طبقات میں مشہور ہیں اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا نہ کوئی جھٹلانے والا اسے جھٹلا سکتا ہے اور نہ تاویل کرنے والا اس کی کوئی اور تاویل کر سکتا ہے اور سب کا آج تک اجماع ہے کہ زمین کسی زندہ امام سے خالی نہیں رہ سکتی چاہے وہ ظاہر ہو یا غائب پس امامت نہ تو منقطع ہوئی اور نہ اس کا منقطع ہونا جائز ہے۔ یہ اسی طرح متصل ہے جیسے رات اور دن ایک دوسرے سے متصل ہیں۔

۲۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے ان سے علی بن حکم اور علی بن حسن نے ان سے نافع وراق نے ان سے ہارون بن خارجہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہارون بن سعد عجلی نے کہ اسماعیل کا انتقال ہوگیا جن کے بارے میں تم لوگوں کی رائے تھی کہ یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد امام ہوں گے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام بوڑھے ہوگئے ہیں اور آج کل میں ان کا انتقال بھی ہو جائے گا۔ پھر تم لوگ بغیر امام کے رہ جاؤ گے۔ میں اس کی بات کا کوئی

جواب نہ دے سکا۔ پس میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کی کہی ہوئی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا اس شخص پر حیف ہے۔ خدا کی قسم امامت اگر منقطع ہو گئی تو رات اور دن منقطع ہوجائیں گے۔ اب جب وہ شخص تمہیں ملے تو اس سے کہنا کہ یہ موسیٰ ابن جعفر میرے بعد امام ہوگا۔ اس کے بعد اس کا فرزند اس کا جانشین ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اس روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ امر امامت منقطع نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ رات اور دن منقطع ہوجائیں۔ پس رسولان علیہم السلام کے درمیان زمانہ فترت تو جائز ہے۔ کیونکہ رسول کی ذمہ داریوں میں یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم کے لئے شریعت لاتے ہیں، سابقہ شریعت کی تجدید کرتے ہیں اور بعض احکام کے ذریعے بعض کو منسوخ کرتے ہیں۔ لیکن انبیاء اور ائمہ کے لئے زمانہ فترت جائز نہیں کیونکہ نہ تو وہ شریعت لے کر آتے ہیں نہ منسوخ کرنے یا تجدید کرنے کی ذمہ داری ان کی ہوتی ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیانی زمانے میں، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیانی زمانے میں، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیانی زمانے میں، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے درمیانی زمانے میں بے شمار انبیاء اور اوصیاء مبعوث ہوئے اور ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اللہ کے احکام لوگوں کو یاد دلائیں اور وہ سب کچھ جو ان تک رسولوں سے وصیتیں، کتابیں اور علوم پہنچے ہیں ان کی حفاظت کریں اور ان میں سے تمام رسولوں نے اپنی امتوں کو ان امور کی تبلیغ کی جو اللہ عزّوجل سے ان تک پہنچے اور ان انبیاء کے اوصیاء نے ان علوم اور وصایا کی حفاظت کی جب اللہ تعالیٰ نے رسالت کو محمدؐ پر ختم کیا تو ضروری تھا کہ کوئی ہادی اور وصی ہو جو دینِ حق کی حفاظت اور تبلیغ کرے کیونکہ زمین بغیر حجتِ خدا کے نہیں رہ سکتی۔ پس اسی سبب سے اللہ نے ان کے بعد سلسلہ امامت کو جاری فرمایا۔ جو بالترتیب منظم اور متصل ہے کیونکہ یہ جائز نہیں کہ آثارِ انبیاء و رسل اور اعلامِ محمدؐ ان کی ملت، ان کی شریعت، ان کے فرائض، ان کی سنتیں اور ان کے احکام مٹ جائیں یا منسوخ ہوجائیں جب کہ حضور اکرمؐ کے بعد کسی رسول یا نبی کو نہیں آنا ہے۔

اور امام، رسول یا نبی کی طرح نہیں ہوتا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور ملت کے سوا کسی اور شریعت اور ملت کا داعی ہوتا ہے۔ اسی لئے دو اماموں کے درمیان فترت کے زمانے کا واقع ہونا جائز نہیں۔ فترت صرف رسولوں کے درمیان جائز ہوتی ہے اماموں کے درمیان نہیں۔ پس اس لئے واجب ہوا کہ ایک ایسا امام ضروری ہے کہ جسے دلیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔

اسی طرح لازم ہے کہ دو رسولوں کے درمیان اگر زمانہ فترت ہے تو اس زمانے میں امام اور وصی کا خلق پر حجت ہونا لازم ہے تاکہ لوگوں کو اس رسول کی تعلیم کی طرف بلائیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی ہے اور اس کے بندوں کو غفلت سے جگائیں۔ اور وہ چیزیں بیان کریں۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ عزّوجل نے انہیں بیکار نہیں

چھوڑا اور ان کے ذکر کو سطح زمین سے نہیں مٹایا اور ان کو ان کے دین کے بارے میں کسی شبہ میں نہیں چھوڑا اور جن فرائض کی ادائیگی کے لئے ان کو مقرر کیا گیا ہے تو اس میں ان کو مقام حیرت میں نہیں چھوڑا۔ نبوت اور رسالت سنت الہٰی ہے اور امامت فرض۔ پس سنت تو بعض حالات میں منقطع اور ترک ہوسکتی ہے مگر فرض صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ پس امامت ہی وہ فرض عظیم ہے جس کے ذریعہ سنت و فرائض قائم ہوتے ہیں، دین کامل اور نعمت تمام ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور اکرمؐ کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اسی لئے ائمہ طاہرینؑ ہی وہ ہستیاں ہیں جو بندگان خدا کو صحت دینی کی طرف رہنمائی کرسکتے ہیں۔ اور ان کے لئے نجات کا راستہ لازم کرتے ہیں اور انہیں ہلاکت کے موارد سے بچاتے ہیں۔ اور ان کے لئے اللہ عزّوجل کے فرائض بیان کرتے ہیں جو ان کے افہام سے ناپید ہوگئے ہیں۔ اور انہیں کتاب خدا کے ذریعے ہدایت یافتہ ہونے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ انہی کے باعث دین محفوظ اور شک سے بالاتر رہتا ہے۔ اور اللہ عزّوجل کے جو فرائض ہیں ان کی ادائیگی میں باطل داخل نہیں ہوتا اور اللہ کے احکام جاری رہیں گے کہ جن میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور نہ تغیر ہوتا ہے۔

رسالت و نبوت سنت ہے اور امامت فرض اور اللہ تعالیٰ کے فرائض حضور اکرمؐ کے ذریعہ ہمارے لئے جاری ہوئے جو ہمارے لئے لازم ہیں اور قیامت تک نہ منقطع ہونگے نہ تبدیل۔ ہاں ہم اس روایت کا بھی انکار نہیں کرتے جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے درمیان جو زمانہ فترت تھا اس میں کوئی نبی یا وصی نہیں تھا۔ ہم اس سے انکار نہیں کرتے اور کہتے ہیں: یہ روایت صحیح ہے مگر ہمارے مخالفین انبیاء، ائمہ و رسولان علیہم السلام کے انقطاع کے بارے میں جو تاویل کرتے ہیں اسے نہیں مانتے۔

فترت کے معنی ہیں ایسا زمانہ جس میں کوئی رسول یا نبی یا وصی ظاہر و مشہور نہ ہو جس طرح اس سے قبل تھا۔ اور اسی پر نازل شدہ کتاب کی دلیل ہے کہ اللہ عزّوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسولوں کی فترت کے وقت پر مبعوث کیا نہ کہ انبیاء، و اوصیاء، کی فترت کے وقت۔ حضور اکرمؐ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان کئی انبیاء اور ائمہ آئے جو لوگوں کے خوف سے پوشیدہ رہے۔ انہی میں خالد بن سنان عبسی نبی بھی تھے جن کا انکار کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ ان کے بارے میں روایات خاص و عام میں مشہور ہیں۔ اور ان کی صاحبزادی (۱) نے حضور کا زمانہ پایا اور آپؐ سے ملاقات کرنے آئیں تو آپؐ نے فرمایا: یہ اس نبی کی بیٹی ہے جس کو اس کی قوم نے کمزور کردیا اور وہ خالد بن سنان تھے۔ ان کے اور حضور اکرمؐ کی بعثت کے درمیان پچاس سال کا فاصلہ تھا۔ ان کا پورا نام خالد بن سنان بن بعیث بن مریطہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس تھا یہ بات مجھ سے اہل علم و فقہ کی ایک جماعت نے بیان کی۔

---

(۱) معارف میں ابن قتیبہ نے تحریر کیا۔ اس کی بیٹی رسول اللہؐ کے پاس آئی تو میں نے آنجناب کو **قل ھو اللّٰہ احد** کی قرات کرتے ہوئے سنا اس پر اس (خاتون) نے کہا: میرے والد بھی یہی کہا کرتے تھے۔

۳ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ولید خزاز اور سندی بن محمد بزاز نے ان دونوں سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ابان بن عثمان احمر نے ان سے بشیر نبال نے ان سے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ خالد بن سنان عبسی کی بیٹی حضور اکرمؐ کے پاس آئی تو آپؐ نے فرمایا مرحبا اے میرے بھائی کی بیٹی ۔ آپؐ نے اس کو پاس بلایا اس کے لئے رداء بچھائی اور اس کو اپنے پاس بٹھایا پھر فرمایا یہ اس نبی کی بیٹی ہے جس کو اس کی قوم نے کمزور کردیا اور وہ خالد بن سنان عبسی تھے ۔

اس کا نام محیاۃ بنت خالد بن سنان تھا ۔

اور بعد اس کے کہ اگر کتاب منزل نہ ہوتی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بزبان نبی مرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دی کہ جس پر امت کا اجماع ہے جو آنجنابؐ سے نقل کیا گیا ہے نیز یہ روایت کتاب خدا کے موافق ہے کہ آنجنابؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ اللہ کی حکمت میں یہ واجب و لازم تھا کہ بندگان خدا کو ڈرانے والے رسول کے بغیر رکھنا جائز نہیں جب تک تکلیف شرعی ان پر باقی ہے ۔ چنانچہ رسول ان پر متواتر آتے رہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے **ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جآء امة رسولها کذبوه فاتبعنا بعضهم بعضاً** (سورۃ مومنون آیت ۴۴) " پھر ہم نے اپنے رسول لگاتار بھیجے ۔ جب کسی امت کا رسول اس کے پاس آیا انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے بھی ایک کو دوسرے کے قدم بقدم کردیا ۔"

نیز ارشاد ہے ۔ **لئلایکون للناس علی اللّٰه حجة بعد الرسل** (سورہ نساء آیت ۱۶۵) " تاکہ لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسول کے بعد باقی نہ رہے ۔" کیونکہ لوگوں کی حجت اسی وقت ساقط ہوتی ہے جب اللہ رسول بھیجے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے : **لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایتک من قبل ان نذل و نخزی** (سورۃ طہٰ آیت نمبر ۱۳۴) " تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے پہلے تیری نشانیوں کی پیروی کرتے ۔"

پس لوگوں کی حجت کو ساقط کرنے کے لئے اللہ نے رسول بھیجے ۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **قل قد جآء کم رسل من قبلی بالبینت و بالذی قلتم فلم قتلتمو هم ان کنتم صادقین** (سورۃ آل عمران آیت ۔ ۱۸۳) " تم کہہ دو کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے تھے اور جو کچھ تم کہتے ہو یہ بھی لائے تھے پھر اگر تم سچے ہو تم ان کو قتل کیوں کیا تھا ۔"

پس بندوں پر تکلیف شرعی اس وقت لازمی آتی ہے ۔ جب ان کے پاس کوئی ڈرانے والا رسول آئے جو انہیں امور دین و دنیا کی مصلحتیں سمجھائے ، ان کے ظالموں کے مقابلے میں مظلوموں سے انصاف کرے ۔ اور قوی سے کمزور کا حق

واپس دلائے پس اللہ کی حجت اس طرح قائم ہو سکتی ہے۔

اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دے دی ہے کہ حضرت محمدؐ پر سلسلہ رسالت و نبوت ختم ہوگیا اور ہم نے اس بات کو مان لیا اور یقین کرلیا کہ آپؐ کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا پس اب کسی ایسے سلسلہ کی ضرورت ہے جو سلسلہ رسالت و نبوت کی جگہ قائم ہو اور جس کے ذریعہ اللہ کی حجت قائم ہو، جس کے ذریعے سے ہمارے امراض دور ہوسکیں۔ اور اللہ نے اپنے نبی سے قرآن میں فرمایا: **انما انت منذر ولکل قوم ھاد** (سورۃ رعد آیت ۷) "تیرا کام تو ڈرانا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے" پس اس سلسلہ ہدایت کی ضرورت اس وقت تک رہے گی جب تک یہ دنیا باقی ہے اور تکلیف شرعی و اوامرونواہی باقی ہیں۔ اور لازمی ہے کہ یہ ہادی ہماری طرح نہ ہو جس کو خود سیدھا ہونے کی، ادب سیکھنے کی اور حق کی طرف ہدایت پانے کی ضرورت ہو اور وہ علم شریعت اور مصالح دین میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ بلکہ وہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہو اور اللہ کی جانب سے الہام کے ذریعے ہدایت یافتہ ہو جیسے کہ امِّ موسیٰ کی طرف الہام کیا گیا تھا جس میں ان کی اور موسیٰ کی، فرعون اور اس کی قوم کی جانب سے نجات تھی۔

پس امام کا سارا علم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ کتاب خدا کا عالم ہوتا ہے اور اس کی تنزیل و تفسیر و تاویل و معانی و ناسخ ومنسوخ، محکم و متشابہ، حلال و حرام، اوامرونواہی، وعدہ وعید، امثال و قصص کو جانتا ہے اور یہ علم اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی رائے یا قیاس سے کام نہیں لیتا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ** (سورۃ نساء آیت ۸۳) "اور اگر وہ اسے رسول تک اور ان میں جو (اللہ کے) امر والے ہیں ان تک پہنچاتے۔ تو بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔"

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں نے رسول اکرمؐ کی اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ **انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللّٰہ عزّوجل و عترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض** " میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اگر ان سے متمسک رہے تو گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسری میری عترت اہل بیت یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملیں گے۔"

نیز آپؐ نے فرمایا: **الائمۃ من اہل بیتی لا تعلّموھم فانھم اعلم منکم** " میرے ائمہ اہل بیت کو نہ پڑھاؤ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں" پس رسول اللہ نے فرمایا: ہم نے ان کو علم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا: وہ اپنا قائم مقام ہماری ہدایت اور علم کتاب کی معرفت کے لئے ہم میں چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن امت بہت جلد ان دونوں سے مفارقت اختیار کرے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ جن کو محفوظ رکھے اور ان کو وہ ضروری سمجھیں اور ان کے اتباع سے گمراہی

اور ہلاکت سے بچ سکیں اور یہی صحیح ضمانت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے دی جائے گی جب کہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہ ہو۔ اور اس چیز کا اتباع نہ کیا جائے جس کی طرف وحی کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو ان دونوں سے تمسک رکھے گا وہ ہرگز گمراہ نہیں ہوگا اور یہ کہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر وارد ہوں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ آپؐ کی امت فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔ اس میں ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب ناری۔

پس آپؐ کے دونوں اقوال کو سامنے رکھیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو فرقہ کتاب و عترت سے تمسک رکھے گا وہ ہلاکت سے دور رہے گا۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ان دونوں سے تمسک رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا۔

اور آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میری امت میں وہ شخص دین سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے جس نے کتاب و عترت میں فاصلہ ڈال دیا۔ اس بات نے ہمیں آگاہ کیا کہ جو چیز ہمارے لئے چھوڑی گئی ہے یہ ہمارے عذر اور حجت کے لئے یقینی چیز ہے اور اللہ عزّوجل ہماری طرف رسولوں کے بھیجنے سے بے نیاز ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت میں قرآن، تنزیل، سورۃ و آیات، قراءت، معانی و تفسیر اور تاویل کے بارے میں کثرت سے اختلاف ہیں اور ہر کوئی اپنی بات ثابت کرنے کے لئے آیات قرآنی کا سہارا لیتا ہے۔ پس ہم نے جان لیا کہ جو شخص قرآن کا علم رکھتا ہے جس کا وہ محتاج ہے تو وہ وہی شخص ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کتاب سے قریب کیا ہے جو قیامت تک اس سے جدا نہیں ہوگی۔

اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ اس کتاب کے ہم نشین ہادی کے ساتھ دلیل ہو اور ایسی رہنمائی ہو جو دلیلوں سے ہاری ہوئی مخلوق اور اس کی طرف احتیاج رکھنے والوں کے لئے ان دونوں کو ظاہر کرتی ہو اور ان دونوں کے ذریعے اس کے اندر صفات پیدا ہونی چاہئیں اور علم ہونا چاہیئے اور اس ہادی کی ثابت قدمی لوگوں کی صفات سے الگ ہو۔ اور وہ ان کی ہر چیز سے بے نیاز ہو۔ تو اس طرح ان کی معرفت، مخلوق کے اوپر معجزانہ دلالت اور حجت لازمہ کے ساتھ ثابت ہوگی کہ دلیل سے ہارے ہوئے لوگ اس کی امامت کے اقرار کی طرف زیادہ بے چین ہوں گے تاکہ اس ذریعے سے سچا مومن، جھوٹے کافر کے مقابلے میں ظاہر ہوجائے کہ جو انتہائی عناد رکھنے والا اور لوگوں کو دھوکے میں رکھنے والا، اپنے جھوٹے اقوال اور غلط خیالات اور مختلف کتب و اخبار کی تاویلات کرنے والا ہے اس لئے کہ عناد رکھنے والا برہان کو قبول نہیں کرتا۔

اب اہل الحاد و عناد یہ دلیل دیتے ہیں کہ کیونکہ کتابِ خدا میں ہر شے کا بیان موجود ہے اس لئے اس کے ہوتے ہوئے ہم امرِ ہدایت کے محتاج نہیں رہتے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **مافرطنافی الکتاب من شی** (سورۃ انعام آیت ۳۸) "ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں رکھی ہے۔"

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ بے شک کتاب خدا میں ہر شے کا بیان ہے جس میں واضح نصوص ہیں مگر ہم

دیکھتے ہیں کہ بعض مقامات میں اختلاف بھی نظر آتا ہے حالانکہ قولِ خدا میں اختلاف جائز نہیں ہے۔ جیسے کہ ارشادِ رب العزت ہے: **ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً** (سورۃ نساء آیت ۸۲) "اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت اختلاف۔" پس مکلّفین کے لئے لازم ہے کہ کوئی ایسا فرد ہو جو قرآن کے بیان کو دلیل و حجت سے واضح کرے۔ جیسے کہ ہم سابقہ امتوں میں دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی وفات کے بعد کتابِ خدا میں اختلاف کا شکار ہو گئیں اور اہل توریت محض توریت کے باعث اہل زبور، زبور کے باعث۔ اہل انجیل، انجیل کے باعث کسی ہادی سے مستغنی نہیں ہوئے حالانکہ ان کتابوں کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ ان میں ہدایت اور نور ہے جس کے ذریعہ انبیاء حکم دیتے تھے۔ پس وہ امتیں اس حکم کو ان کتابوں سے حاصل کرنے میں ایک ہادی کی محتاج رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں میں موجود علم کو لوگوں کو بیان نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے لئے ان کی طرف رسول بھیجے اور ہر رسول کے لئے ایک وصی قرار دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اگلے نبی کی آمد تک وہ اس وصی کی اطاعت کریں تاکہ ان پر حجت قائم رہے اور وہ اوصیاء کتابِ خدا سے فیصلے کرتے تھے جیسے کہ ارشادِ خداوندی ہے: **یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللّٰہ وکانوا علیہ شھداء** (سورۃ مائدہ آیت ۴۴) "وہ نبی جو مطیعِ خدا تھے۔ یہودیوں کے فیصلے اسی کے مطابق کرتے رہے۔ اسی طرح اللہ والے لوگ اور علماء جن کو اللہ کی کتاب کی حفاظت سپرد کی گئی تھی اور وہ اس کے گواہ تھے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کے بعد رسالت کا سلسلہ بند کر دیا اور ان کے اہل بیت اور عترت میں سے ہمارے لئے ہادی مقرر کئے جو حق کی طرف ہماری رہنمائی کریں۔ ہم سے اندھے پن کو ہٹائیں اور امت کو اختلاف و تفرقہ سے دور رکھیں۔ وہ خطاء و گناہ سے معصوم اور کتابِ خدا سے متصل ہیں اور ہمیں حکم دیا کہ ہم کتاب و عترت سے متمسک رہیں اور ہمیں اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے معلوم ہوا کہ ہم گمراہ نہیں ہوں گے اگر ان دونوں سے ہم نے تمسک رکھا۔ اگر سلسلہ امامت جاری نہیں کیا جاتا تو بعثتِ رسول کی حکمت باطل قرار پاتی اور ہم سے تکلیف ساقط ہو جاتی اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کا بیان اپنے نبی سے اس طرح کیا: **انما انت منذر و لکل قوم ھاد** (سورۃ رعد آیت ۷) "تیرا کام تو ڈرانا ہے اور ہر قوم کے لئے ہادی ہے۔" پس اس طرح ہم پر اللہ کی حجتِ بالغہ ہے۔

رسولوں انبیاء اور اوصیاء صلوات اللہ علیہم سے زمین کبھی بھی خالی نہیں رہی البتہ دشمنوں کے خوف کے پیش نظر بعض نے اپنی دعوت کو ظاہر نہیں کیا اور اپنی تبلیغ کو صرف مومنوں تک محدود رکھا یہاں تک کہ حضرت محمدؐ مبعوث

ہوئے ۔ حضرت عیسیٰ کے آخری وصی کا نام آبی تھا بعض کہتے ہیں بالط تھا ۔

۴ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ ، محمد بن حسین بن ابی خطاب ، یعقوب بن یزید کاتب اور احمد بن حسن بن علی بن فضال نے ان سے عبداللہ بن بکیر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے آخری وصی کا نام آبی تھا ۔

۵ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبداللہ نے ان دونوں سے یعقوب بن یزید کاتب نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے آخری وصی کا نام بالط تھا

۶ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان دونوں کا بیان ہے کہ کہا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہیثم بن ابی مسروق نہدی اور محمد بن عبدالجبار نے ان سے اسماعیل بن سہل نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے درست بن ابی منصور واسطی وغیرہ نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب سلمان فارسیؓ کئی علماء کے پاس تلاش حق کے لئے گئے آخر میں آپؓ آبی کے پاس گئے اور اس وقت تک اس کے پاس رہے جب تک اللہ نے چاہا ۔یہاں تک کہ حضور اکرمؐ کا ظہور ہوا تو آبی نے کہا: اے سلمان وہ شخص جس کی تم کو تلاش ہے وہ مکہ میں ظاہر ہوگیا ہے ۔ پس حضرت سلمان مکہ تشریف لے آئے ۔

۷ ۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے کوفہ کے رہنے والے اصحاب کی ایک جماعت نے ان سے محمد بن اسماعیل بن بزیع نے ان سے امیہ بن علی قیسی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے درست بن ابی منصور واسطی نے انہوں نے کہا کہ ابوالحسن اول یعنی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ پر آبی حجت تھے ۔ تو آپؑ نے فرمایا : نہیں بلکہ حضورؐ تک آبی کے ذریعہ وصیتِ انبیاء پہنچی اور آپؐ نے اسے قبول فرمایا ۔ میں نے عرض کیا : کیا حضورؐ آبی پر حجت تھے ؟ فرمایا اگر حضورؐ حجت ہوتے تو ان تک آبی وصیت نہیں پہنچاتے ۔ میں نے عرض کیا: پھر آبی کا کیا حال تھا ۔ آپؑ نے فرمایا کہ انہوں نے حضورؐ کی رسالت اور جو آپؐ پر نازل ہوا اس کا اقرار کیا ۔ آپؐ تک وصیتِ انبیاء پہنچائی اور اسی دن فوت ہوگئے ۔

پس فترت کا مطلب ہے مخفی ، پوشیدہ اور ظہور و اعلانِ دعوت کی ممانعت نا کہ اس کا مطلب سرے سے کسی شخص یا کسی ذات کا غائب ہوجانا ۔ جیسے خدا ملائکہ کے تذکرے میں ارشاد فرماتا ہے : **یسبحون اللیل و النھار لا یفترون** (سورۃ انبیاء آیت ۲۰) " یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے " پس اگر اس آیت میں فتور کا مطلب

کسی ذات کا غائب ہوجانا لیا جائے تو یہ آیت محال قرار پاتی ہے کیونکہ اگر ملائکہ سوتے ہیں تو سونے والا (ذہنی اعتبار سے) غائب ہوجاتا ہے اور سونے والا تسبیح نہیں کرتا کیونکہ جب سو جاتا ہے تو تسبیح سے رک جاتا ہے۔ اور نیند بمنزلہ موت ہوتی ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے: **اللہ یتوفی الا نفس حین موتها والتی لم تمت فی منا مھا** (سورۃ زمر آیت ۴۲) "اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں۔"

نیز ارشاد خداوندی ہے **وھو الذی یتوفکم بالیل و یعلم ماجرحتم بالنھار** (سورۃ انعام آیت ۶۰) اور وہی ہے کہ قبضہ میں لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر چکے ہو دن میں" نائم فاتر بمنزلہ میت ہے اور وہ ذات جسے نہ نیند آتی ہے، نہ اونگھ، نہ سوتا ہے، نہ فاتر ہوتا ہے وہ اللہ کی ذات ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ اور یہ روایت اس پر دلیل ہے:

۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے عباس بن موسیٰ وراق نے ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے ان سے داؤد بن فرقد عطار نے انہوں نے کہا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک نے خبر دی ہے کہ مجھے بتائیں کہ کیا ملائکہ سوتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں معلوم۔ تو اس نے کہا اللہ عزّوجل کا ارشاد ہے **یسبحون الیل والنھار لایفترون** (سورۃ الانبیاء آیت ۲۰) "رات دن اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کاہلی نہیں کرتے۔" پھر کہا: کیا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات میں سے کچھ اس سوال کے متعلق تمہیں بطور ہدیہ پیش کروں" میں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ بتاؤ! پس اس نے کہا: (امامؑ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا) جو بھی زندہ ہے وہ سوتا ہے سوائے خدائے واحد و عزّوجل کے اور ملائکہ ہوتے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ اللہ عزّوجل کا فرمان ہے۔ **یسبحون الیل والنھار لایفترون** فرمایا: ان کا سانس لینا تسبیح ہے۔

پس فترت کا مطلب ہے کہ اظہار امرونہی سے باز رہنا۔

اور لغت بھی ایسے ہی معنی پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے۔ **فتر فلان عن طلب فلان** اور **فتر عن مطالبته** اور **فتر عن حاجته** یہاں مطلب ہے مطالبہ اور حاجت سے باز رہنا نہ کہ سرے سے کسی شخص کا ہی غائب ہوجانا۔

بعض لوگ دین کے طور پر قرآن کی دو آیات پیش کرتے ہیں۔ ایک تو سورہ سجدہ کی آیت ۳ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لتنذر قوماما اتھم من نذیر من قبلک** "تاکہ تم ڈراؤ ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی

ڈرانے والا تم سے پہلے نہیں آیا۔" اور دوسری سورۃ سبا کی آیت ۴۴ ہے۔ **وما اتینھم من کتب یدرسونھا وما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر** "اور ہم نے ان کو کتابیں تو دی نہیں تھیں جنہیں وہ پڑھتے اور نہ ہم نے تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا بھیجا تھا۔" ان دو آیات کو ہمارے مخالف اس بات کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور حضور اکرمؐ کے درمیان نہ تو کوئی نبی آیا اور نہ کوئی رسول اور نہ کوئی حجتِ خدا۔ دراصل وہ ان آیات کی تاویل ہی غلط کر رہے ہیں۔ یہاں تذکرہ نذیر کا ہے۔ اور نذیر صرف رسول ہوتے ہیں۔ نہ تو انبیاء اور نہ ہی اوصیاء کے لئے نذیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے حضور اکرمؐ سے اللہ نے ارشاد فرمایا: **انما انت منذر ولکل قوم ھاد** (سورۃ رعد آیت ۷) "تیرا کام تو ڈرانا ہے۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوا کرتا ہے۔" پس نذیر رسول ہی ہوتے ہیں اور انبیاء و اوصیاء ہادی کہلاتے ہیں اور اللہ عزّوجل کا قول: " **ولکل قوم ھاد** " خود اس بات کی دلیل ہے کہ زمین حجتِ خدا سے کسی زمانے میں خالی نہیں رہی۔ تمام قوموں اور تمام زمانوں میں بندوں کے لئے اللہ عزّوجل کی جانب سے انبیاء اور اوصیاء میں حجت کا ہونا لازم ہے۔

پس اللہ عزّوجل کی جانب سے لازم کر دیا گیا ہے کہ جب تک تکلیف شرعی باقی ہے، انبیاء اور اوصیاء کے ذریعے غیر منقطع ہدایت جاری رہے اس لئے کہ وہ ڈرانے کے کام کی ادائیگی کرتے ہیں۔ ہاں جائز ہے کہ ڈرانے کا سلسلہ منقطع ہوجائے جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منقطع ہوا اور آپؐ کے بعد کوئی نذیر نہیں آیا۔

۹۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ اور محمد بن حسنؒ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب اور یعقوب بن یزید نے ان دونوں سے حمّاد بن عیسیٰ نے ان سے حریز بن عبداللہ نے ان سے محمد بن مسلم نے انہوں نے کہا کہ میں نے آیت " **انما انت منذر ولکل قوم ھاد** " کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا: ہر امام اپنی قوم کے لئے ان کے زمانے میں ہادی ہوتا ہے۔

۱۰۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابن ابی عمیر نے ان سے عمر بن اذینہ نے ان سے برید بن معاویہ عجلی نے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت " **انما انت منذر لکل قوم ھاد** " کے معنی دریافت کئے تو آپؑ نے فرمایا: **منذر** سے مراد رسول اللہؐ اور **ھاد** سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ اور ہر وقت اور ہر زمانے میں ہم میں سے ایک امام ہوگا جو لوگوں کو رسول اللہ کی تعلیمات کی طرف بلائے گا۔

اس مفہوم کی کثرت سے روایت وارد ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ سے جو یہ فرمایا کہ " **لتنذر**

قوماً ما اتاھم من نذیر من قبلک " تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ سے پہلے ان کے درمیان کوئی رسول نہیں آیا۔ جس نے شریعت میں تبدیلی کی ہو اور ملت میں تغیر کیا ہو۔ اور نہ ان سے اوصیاء کی ہدایت اور دعوت کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس بات کی نفی اللہ تعالیٰ کیسے کرسکتا ہے جبکہ اس نے ارشاد فرمایا: **واقسموا باللّٰہ جھد ایمانھم لئن جآء ھم نذیر لیکونن اھدٰی من احدی الامم فلما جاء ھم نذیر مازادھم الا نفورا** (سورۃ فاطر آیات ۴۲) " اور انہوں نے اپنی قوت بھر خدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو ہم ہر پہلی امت سے زیادہ راہ راست پر آجانے والے ہوجائیں گے مگر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو ان کی نفرت اور زیادہ ہوئی۔"

اور اسی قسم کی دوسری روایات بھی ہم نے اس کتاب میں ذکر کی ہیں۔ **ولاقوۃ الا باللّٰہ۔**

۱۱۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن ظریف نے ان سے صالح بن ابی حمّاد نے ان سے محمد بن اسماعیل نے ان سے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مرجائے اس حالت میں کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ میں نے عرض کیا: کیا ہر وہ شخص جو بغیر امام کے مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں اور واقف (رک جانے والے) کافر ہیں۔ اور ناصبی مشرک ہیں۔

۱۲۔ علی بن حاتم نے مجھے خط کے ذریعے خبر دی انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حمید بن زیاد نے ان سے حسن بن علی بن سماعہ نے ان سے احمد بن حسن میثمی نے ان سے سماعہ وغیرہ نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت امام قائمؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ **ولایکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون** (سورہ حدید آیت ۱۹) " اور ان لوگوں کی مانند نہ ہوجائیں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک زمانہ گزر گیا پس ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔"

۱۳۔ انہی اسناد کے ساتھ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن میثمی نے ان سے حسن بن محبوب نے ان سے مومن طاق نے ان سے سلام بن مستنیر نے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت **اعلموآ ان اللّٰہ یحی الارض بعد موتھا** (سورۃ حدید آیت ۱۷) " جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد" کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امامِ قائمؑ کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرے گا۔ یہاں موت سے مراد زمین کے رہنے والوں کا کفر ہے کیونکہ کافر میت ہوتا ہے۔

۱۴ - بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالعزیز بن یحییٰ جلودی بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن زکریا جوہری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر بن عمارہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے سعد بن طریف نے ان سے اصبغ بن نباتہ نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ افضل کلام " لا الہ الا اللّٰہ " ہے اور اولِ افضلِ خلق وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے " لا الہ الا اللّٰہ " کہا ۔ کسی نے پوچھا کہ حضور وہ شخص کون تھا جس نے سب سے پہلے لا الہ الا اللّٰہ کہا ؟ آپؐ نے فرمایا وہ میں تھا ۔ میں بصورت نور اللہ کے حضور موجود تھا اور اس کی تحمید و تسبیح و تکبیر و تقدیس و تمجید کرتا تھا ۔ پھر میرے نور سے ایک شاہد کا نور پیدا کیا گیا ۔ پوچھا گیا : حضور آپ کا شاہد کون ہے ؟ آپؐ نے فرمایا ۔ علی ابن ابی طالبؑ جو میرا بھائی ، میرا صفی ، میرا وزیر ، میرا خلیفہ ، میرا وصی ، میری امت کا امام ، میرے کوثر کا ساقی اور میرے لواء حمد کا اٹھانے والا ہے ۔ پھر عرض کیا گیا : حضور ان کے نور سے کون خلق ہوا ؟ فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جو جوانان جنت کے سردار ہیں ۔ اور ان کے بعد حسینؑ کی نسل سے قیامت تک آنے والے ائمہ ۔

۱۵ - بیان کیا مجھ سے محمد بن حسنؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے ان سے حسین بن سعید نے ان سے محمد بن حسن کنانی نے ان سے ان کے جد نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ پر ان کی موت سے پہلے ایک کتاب اتاری اور فرمایا : اے محمدؐ یہ کتاب دراصل تمہاری وصیت ہے جو تم اپنے خاندان میں نجیب کو دے دو ۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا : اے جبرئیلؑ میرے خاندان میں نجیب کون ہے ؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا ۔ علی ابن ابی طالبؑ ۔ اس کتاب پر سونے کی کئی مہریں لگی تھیں ۔ پس حضورؐ نے وہ کتاب حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو دی اور تاکید کی کہ ان مہروں میں سے ایک کو وہ توڑیں اور جو اس کتاب کے حصہ میں لکھا ہے اس پر عمل کریں ۔ پس (حضورؐ کے انتقال کے بعد) حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے ایک مہر توڑی اور کتاب میں تحریر ہدایت کے مطابق عمل کیا ۔ پھر وہ کتاب اپنے فرزند حسنؑ کو دی انہوں نے بھی ایک مہر توڑی اور اس میں تحریر ہدایت کے مطابق عمل کیا ۔ پھر وہ کتاب امام حسینؑ کے پاس آئی ۔ آپؑ نے بھی اپنے حصہ کی مہر توڑی تو دیکھا کہ اس میں تحریر تھا کہ شہادت کے لئے خروج کریں اور جو آپؑ کی حمایت میں لڑے گا وہ بھی یہ مرتبہ پائے گا اور اپنا نفس اللہ کے حوالے کردیں ۔ پس اس کے مطابق عمل کیا ۔ پھر حضرت علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے اپنے وقت میں اس کی ایک مہر توڑی تو آپ کے لئے ہدایت درج تھی کہ خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار کریں ۔ اور عبادت الٰہی کریں یہاں تک کہ یقین (موت) آجائے ۔ پس آپؑ نے بھی اس کے مطابق عمل کیا ۔ پھر وہ کتاب حضرت امام محمد باقرؑ کے پاس پہنچی آپؑ نے مہر توڑی تو اس میں تحریر تھا کہ لوگوں کو احادیث بیان کریں ۔ احکام شرعی بتائیں اور صرف

اللہ سے ڈریں۔ کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ پھر وہ کتاب میرے (امام جعفر صادقؑ) کے پاس آئی۔ میں نے مہر توڑی تو میرے لئے یہ ہدایت درج تھی کہ میں لوگوں میں احادیث بیان کروں احکام شرعی بتاؤں اور علوم اہل بیت کی نشرواشاعت اور اپنے آباء صالحین کی تصدیق کروں اور صرف اللہ سے ڈروں اور میں حرزوامان میں ہوں۔ پس میں نے اس کے مطابق عمل کیا اب یہ کتاب میں موسیٰ بن جعفر کو دوں گا اور وہ اپنے بعد کے امامؑ کو۔ اس طرح یہ کتاب امام مہدیؑ تک پہنچ گی۔

۱۶۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے ان سے احمد بن ابی عبداللہ برقی نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے علی بن ابی حمزہ نے ان سے ابی بصیر نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام نے اس آیت **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون** (سورۃ توبہ آیت ۳۳) "اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے گو مشرکوں کو برا لگے" کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم اس آیت کی تاویل ابھی تک نازل نہیں ہوئی۔ اور نہ اس وقت تک ہوگی جب تک کہ امام قائمؑ خروج نہ کرلیں۔ پھر کوئی کافر اور کوئی مشرک باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر کوئی کافر یا مشرک پہاڑ کے اندر بھی پناہ لے گا تو وہ پہاڑ آواز دے گا کہ اے مومن میرے بطن میں کافر (چھپا) ہے اس کو باہر نکال کر قتل کردو۔

۱۷۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے ان سے محمد بن حسین بن ابی خطاب اور احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان دونوں سے محمد بن سنان نے ان سے ابی جارود زیاد بن منذر نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام قائمؑ مکہ سے خروج کریں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے کر نہ چلے۔ آپؑ کے ساتھ وہ پتھر ہوگا جو موسیٰ بن عمرانؑ کے ساتھ تھا اس میں سے چشمہ جاری ہوگا۔ پس جو بھوکا ہوگا اس کا پانی پی کر اس کی بھوک ختم ہوجائے گی اور پیاسے کی پیاس۔ یہاں تک کہ آپؑ کوفہ کے قریب نجف پہنچیں گے۔

۱۸۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولیدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے ان سے یعقوب بن یزید نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ابان بن عثمان نے ان سے ابان بن تغلب نے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امام قائمؑ کی بیعت سب سے پہلے جبرئیلؑ کریں گے۔ وہ سفید پرندہ کی صورت میں نازل ہوں گے اور بیعت کریں گے پھر ایک شخص کو بیت اللہ حرام پر اور ایک کو بیت المقدس پر چڑھایا جائے گا اور فصیح زبان میں ندا دی جائے گی جسے تمام خلائق سنے گی **اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ** (سورۃ نحل

آیت ۱) "آ پہنچا حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو۔"

۱۹۔ انہی اسناد کے ساتھ ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جلد ہی تمہاری مسجد یعنی مکہ کی مسجد میں تین سو تیرہ افراد آئیں گے۔ اہل مکہ سمجھ لیں گے کہ ان لوگوں کو ان کے آباء اجداد نے نہیں جنا ہے (وہ مقامی نہیں ہیں)۔ وہ سب تلواریں لئے ہوئے ہوں گے جن میں ہر تلوار پر کلمہ لکھا ہوگا جس سے ہزار کلمے نکلتے ہوں گے۔ پس اللہ ایک ہوا بھیجے گا جو ہر وادی میں ندا دے گی "یہ مہدیؑ ہے جو داؤد اور سلیمانؑ کی طرح فیصلہ کرے گا اور اسے کسی گواہی کی ضرورت نہ ہوگی۔"

۲۰۔ انہی اسناد کے ساتھ ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جب امام قائمؑ خروج کریں گے تو ہر فرد کے لئے ایک نشانی ہوگی جس سے وہ پہچانا جائے گا کہ وہ صالح ہے یا بدکار۔ اس لئے کہ اس میں عقلمندوں کی پہچان ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے۔

۲۱۔ انہی اسناد کے ساتھ ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دو خون اللہ عزوجل کی جانب سے حلال ہیں کہ کوئی ان کے بارے میں فیصلہ نہیں دے سکتا یہاں تک کہ اللہ عزوجل اہل بیت میں سے قائمؑ کو مبعوث کرے گا اور وہ حکم خدا کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔ پس اس وقت گواہی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا جائے گا اور مانع زکوٰۃ کی گردن زدنی ہوگی۔

۲۲۔ انہی اسناد کے ساتھ ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائمؑ نجف کے قریب سیاہ، چتکبرے گھوڑے پر سوار ہیں جس کی آنکھوں کے درمیان سفید نشان ہوگا۔ جب ان کا گھوڑا حرکت کرے گا تو کسی بھی شہر میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہے گا جو یہ گمان نہ کرے کہ وہ ان کے شہر میں موجود ہیں۔ پس جب آپؑ رسول اکرمؐ کے علم کو ہوا میں لہرائیں گے۔ تو آپؑ کے پاس تیرہ ہزار ملائکہ نازل ہوں گے۔ (ان میں) تیرہ فرشتے امام قائمؑ کے منتظر ہوں گے یہ وہ فرشتے ہیں جو جناب نوحؑ کے ساتھ سفینہ میں تھے، حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اس وقت تھے جب وہ آگ میں ڈالے جارہے تھے اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اس وقت تھے جب وہ آسمان پر اٹھائے جارہے تھے۔ اور چار ہزار جھنڈے اٹھائے ہوئے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ تین سو تیرہ فرشتے وہ ہیں جو جنگ بدر میں تھے اور چار ہزار فرشتے وہ ہیں جو جنگ بدر میں تھے اور چار ہزار فرشتے وہ ہیں جو زمین پر حضرت امام حسینؑ کی معیت میں قتال کے لئے نازل ہوئے تھے مگر جب اجازت نہیں ملی تو واپس چلے گئے تاکہ وہ اللہ سے اجازت طلب کریں اور پھر نازل ہوئے تو امامؑ قتل ہوچکے تھے چنانچہ وہ اب بال بکھرائے ہوئے، خاک آلود حالت میں قبر حسینؑ پر قیامت تک گریہ کریں گے۔ اور امام حسینؑ کی قبر اور آسمان کے درمیان ملائکہ کی آمدورفت رہتی ہے۔

۲۳۔ انہی اسناد کے ساتھ ابان بن تغلب سے مروی ہے ان سے ابو حمزہ ثمالی نے کہا کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے

فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائمؑ نجف میں ظاہر ہوں گے تو رسول اللہ کا عَلَم لہرائیں گے اور اس کا عمود عرش کے عمود کے مساوی ہوگا اور اس جھنڈے کے ساتھ چلنے والا شخص اللہ عزّوجل کی مدد کرے گا۔ جو اس کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ خدا اس کو ہلاک کردے گا۔ میں نے عرض کیا: یہ عَلَم ان کے ساتھ ہوگا یا لایا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا: جبرئیل امام قائمؑ کے لئے لائیں گے۔

۲۴۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے چچا محمد بن ابی قاسم نے ان سے احمد بن ابی عبداللہ کوفی نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن سنان نے ان سے مفضل بن عمر نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ یہ آیت **اين ماتكونوا يات بكم الله جميعاً** (سورۃ بقرۃ آیت ۱۴۸) "جہاں بھی تم ہوگے اللہ تم کو اکٹھا کرلے گا۔" امام قائمؑ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی وہ لوگ رات کو اپنے بستر پر سوئیں گے اور صبح کو اپنے آپ کو مکہ میں پائیں گے۔ ان میں سے بعض بادلوں پر سفر کریں گے امامؑ ان کو ان کے ناموں، ان کی ولدیت، ان کے حلیے اور نسب سے پہچانیں گے۔ میں نے عرض کیا: مولا میں آپؑ پر قربان ان میں سب سے زیادہ صاحب ایمان کون ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا جو دن میں بادلوں میں سفر کرے گا۔

۲۵۔ انہی اسناد کے ساتھ مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائمؑ منبر کوفہ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد ان کے تین سو تیرہ اصحاب جمع ہیں جن کی تعداد اصحاب بدر کے برابر ہے۔ یہ ہی اصحابِ ولایت ہوں گے اور یہ ہی زمین میں خلق پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکام ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپؑ اپنی قبا سے ایک کتاب نکالیں گے جس پر سونے کی مہر ہوگی اس میں وہ عہد ہوگا جو رسول اکرمؐ سے امام قائمؑ تک پہنچا۔ پس وہ سب آپؑ کے پاس سے منتشر ہوجائیں گے اور صرف آپؑ کا ایک وزیر اور گیارہ نقیب رہ جائیں گے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کے پاس رہ گئے تھے پھر (آپؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ) زمین پر سفر کریں گے اور سب لوگ ایک مذہب میں داخل ہوجائیں گے۔ خدا کی قسم میں اس کلام کو جانتا ہوں جو امام قائمؑ لوگوں سے کریں گے اور لوگ اس کو جھٹلائیں گے۔

۲۶۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن حسین بن سعید نے ان سے محمد بن جمہور نے ان سے احمد بن ابی ہراسہ نے ان سے ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق نے ان سے عبداللہ بن حماد انصاری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن شمر نے ان سے جابر بن یزید نے ان سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا (میں دیکھ رہا ہوں کہ) اصحاب قائمؑ مشرق و مغرب کو گھیرے ہوئے ہیں اور ہر شے یہاں تک کہ چرند و پرند بھی ان کے مطیع ہیں۔ اور ہر شے ان کی خوشنودی کی خواستگار ہے حتیٰ کہ (ان میں سے اگر کوئی ایک کسی راستے سے گزرتا ہے تو وہاں کی زمین یہ کہہ کر دوسری زمین پر فخر کرتی ہے کہ مجھ پر سے امام

قائمؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص گزرا ہے۔

۲۷۔ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرورؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر نے ان سے ان کے چچا عبداللہ بن عامر نے ان سے عبداللہ نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے ابن ابی حمزہ نے ان سے ابی بصیر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت لوطؑ کا اپنی قوم سے فرمانا کہ **لو ان لی بکم قوۃ اواوی الی رکن شدید** (سورۃ ھود آیت ۸۰) "کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں" دراصل اس خواہش کا اظہار ہے کہ انہیں وہ قوت حاصل ہوجاتی جو حضرت امام قائمؑ کو حاصل ہوگی اور اس میں اس شدت کا اظہار ہے جو امام قائمؑ کے اصحاب کے لئے ہے۔ امام کے اصحاب میں ہر شخص کو چالیس افراد کے برابر قوتِ جسمانی حاصل ہوگی اور ان کے دل لوہے سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔ (طاقت کا یہ عالم ہوگا کہ) وہ لوہے کے پہاڑ کو اکھاڑ پھینکیں گے اور اس وقت تک اپنی تلواریں نہیں روکیں گے جب تک اللہ راضی نہ ہو جائے۔

۲۸۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے ان سے سلمہ بن خطاب نے ان سے عبداللہ بن محمد نے ان سے منیع بن حجاج بصری نے ان سے مجاشع نے ان سے معلّی نے ان سے محمد بن فیض نے ان سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ کا عصا دراصل حضرت آدمؑ کا تھا جو حضرت شعیبؑ کو ملا تھا اور شعیبؑ سے جناب موسیٰؑ بن عمران کے پاس پہنچا اور اب ہمارے پاس ہے۔ اور اب بھی میں اسے دیکھتا ہوں تو وہ اسی طرح سبز ہے جیسا کہ اس روز تھا جب کہ درخت سے الگ کیا گیا تھا۔ اس سے گفتگو کرو گے تو جواب دے گا۔ وہ قائم آل محمدؑ کے لئے رکھا گیا ہے۔ وہ اس سے وہی کام لیں گے جو موسیٰؑ [بن عمران] لیا کرتے تھے ہم جب چاہتے ہیں وہ حرکت کرتا ہے اور جو اس کے پاس موجود ہوتا ہے اس کو اپنی زبان سے اچک لیتا ہے۔

۲۹۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے ان سے محمد بن حسین نے ان سے محمد بن اسماعیل نے ان سے ابی اسماعیل سراج نے ان سے بشیر بن جعفر نے ان سے مفضل بن عمر نے ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم جناب یوسفؑ کی قمیض کا حال جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرئیلؑ ان کے لئے ایک جامہ بہشت لائے اور ان کو پہنایا۔ اس پر گرمی سردی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ جب حضرت ابراہیمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو انہوں نے اس کو تعویذ میں بند کرکے حضرت اسحاقؑ کے (گلے میں) لٹکا دیا۔ اسحاقؑ نے یعقوبؑ کے (گلے میں) لٹکا دیا اور جب حضرت یوسفؑ پیدا ہوئے تو یعقوبؑ نے ان کے گلے میں لٹکا دیا اور وہ ان کے گلے میں ان حالات میں بھی تھا جو ان پر گزر گئے۔ جب حضرت یوسفؑ نے پیراہن کو تعویذ کے درمیان سے مصر میں نکالا تو یعقوبؑ نے اس کی بو سونگھی اور یہی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون** ۔ (سورۃ یوسف آیت ۹۴) "اگر تم مجھے ناقص

العقل نہ جانو تو مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے ۔" وہ یہی پیرہن تھا جو بہشت سے لایا گیا تھا ۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ۔ پھر وہ پیرہن کس کے پاس پہنچا ۔ آپ نے فرمایا: اپنے اہل کے پاس ہے اور جب ہمارا قائم خروج کرے گا تو اس کے ساتھ ہوگا پھر فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر نے کوئی علم یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز جو میراث چھوڑی سب رسول اللہؐ کو ملی۔

۳۰ ۔ انہی اسناد کے ساتھ مفضل بن عمر سے روایت ہے ان سے ابو بصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب صاحب امر قیام کریں گے (یعنی ان کی حکومت قائم ہوجائے گی) تو اللہ تعالیٰ ہر پست کو بلند اور ہر بلند کو پست کردے گا ۔ یہاں تک کہ دنیا منزلِ راحت بن جائے گی ۔ پس تم میں سے کون اس بادل کے سائے میں ہوگا جو دکھائی نہیں دیتا ۔

۳۱ ۔ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مسرور نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن محمد بن عامر نے ان سے معلّیٰ بن محمد بصری نے ان سے حسن بن علی وشاء نے ان سے مثنیٰ حناط نے ان سے قتیبہ اعشیٰ نے ان سے ابن ابی یعفور نے ان سے بنی شیبان کے ایک غلام نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارا قائم ظہور کرے گا تو اپنے ہاتھ لوگوں کے سر پر رکھے گا جس کے باعث (اللہ تعالیٰ) ان کے شعور و فکر و تدبر کو زیادہ کردے گا ۔

۳۲ ۔ بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکلؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو محمد قاسم بن علاء نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن مسلم نے ان سے ان کے بھائی عبدالعزیز بن مسلم نے نیز بیان کیا ہم سے ابوالعباس محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانیؒ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو احمد قاسم بن محمد بن علی مروزی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو حامد عمران بن موسیٰ بن ابراہیم نے ان سے حسن بن قاسم رقام نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن مسلم نے ان سے ان کے بھائی عبدالعزیز بن مسلم نے کہا کہ ہم ایک زمانے میں مقام مرو میں حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے ساتھ تھے ۔ ہم جمعہ کے روز جامع مسجد میں جمع ہوئے ۔ ہمارے درمیان امامت کے موضوع پر بات چیت ہورہی تھی اور اس بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا تھا ۔ میں حضرت امام رضا کی خدمت میں آیا اور امامت کے بارے میں لوگوں کے خیالات بیان کئے ۔ آپ مسکرائے اور فرمایا: اے عبدالعزیز بن مسلم یہ قوم جہالت کا شکار ہے اور ان کے اذہان نے ان کو دھوکا دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی روح کو اس وقت تک قبض نہیں کیا جب تک دین کو کامل نہیں کیا اور قرآن کو نازل کیا جس میں ہر شئے کا بیان ہے اور اس میں حلال اور حرام، حدود اور احکام کو بتایا گیا ہے اور وہ تمام باتیں بھی جن کی طرف لوگ محتاج ہیں اور فرمایا **مافرطنافی الکتاب من شیء** (سورہ انعام آیت ۳۸) " ہم نے کتاب میں

کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ اور حضور اکرمؐ کی آخر عمر میں حجۃ الوداع میں یہ آیت نازل کی۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً** (سورۃ مائدہ آیت ۳) آج میں پورا کرچکا تمہارے لئے تمہارا دین۔ اور پوری کیں تم پر میں نے اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین کی حیثیت سے۔ اور امر امامت اتمام دین سے ہے۔ اور آپؐ نے رحلت فرمائی یہاں تک کہ اپنی امت پر دین کے احکام کو ظاہر کردیا۔ اور اس کا راستہ واضح کردیا اور ان کو حق کی راہ پر لگا کر چھوڑ دیا اور حضرت علیؑ کو ان کے لئے نشانِ ہدایت اور امام بنایا اور کسی ایسے امر کو نہیں چھوڑا جس کی طرف امت محتاج ہو مگر یہ کہ اس کو بیان کردیا۔ پس جس نے یہ گمان کیا کہ خدا نے اپنے دین کو مکمل کئے بغیر چھوڑ دیا تو اس نے کتاب خدا کو رد کیا اور جس نے ایسا کیا اس نے اس سے کفر کیا۔ کیا لوگ قدرِ امامت اور محلِ امامت کو پہچانتے ہیں؟ کیا ان کو اس کے متعلق اختیار دے دیا گیا ہے؟

امامت ازروئے قدرومنزلت بہت اجل وارفع ہے اور ازروئے شان بہت عظیم ہے۔ اور محل و مقام کے اعتبار سے بہت بلند ہے اور اپنی طرف غیر کے آنے سے مانع ہے۔ اور اس کا مفہوم بہت گہرا ہے لوگوں کی عقلیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور ان کی رائیں اس کو پا نہیں سکتیں۔ وہ اپنے اختیار سے اپنے امام کو مقرر نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو امامت سے مخصوص کیا۔ نبوت اور خلت کے بعد امامت کا تیسرا رتبہ ہے۔ پروردگار عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو اس کا شرف بخشا اور اس کا اس طرح ذکر کیا۔ **انی جاعلک للناس اماماً** (سورۃ بقرہ آیت ۱۲۴) "میں نے تجھ کو انسانوں کا امام بنایا۔" خلیل خدا نے خوش ہو کر کہا: اور میری اولاد کو امام بنائے گا؟ فرمایا کہ ظالم میرے عہد کو نہ پاسکیں گے۔ اس آیت نے قیامت تک کے لئے ہر ظالم کی امامت کو باطل کردیا۔ اور اس کو اپنے برگزیدہ لوگوں میں قرار دیا اور پھر ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا اس طرح کہ ان کی اولاد میں پاکیزہ اور طاہر لوگ پیدا کئے اور فرمایا: **و وہبنا لہ اسحق و یعقوب نافلۃ و کلا جعلنا صالحین O وجعلنا ہم ائمۃ یہدون بامرنا و اوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و کانوا لنا عابدین۔** (سورۃ الانبیاء آیت ۷۲-۷۳) "ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کئے جیسا کہ انہوں نے طلب کیا اور ان سب کو صالح بنایا اور امام بنایا کہ وہ ہمارے امر کی ہدایت کرتے اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کی، نماز قائم کرنے کی، اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔"

پس عہد امامت ان کی ذریت میں بطور میراث ایک دوسرے کی طرف چلا یہ سلسلہ صدیوں تک چلتا رہا یہاں تک کہ اس کے وارث حضور اکرمؐ ہوئے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے: **ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین امنوا واللّٰہ ولی المومنین** (سورۃ آل عمران آیت ۶۸) "لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیمؑ سے ان کو تھی جو ساتھ اس کے تھے اور ان کو بھی جو ایمان لاتے اس نبی پر اور اللہ تعالیٰ ولی ہے

مومنوں کا۔ پس یہ چیز حضور اکرمؐ کے لیے مخصوص ہو گئی ۔ پھر یہ عہدہ حضرت علیؑ سے مخصوص ہوا خدا کے حکم سے اس رسم کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ۔ پس ان کی اولاد میں وہ اصفیاء ہوئے جن کو اللہ نے علم و ایمان دیا ۔ جیساکہ اللہ نے فرمایا ہے: **وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتاب اللّٰہ الی یوم البعث فھذا یوم البعث ولکنکم کنتم لاتعلمون** (سورۃ روم آیت ۵۶) " اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم تو خدا کے نوشتے کے بموجب قیامت تک رہے تو آج تو یہ قیامت کا دن ہے لیکن تم کو (اس کا) علم و یقین ہی نہ تھا ۔" پس یہ امامت اولاد علی علیہ السلام میں قیامت تک رہے گی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ تو ان جاہلوں کو (امام بنانے کا) یہ اختیار کہاں سے حاصل ہوگیا؟

امامت بمنزلہ نبوت اور میراثِ اوصیاء ہے ۔ امامت اللہ کی خلافت اور رسول اللہؐ کی جانشینی ہے یہ مقامِ امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ اور میراثِ حسنؑ اور حسینؑ ہے ۔

امامت دین کی لگام اور نظامِ مسلمین ہے ۔ اس سے امورِ دنیا کی درستی ہے اور مومنین کی عزت ہے امامت اسلام کا سر اور اس کی بلند شاخ ہے ۔ امام ہی سے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد کا تعلق ہے ۔ امام ہی مالِ غنیمت کا مالک ہے، صدقات کا وارث ہے ۔ وہی حدود اور احکام کا جاری کرنے والا ہے ۔ وہی سرحدوں اور اطراف کی حفاظت کرنے والا ہے ۔

امام حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام کرتا ہے ۔ حدود اللہ کو قائم کرتا ہے ۔ دشمنوں کو دینِ خدا سے دور کرتا ہے ۔ اور لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دینِ خدا کی طرف بلاتا ہے وہ خدا کی حجتِ بالغہ ہے ۔

امام چڑھتا سورج ہے جو اپنی روشنی سے عالم کو جگمگا دیتا ہے ۔ وہ ایسے مقامِ بلند پر ہے کہ لوگوں کے ہاتھ اور نگاہیں وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں ۔

امام روشن چاند اور ضیاء بار چراغ ہے ۔ جگمگاتا نور ہے ۔ ہدایت کرنے والا ستارہ ہے اور ضلالت کی تاریکیوں میں شہروں، جنگلوں اور سمندر کی گہرائیوں میں راہ بتاتا ہے ۔

امام پیاسے کے لئے چشمۂ آبِ شیریں ہے، ہدایت کا ناز ہے، ہلاکت سے نجات دینے والا ہے ۔ وہ اس آگ کے مانند ہے جو کسی بلندی پر لوگوں کو راستہ دکھانے کے لئے روشن کی جائے، اس کے وجود کی گرمی سے یخ بستہ موسم میں سکون ملتا ہے وہ ہلاکت خیزیوں میں صحیح راستہ بتانے والا ہے ۔ جو اس سے الگ رہا ہلاک ہوا ۔

امام برسنے والا بادل ہے وہ موسلا دھار بارش ہے ۔ وہ آفتاب درخشاں ہے وہ سایہ فگن آسمان ہے ۔ وہ ہدایت کی کشادہ زمین ہے وہ ابلنے والا چشمہ ہے ۔ وہ تالاب ہے ۔ وہ باغ ہے ۔

امام امانت دار ساتھی ہے ۔ شفیق باپ اور سگا بھائی ہے ۔ اور سخت مصیبت میں بندوں کا جائے پناہ ہے ۔

امام اللہ عزّوجل کا اس کی مخلوق میں امین ہے ۔ اس کے بندوں پر اس کی حجت ہے ۔ امام شہروں میں خدا کا خلیفہ

ہے۔ اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ اور حرمِ خدا سے دشمنوں کو دور رکھنے والا ہے۔

امام خطاؤں سے پاک ہوتا ہے۔ وہ تمام عیوب سے بری، علم سے مخصوص اور حلم سے موسوم ہوتا ہے۔ وہ دین کے نظام کو درست کرنے والا، مسلمانوں کی عزت، منافقوں کے لئے غیظ و غضب اور کافروں کے لئے ہلاکت ہے۔

امام اپنے زمانے میں یکتا ہوتا ہے۔ کوئی فضل و کمال میں اس کے قریب بھی نہیں ہوتا۔ نہ کوئی عالم اس کے مقابلہ کا ہوتا ہے نہ اس کا کوئی بدل پایا جاتا ہے نہ اس کا کوئی مثل و نظیر ہوتا ہے۔ وہ بغیر اکتساب خدا کی مہربانی سے ہر قسم کی فضیلت سے مخصوص ہے یہ اختصاص اس کے لئے بہت فضل کرنے والے اور بہت عطا کرنے والے خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس کون ہے جو معرفت امام حاصل کرسکے یا امام بنانا اس کے اختیار میں ہو۔ افسوس صد افسوس لوگوں کی عقلیں گمراہ ہوگئی ہیں۔ عقول پریشان ہیں۔ بردباریاں سرگشتہ ہیں۔ فہم و ادراک متحیر ہیں۔ آنکھیں تھک گئی ہیں۔ عظیم المرتبت لوگ حقیر ہوگئے۔ حکماء حیران ہوگئے۔ خطیبوں کی زبانیں بند ہوگئیں۔ صاحبانِ حلم کمزور ہوگئے۔ عقلوں پر جہالت کا پردہ پڑ گیا، شعراء تھک گئے، اہل ادب عاجز ہوگئے اور صاحبانِ بلاغت ایسے عاجز آئے کہ امام کی کسی شان کو بیان نہ کرسکے۔ اور اس کی کسی ایک فضیلت کی تعریف نہ کرسکے۔ انہوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور اپنی کوتاہی کے قائل ہوئے۔ پس کیسے اس کی حقیقت کا وصف بیان ہوسکتا ہے یا اس کی تعریف ہوسکتی ہے یا اس امر امامت کے متعلق کچھ سمجھا جاسکتا ہے۔ یا کوئی اس کی جگہ کھڑا ہوسکتا ہے۔ یا اس سے مستغنی کرسکتا ہے۔ نہیں اور کیسے، کیونکہ وہ سخاوت کے ہاتھوں اور توصیف کرنے والوں کے وصف سے اوجِ ثریا کی مانند بلند ہے۔ ایسی صورت میں امام مقرر کرنے میں بندوں کا اختیار کیسا؟ اور عقلوں کی رسائی کہاں؟ امامت جیسی چیز اور کونسی ہے؟ وہ خیال کرتے ہیں کہ امامت آلِ محمدؐ کے غیر میں پائی جاتی ہے۔ خدا کی قسم لوگوں کے نفسوں نے ان کو جھٹلایا ہے۔ اور ان کو باطل خیالات میں مبتلا کردیا ہے۔ وہ صعوبت سے چڑھائی پر چڑھے تو ان کے قدم پستی کی طرف پھسل گئے۔ انہوں نے امام بنانے کا ارادہ اپنی ناقص اور تباہ کن عقلوں اور گمراہ کن آراء سے کیا۔ پس حقیقی امام سے ان کا فاصلہ بڑھتا ہی گیا۔ خدا ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے جارہے ہیں۔

انہوں نے ناممکن کام کا ارادہ کیا، جھوٹ کہا اور خوفناک گمراہی میں پڑگئے اور حیرت کے بھنور میں پھنس گئے۔ انہوں نے امام کو بصیرت سے جاننا چھوڑ دیا، شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نگاہوں میں زینت دے دی اور ان کو صحیح راستہ سے ہٹا دیا انہوں نے خدا اور رسول کے انتخاب سے نفرت کی اور اپنے انتخاب کو پسند کیا۔ حالانکہ قرآن ان سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے: **وربک یخلق مایشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعلیٰ عما یشرکون** (سورہ قصص آیت ۶۸) "تیرا رب جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ لوگوں کی اس میں دخل اندازی نہیں۔ اللہ لائق تسبیح ہے شرک سے پاک ہے۔" نیز فرماتا ہے: **وما**

کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللّٰه و رسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امرهم (سورۂ احزاب آیت ۳۶) "جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی امر کو طے فرمادیں تو کسی مومن، مومنہ کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔" اور اللہ نے فرمایا: مالکم کیف تحکمون O ام لکم کتاب فیه تدرسون O ان لکم فیه لما تخیرون O ام لکم ایمان علینا بالغة الی یوم القیامة ان لکم لما تحکمون O سلهم ایهم بذلک زعیم O ام لهم شرکاء فلیاتوا بشرکآئهم ان کانوا صادقین (سورہ قلم آیات ۳۶ تا ۴۱) "تمہیں کیا ہوگیا ہے تم خود کیسا حکم لگاتے ہو۔ آیا تمہارے پاس قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے جس کا تم درس لیتے ہو۔ کہ جو کچھ تم پسند کروگے وہ تم کو اس میں ضرور ملے گا یا تمہارا ہم سے روز قیامت تک کے لئے کوئی معاہدہ ہے کہ تم اس کے متعلق حکم کرتے ہو۔ اے رسولؐ تم ان سے پوچھو کہ کون ان عہدوں کا ضامن ہے۔ کیا ان کے لئے خدا کے شریک ہیں۔ پس اگر تم سچے ہو تو اپنے ان شریکوں کو بلاؤ۔" نیز فرماتا ہے: افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها (سورہ محمدؐ آیت ۲۴) "کیا یہ لوگ آیات قرآنی میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے قلوب پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔" یا طبع اللّٰه علی قلوبهم فهم لا یعلمون (سورہ توبہ آیت ۹۳) "ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے کہ وہ نہیں سمجھتے" یا: قالوا سمعنا وهم لا یسمعون O ان شر الدوآب عند اللّٰه الصم البکم الذین لا یعقلون O ولو علم اللّٰه فیهم خیراً لا سمعهم ولوا سمعهم لتولوا وهم معرضون (سورہ انفال آیات ۲۱ تا ۲۳) کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ خدا کے نزدیک روئے زمین پر بدترین چلنے والے گونگے بہرے ہیں جو سمجھتے ہی نہیں۔ اگر اللہ جانتا کہ ان میں کوئی بہتری ہے تو ضرور ان کو سناتا لیکن اگر وہ سنتے تو روگردانی کرکے بھاگ جاتے۔" یا: قالوا سمعنا و عصینا (سورہ بقرہ آیت ۹۳) "انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔" بلکہ یہ تو خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

پس اس صورت میں امام کے متعلق ان کا کیا اختیار ہے "امام عالم ہوتا ہے۔ (کسی چیز سے) جاہل نہیں ہوتا۔ امام امت کا محافظ ہوتا ہے۔ معدنِ قدس و طہارت و عبادت و زہد ہوتا ہے۔ اس کے علم و عبادت دعوت رسول سے مخصوص ہوتے ہیں۔ وہ نسل مطہرۂ بتولؑ سے ہوتا ہے۔ اس کے نسب میں کوئی عیب نہیں ہوتا ہے۔ نہ کوئی حسب میں اس کے قریب ہوتا ہے۔ قریش سے ہوتا ہے۔ خاندان بنو ہاشم میں سب سے بلند مرتبہ پر ہوتا ہے۔ عترت رسول سے ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کا طلبگار ہوتا ہے۔ تمام اشراف کا شرف ہوتا ہے۔ عبد مناف کی نسل سے ہوتا ہے۔ علم کو عروج دینے والا ہوتا ہے۔ حلم سے پر ہوتا ہے۔ شرائط امامت کا جامع ہوتا ہے۔ سیاست الٰہیہ کا عالم ہوتا ہے۔ اس کی اطاعت لوگوں پر فرض ہوتی ہے۔ امر الٰہی کا قائم کرنے والا ہوتا ہے۔ بندگان خدا کو نصیحت کرنے والا ہوتا ہے۔ دین

خدا کا نگہبان ہوتا ہے ۔

انبیاءؑ اور ائمہ طاہرینؑ کو اللہ کی جانب سے توفیق ہوتی ہے اور اس کے علم و حکمت کے خزانوں سے جو چیز ان کو دی جاتی ہے ان کے غیر کو نہیں دی جاتی ۔ ان کا علم تمام زمانہ کے علم سے زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے : **افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فمالکم کیف تحکمون** (سورہ یونس آیت ۳۵) " تو اب جو کوئی صحیح راہ بتائے اس کی بات ماننی چاہیئے یا اس کی جو آپ راہ نہ پائے مگر جب کوئی اور اس کو راہ بتلائے ۔ سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو ۔" نیز ارشاد خداوندی ہے : **ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیراً وما یذکر الا اولوا الالباب** (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۹) " اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں ۔" حضرت طالوتؑ کے قصہ میں ارشاد خداوندی ہے : **ان اللّٰہ اصطفہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللّٰہ یوتی ملکہ من یشاء ط واللّٰہ واسع علیم** (سورۃ بقرہ آیت ۲۴۷) " بے شک اللہ نے پسند فرمایا اس کو تم پر اور زیادہ فراخی دی اس کو علم اور جسم میں اور اللہ اپنا ملک جس کو چاہے دیتا ہے اور اللہ ہی فضل کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۔" اور حضور اکرمؐ سے ارشاد ہوتا ہے ۔ **وکان فضل اللّٰہ علیک عظیماً** (سورۃ نساء آیت ۱۱۳) " اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے ۔"

اللہ نے ائمہ اہل بیت کے بارے میں ارشاد فرمایا : **ام یحسدون الناس علیٰ مآ اتھم اللّٰہ من فضلہ فقد اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتینھم ملکاً عظیماً ۝ فمنھم من امن بہ ومنھم من صدعنہ وکفیٰ بجھنم سعیرا** (سورۃ النساء آیت ۵۴ تا ۵۵) یا لوگوں پر اس کا حسد کرتے ہیں جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے ۔ بے شک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا فرمائی اور ان کو بہت بڑی سلطنت دی ۔ پھر عام لوگوں میں سے کچھ تو اس پر ایمان لے آئے اور کچھ اس سے رک گئے ۔ اور (ان رکنے والوں کے لئے) بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے ۔

جب خدا کسی بندے کو اپنے بندوں کے امور کی اصلاح کے لئے منتخب کرلیتا ہے ۔ تو اس کام کے لئے اس کے سینہ کو کشادہ کر دیتا ہے ۔ اور حکمت کے چشمے اس کے قلب میں ودیعت فرماتا ہے ۔ اور علم کا الہام کرتا ہے ۔ پس وہ کسی سوال کے جواب میں عاجز نہیں ہوتا اور نہ وہ راہ صواب میں حیران ہوتا ہے ۔ وہ معصوم ، تائید یافتہ ، باتوفیق ، سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ، خطاؤں ، ذلالتوں اور مکروہات سے بچا ہوا ہوتا ہے ۔ خدا اسے ان امور سے مخصوص کرتا ہے ۔ تاکہ وہ اس کے بندوں پر اس کی حجت بالغہ ہو اور اس کی مخلوق پر اس کا گواہ ہو ۔ **ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم** (سورۃ حدید آیت ۲۱) " وہ اللہ کا فضل ہے ۔ اس کو دے

جسے چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ۔"

پس کیا لوگ ایسا امام بنانے پر قادر ہیں کہ وہ اس کو انتخاب کرلیں اور ان صفات والے پر وہ کسی اور کو مقدم کردیں ۔ خانہ کعبہ کی قسم انہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا گویا وہ نہیں جانتے ۔ حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفاء ہے انہوں نے اسے پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کا اتباع کیا ۔ خدا نے ان کی مذمت کی ان کو دشمن رکھا اور ان کے لئے ہلاکت ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ومن اضل ممن اتبع هوٰه بغير هدى من الله ان الله لايهدى القوم الظلمين**(سورۃ قصص آیت ۵۰) "اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کی پیروی کرے ۔ بیشک اللہ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا ۔" نیز ارشاد خداوندی ہے **فتعساً لهم واضل اعمالهم** (سورۃ محمدؐ آیت ۸) "گرے منہ کے بل اور ضائع ہوگئے ۔" نیز پروردگار عالم کا ارشاد ہے **كبر مقتاً عندالله وعند الذين امنوا كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار** (سورۃ مومن آیت ۳۵) "اللہ کے نزدیک اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے نزدیک (یہ رویہ) بہت ہی ناپسند ہے ۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر چھاپا لگا دیتا ہے ۔"

الحمدلله کتاب کمال الدین و تمام النعمت کی جلد دوم کا ترجمہ اختتام کو پہنچا ۔ **وصلى الله على محمد وآله الطيبين الطاہرين المعصومين وسلم تسليماً كثيراً۔**

۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۰ ھ

۲۹ جون ۱۹۹۹ء

علل الشرائع

(اردو)

للشیخ الصدوق

تالیف

الشیخ الصدوق أبی جعفر محمد بن علی

ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المتوفی سنہ ۳۸۱ھ

مترجم

مولوی سید حسن امداد صاحب

ممتاز الافاضل



ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی